فہرست الفاظ

مولانا محمد عبدالرشید نعمانی

دار الاشاعت
اردو بازار ۔ ایم اے جناح روڈ ۔ کراچی پاکستان فون: 32631861

إن في ذلك لآيات لقوم يتفكرون

مع فہرستِ الفاظ

جلد دوم ـ ب تا خ

تالیف

مولانا محمد عبدالرشید نعمانی

دارالاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت : اپریل ۲۰۰۷ء علمی گرافکس

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمد للہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

ملنے کے پتے

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت القلم مقابل اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی
بیت الکتب بالمقابل اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد
مکتبۃ المعارف محلہ جنگی۔ پشاور

ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
بیت العلوم 20 نابھہ روڈ لاہور
مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

انگلینڈ میں ملنے کے پتے

AZHAR ACADEMY LTD.
54-68 LITTLE ILFORD LANE
MANOR PARK, LONDON E12 5QA

ISLAMIC BOOKS CENTRE
119-121, HALLIWELL ROAD
BOLTON BL 3NE, U.K.

امریکہ میں ملنے کے پتے

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET
BUFFALO, NY 14212, U.S.A.

فہرست

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب الباء الموحدۃ

فصل الالف

ب : میں ، سے ، پر ، ساتھ ، بسبب ، کو ، ابوالبقاء کفوی کلیات میں لکھتے ہیں :-

" با ، یہ وہ حرف ہے جو سب سے پہلے نطق انسانی میں آیا اور انسان کی زبان کھلنے کی ابتداء اسی سے ہوئی ، اس کے معنی ہیں وصل والصاق (ملانا) داخل ہے اللہ تعالیٰ نے اس سے اپنی کتاب کا آغاز فرمایا اپنے کلام و خطاب کی ابتداء فرما کر اس کے مرتبہ کو بلند ، اس کی شان کو اعلیٰ اور اس کی برہان کو ظاہر کر دیا ۔ یہ حروف جارہ میں سے ہے جن کی وضع اس لئے عمل میں آئی ہے کہ افعال کے معانی کو اسماء تک پہنچا دیا جائے " [1]

علامہ سیوطی ، اتقان فی علوم القرآن میں فرماتے ہیں

" با مفرد حرف جر ہے اس کے متعدد معانی آتے ہیں " الصاق " کے معنی ان سب میں زیادہ مشہور ہیں چنانچہ سیبویہ نے اس کے علاوہ اور کوئی معنی ذکر نہیں کئے ، کہا جاتا ہے کہ یہ معنی اس سے جدا نہیں ہوتے شرح لب میں بیان کیا ہے کہ دو معنوں میں باہم ایک دوسرے سے تعلق کا نام الصاق ہے ، الصاق کبھی باعتبار حقیقت ہوتا ہے جیسے وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ (اور اپنے سروں پر مسح کرو) کہ یہاں حقیقتاً مسح کا الصاق " سروں " سے مراد ہے ، اسی طرح فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ میں ، اور کبھی باعتبار مجاز ہوتا ہے جیسے وَإِذَا

---

[1] کلیات ابوالبقاء ص ۹۳ طبع مصر ۱۲۸۶ھ

مَرُّوْا بِهِمْ (اور جب ان کے پاس سے نکلتے) یعنی
اس جگہ سے قریب ہوتے ہیں (کہ یہاں درحقیقت
الصاق کا تعلق تو اس مکان اور جگہ سے ہے مگر
باعتبار مجاز ان سے ہی کر دیا گیا)۔

(۲) جس طرح "ہمزہ" فعل کو متعدی کرنے کے
لئے آتا ہے اسی طرح یہ بھی آتی ہے جیسے ذَهَبَ
اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ (اللہ نے ان کی روشنی کھودی) اور
وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ (اور اگر اللہ
چاہے تو ان کی قوت سماعت کو کھو دے) کہ یہاں
ذھب بمعنی اذھب ہے جس طرح لِيُذْهِبَ
عَنْكُمُ الرِّجْسَ (تاکہ اللہ تمہاری گندگی دور کر دے)
میں، مبرد اور سہیلی کا خیال ہے کہ ہمزہ کے اور باء کے
تعدیہ میں فرق ہے (ان کے خیال میں باء تعدیہ کی
صورت میں مصاحبت کے معنی ملحوظ ہوتے ہیں اور
ہمزہ میں نہیں) چنانچہ جب ذھبت بزید (تو زید
کو لیکر گیا) کہو گے تو مخاطب زید کے ساتھ جانے میں
شریک ہوگا۔ مگر ان کا یہ خیال مذکورہ آیات کی بنا پر
مردود ہے۔ (کیونکہ اللہ تعالیٰ عدم نور، یا عدم سماعت
میں کیونکر شریک کہا جا سکتا ہے۔ تعالی اللّٰہ عن
ذلک علوا کبیرا)

(۳) استعانت یعنی کسی چیز سے مدد چاہنا جب
باء اس معنی میں آتی ہے تو آلہ فعل پر داخل ہوتی ہے
جیسے بِسْمِ اللّٰهِ (ساتھ نام اللہ کے) کی باء ہے کہ معنی
یہ ہیں کہ میں اللہ کے نام سے مدد لیتا ہوں،

(۴) سببیت یعنی فعل کا سبب بتلانے کے لئے
یہ سبب فعل پر داخل ہوتی ہے جیسے فَكُلًّا اَخَذْنَا
بِذَنْۢبِهٖ (پس ہم نے ہر ایک کو اس کے گناہ کے
سبب پکڑا) اور ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ
الْعِجْلَ (تم نے اس بچھڑے کے بنا لینے کے سبب
اپنے آپ پر ظلم کیا) اس باء کو "باء تعلیل" بھی کہتے ہیں

(۵) مصاحبت جس طرح کہ "مع" کے معنی آتے
ہیں جیسے اهْبِطْ بِسَلٰمٍ (سلامتی کے ساتھ اتر)
جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ (تمہارے پاس حق
کے ساتھ رسول آیا) فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ (اپنے
پروردگار کی تعریف کے ساتھ پاکی بیان کر)۔

(۶) باء ظرفیہ جس طرح کہ فِيْ اس معنی میں آتا ہے
خواہ ظرف زمان ہو یا مکان، جیسے نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ
(ہم نے ان کو صبح کے وقت نجات دی) اور نَصَرَكُمُ
اللّٰهُ بِبَدْرٍ (اللہ نے تمہاری بدر میں مدد کی) کہ
آیت اولی میں باء ظرف زمان کے لئے ہے اور آیت
ثانیہ میں ظرف مکان کے لئے)۔

(۷) عَلٰی (پر، اوپر) کی طرح استعلاء کے معنی ہیں

جیسے مَنۡ اِنۡ تَاۡمَنۡهُ بِقِنۡطَارٍ (وہ شخص کہ تو اس کو مال کے ڈھیر پر امین بنائے) کہ یہاں باء بمعنی عَلٰی ہے چنانچہ اِلَّا كَمَاۤ اَمِنۡتُكُمۡ عَلٰۤى اَخِيۡهِ (مگر جیسا کہ میں نے تم کو اس کے بھائی پر امین کیا تھا) اس کی دلیل ہے۔

(۸) مجاوزت جیسے کہ عَنۡ (سے) کے معنی ہیں مثلاً فَسۡئَلۡ بِهٖ خَبِيۡرًا (پوچھ لے اس کے متعلق کسی باخبر سے) کہ یہاں با بمعنی عن کے ہے چنانچہ يَسۡئَلُوۡنَ عَنۡ اَنۡۢبَآئِكُمۡ (وہ پوچھتے پھرتے ہیں تمہاری خبریں) اس کی دلیل ہے پھر بعض کا خیال ہے کہ عن کے معنی میں آنا صرف سوال کے ساتھ ہی مخصوص ہے اور بعض کے خیال میں یہ خصوصیت نہیں، جیسے يَسۡعٰى نُوۡرُهُمۡ بَيۡنَ اَيۡدِيۡهِمۡ وَبِاَيۡمَانِهِمۡ (ان کا نور ان کے آگے اور ان کے داہنے دوڑتا ہوگا) اور وَيَوۡمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالۡغَمَامِ (اور جس دن کہ آسمان بدلی پر سے پھٹ جائے گا) کہ بِاَيۡمَانِهِمۡ اور بِالۡغَمَامِ دونوں میں با بمعنی عن ہے۔

(۹) تبعیض کے معنی میں جس طرح مِنۡ (سے) آتا ہے جیسے عَيۡنًا يَّشۡرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ (چشمہ ہے کہ جس سے اللہ کے بندے پئیں گے) کہ یہاں سارے چشمہ کا پی جانا مراد نہیں بلکہ اس میں سے پانی پینا مراد ہے۔

(۱۰) اِلٰی (تک) کی طرح بیان غایت و انتہا کے لئے جیسے وَقَدۡ اَحۡسَنَ بِىۡۤ (اور بلا شبہ اس نے میرے ساتھ احسان کیا) یعنی اس کا احسان مجھ تک پہنچا۔

(۱۱) مقابلہ کے لئے جو کسی چیز کے عوض اور بدلہ پر داخل ہو جیسے اُدۡخُلُوا الۡجَـنَّةَ بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ (جاؤ بہشت میں بدلہ اس کا جو تم کرتے تھے) واضح رہے کہ اس با کو بائے مقابلہ مانا گیا بائے سببیت نہیں جیسا کہ معتزلہ کا خیال ہے کیونکہ بدلہ اور عوض میں دینے والا کبھی مفت بھی دیدیتا ہے لیکن مسبب کا وجود بغیر سبب کے نہیں ہوتا۔

(۱۲) تاکید کے لئے اور یہ بائے زائدہ ہوتی ہے، چنانچہ فاعل میں زیادہ کی جاتی ہے جیسے اَسۡمِعۡ بِهِمۡ وَاَبۡصِرۡ (کیا خوب سنتے ہوں گے اور کیا خوب دیکھتے ہوں گے) میں کہ یہاں یعنی افعال تعجب میں بار کا لانا واجب ہے اور دیگر مقامات میں فاعل پر بار کا لانا اکثر جائز ہے جیسے وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيۡدًا (اور اللہ کافی ہے گواہ) کہ اللہ فاعل، شَهِيۡدًا بر بنائے حال یا تمیز منصوب اور بار زائدہ ہے جو تاکید اتصال کے لئے آئی ہے کیونکہ كَفٰى بِاللّٰهِ میں

اسم فعل سے اسی طرح متصل ہے جس طرح فاعل ہوتا ہے۔ ابن الشجری نے کہا ہے کہ ایسا اس لئے کیا گیا کہ یہ بتا دیا جائے کہ اللہ کی کفایت عظمت مرتبہ میں اوروں کی کفایت کی طرح نہیں ہے اسی لئے معنی کی زیادتی کے لئے لفظ میں بھی زیادتی کی گئی۔ اور زجاج کا بیان ہے کہ باء اس لئے داخل ہوئی ہے کہ کفیٰ یہاں اِکْتَفِ کے معنیٰ میں ہے لیکن ابن ہشام نے تصریح کی ہے کہ یہ توجیہ خوبی سے دور ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہاں فاعل مستتر ہے اصل میں یوں تھا کَفیٰ الْاِکْتِفَاءُ بِاللّٰہِ اکتفاء جو مصدر تھا وہ تو حذف ہو گیا اور اس کا معمول دلالت کے لئے باقی رہ گیا۔ یاد رہے کہ جب کفیٰ بمعنی وَفیٰ ہو تو اس صورت میں فاعل میں باء زائدہ نہیں کی جائیگی جیسے فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ (سو اب اللہ تیری طرف سے ان کو کافی ہے) اور کَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ (اور آپ اُٹھالی اللہ نے مسلمانوں کی لڑائی) اور مفعول میں بھی باء زائدہ کی جاتی ہے جیسے وَلَا تُلْقُوا بِاَيْدِيكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ (اور اپنے ہاتھوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو) اور وَهُزِّي اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ (اور اپنی طرف کھجور کے ٹالے کو ہلا) اور فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَاۗءِ (تو تانے ایک رسی آسمان تک) اور وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍ (اور جو اس میں بے دینی کا ارادہ کرے) نیز مبتدا میں بھی باء آتی جاتی ہے جیسے بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ (کون تم میں سے فتنہ ہے) کہ یہاں بِاَيِّكُمْ اَيُّكُمْ کے حکم میں ہے اور بعض اس باء کو ظرفیہ بتاتے ہیں ان کے خیال میں باء بمعنی فی ہے گویا عبارت کا مطلب یہ ہوگا کہ فِىْ اَيِّ طَاۗئِفَةٍ مِّنْكُمْ (تمہاری کس جماعت میں) بعض قاریوں نے جو لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا میں الْبِرَّ پر زبر پڑھا ہے ان کی قراءت پر لیس کے اسم پر بھی باء آتی ہے۔ نیز خبر منفی میں بھی باء زائد کی جاتی ہے جیسے وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ (اللہ غافل نہیں ہے)۔ نیز موجب میں بھی چنانچہ جَزَاۗءُ سَيِّئَةٍۢ بِمِثْلِهَا (برائی کا بدلہ برائی کے موافق ہے) میں باء اسی قاعدہ پر ہے اور تاکید میں بھی باء آتی ہے چنانچہ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ (وہ روکے رکھیں اپنے آپ کو) کو اسی کی مثال قرار دیا گیا ہے۔

آیت شریفہ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ (اور اپنے سروں کا مسح کرو) میں جو باء ہے اس کے متعلق علماء میں باہم اختلاف ہے بعض کہتے ہیں الصاق کے لئے ہے بعض کہتے ہیں تبعیض کے لئے بعض زائدہ

کہتے ہیں اور بعض استعانت کے لئے بتلاتے ہیں اور بات یہ ہے کہ اس کلام میں حذف اور قلب دونوں ہیں کیونکہ مسح کا تعدیہ مزال عنہ کی طرف تو راست ہوتا ہے اور مزیل کی طرف باء کے ذریعہ سے پس اصل میں یوں ہے امسحوا رؤسکم بالماء کہ رؤس تو مزال عنہ ہے اور ماء مزیل جو عبارت میں محذوف ہے۔ [1]

بَآءَ۔ اس نے کمایا۔ وہ پھرا۔ وہ لوٹا (نَصَرَ) بَوَآءٌ سے جس کے اصل معنی ٹھکانہ درست کرنے اور جگہ ہموار کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ مجازاً اس کے معنی کمانے لوٹنے اور اقرار کرنے کے بھی آتے ہیں پ۸ پ۹ ۱۶

بَاب۔ دروازہ۔ داخل ہونے کی جگہ۔ پ۲ پ۶ ۸ و ۲ پ۹ پ۱۳ پ۱۳ و ۲ پ۱۳ ۲ پ۱۸ بَابًا پ۱۴ ۱ پ۱۶ ۲

بَابِل۔ یہ ایک عظیم الشان شہر کا نام ہے جو قدیم زمانے میں دریا فرات کے دونوں جانب واقع تھا اور فرات اس کے بیچ میں سے ہو کر گزرتا تھا۔ اور آج بھی فرات کے دونوں طرف اس کے کھنڈرات موجود ہیں۔ اس کا عرض البلد شمالی ۳۲ درجہ ۳۰ دقیقہ ۲۱ ثانیہ اور طول البلد شرقی ۴۴ درجہ ۲۳ دقیقہ ۳۰ ثانیہ ہے یہ مدت تک سلطنت عراق کا پایہ تخت رہا ہے اور بخت نصر کے زمانہ تک بڑی شان و شوکت کا شہر تھا ۵۳۹ء قبل مسیح کے بعد سے اس پر ایسی تباہی آئی کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس کا خاتمہ ہو گیا۔ بابل کی سحر و ساحری اور یہاں کی میخواری مشہور عام ہے۔ مشہور نحوی اخفش کا بیان ہے کہ بابل مؤنث نام ہونے کے باعث غیر منصرف ہے کیونکہ عربی میں ہر مؤنث کا نام جبکہ وہ علم ہو اور تین حرف سے زائد ہو غیر منصرف ہوتا ہے۔[2] سنن ابی داؤد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقبرہ میں نماز ادا کرنے سے منع فرمایا نیز اس سے بھی کہ میں سرزمین بابل میں نماز پڑھوں کیونکہ وہ ملعون جگہ ہے۔ خطابی لکھتے ہیں کہ اس حدیث کی سند میں گفتگو ہے میرے علم میں کسی عالم نے سرزمین بابل میں نماز ادا کرنے کو حرام نہیں کہا۔ علاوہ ازیں جعلت لی الارض مسجدا و طھورا (میرے لئے ساری زمین سجدہ کے قابل اور پاک کر دی گئی ہے) جو اس سے زیادہ صحیح ہے اس کے معارض ہے اگرچہ حدیث

---

[1] ملاحظہ ہو اتقان ج ۱ ص ۱۵۹ و ۱۶۰ طبع مصر [2] معجم البلدان ج ۲ ص ۱۸ طبع مصر ۱۳۲۳ھ

ثبوت کو پہنچ جائے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارض بابل کو وطن بنانے اور وہاں اقامت گزیں ہونے سے منع فرمادیا کیونکہ جب وہاں اقامت اختیار کی جائیگی تو نماز بھی پڑھنی پڑے گی۔ پھر اس بارے میں جو نہی وارد ہے وہ بھی مخصوص ہے۔ نہانی کے لفظ پر غور فرمایئے (جس کے معنی ہیں مجھے منع فرمایا) غالباً اس محنت و مشقت سے ڈرانا مقصود تھا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کوفہ میں اٹھانی پڑی، کوفہ کا شمار بابل ہی کی سرزمین میں ہے حضرت علیؓ سے پہلے خلفاء راشدین میں سے کوئی بھی مدینہ سے منتقل نہیں ہوا۔[1] پ ۱ / ۱۲

بَاخِعٌ۔ غم میں گھونٹ ڈالنے والا۔ بَخْعٌ سے جس کے معنی غم میں اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالنے کے ہیں اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر۔ پ ۱۵ / ۱۳ پ ۱۹ / ۵

بَادٍ۔ بادیہ نشین۔ باہر سے آنے والا۔ بَدَاوَةٌ سے جس کے معنی صحرا میں اقامت اختیار کرنے کے ہیں۔ اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر۔ پ ۱۷

بَادُونَ۔ باہر رہنے والے۔ صحرا نشین۔ بَادٍ کی جمع۔ اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر۔ پ ۲۱ / ۱۸

بَادِیَ ظاہر ظہور، کھلم کھلا، بُدُوٌّ سے جس کے معنی ظاہر ہونے کے ہیں۔ اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر۔ پ ۱۲

بَارِدٌ۔ ٹھنڈا۔ بَرْدٌ سے جس کے معنی ٹھنڈا ہونے کے ہیں اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر۔ پ ۲۳ / ۱۲ پ ۲۷ / ۱۵

بَارِزُونَ۔ نکل کھڑے ہونے والے۔ بُرُوزٌ سے جس کے معنی کھلی جگہ میں نکلنے اور ظاہر ہونے کے ہیں۔ اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر۔ پ ۱۳

بَارِزَةٌ۔ کھلی ہوئی۔ بُرُوزٌ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مؤنث۔ پ ۱۵ / ۱۸

بَارَكَ۔ اس نے برکت دی۔ مُبَارَكَةٌ سے جس کے معنی برکت دینے کے آتے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ ۲۲ / ۱۶

بَارَكْنَا۔ ہم نے برکت دی۔ مُبَارَكَةٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم۔ پ ۹ / ۶ پ ۱۵ / ۱ پ ۱۷ / ۵، ۹ پ ۲۲ / ۸ پ ۲۳ / ۷

بَارِئٌ۔ نکال کھڑا کرنے والا، پیدا کرنے والا۔ بَرْءٌ سے جس کے معنی بنانے کے ہیں اسم فاعل کا صیغہ۔ واحد مذکر۔ باری اللہ تعالیٰ کی مخصوص صفت ہے بَرَأَ یَبْرَأُ کا استعمال پیدا کرنے کے معنی میں ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے باری خالق کے

[1] معالم السنن شرح ابی داؤد للخطابی ج ۱ ص ۱۴۸ طبع حلب ۱۳۵۱ھ

ہم معنی ہوگا۔ مگر آیتِ شریفہ ھُوَ اللّٰہُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ (وہی اللہ ہے بنانے والا، نکال کھڑا کرنے والا، صورت کھینچنے والا) سے پتہ چلتا ہے کہ خالق اور باری دو علیحدہ علیحدہ صفتیں ہیں اور ان دونوں میں باہم فرق ہے البتہ ہم معنی ماننے کی صورت میں باری کو خالق کی تاکید سمجھا جا سکتا ہے۔ علامہ محمود آلوسی لکھتے ہیں کہ باری وہ ہے جس نے مخلوق کو تفاوت اور اجزاء و اعضاء کے عدم تناسب سے بری پیدا کیا یعنی یہ نہیں ہوا کہ ایک ہاتھ تو بہت چھوٹا اور پتلا ہو اور دوسرا بہت بڑا اور موٹا۔ اسی طرح خاصیتوں اور شکلوں نیز خوبی اور برائی میں ایک دوسرے سے ممتاز فرمایا۔ پس اس اعتبار سے باری خاص ہے اور خالق عام[1]۔ یعنی خالق کے معنی ہیں صرف پیدا کرنے والا اور باری کے معنی ہیں مخصوص صفت پر پیدا کرنے والا۔

امام بیہقی، کتاب الاسماء والصفات میں فرماتے ہیں وحلیمی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ باری کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک تو اپنے علم کے مطابق طرح طرح کی مخلوقات کا ایجاد کرنے والا۔ آیت کریمہ مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا (کوئی مصیبت نہیں پڑتی زمین میں نہ خود تمہاری جانوں میں مگر وہ اس سے پہلے کہ ہم اسے پیدا کریں کتاب میں موجود ہے) میں اسی معنی کی طرف اشارہ ہے اور اس میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں کہ جنابِ باری عز اسمہ کے متعلق جو "ابداع" کا اثبات و اعتراف کیا جاتا ہے تو وہ اس اعتبار سے نہیں کیا جاتا کہ اس نے ایک دم بغیر علم سابق جس چیز کا ابداع فرمانا چاہا فرما دیا بلکہ یہی مطلب ہے کہ جس چیز کا ابداع فرمایا وہ ابداع سے پہلے اس کے علم میں موجود تھی پس جس طرح کسی شئے کی ابداع و ایجاد کی بنا پر "مبدع" کا اسم اللہ تعالیٰ کے لئے ضروری ہے اسی طرح اسم "باری" بھی ضروری ہے۔

دوسرے یہ کہ "باری" سے قلبِ حقیقت اور تبدیلِ ماہیت کرنے والا مراد ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے پانی، مٹی، آگ اور ہوا کو تو اپنی صفتِ ابداع سے بغیر کسی چیز کے پیدا کیا اور پھر ان چاروں سے اجسامِ مختلفہ کو بنایا چنانچہ ارشاد ہے وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ (اور ہم نے ہر جاندار چیز کو پانی سے پیدا کیا) اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ

[1] روح المعانی ج ۱ ص ۲۲۷ طبع مصر

(ہیں بنانے والا ہوں انسان کو مٹی سے) وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَکُمْ مِّنْ تُرَابٍ (اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ تم کو مٹی سے پیدا کیا) خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَۃٍ فَاِذَا ھُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ (اس نے پیدا کیا انسان کو نطفہ سے، پس یکایک وہ کھلم کھلا جھگڑنے لگا) خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ کَالْفَخَّارِ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ (انسان کو ٹھیکر کی طرح بجتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا اور جنوں کو آگ کے شعلے سے بنایا) وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَۃٍ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ جَعَلْنٰہُ نُطْفَۃً فِیْ قَرَارٍ مَّکِیْنٍ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَۃَ عَلَقَۃً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَۃَ مُضْغَۃً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَۃَ عِظٰمًا فَکَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰہُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ (اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصے سے پیدا کیا پھر اس کو نطفہ بنا کر محفوظ جگہ میں رکھا پھر نطفہ کو لوتھڑا بنایا پھر لوتھڑے کی بوٹی بنائی پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائیں پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا اور اس کو ایک دوسری مخلوق بنا دیا پس بڑا بابرکت ہے اللہ سب سے بہتر بنانے والا)۔

اس صورت میں لفظ "باری" برأ القواس القوس (کمان گر نے کمان بنائی) سے ماخوذ ہوگا۔ یعنی جس چیز سے کمان بنتی ہے اس سے کمان بنائی اور وہ چیز ہیئت بدل کر دوسری چیز بن گئی۔ غرض اللہ تعالیٰ کے متعلق صفتِ ابداع کا اعتراف کرنا صفت "برأ" کے اعتراف کا مقتضی ہے کیونکہ معترف خوب جانتا ہے کہ وہ خود ایک حال سے دوسرے حال میں برابر بدلتا رہا ہے، یہاں تک کہ وہ اس قابل ہوا کہ اعتقاد و اعتراف کرنے لگے۔ پ۱۸ ع۵

بَارِئِکُمْ۔ تمہارا پیدا کرنے والا۔ بَارِیٔ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ پ۱

بَازِغًا۔ درخشاں، روشن، بُزُوْغٌ سے جس کے معنی طلوع ہونے اور چمکنے کے ہیں۔ اسم فاعل کا واحد مذکر۔ پ۷ ع۱۵

بَازِغَۃً۔ درخشاں، روشن، بُزُوْغٌ سے۔ اسم فاعل کا صیغہ۔ واحد مؤنث۔ پ۷ ع۱۵

بَأْسٌ۔ لڑائی، دبدبہ، سختی، آفت، جنگ کی شدت۔ اصل میں تو اس کے معنی سختی اور آفت کے ہیں مگر لڑائی اور غلبہ کے معنی میں اس کا استعمال بکثرت ہوتا ہے۔ پ۲ پ۵ پ۸ پ۱۴ پ۱۵ پ۱۸ پ۱۹ پ۱۸ پ۲۱ پ۲۲

لہ کتاب الاسماء والصفات ص ۱۷ مطبع انوار احمدی الہ آباد۔

پ۲ ع۱۴ بَأْسًا پ۸ ع۱۵

بَأْسَاءُ۔ سختی، فقر، اسم مؤنث ہے بُؤْسٌ سے مشتق ہے صفت نہیں ہے اور بعض کے خیال میں صفت ہے جو موصوف کے قائم مقام ہے

پ۲۹ ع۱۱ پ

بَاسِرَةٌ۔ اداس، بے رونق، پریشان، بَسْرٌ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مؤنث اصل میں بَسْرٌ کے معنی وقت سے پہلے کسی چیز کے متعلق جلدی کرنے کے ہیں یہاں وقت سے پہلے اداس ہونا اور تیور بگڑ جانا مراد ہیں۔ مجازاً اس کے معنی ترشرو ہونے اور منہ بگاڑنے کے بھی آتے ہیں۔ پ۱۳ ع۹

بَاسِطٌ۔ دراز کرنے والا، کھولنے والا، پھیلانے والا بَسْطٌ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر۔ اصل میں تو بسط کے معنی کھلنے کھولنے اور پھیلنے پھیلانے کے ہیں مگر جب ہاتھوں کے ساتھ اس کا استعمال ہوتا ہے تو اس صورت میں اس کے مختلف مفہوم ہوتے ہیں چنانچہ کبھی تو کسی چیز کی طرف ہاتھ پھیلانا یعنی مانگنا اور طلب کرنا مراد ہوتا ہے جیسے كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ (اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلانے والا تاکہ پانی اس کے منہ میں پہنچ جائے) اور کبھی کسی چیز پر ہاتھ ڈالنے یعنی پکڑنے اور گرفت کرنے کے لئے آتا ہے جیسے، وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُوا أَيْدِيهِمْ (اور کبھی تو دیکھے جس وقت ظالم موت کی بیہوشی میں ہوں اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہوں) اور کبھی دست درازی یعنی مارنے اور حملہ کرنے کے معنی ہوتے ہیں جیسے لَئِنْ بَسَطْتَ إِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِي مَا أَنَا بِبَاسِطٍ يَدِيَ إِلَيْكَ لِأَقْتُلَكَ (تو اگر مارنے کے لئے مجھ پر ہاتھ چلائیگا تو میں تجھ پر مارنے کو ہاتھ نہیں چلاؤں گا) اور کبھی ہاتھوں کے کھلنے سے مراد عطا اور بخشش ہوتی ہے جیسے (بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ (بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کشادہ ہیں) پ۷ ع۱۳ پ۸ ع۱۵

بَاسِطُوا۔ کھولنے والے، بڑھانے والے۔ بَاسِطٌ کی جمع۔ اصل میں بَاسِطُونَ تھا أَيْدِيهِمْ کی طرف مضاف ہونے کے باعث ن ساقط ہوگیا۔

بَاسِقَاتٌ۔ بلند، لمبی لمبی۔ بَاسِقَةٌ کی جمع بُسُوقٌ سے جس کے معنی بلند اور لمبا ہونے کے ہیں۔ اسم فاعل کا صیغہ جمع مؤنث غائب۔ پ۱۵

بَأْسَكُمْ۔ تمہاری لڑائی، بَأْس مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ پ۱۷ ع۲

بَأْسُنَا۔ ہمارا عذاب، بَأْس مضاف نا ضمیر

جمع متکلم مضاف الیہ جب بأس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو عذابِ الٰہی کے معنی ہوں گے۔
۴/۱۱ ، ۸/۵و۸ ، ۹/۲ ، ۱۳/۹ ، ۱۴/۲ ، ۲۳/۱۲

بَأْسُهٗ ۔ اس کا عذاب، بأس مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ۔ ۸/۵

بَأْسُهُمْ ۔ ان کی لڑائی، بأس مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۲۵/۵

بَاشِرُوْهُنَّ ۔ ان (عورتوں) سے ملا کرو، ان سے ملو، بَاشِرُوا مُبَاشَرَۃٌ سے جس کے معنی دو بشروں کے آپس میں ملنے کے ہیں، امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر، بشرہ جلد کے ظاہری حصہ کو کہتے ہیں، یہاں مباشرت سے جماع کا کنایہ مراد ہے، ھُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب۔ ۲/۲

بَاطِلٌ ۔ غلط، ناحق، جھوٹ، حق کی نقیض اور ضد ہے، جستجو کرنے سے جس چیز کے متعلق پتہ چلے کہ وہ بے ثبات ہے اسی کو باطل کہتے ہیں ارشاد ہے ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَالْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَالْبَاطِلُ (یہ سبب اس کے ہے کہ اللہ ہی ہے حق ثابت اور اس کے سوائے جس کو پکارتے ہیں ناپید ہو جانے والا ہے) اور اسی اعتبار سے ہر قول یا فعل جو بے ثبات ہو باطل کہلاتا ہے قول کی مثال لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ (کیوں ملاتے ہو صحیح میں غلط) اور فعل کی مثال وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (اور ضائع ہو گیا جو کیا تھا اس جگہ اور مٹ گیا جو کچھ کہ عمل کرتے تھے)۔ ۱/۵ ، ۲/۲ ، ۳/۵ ، ۵/۲
۶/۲ ، ۹/۱۵و۶ ، ۱۰/۱۱ ، ۱۳/۲ ، ۱۳/۸ ، ۱۳/۱۹ ، ۱۵/۹و۲۰ ، ۱۷/۲و۱۵
۳۰/۲و۳و۱۲ ، ۲۲/۱۲ ، ۲۳/۲و۱۵ ، ۲۵/۲ ، ۲۶/۵

بَاطِلًا ۔ ۴/۱۱ ، ۲۳/۱۲

بَاطِنٌ ۔ سب سے چھپا ہوا، اندر، بُطُوْنٌ اور بَطْنٌ سے جس کے معنی پوشیدہ اور مخفی ہونے کی ہیں۔ اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔ علامہ حلیمی کہتے ہیں باطن وہ ہے جو غیر محسوس ہو اور آثار و افعال کے ذریعہ اس کا ادراک کیا جائے۔ امام خطابی کا بیان ہے کہ بطون کے معنی کبھی تو دیکھنے والوں کی نگاہوں سے اوجھل ہونے کے آتے ہیں اور کبھی غیب کی پوشیدہ باتیں جاننے کے۔ [۱]

دوسرے معنے کے اعتبار سے ہی عرب والے بولتے ہیں فلان يبطن امر فلان یعنی فلاں

[۱] کتاب الاسماء والصفات امام بیہقی ص ۲۵ طبع انوار احمدی الٰہ آباد ۱۳۱۳ھ

فلاں کے باطنی حال سے آگاہ ہے۔ امام بخاریؒ نے بھی یحییٰ بن زیاد الفرا کی کتاب معانی القرآن سے یہی معنی نقل کئے ہیں۔ فرا، مذکور لغت و نحو کے مشہور امام ہیں[1]۔ علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں۔

الظاہر اور الباطن صفاتِ الٰہی میں الاول اور الآخر کی طرح ایک ساتھ بولے جاتے ہیں پس الظاہر کے متعلق تو کہا جاتا ہے کہ یہ ہماری بدیہی معرفت کی طرف اشارہ ہے کیونکہ انسان جس چیز کی طرف بھی نظر اٹھا کر دیکھے اس کی فطرت کا یہی فیصلہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَٰهٌ وَفِي الْأَرْضِ إِلَٰهٌ (اور وہی ہے کہ آسمان میں بھی قابلِ عبادت ہے اور زمین میں بھی قابلِ عبادت ہے) میں اسی حقیقت کا بیان ہے۔ اسی لئے کسی حکیم کا قول ہے کہ معرفتِ الٰہی کے طالب کی مثال اس شخص کی ہے جو آفاق میں ایسی چیز کے تلاش میں گشت لگائے جو خود اس کے پاس موجود ہو اور الباطن سے اشارہ اس کی حقیقی معرفت کی طرف ہے جس کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان لفظوں میں بتایا ہے یا من غایۃ معرفتہ القصور عن معرفتہ (اے وہ ذات کہ جس کی معرفت کی انتہا اس کی معرفت سے درماندگی ہے) کسی نے کہا باعتبار اپنی نشانیوں کے ظاہر ہے اور باعتبار اپنی ذات کے باطن ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ ظاہر سے مراد یہ ہے کہ وہ تمام اشیا پر محیط ہے اور اس کو سب کا ادراک حاصل ہے اور باطن اس حیثیت سے ہے کہ اس کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ خود اللہ عزوجل کا فرمان ہے لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ (نگاہیں اس کو نہیں پا سکتیں اور وہ نگاہوں کو پا لیتا ہے) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک مقولہ روایت ہے جو دونوں لفظوں کی تفسیر کو بتلاتا ہے فرماتے ہیں۔ تجلی لعبادہ من غیر ان رأوہ وأراھم نفسہ من غیر ان تجلی لھم (اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر تجلی فرمائی بغیر اس کے کہ بندے اس کو دیکھیں اور اپنی ذات کو دکھلایا بغیر اس کے کہ ان پر تجلی ہو) مگر مقولہ کو سمجھنے کے لئے فہم ثابت اور عقل وافر کی ضرورت ہے۔

مفسرین اور ارباب لغت کے اس آیت کی تفسیر میں دس سے زیادہ اقوال مذکور ہیں حالانکہ خود حضور سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاروں اسمارِ الٰہی الاول والآخر والظاہر والباطن کی ایسی

[1] ملاحظہ ہو صحیح البخاری مع فتح الباری ج ۱۳ ص ۲۰۷ طبع میریہ مصر ۱۳۰۱ھ۔

تفسیر فرمائی ہے کہ اس کے بعد کسی تشریح کی ضرورت باقی نہیں رہتی فرماتے ہیں انت الاول فلیس قبلک شئ وانت الاخر فلیس بعدک شئ وانت الظاھر فلیس فوقک شئ وانت الباطن فلیس دونک شئ (تو ہی اول ہے تجھ سے پہلے کوئی شے نہیں اور تو ہی آخر ہے تیرے بعد کوئی شے نہیں اور تو ہی ظاہر ہے تیرے اوپر کوئی شے نہیں اور تو ہی باطن ہے تیرے ورے کوئی شے نہیں۔

یہ حدیث ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور صحیح مسلم میں بھی الفاظ کے معمولی سے تغیر کے ساتھ موجود ہے۔[1]

واضح رہے کہ شیعہ اور معتزلہ نے جو رویتِ باری کے منکر ہیں اپنے غلط عقیدہ کے اثبات میں یہ استدلال پیش کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت میں الباطن فرمایا ہے جو اس امر کی دلیل ہے کہ ان ظاہری آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار نہیں ہو سکتا مگر یہ استدلال کسی طرح صحیح نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی کنہ ذات کے اعتبار سے باطن اور مخفی ہے کہ اس کی ذات کا کوئی ادراک نہیں کر سکتا اور اس اعتبار سے باطن ہونا آخرت میں رویتِ الٰہی کے منافی نہیں ہو سکتا کیونکہ ان ظاہری آنکھوں سے دیدارِ الٰہی کا حاصل ہونا کنہ ذاتِ الٰہی کی معرفت کا مقتضی نہیں ہے۔ ورنہ اس طرح اگر الباطن عدم رویت کی دلیل بن سکتا ہے تو الظاہر رویت باری کی دلیل کیوں نہیں ہو سکتا۔ ۲۷/۱۲

بَاطِنَۃً چھپی ہوئی پوشیدہ، بَطْنٌ اور بُطُوْنٌ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مؤنث۔ آیت کریمہ وَاَسْبَغَ عَلَیْکُمْ نِعَمَہٗ ظَاھِرَۃً وَّبَاطِنَۃً (اور پوری کر دیں تم پر اپنی نعمتیں ظاہری اور باطنی) ہیں ظاہرہ کو نبوت اور باطنہ کو عقل بتایا گیا ہے اور کوئی ظاہرہ سے محسوسات اور باطنہ سے معقولات مراد لیتا ہے اور کسی نے انسانوں کے ذریعہ دشمنوں پر فتحمندی حاصل کرنے کو ظاہری نعمت اور فرشتوں کے ذریعہ مدد پہنچنے کو باطنی نعمت کہا ہے۔ علامہ ماوردی نے اس سلسلہ میں نو اقوال ذکر کئے ہیں مگر وہ سب عموم آیت کے تحت میں داخل ہیں یہاں صرف اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ ظاہری نعمتوں سے وہ تمام نعمتیں مراد ہیں جو عقل یا حس سے معلوم کی جا سکیں اور جو کوئی ان کی معرفت

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح فصل ثانی باب مایقول عند الصباح والمساء والمنام۔

حاصل کرنا چاہے وہ انھیں معلوم کرسکے اور باطنی نعمتوں سے وہ نعمتیں مراد ہیں جو لوگوں کو معلوم نہ ہوسکیں اور ان سے مخفی رہیں۔ لہٰذا آیت کے عموم میں تمام ظاہری اور باطنی نعمتیں شامل ہیں اور مفسرین کے اس سلسلہ میں جو اقوال مذکور ہیں وہ ان نعمتوں کی ایک خاص صنف کا تعین کررہے ہیں اور جس کے نزدیک جو نعمت زیادہ اہم تھی اس نے اسی نعمت کو بیان کردیا۔ اس تعین سے کسی کا مقصود انحصار نہیں ہے اور بھلا انحصار ہو بھی کس طرح سکتا ہے وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ (اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو پورے طور پر گن بھی نہیں سکتے بیشک آدمی بڑا نا انصاف اور ناشکر گزار ہے) پ ۱۳

بَاطِنُهٗ اس کا باطن، اس کے اندر، بَاطِنٌ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ جو چیز حواس سے مخفی ہو وہ باطن کہلاتی ہے پ ۲۷

بٰعِدْ ۔ تو دوری کردے، بعد پیدا کردے۔ مُبَاعَدَةٌ سے جس کے معنی دور ہونے اور دور کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ ۲۲

بَاغٍ ۔ حد سے نکل جانے والا، عدول حکمی کرنے والا بَغْیٌ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر، غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ میں مجاہد نے باغی، عادی نہ ہونے کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ رہزن نہ ہو امام سے جدا نہ ہو معصیت خدا میں گھر سے باہر نہ نکلا ہو تو ایسے شخص کو مردار خون اور سور کا گوشت کھانا جائز ہے ورنہ گو مضطر ہو اس کو رخصت نہیں ہے امام شافعیؒ بھی اسی کے قائل ہیں لیکن امام ابو حنیفہؒ اور سلف کی بڑی جماعت اس طرف گئی ہے کہ بغاوت اور عدوان کا تعلق کھانے سے ہے۔ باغی کا یہ مطلب ہے کہ بے حکمی نہ کرے یعنی نوبت اضطرار کی نہ پہنچے اور کھانے لگے اور عادی کے یہ معنی ہیں کہ زیادتی نہ کرے یعنی بقدر ضرورت کھائے (ملاحظہ ہو بَغْیٌ) پ ۲، پ ۶، پ ۸، پ ۱۴

بَاقٍ ۔ باقی رہنے والا۔ بَقَاءٌ سے جس کے معنی کسی شے کے اپنی پہلی حالت پر برقرار رہنے کے ہیں۔ اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر۔ بقا فنا کی ضد ہے باقی کی دو قسمیں ہیں ایک باقی بنفسہ جس پر کبھی فنا طاری نہ ہو یہ ذات حق جل جلالہ کی صفت ہے دوسرے باقی بغیرہ اس میں سب ماسوی اللہ داخل ہے جس کو فنا لازمی ہے۔ پھر باقی باللہ کی بھی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو شخص جب تک

اللہ چاہے باقی رہے جیسے اجرام فلکیہ دوسرے وہ کہ جس کی نوع اور جنس تو باقی رہے مگر وہ خود فنا ہوجائے جیسے انسان اور حیوان۔ اسی طرح آخرت میں بھی بعض چیزیں خود باقی رہیں گی جیسے اہل جنت کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ باقی رہیں گے اور بعض چیزیں ایسی ہیں جو خود تو فنا ہوجائیں گی مگر ان کی نوع اور جنس باقی رہے گی جیسے اثمار جنت ہیں۔ [۵۱]

اَلْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ۔ باقی رہنے والی نیکیاں، بَاقِیَاتٌ بَاقِیَۃٌ کی جمع بَقَاءٌ سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مؤنث اَلْبَاقِیَاتُ موصوف اَلصّٰلِحٰتُ صفت۔ امام احمد بن حنبل نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر، تہلیل، تسبیح، حمد اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ کو باقیات صالحات فرمایا ہے نیز امام احمد نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ اور طبرانی نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور ابن جریر نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر یہ باقیات صالحات ہیں۔ [۵۲]

حضرت شاہ عبد القادر صاحب موضح القرآن میں فرماتے ہیں۔

"رہنے والی نیکیاں یہ کہ علم سکھا جاوے جو جاری رہے یا نیک رسم چلا جاوے، یا مسجد، کنواں، سرائے، باغ، کھیت وقف کر جاوے یا اولاد کو تربیت کر کر صالح چھوڑ جاوے۔" [۵۳]

حضرت شاہ صاحب نے باقیات صالحات کی جو تفسیر بیان کی ہے صحیح حدیثوں سے ماخوذ ہے علامہ سیوطی نے شرح الصدور فی احوال الموتیٰ والقبور کے باب ما ینفع المیت فی قبرہٖ میں وہ تمام روایتیں یکجا جمع کردی ہیں جن میں ان اعمال کا ذکر ہے جن کا نفع مرنے کے بعد انسان کو پہنچتا رہتا ہے۔ شاہ صاحب نے اس ذرا سی عبارت میں ان تمام روایتوں کا خلاصہ جمع کردیا ہے۔ مگر واضح رہے کہ باقیات صالحات میں وہ تمام اذکار و اعمالِ صالحہ داخل ہیں جن کا ثواب انسان کے لئے باقی رہے۔ راغب اصفہانی لکھتے ہیں۔

والصحیح انہا کل عبادۃ یقصد بہا وجہ اللہ (یعنی صحیح یہ ہے کہ اس میں ہر وہ عبادت داخل ہے جو اللہ کے لئے کی جائے) کیونکہ اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے اور ظاہر یہی ہے کہ باقیات صالحات

[۵۱] الاتقان ج ۲ ص ۱۶۸ طبع مصر ۱۳۱۷ھ [۵۲] موضع القرآن ص ۳۰۱ طبع مطلفائی ۱۲۹۶ھ۔

میں ہر امر خیر داخل ہے اور احادیث میں جو باقیات صالحات کی تفسیر مروی ہے وہ اس کے اطلاق وعموم کے منافی نہیں ہے کہ سوائے اعمال مذکورہ کے اور کوئی عمل صالح اس میں داخل نہ ہو سکے۔ پ۱۵ ع۱۸ پ۱۶ ع۸

بَاقِیَۃٌ ۔ باقی رہنے والی۔ بَقَاءٌ سے اسم فاعل کا صیغہ، واحد مؤنث۔ آیت کریمہ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْ بَاقِيَةٍ (پھر کیا دیکھتا ہے تو ان میں کوئی باقی) میں بعض نے باقیہ کو اسم فاعل کے معنی میں لیا ہے اور اس کا موصوف جماعت یا فِعْلَة کو محذوف قرار دیا ہے یعنی باقی رہنے والی جماعت، یا ان کا کوئی فعل جو باقی رہا ہو اور بعض نے اسم فاعل کو بمعنی مصدر یعنی بقاء کے لیا ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ مصادر فاعل کے وزن پر بھی آتے ہیں، اور مفعول کے وزن پر بھی لیکن پہلا خیال زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے پ۲۵ ع۲۹ پ۵

بَاقِيْنَ ۔ بچے ہوئے، باقی رہنے والے بَاقٍ کی جمع بحالت نصب وجر (ملاحظہ ہو بَاقٍ) پ۲۳ ع۷

بَالٌ ۔ حال۔ خبر جس حال کی پروا کی جائے وہ بال کہلاتا ہے اور کبھی جس حالت پر دل جمنے لگے اس کو بھی بال کہتے ہیں اور اسی اعتبار سے مجازاً اس کے معنی دل اور جی کے آتے ہیں۔ پ۱۳ ع۱۲ پ۲۶ ع۶

بَالِغٌ ۔ پہنچنے والا۔ بُلُوْغٌ سے جس کے معنی پہنچنے کے ہیں اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر پ۸ پ۱۳ ع۱۵

بَالِغَةٌ ۔ پہنچی ہوئی پہنچنے والی۔ بُلُوْغٌ سے۔ اسم فاعل کا صیغہ واحد مؤنث۔ اَیْمَانٌ بَالِغَةٌ سے تاکید میں انتہا کو پہنچی ہوئی قسمیں مراد ہیں پ۲۸ پ۲۷ ع۲۹

بَالِغُوْهُ ۔ اس تک پہنچنے والے۔ بَالِغُوْا مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ، بَالِغُوْا اصل میں بَالِغُوْنَ تھا۔ بُلُوْغٌ سے اسم فاعل کا صیغہ بحالت رفع اضافت کے سبب نون جمع حذف ہو گیا پ۲

بَالِغِهٖ ۔ اس تک پہنچنے والا بَالِغِ مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ۔ پ۱۳ ع۸

بَالِغِيْهِ اس تک پہنچنے والے بَالِغِيْ مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ بَالِغِيْ اصل میں بَالِغِيْنَ تھا بُلُوْغٌ سے۔ اسم فاعل کا صیغہ بحالت نصب وجر، نون جمع بسبب اضافت حذف ہو گیا۔ پ۲۴ ع۱۱

بَالَهُمْ ان کا حال۔ بَالَ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔ پ۲۶ ع۵

بَآءُوْ۔ انھوں نے کمایا۔ وہ پھر آئے، وہ لوٹے، بَوْءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب (ملاحظہ ہو بَآءَ) پ۱، پ۳۔

بَآئِسَ۔ بھوکا، برے حال والا، مصیبت زدہ بُؤْسٌ سے جس کے معنی سخت فقیری اور بدحالی کے ہیں اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر پ۱۷۔

بَایَعْتُمْ۔ تم نے سوداگری کی۔ تم نے تجارت کی مُبَایَعَۃٌ سے جس کے معنی باہم خرید فروخت کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر آیت کریمہ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِکُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِہٖ (تو خوشیاں مناؤ اس بیع پر جس کا معاملہ تم نے اللہ سے کیا ہے) میں جس معاملہ کی طرف اشارہ ہے اس کی تفصیل ماقبل کی آیت میں مذکور ہے پ۱۱۔

بَایِعْهُنَّ۔ تو ان عورتوں سے بیعت قبول کر بَایِعْ مُبَایَعَۃٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب، یہاں مبایعت کا معنی بیعت قبول کرنے اور عہد لینے کے معاہدہ کے معنی میں استعمال بطور مجاز ہے۔ علامہ ابن الجوزی نے تصریح کی ہے کہ ان بیعت کرنے والی صحابیات کا شمار کیا گیا تو جملہ چار سو ستاون (۴۵۷) عورتیں ہوئیں بیعت میں آپ نے کسی عورت سے مصافحہ نہیں کیا بلکہ محض زبانی بیعت لی۔ صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آیت عَلٰۤی اَنْ لَّا یُشْرِکْنَ بِاللّٰہِ شَیْئًا الخ پر بذریعہ قول بیعت لیتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک نے کسی ایسی عورت کے ہاتھ کو نہیں چھوا جس کے آپ مالک نہیں ہوئے۔[۱] یہ بیعت فتح مکہ میں واقع ہوئی اور سنت سے یہی بیعت ثابت ہے پ۲۸۔

فصل الثاء المثلثة

بَثَّ۔ اس نے بکھیرا۔ اس نے پھیلایا (نَصَرَ ضَرَبَ) بَثٌّ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، اصل میں بَثٌّ کے معنی کسی چیز کے پراگندہ کرنے اور ابھارنے کے ہیں اور اسی لئے ہوا سے خاک اڑنے، غم سے بیقرار ہو جانے اور راز کے افشا کرنے کے لئے بث کا استعمال ہوتا ہے وَبَثَّ فِیْهِمَا مِنْ کُلِّ دَآبَّۃٍ (اور بکھیرے اس میں سب طرح کے جانور) میں

[۱] تفسیر خازن بغدادی ج ۷ ص ۶۸ طبع مصر ۱۳۳۲ھ

بث سے مراد اللہ تعالیٰ کا ان جانوروں کو پیدا کرنا ہے جو پہلے موجود نہ تھے پ۱۲ پ۱۲ پ۱۳ پ۲۵

بَثِّىْ - میری بیقراری، میری پراگندگی، بَثّ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ۔ پ۱۳

فصل الحاء المهملة

بِحَارٌ - دریا سمندر، اَبْحُرٌ کی طرح یہ بھی بَحْرٌ کی جمع ہے۔ پ۳۰

بَحْرٌ - دریا، سمندر۔ بحر اصل میں اس وسیع مقام کا نام ہے جہاں بہت کثرت سے پانی ہو اور اسی اعتبار سے سمندر کو بحر کہتے ہیں۔ سمندر میں دو چیزیں ہوتی ہیں ایک پانی کی کثرت اور وسعت اور دوسرے نمکینی اور کھاراپن۔ ان ہی دونوں مفہوموں کے لحاظ سے کبھی بحر کا استعمال کسی چیز کی زیادتی اور وسعت کے متعلق ہوتا ہے اور کبھی ملاحت اور نمکینی کے سلسلہ میں، حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنی اسرائیل کو لیکر جس سمندر کو پار کیا تھا وہ بحر احمر (قلزم) تھا۔ پ۱ پ۲ پ۷ پ۹ پ۱۱ پ۱۱ پ۱۳ پ۱۴ پ۱۵ پ۱۶ پ۱۷ پ۱۸ پ۱۹ پ۲۰ پ۲۱

پ۲۵ پ۲۷

بَحْرَانِ - دو دریا، دو سمندر، بَحْرٌ کا تثنیہ بحالت رفع۔ پ۲۲

بَحْرَيْنِ - دو سمندر، دو دریا۔ بَحْرٌ کا تثنیہ بحالت نصب و جر۔ پ۱۵ پ۱۹ پ۲۰ پ۲۷

بَحِيْرَةٍ - بحیرہ، کان پھٹا حضرت شاہ عبد القادر صاحبؒ فرماتے ہیں: "یہ کفر کی رسمیں تھیں کہ مواشی میں کوئی بچہ نیاز رکھتے بت کی، تو اس کا کان پھاڑ دیتے نشان کو، اور اس کو بحیرہ کہتے۔"[۱]

چونکہ بحر کے مادہ میں وسعت اور کثرت کے معنی ملحوظ ہیں اس لئے اونٹ کے اچھی طرح کان پھاڑنے کے لئے عرب والے بولتے تھے بَحَرْتُ الْبَعِيْرَ (میں نے اونٹ کے کان اچھی طرح پھاڑ ڈالے) اس اعتبار سے یہاں فعیلۃ بمعنی مفعولۃ کے ہے صحیح بخاری میں سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ بحیرہ کا دودھ بتوں کے نام پر محفوظ کر دیا جاتا تھا۔ اس لئے کوئی شخص اس کے تھن نہیں دوہ سکتا تھا۔[۲]

مصنف عبد الرزاق میں قتادہ سے روایت ہے کہ بحیرہ اونٹنی ہوتی تھی، جب ناقہ پانچویں مرتبہ بچہ دیتی اگر بچہ نر ہوتا تو صرف مرد ہی کھاتے عورتیں نہ کھاتیں

[۱] موضح القرآن سورہ مائدہ۔ [۲] صحیح بخاری کتاب التفسیر باب ما جعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ

اور اگر مادہ ہوتا تو اس کے کان پھاڑ کر چھوڑ دیتے پھر نہ اس کی اون کاٹتے نہ دودھ پیتے نہ اس پر سوار ہوتے اور جو بچہ مردہ پیدا ہوتا تو پھر مرد اور عورتیں سب مل کر کھاتے۔ بحیرہ کی تعیین میں اہلِ لغت کے دس سے زیادہ اقوال مذکور ہیں[1] مگر شاہ صاحبؒ نے جتنا ذکر فرمایا ہے وہ تمام اقوال کی جان ہے۔ پ۷

فصل الخاء المعجمة

بَخْسٌ۔ ناقص۔ ظلم سے کسی شے کے گھٹا دینے اور کم کرنے کا نام بخس ہے۔ بعض نے یہاں مصدر بمعنی اسم فاعل باخس کے لیا اور بعض نے بمعنی اسم مفعول یعنی مبخوس کے پہلی صورت میں ناقص کے معنی ہوں گے اور دوسری صورت میں منقوص کے یعنی جس کو قصداً گھٹا دیا جائے۔ پ۱۲ **بَخْسًا** کم کر دینا، گھٹا دینا۔ پ۲۹

بُخْلٌ۔ بخل کرنا، کنجوسی کرنا، مال و متاع کو اس جگہ خرچ کرنے سے روک رکھنا جہاں خرچ کرنا چاہئے اس کا نام بخل ہے۔ جود کی صفت اسی بخل کے مقابل ہے۔ بخل کی دو قسمیں ہیں ایک خود مناسب جگہ خرچ نہ کرنا دوسرے غیر کو بھی خرچ کرنے سے روک دینا۔ یہ اور بھی زیادہ قابلِ مذمت ہے آیت شریفہ اَلَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ (جو لوگ کہ خود بخل کرتے ہیں اور دوسروں کو بخل کا حکم دیتے ہیں) میں دونوں طرح کا بخل مذکور ہے۔ پ۵ پ۲۶

بَخِلَ۔ اس نے بخل کیا۔ اس نے کنجوسی کی (سَمِعَ) بُخْلٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ۲۷

بَخِلُوْا۔ انھوں نے کنجوسی کی۔ انھوں نے بخیلی کی۔ بُخْلٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۱۰ پ۴

فصل الدال المهملة

بَدَا۔ ظاہر ہو گیا۔ (نَصَرَ) بَدْوٌ اور بَدَاءٌ سے جس کے معنی کھلم کھلا ظاہر ہو جانے کے ہیں ماضی کا صیغہ، واحد مذکر غائب پ۷ پ۱۳ پ۲۴ پ۲۵ پ۲۸

بَدَاَ۔ اس نے شروع کیا، اس نے ابتدا کی (فَتَحَ) بَدْءٌ جس کے معنی کسی چیز کے شروع کرنے اور اس کی ابتدا کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۱۳ پ۲۰ پ۲۱

بِدَارًا جلدی کر کے، بروزن فِعَالٌ مصدر ہے لَا تَاْكُلُوْهَا اِسْرَافًا وَّبِدَارًا دونوں حال واقع ہیں یعنی مسرفین و مبادرین

---

[1] فتح الباری ج ۸ ص ۲۱۳ طبع میری مصر

یعنی شنابی اور سرعت سے کام لیکر ہے۔

بَدَأَكُمْ۔ اس نے تم کو پہلے بنایا، تم کو شروع میں پیدا کیا۔ بَدَأَ بَدْءٌ سے صیغہ ماضی کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر۔ ۲۹

بَدَأْنَا۔ ہم نے پہلے شروع کیا، ہم نے ابتدا میں بنایا بَدْءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ہے۔ ۲۱

بَدَءُوْكُمْ۔ انھوں نے پہلے تم سے شروع کیا۔ بَدَءُوْا بَدْءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر۔ ۱۳

بَدَتْ۔ ظاہر ہوئی۔ بَدْوٌ اور بَدَاءٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ہے۔ ۹ ۲۱

بَدْرٌ۔ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مشہور مقام ہے جو بدر بن مخلد بن نضر بن کنانہ کی طرف منسوب ہے چونکہ یہ وہاں فروکش ہوا تھا اس لئے اسی کے نام پر اس قریہ کا نام بدر قرار پایا۔ بعض بدر بن مخلد کی بجائے بدر بن الحارث کا نام لیتے ہیں اور بعض کا خیال ہے کہ بدر اصل میں اس کنوئیں کا نام ہے جو وہاں پر واقع ہے چونکہ کنواں بالکل مستدیر تھا اور اس کا پانی نہایت صاف شفاف اس لئے تعمیر کی خوبی اور پانی کی صفائی کی بنا پر اسے بدر کہا گیا کہ اندر جھانک کر دیکھو تو بدر کامل جھلکتا نظر آئے گا۔ لیکن واقدی نے بہت سے شیوخ بنی غفار سے نقل کیا ہے کہ وہ مذکورہ بالا تمام بیانات کے سرے سے منکر تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ بدر ہمارا وطن ہے وہاں ہمارے مکانات موجود ہیں۔ بدر نام کا کوئی شخص بھی کبھی اس بستی کا مالک نہیں ہوا کہ جس کے نام پر وہ منسوب ہو سکے۔ جس طرح اور شہروں کے نام مقرر ہیں اسی طرح اس مقام کا نام بھی ہے۔[1] غزوہ بدر کبریٰ کا مشہور واقعہ، ار رمضان روز جمعہ ۲ھ کو واقع ہوا۔ ۴

بِدْعًا۔ نیا۔ صفت مشبہ ہے، اسم فاعل اور اسم مفعول دونوں کے معنی میں آتا ہے چنانچہ بعض نے اول معنی میں بمعنی مُبْدِعٌ لیا ہے یعنی نئی باتیں کہنے والا اور بعض نے دوسرے معنی میں بمعنی مُبْدَعٌ یعنی نیا بھیجا ہوا کہ جس سے پہلے کوئی پیغمبر نہ آیا ہو۔ ۲۶

بَدَّلَ۔ بدل ڈالا۔ بدل دیا۔ تبدیل کر دیا۔ تَبْدِيْلٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو تَبَدَّلَ) ۱ ۲ ۱۹

بَدَلًا۔ بدلہ۔ ۱۵

بَدَّلْنَا۔ ہم نے بدل ڈالا۔ تَبْدِيْلٌ سے ماضی کا صیغہ

[1] فتح الباری ج ۷، ص ۲۲۲ طبع میریہ مصر

جمع متکلم (ملاحظہ ہو تَبْدِیْل) پ۲ پ۲۰ پ۲۰

بَدَّلْنٰهُمْ ۔ ہم نے ان کو بدل دیا۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ۲۲

بَدَّلُوْا ۔ انھوں نے بدل دیا، تَبْدِیْل سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب (ملاحظہ ہو تَبْدِیْل) پ۱۳ پ۲۱

بَدَّلَهٗ ۔ اس کو بدل دیا۔ بَدَّلَ صیغہ ماضی۔ ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔

بَدِّلْهُ ۔ اس کو بدل ڈال۔ بَدِّلْ تَبْدِیْل سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔ پ۱۱

بُدْنَ ۔ قربانی کے اونٹ گائے جو خانہ کعبہ کی طرف لیجائے جائیں، بَدَنَۃٌ کی جمع ہے موٹاپے اور بدن کے بھاری ہونے کی وجہ سے اس کو بدنہ کہتے ہیں، عطا اور سدی نے تصریح کی ہے کہ بُدْن میں اونٹ گائے ہی داخل ہیں۔ بکری کو بدنہ نہیں کہتے ہیں۔ [1] پ۱۷

بَدَنِكَ ۔ تیرا بدن۔ بَدَنِ مضاف کَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ، بدن اور جسد میں فرق یہ ہے کہ بدن تو باعتبار جثہ کے بولا جاتا ہے اور جسد باعتبار رنگ کے اسی لئے ثوب مجسّد کے معنی رنگین کپڑے کے آتے ہیں اور اِمْرَاَۃٌ بَدِیْنٌ کے معنی موٹی عورت کے ہوتے ہیں پ۱۱

بَدْوِ ۔ جنگل۔ بَدْوٌ کے معنی اصل میں ظاہر ہونے کے ہیں اس لئے ہر وہ مقام جہاں کی سب چیزیں ظاہر ہوں بدو کہلاتا ہے جنگل میں بھی سب چیزیں کھلی اور ظاہر ہوتی ہیں اس لئے اس کا نام بَدْوٌ ہو گیا۔ پ۱۳

بَدِيْعُ ۔ موجد، نیا نکالنے والا، نئی طرح بنانے والا پیدا کرنے والا۔ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے بَدِیْعٌ بروزن فَعِیْلٌ بمعنی مُبْدِعٌ ہے یعنی اس چیز کا پیدا کرنے والا جس کی سابق میں مثال نہ ہو، بغیر کسی کی اقتدا اور پیروی کے کسی صنعت کے نکالنے کا نام ابداع ہے۔ ابداع کا استعمال جب اللہ عزوجل کے متعلق ہوگا تو بغیر کسی آلہ مادہ، زمانہ اور مکان کے کسی شئے کے ایجاد کرنے کے معنی ہوں گے۔ پ۱ پ۷

فصل الراء المهملة

بَرِّ ۔ جنگل۔ زمین، خشکی، بَحْرٌ کی ضد ہے پ۷ پ۱۱ پ۱۵ پ۲۰ پ۲۱

---

[1] معالم التنزیل ج ۵ ص ۱۵۔ طبع مصر

بَرٌّ۔ احسان کرنے والا، نیک سلوک کرنے والا۔ بَرٌّ سے صفتِ مشبہ کا صیغہ بَرٌّ (بمعنی جنگل اور زمین) کے معنی میں چونکہ وسعت کا تصور موجود ہے اس لئے اس سے بِرٌّ کا اشتقاق ہوا جس کے معنی خوب نیکی کرنے کے ہیں چنانچہ بِرٌّ کی نسبت کبھی تو اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے جیسے اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ (بیشک وہی ہے احسان کرنے والا مہربان) اور کبھی بندہ کی طرف جیسے وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ (اور اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا) چنانچہ جب اللہ تعالیٰ کے لئے اس لفظ کا استعمال ہوگا تو اس کے معنی ثواب عطا کرنے کے ہوں گے اور جب بندہ کے لئے آئے گا تو اطاعت کرنے کے معنی ہوں گے، بِرّ والدین سے مراد ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا ہے۔ عقوق اسی کی ضد ہے۔

بَرًّا ۲۷/۳ ۱۶/۴، ۵

بِرّ۔ نیکی کرنا، بھلائی کرنا، نیکوکاری، مصدر ہے۔ اعتقادی اور عملی دونوں قسم کی نیکیاں بر میں داخل ہیں چنانچہ آیت شریفہ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ میں اس کی تفصیل پورے طور پر موجود ہے۔

۵/۲ ۸/۲ ۶/۴ ۱/۶ ۵/۷ ۴/۲۸

بَرَآءٌ۔ بیزار، بیزار ہونا۔ اصل میں اس کے معنی ہر اس چیز سے جس کا پاس رہنا برا لگتا ہو، چھٹکارا ڈھونڈھنے کے ہیں۔ مصدر ہے جو صفت کے طور پر استعمال کیا گیا ہے اور جب صفت واقع ہو تو واحد جمع تثنیہ مذکر مؤنث سب کے لئے برابر استعمال ہوتا ہے ۵/۲۵

بُرَءٰٓؤُا۔ بیزار، بَرِیْءٌ کی جمع ہے جیسے ظَرِيْفٌ کی جمع ظُرَفَاءُ۔ ۲۸/۷

بَرَآءَةٌ۔ بیزاری۔ بیزار ہونا۔ خلاصی، چھٹکارا پانا مصدر ہے ۱/۱۰ ۱۰/۲۷

بَرَّاَهُ۔ اس کو بری کر دیا۔ بَرَّاَ تَبْرِئَةً سے جس کے معنی بری کرنے اور تہمت سے پاک کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔ ۲۲/۴

بَرَدٍ۔ اولے، ۱۸/۱۲

بَرْدًا۔ ٹھنڈک، ٹھنڈا ہونا مصدر ہے ۱۷/۵ ۳۰/۲

بَرَرَةٍ۔ نیکوکار، بَرٌّ کی جمع ہے بَرَرَةٌ اَبْرَارٌ کی بہ نسبت زیادہ بلیغ ہے کیونکہ ابرار بَارٌّ کی جمع ہے اور بَرَرَةٌ بَرٌّ کی اور جس طرح عَدْلٌ (یعنی سرتاپا انصاف) عَادِلٌ سے زیادہ بلیغ ہے اسی طرح بَرٌّ بَارٌّ سے زیادہ بلیغ ہے۔ قرآن مجید میں یہ فرشتوں کی صفت میں استعمال ہوا ہے۔ ۳۰/۵

بَرَزَ۔ وہ نکلا۔ (نَصَرَ) بُرُوْزٌ سے جس کے معنی کھلم کھلا ظاہر ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ بروز کی کئی شکلیں ہیں ایک تو بذاتہ کسی چیز کا خود ظاہر ہونا جیسے وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً (اور تم دیکھو کہ زمین کھل گئی) کہ یہاں پر خود زمین کا صاف طور پر کھل جانا مراد ہے کیونکہ اس روز مکانات اور ان کے بسنے والے سب مٹ جائیں گے اور بعد میں حشر شروع ہوگا۔ اور اسی لئے میدانِ جنگ میں صف سے نکلنے کو "مبارزت" کہتے ہیں چنانچہ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ (جن لوگوں کا قتل لکھدیا گیا ہے وہ تو اپنے اپنے مقتلوں کی طرف نکل کر ہی رہیں گے) میں بروز کا یہی مطلب ہے اور کبھی بروز کا استعمال چھپی ہوئی چیز کے کھل جانے کے متعلق ہوتا ہے جیسے وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِلْغٰوِيْنَ (اور دوزخ ظاہر کردی جائیگی گمراہوں کے لئے) ۲۶

بُرِّزَتْ۔ وہ ظاہر کردی گئی۔ تَبْرِيْزٌ سے جس کے معنی ظاہر کرنے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب ۲۶ ۳۰

بَرْزَخٌ۔ دو چیزوں کے درمیان کی حد، روک، حائل، عالمِ برزخ موت سے حشر تک کے عالم کا نام ہے۔ مولانا محمد سورتی مرحوم رسالہ عالم برزخ میں رقمطراز ہیں۔

"مولوی اسلم صاحب لکھتے ہیں

برزخ غالباً فارسی لفظ پردہ سے معرب کیا گیا ہے جس کے معنی آڑ کے ہیں۔

برزخ کے متعلق درحقیقت یہ تمام بحث نرالی ہے اسی لئے اسے فارسی سے معرب بتایا گیا۔ عام [illegible] کے مطابق اگر پردہ کی تعریب کی جائے تو "فردج" یا "فرزخ" ہونی چاہئے مگر یہاں ہر ایک بات بے قاعدہ ہے اس لئے پردہ سے برزخ بن گیا ہو تو کیا تعجب ہے؟ یہ طے شدہ امر ہے کہ جس زبان میں کسی معنی کے لئے لفظ نہ ہو تو وہ دوسری زبان سے لانے کی فکر کرے گی عربی میں آڑ اور پردہ کے لئے حجاب اور ستر وغیرہ الفاظ موجود ہیں، لہٰذا اسے کیا ضرورت ہوئی کہ "پردہ" کی تعریب کرے! قرآن نے برزخ کو دو چیزوں میں فصل، حد فاصل اور موت وحشر کے درمیان جو مدت ہے اس کے واسطے مستعمل کیا ہے کسی طرح سے یہ لفظ فارسی الاصل نہیں، ممکن ہے عبری ہو یا سریانی ہو، مگر بلا کسی حجت کے اسے پردہ سے معرب بتا دینا عجیب اجتہاد ہے۔ ہمیں معربات کی کتابوں میں اس کا پتہ نہیں لگا۔ نہ اس سے قبل کسی نے اسے فارسی لفظ سے معرب بتایا ہے۔ گو ممکن ہے

آج کل کے مستشرقین کی یہی تحقیق ہو۔[1] پ ۱۸/۶ پ ۳۰/۴

بَرْزَخًا ۔ پ ۱۹/۲

بَرَزُوْا ۔ وہ سب نکلے، بُرُوْزٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۱۳/۱۴ پ ۵/۸ پ ۳/۱۵ و ۱۹

بَرْقٌ ۔ بجلی، بجلی کی چمک۔ اسم ہے پ ۱/۲ پ ۱۳/۸ پ ۲۱/۶

بَرِقَ ۔ خیرہ ہوگئی۔ ماند پڑ گئی، پتھرا گئی، چندھیا گئی (بَرِقَ) بَرْقٌ سے جس کے معنی نظر کے متحیر اور خیرہ ہوجانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب اصل میں تو بَرْقٌ کے معنی بجلی کے ہیں اور اسی اعتبار سے اس کے معنی چمکنے کے آنے لگے لیکن جب آنکھ کے ساتھ اس کا استعمال ہو تو اس کے معنی خوف سے پتلیوں کے پھرنے اور نظر کے خیرہ ہوجانے کے آتے ہیں فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ میں یہی مراد ہیں پ ۲۹/۱۷ ۔

بَرْقِهٖ اس کی بجلی، بَرْقِ مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ ۱۸/۱۲

بَرَكٰتٍ ۔ برکتیں، بَرَكَةٌ کی جمع جس کے معنی کسی شے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوبی اور بھلائی کے ثابت ہونے کے ہیں اور چونکہ خدا کی طرف کی خیر و خوبی غیر محسوس طریقہ پر صادر ہوتی ہے اور بے حد اور بے شمار طریقوں پر پائی جاتی ہے اسی لئے ہر چیز کو جس میں غیر محسوس طور پر زیادتی مشاہدہ میں آئے مبارک اور بابرکت کہتے ہیں اصل میں بَرْكٌ اونٹ کے سینہ کو کہتے ہیں، اونٹ چونکہ سینہ ٹیک کر بیٹھتا ہے اسی لئے اس کے معنی عزوم یعنی ٹیکنے ٹھیرنے ثابت رہنے اور ایک جگہ جمے رہنے کے متعلق اس کا استعمال ہونے لگا چنانچہ حوض وغیرہ کو جہاں پانی رک جائے اور جمع ہوجائے عربی میں بِرْكَةٌ کہتے ہیں اور جس طرح حوض میں پانی جمع رہتا ہے اسی طرح کسی چیز میں خیر و خوبی کے اکٹھا اور جمع ہوجانے کا نام برکت ہوا پ ۹/۲ پ ۱۲/۴

بَرَكٰتُهٗ ۔ اس کی برکتیں، بَرَكٰتُ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ ۱۲/۴

بُرُوْجٌ برجیں، بُرْجٌ کی جمع جس کے معنی بلند عمارت اور محل کے ہیں۔ آسمان کی برجوں سے کیا مراد ہے اس کے متعلق شاہ عبدالقادر صاحب موضح القرآن میں سورہ فرقان کے فوائد میں فرماتے ہیں "آسمان کے بارہ حصے ان کا نام برج ہر ایک پر ستاروں کا پتہ، یہ حدیں رکھی ہیں حساب کو۔"

اور سورۂ حجر کے فوائد میں ذرا تفصیل کر روشنی ڈالتے ہیں

[1] عالم برزخ مطبوعہ معارف اعظم گڑھ ص ۸، و ۹، سنہ ۱۳۵۴ھ

حق تعالیٰ بندوں سے وہ خطاب کرتا ہے جو وہ سمجھیں ان کے عرف میں آسمان مشرق سے مغرب تک اور مغرب سے مشرق، بارہ پھانک ہیں جیسے خربوزہ، وہی بارہ برج ہیں اور سورج برس دن میں سب طے کرتا ہے، موسم گرمی اور سردی اس سے بدلتا ہے اور گرمی سے مینہ آتا ہے اور مینہ سے دنیا بستی ہے اور رونق آسمان کی ستارے ہیں۔

کسی شاعر نے ان بارہ برجوں کے ناموں کو ترتیب وار ایک قطعہ میں جمع کر دیا ہے

برجہا دیدم کہ از مشرق بر آور دند سر
جملہ در تسبیح و در تہلیل حی لایموت
چوں حمل چوں ثور وچوں جوزا و سرطان و اسد
سنبلہ میزان و عقرب قوس وجدی دلو حوت

آیت شریفہ وَلَوْ كُنتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ (اگرچہ تم مضبوط برجوں میں ہو) میں ستاروں کی برجیں بھی مراد لی جا سکتی ہیں اس صورت میں لفظ مشیدہ کا استعمال برجوں کے لئے بطور استعارہ ہوگا اور زمین کی برجیں بھی یعنی مضبوط قلعہ اور مستحکم محلات ۵ پ ۲۷ پ بُرُوجًا ۱۹ پ ۲۷

بُرْهَانٌ - دلیل، بیان حجت۔ بروزن فُعْلَانٌ جیسے رُجْحَانٌ اور ثُنْيَانٌ وغیرہ ہیں بعض کے خیال میں بَرَهَ يَبْرَهُ کا مصدر ہے جس کے معنی سفید اور درخشاں ہونے کے ہیں، برہان اس دلیل کو کہتے ہیں جو تمام دلائل میں زوردار ہو اور ہمیشہ اور ہر حال میں صدق کی مقتضی ہو۔ واضح رہے کہ دلیل کی پانچ قسمیں ہیں (۱) وہ جو ہمیشہ صدق کی مقتضی ہو (۲) وہ جو ہمیشہ کذب کی مقتضی ہو (۳) وہ جو صدق سے زیادہ قریب ہو (۴) وہ جو کذب سے زیادہ قریب ہو (۵) وہ جس کا اقتضا صدق و کذب دونوں کے لئے برابر ہو۔ پ ۶ پ ۱۳ پ ۶

بُرْهَانَانِ - دو دلیلیں۔ بُرْهَانٌ کا تثنیہ ہے۔ پ ۲۰

بُرْهَانَكُمْ - تمہاری دلیل۔ بُرْهَانَ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۱ پ ۱۴ پ ۲ پ ۱۷ پ ۲۰، ۱۰

بَرِيٌّ - بیزار، بے تعلق، بے گناہ۔ بروزن فَعِيلٌ بَرَاءَةٌ سے بمعنی اسم فاعل ہے۔ پ ۵ پ ۸، ۱۵ پ ۹، ۲، ۶ پ ۱۱، ۱۰ پ ۱۲، ۵، ۵ پ ۱۵، ۱۹ پ ۵ بَرِيئًا پ ۵، ۱۳

بُرَءٰٓؤُا - بیزار، بے تعلق۔ بَرِيٌّ کی جمع پ ۱۱

بَرِيَّةٌ - مخلوق، خلق، بَرْءٌ سے جس کے معنی عدم سے وجود میں لانے کے ہیں بروزن فَعِيلَةٌ بمعنی مفعول ہے پ ۳۰، ۲۳

فصل السین المهملة

بَسًّا۔ خلط ملط کرنا۔ اجزا کا باہم دگر ملا دینا۔ ریزہ ریزہ کرنا۔ مصدر ہے اور بعض نے اس کے معنی آہستہ آہستہ ہانکنے اور چلانے کے لئے ہیں۔ عرب کی عادت ہے کہ جب اونٹ بکری کا ریوڑ ہانکتے ہیں تو ہانکتے وقت بِسْ بِسْ یا بُسْ بُسْ زبان سے کہتے جاتے ہیں۔ چنانچہ اس طرح پر آہستہ آہستہ ہانکنے کا نام بَسٌّ ہے پہلے معنی کے اعتبار سے بولتے ہیں بَسَسْتُ السَّوِیْقَ بِالْمَاءِ (میں نے ستو کو پانی میں گھول دیا) یعنی ستو اور پانی دونوں کے اجزا مکر باہم گر خلط ملط ہوگئے اس معنی کی تفسیر آیت شریفہ وَتَکُوْنُ الْجِبَالُ کَالْعِھْنِ الْمَنْفُوْشِ (اور پہاڑ دھنی ہوئی اون کے مانند ہو جائیں گے) کر رہی ہے یعنی ریزہ ریزہ ہو کر اڑنے لگیں گے اور دوسرے معنی کی تفسیر وَیَوْمَ نُسَیِّرُ الْجِبَالَ (اور جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے) کر رہی ہے۔ پ ۲۷/۱۴

بِسَاطًا۔ بچھونا۔ فرش، اسم ہے۔ ہر پھیلی ہوئی چیز کو بساط کہتے ہیں چنانچہ وسیع زمین کا نام بھی بساط ہے۔ پ ۲۹

بُسَّتِ۔ ریزہ ریزہ کردی گئی، آہستہ آہستہ چلائی گئی بَسٌّ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب عربی کا قاعدہ ہے کہ جب فاعل اسم ظاہر ہوتا ہے تو فعل کو واحد لاتے ہیں اور جمع مکسر کا حکم یعنی جس میں واحد کا وزن سلامت نہ رہے مؤنث غیر حقیقی کا حکم ہے کہ اس کے لئے مذکر کا صیغہ بھی لایا جاسکتا ہے اور مؤنث کا بھی چنانچہ بُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا میں چونکہ جبال جمع مکسر ہے اس لئے اس کے لئے واحد مؤنث کا صیغہ لایا گیا۔ لہذا یہاں پر بُسَّت کے ترجمہ میں صیغہ جمع کے معنی لینا چاہئے یعنی آہستہ آہستہ چلائے گئے ریزہ ریزہ کردیئے گئے۔ پ ۲۷/۱۴

بَسَرَ۔ منہ بنایا۔ (نَصَرَ) بُسُوْرٌ سے جس کے معنی ترش رو ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۲۹/۱۵

بَسْطِ۔ کھول دینا، کشادہ کرنا۔ پھیلانا۔ مصدر ہے بسط کے معنی میں پھیلانا اور کشادگی دونوں داخل ہیں چنانچہ کہیں تو دونوں چیزیں مقصود ہوتی ہیں اور کہیں صرف ایک ہی مفہوم مراد ہوتا ہے یہاں سخاوت اور بخشش میں وسعت کے معنی مقصود ہیں (ملاحظہ ہو بَاسِطُ) پ ۱۵

بَسَطَ۔ اس نے کشادہ کیا۔ (نَصَرَ) بَسْطٌ سے

ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ یہاں رزق میں وسعت دینے کے معنی مراد ہیں۔ پ ۲۵

بَسَطْتَ۔ تونے دراز کیا، تونے اٹھایا۔ بَسْطٌ ؟ ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ یہاں ہاتھ اٹھانے سے مراد مارنا اور حملہ کرنا ہے (ملاحظہ ہو بَاسِطٌ) پ ۶

بَسْطَۃً۔ کشادگی، کشائش، وسعت، مصدر ہے (ملاحظہ ہو بَسْطٌ) پ ۲ بَصْطَۃً پ ۸

فصل الشین المعجمۃ

بَشَرٌ۔ آدمی، انسان، اصل میں بَشَرَۃٌ کھال کی ظاہری سطح کو کہتے ہیں اور اَدَمَۃٌ باطنی سطح کو۔ تمام ادبا کا یہی قول ہے مگر ابوزید نے اس کے برعکس کہا ہے چنانچہ ابوالعباس وغیرہ نے اس کی تردید کی ہے بَشَرَۃٌ کی جمع بَشَرٌ اور اَبْشَارٌ آتی ہے، انسان کو بھی بشر اسی لئے کہتے ہیں کہ اور حیوانوں میں تو کسی کی کھال اُون سے ڈھکی ہوئی ہوتی ہے اور کسی کی بالوں سے مگر انسان کی کھال سب حیوانات کے برخلاف کھلی ہوئی ہے۔ لفظ بشر کا استعمال واحد اور جمع دونوں کے لئے یکساں طور پر ہوتا ہے ہاں تثنیہ میں بشرین آیا ہے۔ قرآن مجید میں انسان کے ظاہری جسم اور جثہ کو بشر کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ کفار نے جب انبیاء پر زبانِ طعن درازکی تو اسی وصف بشریت کو نشانہ بنایا۔ قرآن مجید نے جواب میں اس حقیقت کو قائم رکھا کہ بلاشبہ بشریت میں سب برابر ہیں مگر اللہ تعالیٰ جس کو چاہے معارف جلیلہ اور اعمال جمیلہ کے ذریعہ امتیازی اختصاص فرما کر سرفراز فرمائے چنانچہ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ (ان کے رسولوں نے ان سے کہا کہ بیشک ہم تمہاری طرح آدمی ہی ہیں مگر اللہ اپنے بندوں میں جس پر چاہے احسان فرمائے) اور قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ (کہہ دیجئے میں تم جیسا ہی آدمی ہوں میری طرف وحی آتی ہے) میں اسی حقیقت کو قائم رکھ کر اس فرق و امتیاز کو واضح کیا ہے۔ سورہ مریم میں جو فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا (وہ پورا آدمی بن کر ان کے سامنے ظاہر ہوا) وارد ہے اس میں فرشتہ کا خوبصورت انسان کی شکل میں آنے کا بیان ہے اور سورہ یوسف میں جو وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ (عورتیں کہنے لگیں حاشا اللہ یہ بشر نہیں ہے ہو نہ ہو یہ تو کوئی بزرگ فرشتہ ہے) ہے یہاں حضرت یوسف

علیہ السلام کے متعلق انسانیت کی نفی مقصود نہیں بلکہ عورتوں کے اظہار تعجب وحیرت کا بیان ہے

پ ۳/۱۳و۱۶، پ ۶/۷، پ ۷/۱۶، پ ۱۳/۱۲، پ ۱۴/۳و۲۰، پ ۱۶/۳و۵، پ ۱۷/۱و۳

پ ۱۸/۲و۳، پ ۱۹/۱۲و۱۴، پ ۲۱/۶، پ ۲۲/۹، پ ۲۴/۱۵، پ ۲۵/۶، پ ۲۸/۱۵

پ ۲۹/۱۵و۱۶ بَشَرًا پ ۱۲/۳و۱۴، پ ۱۴/۳، پ ۱۵/۱۰و۱۱، پ ۱۶/۵

پ ۱۸/۳، پ ۱۹/۴، پ ۲۳/۱۲، پ ۲۷/۹

بُشِّرَ اس کو خبر دی گئی، اس کو بشارت دی گئی تَبْشِیْرٌ سے جس کے معنی خوش خبری سنانے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب نفسِ انسانی کا خاصہ ہے کہ جب اس کو کوئی خوش کن خبر پہنچتی ہے تو وفورِ مسرت سے اس کے جسم میں خون دور کرنے لگتا ہے۔ اسی لئے ایسی خبر کے سنانے کو جس کو سن کر انسان کے چہرہ پر فرحت وانبساط کے آثار ظاہر ہونے لگیں تبشیر کہتے ہیں یہ بھی واضح رہے کہ تبشیر کے لفظ میں کثرت سے بشارت دینے کے معنی ملحوظ ہیں۔ کبھی کبھی غصے کے اظہار کے لئے بطور تہکم اس کا استعمال افسوسناک، اندوہگیں اور بری خبر سنانے کے لئے بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ یہاں یہی معنیٰ مراد ہیں۔ اس معنی میں اس کا استعمال بطور استعارہ ہے جس طرح کسی شاعر نے کہا ہے ع

تحیۃ بینھم ضرب وجیع

(ان کا آپس کا سلام دردانگیز ضرب ہے) مطلب یہ ہے کہ کارزار کی گرما گرمی سے ان کے سلام کی ابتدا ہوتی ہے۔ پ ۱۴/۱۲، پ ۲۵/۸

بَشِّرْ - تو خوش خبری دے، تو خبر دے، تَبْشِیْرٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۱/۳، پ ۳/۳و۱۲، پ ۵/۱۴، پ ۱۰/۷

پ ۱۱/۳و۹و۱۲، پ ۱۷/۱۲، پ ۲۲/۳، پ ۲۳/۱۹، پ ۲۸/۱۰

بُشْرًا - خوش خبری دینے والی، بروزن فُعْلٌ بَشِیْرَةٌ کی جمع ہے جس کے معنی خوش خبری دینے والی کے ہیں۔ پ ۸/۱۴، پ ۱۹/۳، پ ۲۰/۱

بَشَّرْتُمُوْنِیْ - تم نے مجھے بشارت دی بَشَّرْتُمْ تَبْشِیْرٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر واو اشباع کا ہے۔ ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ہے۔ پ ۱۴/۳

بَشَّرْنٰكَ ہم نے تجھے بشارت دی بَشَّرْنَا تَبْشِیْرٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم كَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ ۱۴/۳

بَشَّرْنٰهُ - ہم نے اس کو بشارت دی، اس میں هُ ضمیر واحد مذکر غائب ہے پ ۲۳/۷

بَشَّرْنٰهَا - ہم نے اس (عورت) کو بشارت دی اس میں هَا ضمیر واحد مونث غائب ہے پ ۱۲/۷

بَشَّرُوْهُ - انھوں نے اس کو خوش خبری دی بَشَّرُوْا تَبْشِیْرٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب هُ ضمیر

واحد مذکر غائب۔ پ ۲۶/۱۹

بَشِّرْهُ۔ اس کو خبر دے، اس کو بشارت دے۔ اس کو خوش خبری دے۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے، پ ۲۱/۱۰ پ ۲۲/۱۸ پ ۲۵/۱۷

بَشِّرْهُمْ۔ ان کو خبر دے۔ ان کو خوش خبری دے اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے، پ ۳/۱۱ پ ۴/۱۱ پ ۲۱/۹

بُشْرٰی خوش خبری، ایسی خبر جس کو سن کر بشرہ پر مسرت و خوشی کے آثار نمایاں ہو جائیں پ ۱/۱۲ پ ۲/۱ پ ۹/۱۹ پ ۱۱/۱۱ پ ۱۳/۷ و ۱۲ پ ۱۴/۱۸ و ۲۰ پ ۱۹/۱ و ۱۹ پ ۲۰/۱۹ پ ۲۳/۱۹ پ ۲۶/۲

بُشْرٰىكُمْ۔ تم کو خوش خبری ہے، تمہیں بشارت ہو، بُشْرٰی مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۲۷/۱۸

بَشَرَيْنِ دو آدمی، بَشَرٌ کا تثنیہ بحالتِ نصب و جر۔ پ ۱۸/۳

بَشِيْرٌ۔ خوش خبری دینے والا، بشارت سنانے والا بِشْرٌ سے جس کے معنی بشارت دینے کے ہیں۔ بروزن فَعِيْلٌ بمعنی فاعل ہے پ ۶/۱۰ پ ۹/۱۴ پ ۱۱/۱۰ پ ۱۳/۵ بَشِيْرًا پ ۱/۱۴ پ ۱۲/۹ و ۱۵ پ ۲۲/۱۵

فصل الصّاد المهملة

بَصَائِرُ۔ کھلی دلیلیں، ظاہر نصیحتیں، بَصِيْرَةٌ کی جمع (ملاحظہ ہو بَصِيْرَةٌ) پ ۷/۱۹ پ ۹/۱۴ پ ۱۵/۱۲ پ ۲۰/۸ پ ۲۵/۱۸

بَصَرًا۔ آنکھ، بینائی خواہ آنکھ کی ہو یا دل کی (ملاحظہ ہو اَبْصَارٌ) پ ۱۴/۱۷ پ ۱۵/۴ پ ۲۷/۵ و ۱۰ پ ۲۹/۱ و ۱۷

بَصُرْتُ۔ میں نے دیکھا، مجھے نظر آیا (کَرُمَ) بَصَرٌ سے جس کے معنے دیکھنے اور معلوم کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد متکلم۔ پ ۱۶/۱۴

بَصُرَتْ۔ اس (عورت) نے دیکھا، بَصَرٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ ۲۰/۴

بَصَرُكَ۔ تیری نظر، تیری آنکھ، بَصَرُ مضاف كَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۲۶/۱۶

بَصَرِهٖ۔ اس کی آنکھ، اس کی بینائی، بَصَرِ مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ ۲۵/۱۹

بَصَلِهَا۔ اس (زمین) کی پیاز، بَصَل پیاز کو کہتے ہیں مضاف ہے ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ پ ۱/۷

بَصِيْرٌ۔ دیکھنے والا۔ جاننے والا۔ بروزن فَعِيْلٌ بمعنی فاعل ہے پ ۱/۱۱ و ۱۳ پ ۲/۱۴ و ۱۵ پ ۳/۴ و ۱۰ پ ۴/۸ پ ۶/۱۲ پ ۷/۱۱ پ ۹/۱۹ پ ۱۰/۹ پ ۱۲/۲ و ۱۰ پ ۱۳/۸ پ ۱۵/۱ پ ۱۷/۱۵ و ۱۷ پ ۲۱/۱۲ پ ۲۲/۸ و ۱۵ و ۱۹ پ ۲۳/۷ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۹ پ ۲۵/۳ و ۴ پ ۲۶/۱۳ پ ۲۷/۱۷ پ ۲۸/۱ و ۷ و ۱۵ پ ۲۹/۲ بَصِيْرًا پ ۵/۵ و ۱۹ پ ۱۳/۴ و ۵ پ ۱۵/۲ و ۳ و ۱۰ پ ۱۶/۱۱ و ۱۹ پ ۱۸/۷ پ ۲۱/۱۸ پ ۲۲/۱۷ پ ۲۶/۱۱ پ ۲۹/۱۹ پ ۳۰/۹

بَصِيْرَةٌ۔ بینائی، سمجھ، دلیل، واضح رہے کہ بصیرت کا استعمال صرف دل کی بینائی کے متعلق ہوتا ہے

آنکھ سے دیکھنے اور نظر کرنے کے لئے نہیں ہوتا۔ بصیرت کے مختلف معانی آتے ہیں، عقل، سمجھ، عبرت، دلیل اور حجت پ ۱۳ ع ۶، پ ۲۹ ع ۱۷

فصل الضاد المعجمة

بِضَاعَةٌ۔ پونجی، سامان تجارت، بَضْعٌ سے ماخوذ ہے، گوشت کے بڑے بڑے ٹکڑے جو کاٹ کر علیحدہ کئے جائیں انھیں "بضع" کہتے ہیں اور اسی اعتبار سے مال کی اس وافر مقدار کو جو تجارت کے لئے رکھی جائے بضاعت کہا جاتا ہے پ ۱۲، پ ۱۳

بِضَاعَتُنَا ہماری پونجی، بِضَاعَةُ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ۔ پ ۱۳

بِضَاعَتَهُمْ ان کی پونجی۔ بِضَاعَةَ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔ پ ۱۳

بِضْعَ۔ چند، کئی، دس سے جو کم کر دیا جائے "بضع" کہلاتا ہے۔ بعض کے نزدیک تین سے لیکر نو تک اور بعض کے خیال میں پانچ سے نو تک کے عدد بضع میں داخل ہیں۔ یوسف علیہ السلام کے ذکر میں جو بِضْعَ سِنِيْنَ آیا ہے اس کے متعلق اکثر مفسرین سات برس کی مدت بتاتے ہیں اور سورہ روم میں دس سال سے کم کی مدت مراد ہے پ ۱۲ ع ۱۵، پ ۲۱ ع ۲

فصل الطاء المهملة

بِطَانَةً۔ دلی دوست، راز دار، بھیدی، استر، کپڑے کا باطنی حصہ جو جسم سے ملا ہے۔ بَطْنٌ سے مشتق ہے۔ "بطن" کا استعمال بہت سے میں "ظهر" کے خلاف ہوتا ہے۔ اوپر کی جانب کو "ظہر" اور اندر کی جانب کو "بطن" بولتے ہیں اور کپڑے کے اوپر کے حصہ کو ظِهَارَة اور اندرونی اور نیچے کے حصے کو جو جسم سے ملا ہے جیسے استر وغیرہ بِطَانَةٌ کہتے ہیں جس طرح ہم اپنی زبان میں بولتے ہیں کہ وہ تو اس کا اوڑھنا بچھونا ہے۔ یعنی وہ اس کو نہایت ہی مرغوب و محبوب ہے، اسی طرح "بطانة الثوب" سے بطور استعارہ دلی دوست کے متعلق جو باطنی امور کا راز دار ہو "بطانة" کا لفظ استعمال ہوتا ہے پ ۴

بَطَائِنُهَا اس کے استر، بَطَائِنُ بِطَانَةٌ کی جمع مضاف ہے هَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ۔ پ ۲۷ ع ۱۳

بَطَرًا۔ اترانا۔ مصدر ہے۔ پ ۱۰

بَطِرَتْ۔ اترائی۔ اکڑنے لگی (سَمِعَ) بَطَرٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ ۲۰

بَطْشَ۔ پکڑ، گرفت، پکڑنا، سختی اور قوت کے ساتھ

پکڑنے کو البطش کہتے ہیں مصدر ہے پ۲۷ بَطْشًا

پ۲۵ پ۲۶ بَطْشَۃً پ۲۵

بَطَشْتُمْ۔ تم نے پکڑا، تم نے گرفت کی (ضَرَبَ ونَصَرَ) بَطْشٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱۹

بَطْشَتَنَا۔ ہماری پکڑ، ہماری گرفت، ہمارا پکڑنا بَطْشَۃٌ مصدر مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ

پ۲۷

بَطَلَ۔ مٹ گیا، نابود ہوگیا، (نَصَرَ) بُطْلَانٌ سے جس کے معنی ضائع ہوجانے اور نابود ہونے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ۹

بَطَنَ۔ وہ پوشیدہ ہوا، وہ چھپا (نَصَرَ) بُطُوْنٌ سے جس کے معنی پوشیدہ ہونے اور چھپنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۸

بَطْنِ۔ اندرون، پیٹ۔ پ۲۶

بَطْنِہٖ۔ اس کا پیٹ، بَطْنِ مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ۱۸ پ۲۳

بَطْنِیْ۔ میرا پیٹ، اس میں ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ ہے۔ پ۳

بُطُوْنَ۔ پیٹ۔ بَطْنٌ کی جمع پ۴ پ۱۴ پ۲۳

پ۲۵ پ۲۷

بُطُوْنِہٖ۔ اس کے پیٹ۔ بُطُوْنِ مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ۱۴

بُطُوْنِهَا اس (مؤنث) کے پیٹ، اس میں هَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ ہے پ۱۸ پ۸

بُطُوْنِهِمْ۔ ان کے پیٹ۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ہے۔ پ۲ پ۲۶ پ۱۴

فصل العین المهملة

بَعَثَ۔ جی اٹھنا۔ زندہ کرنا، اٹھا کھڑا کرنا۔ اصل میں تو بَعْثٌ کے معنی بھیجنے اور اٹھا کھڑا کرنے کے ہیں مگر قرائن اور متعلقات کے اعتبار سے اس کے معنی بدلتے رہتے ہیں مثلاً اونٹ کیلئے بعث کا لفظ آئے گا تو معنی اونٹ کے اٹھانے اور چلانے کے ہوں گے، مردوں کے لئے استعمال ہوگا تو جی اٹھنے اور حشر کے ہوں گے، رسولوں کے متعلق کہا جائیگا تو مبعوث کرنے اور بھیجنے کے ہوں گے۔ غرض حسب قرینہ ومقام اس کے معنی سمجھنے چاہئیں۔

(ملاحظہ ہو ابْعَثْ) پ۸ پ۲۱

بَعَثَ۔ اس نے بھیجا (فَتَحَ) بَعْثٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۲ پ۸ پ۹ پ۱۵

پ۱۹ پ۲۱

بُعْثِرَ۔ وہ اٹھایا گیا، وہ کریدا گیا، وہ الٹ پلٹ کیا گیا

بَعْثَرَةٌ سے جس کے معنی الٹ پلٹ کرنے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ جن علماء کی رائے یہ ہے کہ رباعی اور خماسی دو ثلاثی سے ملکر بنتی ہیں ان کے خیال میں بعثر، بُعِثَ اور اُثِیْرَ سے مل کر بنا ہے اور یہ بات کچھ بعید نہیں ہے کیونکہ بَعْثَرَةٌ میں دونوں فعلوں کے معنی موجود ہیں۔ پس جس طرح بَسْمَلَ (اس نے بسم اللہ پڑھی) بسم اور اللہ کے لام سے مرکب ہے اسی طرح بَعْثَرَةٌ لفظ بعث اور اِثَارَةٌ کی راء سے مرکب ہے۔ پ۳۰/۲۵

بُعْثِرَتْ۔ وہ کھود کر اٹھائی گئی، بَعْثَرَةٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ پ۳۰/۷

بَعْثُكُمْ۔ تمہارا جلانا، تمہارا زندہ کرنا، تمہارا اٹھانا بَعْثٌ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۲۱/۱۲

بَعَثْنَا۔ ہم نے بھیجا، ہم نے کھڑا کیا، ہم نے اٹھایا بَعْثٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ۱/۷ پ۹/۳ پ۱۱/۱۳ پ۱۴/۱ و ۱۳ پ۱۵/۱۵ و ۱۳ پ۱۹/۴

بَعَثَنَا۔ اس نے ہم کو اٹھایا۔ بَعَثَ فعل ماضی نَا ضمیر جمع متکلم پ۲۳/۲

بَعَثْنٰكُمْ۔ ہم نے تم کو اٹھا کھڑا کیا، بَعَثْنَا فعل ماضی کُمْ ضمیر جمع متکلم پ۱

بَعَثْنٰهُمْ۔ ہم نے ان کو اٹھایا، اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے پ۱۵/۱۲ و ۱۵

بَعَثَهُ۔ اس کو زندہ کیا، اس کو جلایا، بَعَثَ فعل ماضی ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ۳/۳

بَعْدُ۔ پیچھے، ظرف زمان ہے، قَبْلُ کی ضد ہے اضافت اس کو لازمی ہے۔ جب بغیر اضافت کے آئے گا تو یا ضمہ پر مبنی ہوگا یا اس پر دو زبر ہوں گے جیسے بَعْدُ، بَعْدًا، اور مِنْ بَعْدُ قرآن مجید میں بَعْدًا نہیں آیا ہے

پ۱: ۳ و ۸ و ۹ و ۱۳ و ۱۴

پ۲: ۱ و ۲ و ۳ و ۶ و ۹ و ۱۰ و ۱۳ و ۱۶ — پ۳: ۳ و ۹ و ۱۰ و ۱۳ و ۱۹ و ۱۷

پ۴: ۱ و ۲ و ۷ و ۹ و ۱۳ — پ۵: ۱ و ۱۲ — پ۶: ۳ و ۷ و ۹ و ۱۰ — پ۷: ۳ و ۴ و

پ۷: ۵ و ۱۲ و ۱۵ — پ۸: ۱۳ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ — پ۹: ۱ و ۳ و ۵ و ۱۵

پ۱۰: ۶ و ۸ و ۱۰ و ۱۳ و ۱۶ — پ۱۱: ۳ و ۶ و ۸ و ۹ — پ۱۲: ۱ و ۲ و ۱۳ و ۱۶

پ۱۳: ۵ و ۹ و ۱۱ — پ۱۴: ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ — پ۱۵: ۲ — پ۱۶: ۵ و ۷ و ۸

پ۱۸: ۱ و ۷ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ — پ۱۹: ۱ و ۱۰ و ۱۵ و ۱۶ — پ۲۰: ۸ و ۱۲

پ۲۱: ۲ و ۳ و ۵ و ۶ و ۸ و ۹ — پ۲۲: ۳ و ۱۰ و ۱۲ — پ۲۳: ۱۲ و ۱۵

پ۲۵: ۱ و ۲ و ۳ و ۵ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ — پ۲۶: ۳ و ۵ و ۷ و ۸ و ۱۱ و ۱۲

پ۲۷: ۲ و ۱۷ و ۱۸ — پ۲۸: ۱۷ و ۱۹ — پ۲۹: ۳ — پ۳۰: ۳ و ۲۰ و ۲۳

بُعْدَ۔ دوری، ہلاکت، لعنت، قُرْبٌ کی ضد ہے، قرب و بعد کی کوئی حد مقرر نہیں ہے بلکہ جگہ اور مقام کے اعتبار سے ایک کو قریب اور

دوسرے کو بعید کہتے ہیں، محسوسات میں تو قرب و بعد کا استعمال بکثرت ہوتا رہتا ہے لیکن کبھی کبھی معقولات کے لئے بھی بعید اور قریب کے الفاظ آتے ہیں جیسے ضَلُّوا ضَلٰلًا بَعِيْدًا (وہ بہت دور بہکے) چونکہ موت ہلاکت اور لعنت میں بھی دوری ہوتی ہے اس لئے بُعْدًا اور بَعْد کے معنی اکثر ہلاکت تباہی اور لعنت کے آتے ہیں ب ۲۵/۱۰ بُعْدًا ب ۱۲/۴و۵و۶و۹و۸ ب ۱۸/۳

بَعُدَتْ ۔ وہ دور معلوم ہوئی، وہ دور لگی ۔ (نَصَرَ) بُعْدٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ب ۱۲/۱۲

بَعِدَتْ ۔ وہ دور ہوئی، اس پر لعنت ہوئی، وہ تباہ ہوئی ۔ (سَمِعَ) بَعْدٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ۔ ب ۱۲/۸

بَعْدِكَ ۔ تیرے پیچھے، تیرے بعد، بَعْدِ مضاف كَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ ب ۱۶/۱۲

بَعْدِكُمْ ۔ تمہارے پیچھے، تمہارے بعد ۔ بَعْدِ مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ ب ۸/۳

بَعْدِهٖ ۔ اس کے بعد، اس کے پیچھے، بَعْد مضاف هٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ

ب ۱/۶و۱۱ ب ۳/۱۵ ب ۴/۸ ب ۶/۳ ب ۷/۱۲ ب ۹/۱۳ ب ۱۱/۱۳ ب ۱۳/۱۲
ب ۱۵/۱۲ ب ۲۱/۱۲ ب ۲۲/۴و۱۳و۱۷ ب ۲۳/۱ ب ۲۵/۹ ب ۲۹/۲۲

بَعْدِهَا ۔ اس کے بعد اس کے پیچھے بَعْدِ مضاف هَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ ب ۹/۹

ب ۱۴/۲۰و۲۱ ب ۱۶/۱ ب ۱۷/۲

بَعْدِهِمْ ۔ ان کے بعد، ان کے پیچھے، بَعْدِ مضاف هِمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ

ب ۳/۱ ب ۷/۷ ب ۹/۱۱و۱۲ ب ۱۱/۷ ب ۱۳/۱۴و۱۵ ب ۱۶/۷ ب ۱۸/۲و۳
ب ۲۰/۹ ب ۲۴/۶و۷ ب ۲۵/۲ ب ۲۸/۴

بَعْدَهُنَّ ۔ ان کے بعد ان کے پیچھے، بَعْدِ مضاف هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مضاف الیہ

ب ۱۸/۱۴

بَعْدِیْ ۔ میرے بعد، میرے پیچھے بَعْدِ مضاف ی ضمیر واحد متکلم ۔ مضاف الیہ ب ۱/۱۶ ب ۹/۸

ب ۲۳/۱۲ ب ۲۸/۹

بَعْضٌ ۔ کچھ، ٹکڑا ۔ کل کے اعتبار سے شئے کے کسی جز کو بعض کہتے ہیں اسی لئے کلُّ کے مقابل بولا جاتا ہے ۔ ب ۱/۴و۹و۱۰ ب ۲/۱و۱۷ ب ۳/۱و۹و۱۲و۱۳

ب ۴/۷و۱۱و۱۴ ب ۵/۱و۲و۳ ب ۶/۱و۱۱و۱۳ ب ۷/۱۲و۱۴ ب ۸/۱و۲و۷و۹

ب ۸/۹ ب ۹/۱۹ ب ۱۰/۹و۱۵ ب ۱۱/۵و۱۰ ب ۱۲/۴و۵و۱۳ ب ۱۳/۷و۱۴

ب ۱۴/۱۲ ب ۱۵/۲و۳و۱۰و۱۵ ب ۱۶/۲و۱۲ ب ۱۷/۱۴ ب ۱۸/۵و۹و۱۱و۱۳

ب ۱۸/۱۵و۱۷ ب ۱۹/۱۵ ب ۲۰/۲و۱۵ ب ۲۱/۹و۱۷ ب ۲۲/۱۰و۱۱ ب ۲۳/۶و۱۱

ب ۲۴/۹و۱۳ ب ۲۵/۹و۱۲و۱۸ ب ۲۶/۵و۷و۱۳و۱۴ ب ۲۷/۳ ب ۲۸/۱۹ ب ۲۹/۳و۶

بَعْضًا پ۲ / ۷ و ۱۵ پ۳ / ۲ پ۱۸ / ۳ و ۱۵ پ۱۹ / ۱۵ پ۲۲ / ۱۶ پ۲۵ / ۱۲ پ۲۶

بَعْضُکُمْ۔ تمہارے بعض، تم میں سے بعض، بَعْض مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۱ / ۹ پ۴ / ۲ پ۴ / ۱۱ و ۱۲ پ۵ / ۱ و ۲ پ۶ / ۱۲ پ۹ / ۷ و ۹ پ۱۳ / ۱۶ پ۱۸ / ۱۲ و ۱۵ و ۱۶ پ۲۰ / ۱۵ پ۲۲ / ۱۱ پ۲۶ / ۵ و ۱۲ و ۱۳

بَعْضُنَا۔ ہمارے بعض، ہم میں بعض، بَعْض مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ پ۳ / ۱۵ پ۶ / ۲ پ۲۳ / ۱۱

بَعْضَہٗ۔ اس کا بعض، بَعْض مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ۹ / ۱۹ پ۱۳ / ۱۱ پ۲۸ / ۱۹

بَعْضِہَا اس کا بعض، بَعْض مضاف ہَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ پ۱ / ۹ پ۳ / ۱۲ پ۱۳ / ۷ پ۱۹ / ۱۱

بَعْضُہُمْ۔ ان کے بعض، بَعْض مضاف ہُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۱ / ۹ پ۳ / ۱ و ۱۶ پ۳ / ۱ پ۵ / ۳ پ۶ / ۱۲ پ۷ / ۲ پ۹ / ۱ پ۱۰ / ۶ و ۱۵ پ۱۱ / ۵ پ۱۵ / ۳ و ۱۰ پ۱۶ / ۲ پ۱۷ / ۱۲ پ۱۸ / ۳ و ۵ پ۲۱ / ۱۶ پ۲۲ / ۱۰ و ۱۶ پ۲۳ / ۷ و ۱۱ پ۲۵ / ۱۲ و ۱۳ پ۲۸ / ۳ پ۲۹ / ۳

بَعْلًا۔ ایک بت کا نام، شوہر، خاوند، اصل میں تو "بعل" شوہر کو کہتے ہیں اور شوہر کے متعلق چونکہ بیوی پر فوقیت اور غلبہ کا تصور ہوتا ہے اس لئے عربی زبان میں ہر وہ چیز 'بعل' کہلاتی ہے جسے دوسرے پر فوقیت حاصل ہو، چنانچہ اہلِ عرب اپنے دیوتا کو جس کے ذریعہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور تقرب کے خواہاں تھے 'بعل' کے نام سے یاد کرتے تھے، کیونکہ وہ اس کا مرتبہ اپنے سے اعلیٰ وارفع سمجھتے تھے یہ امام راغب کی تحقیق ہے، عرب میں یہ لفظ اس معنی میں زیادہ تر اہلِ یمن میں مستعمل تھا، چنانچہ ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں اور ابراہیم حربی نے غریب الحدیث میں عکرمہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی نظر ایک شخص پر پڑی جو گائے ہانکتا جا رہا تھا، اس شخص کی زبان سے نکلا من بعل ھذہ اس گائے کا مالک کون ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے اس کو بلا کر پوچھا کہ تو کون ہے کہنے لگا کہ میں یمن کا رہنے والا ہوں، حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا کی زبان یہی ہے کہ بعل سے مراد مالک اور رب ہے[1]۔ مولانا سید سلیمان صاحب ندوی فرماتے ہیں۔

"ہمارے مفسرین نے عکرمہ، مجاہد اور قتادہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ 'بعل' یمن کی زبان میں آقا اور مالک

[1] فتح الباری کتاب التفسیر سورۃ الصافات۔

کو کہتے ہیں اور یہ حضرت الیاسؑ کی قوم کا بت تھا اور اسی لئے عربی میں شوہر کو بعل کہتے ہیں، ہمارے مفسرین اور اہلِ لغت کا بیان بالکل صحیح ہے لیکن صرف اس تخصیص سے انکار ہے کہ یہ صرف یمن کی زبان کا لفظ ہے، صحیح یہ ہے کہ یہ لفظ تمام سامی زبانوں میں پایا جاتا ہے، یہ بھی اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ بعل صرف قومِ الیاس میں نہیں بلکہ اکثر مشرقی سامی قوموں میں پوجا جاتا تھا بعلبک، ملک شام کا ایک قدیم شہر ہے جو اسی بعل دیوتا کی طرف منسوب ہے، روایتوں میں ہے کہ یہ دیوتا سونے کا تھا، چودہ ہاتھ لمبا تھا اور اس کے چار منہ تھے توراۃ میں اس کے تین طریقے سے نام آئے ہیں، "بعل" "بعل فغور" "بعل بریث"

"بعل" کے لئے مذبح، قربانگاہ اور ہیکل بنتے تھے، لوبان اور دیگر بخورات ان میں جلائے جاتے، اولاد کو اس کی خاطر آگ میں ڈال دیا جاتا تھا اور یہ بہترین قربانی سمجھی جاتی تھی بعل کی پوجا کے لئے خاص قسم کے برتن اور ظروف ہوتے تھے، سامی قوموں میں اور مدین کے بہاؤں میں بعل کی پوجا کے یہی سب رسوم تھے، غالباً مدین میں بھی یہی جاری ہوں گے۔

مستشرقین یورپ کی تحقیق کے مطابق "بعل" ستارہ زحل کا نام تھا جس کی دوسری مانوس عربی شکل "ہبل" ہے، اس کی مدین میں پرستش ہوتی تھی اور اونٹ (ابل) کی قربانی اس کے لئے سب سے بہتر سمجھی جاتی تھی[1] پ ۲۳/۸

بَعْلُهَا۔ اس (عورت) کا شوہر، اس کا خاوند، بَعْلِ مضاف هَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ پ ۵/۱۶

بَعْلِیْ۔ میرا خاوند، میرا شوہر بَعْلِ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ پ ۱۲/۷

بَعُوْضَةً۔ مچھر، بَعْضٌ سے مشتق ہے، چونکہ تمام حیوانات کی بہ نسبت اس کا جسم ذرا سا ہوتا ہے اس لئے اس کو "بعوضہ" کہنے لگے۔ پ ۱/۲

بُعُوْلَتُهُنَّ۔ ان (عورتوں) کے شوہر، ان کے خاوند، بُعُوْلَةٌ بَعْلٌ کی جمع ہے جیسے فَحْلٌ اور فُحُوْلَةٌ مضاف ہے هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مضاف الیہ پ ۲/۱۲ پ ۱۹/۱۰

بَعِیْدٌ۔ دور، بُعْدٌ سے مشتق ہے، صفت مشبہ کا صیغہ ہے پ ۵ پ ۱۲/۷و۸ پ ۱۳/۱۳و۱۵ پ ۱۷/۷و۹و۱۲ پ ۱۸/۱۷ پ ۱۹/۱۷ پ ۲۲/۷و۱۲ پ ۲۳/۱۹ پ ۲۵/۱و۳ پ ۲۶/۱۵و۱۶و۱۷

بَعِیْدًا پ ۳/۱۱ پ ۵/۲و۵و۱۶و۱۷ پ ۶/۳ پ ۲۹/۷

بَعِیْرٍ اونٹ، شتر، اسم جنس ہے۔ لفظ انسان کی طرح مذکر و مؤنث دونوں پر بولا جاتا ہے پ ۱۳/۲و۳

[1] ارض القرآن ج ۲ ص ۱۷۶ و ۱۷۷ طبع معارف سنہ ۱۳۴۳ھ

فصل الغین المعجمۃ

بِغَاءِ۔ بدکاری، زناکاری، اصل میں بغاء کے معنی حد سے تجاوز کرنے کے ہیں چونکہ زنا حد سے تجاوز ہی ہے اس لئے عام طور پر بغاء کے معنی زناکاری کے آتے ہیں

بِغَالَ۔ خچر، بَغْلٌ کی جمع ہے۔

بَغَتْ۔ اس نے سرکشی کی، اس نے بغاوت کی (ضَرَبَ) بَغْیٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب

بَغْتَۃً۔ ایک دم، اچانک، یکایک

بَغْضَاءَ۔ بغض، نفرت، مصدر ہے حُبٌّ کی ضد ہے

بَغَوْا۔ انھوں نے سرکشی کی، انھوں نے بغاوت کی، بَغْیٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔

بَغْیُ۔ سرکشی، زیادتی، ضد، مصدر ہے۔ جہاں میانہ روی چاہئے وہاں میانہ روی سے بڑھنے کی خواہش کرنے کو بَغْیٌ کہتے ہیں خواہ میانہ روی سے تجاوز عمل میں آیا ہو یا نہ آیا ہو۔ بغی کا استعمال کمیت اور کیفیت یعنی مقدار اور وصف دونوں کے متعلق ہوتا ہے (ملاحظہ ہو اَبْغِی)

بَغٰی۔ اس نے سرکشی کی، اس نے زیادتی کی، بَغْیٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب

بُغِیَ (اس پر) زیادتی کی گئی، بَغْیٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب

بَغِیًّا۔ بدکار، بَغْیٌ سے صفت مشبہ کا صیغہ

بَغْیُکُمْ۔ تمہاری سرکشی، بَغْیُ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ

بَغْیِہِمْ۔ ان کی سرکشی، بَغْیِ مضاف ھِمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ

فصل القاف

بَقَرَ۔ بیل، گائے۔ اسم جنس ہے مذکر اور مؤنث دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے

بَقَرَاتٍ۔ گائیں، بَقَرَۃٌ کی جمع

بَقَرَۃٌ۔ گائے، واحد ہے۔ اس کی جمع بَقَرٌ اور بَقَرَاتٌ آتی ہے

بُقْعَۃِ۔ زمین، قطعۂ زمین بِقَاعٌ اور بُقَعٌ جمع

بَقْلِھَا۔ اس کا ساگ، اس کی ترکاری۔ بَقْلِ مضاف ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ

بَقِيَ (س) بچ گیا، وہ باقی رہا (مجمع) بَقَاءٌ سے۔ جس کے معنی کسی شے کے اپنی پہلی حالت پر باقی رہنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے۔

بَقِيَّةٌ۔ بچی ہوئی چیز، باقی ماندہ، باقی رکھا ہوا بروزن فَعِيلَةٌ بَقَاءٌ سے صفت مشبہ کا صیغہ ہے قرآن مجید میں حضرت طالوت کے ذکر میں جب ان کو بادشاہ ماننے سے انکار کر دیتے ہیں تو ان کے نبی فرماتے ہیں۔

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ	اور بنی اسرائیل کی اس جماعت
إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ	سے ان کے نبی نے کہا کہ طالوت
يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ	کی سلطنت کا نشان یہ ہے کہ
فِيهِ سَكِينَةٌ	تمہارے پاس صندوق آجائیگا
مِنْ رَبِّكُمْ	جس میں تمہارے پروردگار کی
وَبَقِيَّةٌ مِمَّا	طرف سے دلجمعی ہے اور کچھ بچی
تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ	ہوئی چیزیں ہیں جن کو حضرت
وَآلُ هَارُونَ	موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام
تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ	کی اولاد چھوڑ گئی ہے فرشتے اس کو
	اٹھائے ہوئے ہوں گے۔

یہ بچی ہوئی چیزیں کیا تھیں، تورات کی دو لوحیں کچھ ٹوٹی ہوئی لوحوں کا ریزہ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور ان کی نعلین، حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ اور عصا اور ایک قفیز (ایک پیمانہ کا نام) مَن جو بنی اسرائیل پر نازل ہوتا تھا [1]

آیت کریمہ فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُونِ مِنْ قَبْلِكُمْ أُولُو بَقِيَّةٍ يَنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْأَرْضِ (پس کیوں نہ ہوئے تم سے پہلے قرنوں میں وہ لوگ جن میں اثر رہا ہو کہ ملک میں فساد کرنے سے منع کرتے) میں "اولو بقیۃ" سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی رائے اور عقل باقی رہے یا ارباب فضل مراد ہیں، فضل کو بقیہ اس لئے کہا گیا کہ انسان اپنے میں سب سے اچھی چیز کو باقی رکھنے کا خواہشمند ہوتا ہے۔ اسی لئے عرب والے بولتے ہیں فلان من بقیۃ القوم یعنی فلاں آدمی قوم میں عمدہ ہے، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بقیہ تقیہ کی طرح مصدر ہو اس صورت میں "اولو بقیہ" کے معنی "ذو بقاء" کے ہوں گے یعنی وہ لوگ جو اپنی جانوں کو عذاب سے بچائیں اور محفوظ رکھیں [2] پ۱۲ ع۱۰

فصل الکاف

[1] ملاحظہ ہو معالم التنزیل امام بغوی ج ۱ ص ۲۱۶ طبع مصر ۱۳۳۲ھ [2] ملاحظہ ہو انوار التنزیل قاضی بیضاوی ج ۱ ص ۳۲۸ طبع مصر

بِكَ۔ تجھے، تجھ کو، تیرے ساتھ، تیرے ذریعہ تیرے متعلق، ب حرف جر، كَ ضمیر واحد مذکر حاضر مجرور متصل (ملاحظہ ہو ب) پ۳/۱۲ پ۵/۳ پ۹/۱۸ پ۱۳/۲ پ۱۴/۱۸ پ۱۶/۹ پ۱۹/۱۵ پ۲۰/۵ پ۲۵/۱۰

بَكَتْ۔ وہ روئی (ضَرَبَ) بُكَاءٌ سے جس کے معنی رونے کے ہیں ماضی کا صیغہ، واحد مؤنث غائب پ۲۵/۱۲

بِكْرٌ بن بیاہی۔ جس نے بچہ نہ دیا ہو، کنواری لڑکی کو بھی کہتے ہیں۔ پ۱/۸

بُكْرَةً۔ دن کا اول حصہ، صبح، پ۱۶/۴ و ۷ پ۱۹/۱۷ پ۲۲/۳ و ۵ پ۲۶/۹ پ۲۷/۹ پ۲۹/۲

بِكُمْ۔ تم سے، تم کو، تمہارے ساتھ، تمہارے ذریعہ تمہارے متعلق، ب حرف جر كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مجرور متصل۔ پ۱/۹ پ۲/۲ و ۷ پ۳/۷ پ۵/۲ و ۲ و ۱۷ پ۹/۹ پ۱۰/۱۲ پ۱۱/۱ پ۱۲/۷ پ۱۳/۲ و ۵ پ۱۴/۹ و ۱۲ پ۱۵/۹ و ۷ و ۱۲ پ۱۹/۴ پ۲۱/۱۰ و ۱۲ و ۱۸ پ۲۲/۱۹ پ۲۳/۱۳ پ۲۶/۱ و ۱۰ پ۲۷/۲ و ۱۷ پ۲۸/۷ پ۲۹/۲

بُكْمٌ۔ گونگے، اَبْكَمَ کی جمع جس کے معنی پیدائشی گونگے کے ہیں پ۱/۲ پ۷/۵ پ۸/۱۰ پ۹/۱۶ بُكْمًا پ۱۵/۱۱

بَكَّةَ۔ مکہ معظمہ کا نام ہے۔ مجاہد سے یہی منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ با میم سے بدل گئی ہے جیسے سبلا لاسہ اور سمدہ اور لازب اور لازم بعض اندرون مکہ کا نام بتلاتے ہیں بعض کہتے ہیں مسجد کا نام ہے بعض بیت اللہ اور بعض مطاف کو بیان کرتے ہیں تَبَاكٌّ سے ماخوذ ہے جس کے معنی ازدحام کے ہیں۔ چونکہ وہاں طواف کے لئے لوگوں کا ازدہام ہوتا ہے اس لئے اس کو بکہ کہا گیا، بعض کہتے ہیں کہ بکہ بَكٌّ سے مشتق ہے جس کے معنی مزاحمت کرنے، پھاڑ ڈالنے اور بگاڑ ڈالنے کے ہیں چونکہ سنت الٰہی جاری ہے کہ جو یہاں الحاد پھیلاتا اور ظلم پر کمر باندھتا ہے اس کی گردن توڑ ڈالی جاتی ہے اس لئے مکہ کا نام بکہ ہوا پ۴/۱

بُكِيًّا روتے ہوئے، بَاكٍ کی جمع جس کے معنی رونے والے کے ہیں، اصل میں تو بُكُوْيٌ فُعُوْلٌ کے وزن پر تھا جیسے سَاجِدٌ اور سُجُوْدٌ اور رَاكِعٌ اور رُكُوْعٌ اور قَاعِدٌ اور قُعُوْدٌ لیکن جَاثٍ اور جُثِيٌّ اور عَاتٍ اور عُتِيٌّ کی طرح اس کے واو کو یا سے بدلا گیا اور یا کا یا میں ادغام کر دیا گیا۔ بُكِيٌّ کا استعمال اندوہگیں ہونے اور آنسو بہانے دونوں کے متعلق ہوتا ہے اور صرف اندوہگیں ہونے اور صرف آنسو بہانے کے معنی میں بھی آتا ہے پ۱۶/۷

فصل اللام

بَلْ. بلکہ. بَلْ کے بعد یا مفرد واقع ہوگا یا جملہ، اگر مفرد ہو تو اس صورت میں یہ حرف عطف ہے مگر قرآن مجید میں اس کے بعد کہیں مفرد نہیں آیا۔ اور اگر جملہ واقع ہو تو حرف اضراب ہے یعنی ماقبل سے اعراض کے لئے آتا ہے اور تدارک یعنی اصلاح کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ تدارک کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ مابعد ماقبل کا مناقض ہو لیکن اس صورت میں کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ مابعد کے حکم کی تصحیح سے ماقبل کا ابطال مقصود ہوتا ہے اور کبھی اس کے برخلاف ثانی کا ابطال اور ماقبل کی تصحیح منظور ہوتی ہے جیسے اِذَا تُتْلٰی عَلَیْہِ اٰیٰتُنَا قَالَ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ۔ کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ (جب ہماری آیتیں اس کے سامنے تلاوت کی جاتی ہیں تو کہہ دیتا ہے کہ اگلوں کی کہانیاں ہیں، ہرگز نہیں بلکہ انھوں نے جو برائیاں کمائی ہیں اس سے ان کے دلوں پر زنگ لگ گیا ہے) مطلب یہ ہے کہ قرآن تو اگلوں کی کہانیاں نہیں بلکہ ان کمبختوں کے دلوں پر زنگ لگ گیا ہے اب یہاں زنگ کے اثبات سے کہانی ہونے کا ابطال مقصود ہے اسی طرح فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ ۙ فَیَقُوْلُ رَبِّیْٓ اَكْرَمَنِ ۝ وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَیْهِ رِزْقَهٗ ۙ فَیَقُوْلُ رَبِّیْٓ اَهَانَنِ ۝ كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْیَتِیْمَ ۝ وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْكِیْنِ ۝ وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ۝ وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ۝ (پس آدمی (کا حال یہ ہے کہ) جب اس کا پروردگار آزماتا ہے اور اس کو عزت اور نعمت دیتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میرے رب نے میرا اکرام کیا اور جب اس کو آزماتا ہے پس اس پر تنگ کرتا ہے اس کی روزی تو کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے ذلیل کیا، ہرگز نہیں بلکہ تم قدر نہیں کرتے یتیم کی اور نہ ایک دوسرے کو ترغیب دیتے ہو محتاج کے کھلانے کی، اور تم کھا جاتے ہو میراث کا مال سارا سمیٹ کر اور عزیز رکھتے ہو مال کو جی بھر کر) مطلب یہ ہے کہ رزق کی فراخی یا تنگی دربارِ الٰہی میں اکرام یا اہانت کی دلیل نہیں بلکہ یہ پروردگار کی طرف سے آزمائش ہے مگر بے جگہ مال کو خرچ کرنے کی وجہ سے لوگوں نے اس حقیقت کو دل سے بھلا دیا، یہاں پر دوسرے امر کا ابطال منظور ہے اور اول کی تصحیح یعنی آزمائش

کا اثبات کیا جا رہا ہے اور روزی کی کشائش یا تنگی کی بنا پر عزت یا اہانت کا ابطال ہو رہا ہے۔

بل کی دوسری صورت یہ ہے کہ پہلے حکم کو برقرار رکھکر اس کے بعد کو اس حکم پر اور زیادہ کر دیا جائے جیسے بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۭ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ (بلکہ انھوں نے کہا کہ خیالات پریشان ہیں بلکہ اس کو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے گھڑ لیا ہے، بلکہ یہ شاعر ہے) مطلب یہ ہے کہ ایک تو قرآن کو خیالاتِ پریشان کہتے ہیں اور پھر مزید اسے افترا بتلاتے ہیں اور اسی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ نعوذ باللہ آپ کو شاعر سمجھتے ہیں۔

قرآن مجید میں بَلْ جہاں بھی آیا ہے ان ہی دونوں معنی میں سے کسی ایک معنی میں اس کا استعمال ہوا ہے۔ امام راغب لکھتے ہیں وجمیع مافی القرآن من لفظ بل لا یخرج من احد هذین الوجهین وان دق الکلام فی بعضه (قرآن میں جتنی جگہ بھی بل ہے ان دونوں معنی میں سے کسی ایک معنی کے لئے ہے اگرچہ بعض جگہ پر کلام دقیق ہے) اسی دقتِ کلام کی بنا پر بعض

اکابر علمائے نحو سے یہ غلطی سرزد ہو گئی کہ انھوں نے یہ کہہ دیا کہ بل کا استعمال قرآن مجید میں صرف معنی ثانی میں ہوا ہے چنانچہ صاحب بسیط نے یہی کہا ہے نیز ابن الحاجب نے شرح مفصل میں اور ابن مالک نے الفیہ میں یہی دعوی کیا ہے لیکن علامہ ابن ہشام اور امام سیوطی نے صراحت کے ساتھ اس دعوی کو وہم بتلایا ہے[۱]۔

۱: ۱۱و۱۲و۱۳و۱۹ — ۲: ۳و۵ — ۳: ۳ — ۴: ۷و۸و۹ — ۵: ۴ — ۶: ۳و۷و۱۲ — ۷: ۹و۱۰ — ۸: ۱۸ — ۹: ۱۲ — ۱۰: ۹ — ۱۱: ۳و۱۲ — ۱۲: ۳و۱۰و۱۱ — ۱۳: ۱و۵و۱۶و۲۰ — ۱۵: ۱۸و۲۰ — ۱۶: ۱۲ — ۱۷: ۱و۲و۳و۴و۵و۷ — ۱۸: ۴و۵و۷و۱۲و۱۶ — ۱۹: ۳و۹و — ۱۹: ۱۵و۱۸و۱۹ — ۲۰: ۱ — ۲۱: ۱و۳و۷و۱۰و۱۲و۱۳ — ۲۲: ۷و۹و۱۰ — ۲۳: ۱۱و۱۹و۱۹ — ۲۳: ۵و۶و۱۰و۱۳و۱۷ — ۲۴: ۲و۳و۱۳ — ۲۵: ۸و۹و۱۳ — ۲۵: ۱۴ — ۲۶: ۳و۴و۱۰و۱۲و۱۵ — ۲۷: ۲و۳و۹و۱۰و۱۵ — ۲۹: ۳

بَلَاءٌ آزمائش، مصدر ہے، جب اس کی ماضی باب سَمِعَ سے آتی ہے تو اس کے معنی بوسیدہ ہونے کے آتے ہیں اور جب باب نَصَرَ سے آتی ہے تو امتحان و آزمائش کے معنی ہوتے ہیں۔ غم کو بھی بلا اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ جسم کو گھلا دیتا ہے۔ تکلیف کا نام بھی اسی لئے بلا ہوا کہ جتنی تکلیفیں ہیں سب بدن پر گراں ہیں۔ آیت کریمہ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى

[۱] ملاحظہ ہو اتقان ج ۱ ص ۱۶۰ طبع مصر۔

نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِیْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِیْنَ (اور یقیناً ہم تم کو آزمائیں گے یہاں تک کہ ہم تم میں سے جہاد کرنے والوں اور صبر کرنے والوں کو ظاہر کردیں) سے صاف ظاہر ہے کہ تکالیف آزمائش کے لئے ہوتی ہیں، اللہ تعالیٰ کبھی تو بندوں کو فراخی دیکر آزماتا ہے تاکہ وہ شکر گزار بن جائیں اور کبھی تنگی کے ذریعہ امتحان فرماتا ہے کہ وہ صبر میں پورے اتریں، ارشاد ہے وَ نَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَیْرِ فِتْنَةً (اور ہم تم کو جانچتے ہیں برائی اور بھلائی سے آزمانے کو) بہ نسبت شکر کے صبر کے حقوق کی بجاآوری زیادہ آسان ہے اسی لئے نعمت میں بہ نسبت محنت و مشقت کے زیادہ آزمائش ہے حضرت عمر رضی اللہ فرماتے ہیں بلینا بالضراء فصبرنا وبلینا بالسراء فلم نصبر (ہم لوگوں کو تکلیف سے آزمایا گیا تو صابر رہے اور فراخی سے آزمایا تو صبر میں پورے نہ اترے) حضرت علیؓ فرماتے ہیں من وسع علیه دنیاه ولم یعلم انه قد مکر به فهو مخدوع عن عقله (جس پر دنیا فراخ کی گئی اور وہ یہ پتہ نہ چلا سکا کہ آزمائش کی گرفت میں ہے تو وہ عقل سے کھو یا گیا) آیت کریمہ وَفِیْ ذٰلِكُمْ بَلَاۗءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِیْمٌ (اور اس میں تمہارے پروردگار کی طرف سے بڑی آزمائش تھی) میں نعمت و مشقت دونوں طرح کی آزمائش کا مذکور ہے فرعون سے نجات دینا نعمت اور بچوں کا قتل اور عورتوں کا جیتا رکھنا مشقت تھی۔ اسی طرح وَاٰتَیْنٰهُمْ مِّنَ الْاٰیٰتِ مَا فِیْهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِیْنٌ (اور ہم نے ان کو ایسی صاف نشانیاں دیں جن میں کھلی آزمائش تھی) میں بھی دونوں قسم کی آزمائش کا ذکر ہے۔ پ ۲/۶ پ ۹/۶و۱۶ پ ۱۳/۱۳ پ ۱۶/۶ پ ۲۵/۱۵

بِلَادٌ ۔ شہر بَلَدٌ کی جمع پ ۲/۱۱ پ ۴/۱۱ پ ۲۴/۱۲ پ ۳۰/۱۲

بَلَغَ ۔ پہنچادینا، کافی ہونا، مصدر ہے۔ یہ لفظ قرآن مجید میں بمعنی تبلیغ آیا ہے اِنَّ فِیْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِیْنَ (اس میں کفایت ہے عبادت کرنے والی جماعت کے لئے) میں بلاغ بمعنی کافی ہونے کے ہے پ ۳/۱۰ پ ۷/۳و۳ پ ۱۳/۱۱و۱۹ پ ۱۳/۱۱و۱۷ پ ۱۷/۱۳ پ ۲۰/۱۳ پ ۲۲/۱۱ پ ۲۵/۶ پ ۲۶/۴ پ ۲۹/۱۹

بَلٰغًا پ ۱۷/۷ پ ۲۹/۱۴

بَلَدٌ شہر پ ۸/۱۴ پ ۱۳/۱۸ پ ۱۴/۷ پ ۲۲/۱۲ پ ۳۰/۱۵و۲۰ **بَلَدًا** پ ۱/۱۵

بَلْدَةٌ پ ۱۹/۲ پ ۲۰/۲ پ ۲۲/۸ پ ۲۵/۷

بَلَغَ وہ پہنچا (نَصَرَ) بُلُوْغٌ اور بَلَاغٌ سے جس کے معنی انتہائی مقصد اور منتہی تک پہنچنے کے آتے ہیں خواہ وہ مقصد و منتہی کوئی مقام ہو یا وقت یا

اور کوئی شے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۸ ۱۲/۱۳ ۲۶/۲ ۱۸/۱۴ ۲۰/۵ ۲۳/۷ ۲۶/۲

بَلِّغْ۔ تو پہنچا دے، تو تبلیغ کر دے۔ تَبْلِیْغٌ سے جس کے معنی پہنچا دینے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ ۶/۱۴

بَلَغَا۔ وہ دونوں پہنچے، بُلُوْغٌ سے ، ماضی کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب ۱۵/۲۱

بَلَغْتُ۔ میں پہنچا، بُلُوْغٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد متکلم ۱۶/۴

بَلَغْتَ۔ تو پہنچا۔ بُلُوْغٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ ۱۶/۱

بَلَغَتْ۔ وہ پہنچی، بُلُوْغٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ۲۱/۱۹ ۲۷/۱۹ ۲۹/۱۷

بَلَّغْتَ تو نے تبلیغ کی، تو نے پہنچایا تَبْلِیْغٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ ۶/۱۴

بَلَغْنَ۔ وہ (عورتیں) پہنچیں۔ بُلُوْغٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مؤنث غائب ۲/۱۳ و ۱۴ ۲۸/۱۷

بَلَغْنَا۔ ہم پہنچے۔ بُلُوْغٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم۔ ۹/۲

بَلَغَنِیَ مجھے آپہنچا، بَلَغَ۔ صیغہ ماضی ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ۳/۱۴

بَلَغُوْا۔ وہ پہنچے، بُلُوْغٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۳/۱۴ ۲۳/۱۱

بَلَوْنَا۔ ہم نے آزمایا۔ (نَصَرَ) بَلَآءٌ اور بَلْوٌ سے۔ جس کے معنی آزمانے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع متکلم ۲۹/۴

بَلَوْنٰهُمْ۔ ہم نے ان کو آزمایا۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے ۹/۱۱ ۲۹/۴

بَلٰی۔ ہاں، الف اس میں اصلی ہے، بعض کہتے ہیں کہ زائد ہے اصل میں بل تھا کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ تانیث کے لئے ہے کیونکہ اس کا امالہ ہوتا ہے، بَلٰی کا استعمال دو جگہ پر ہوتا ہے ایک تو نفی ماقبل کی تردید کے لئے جیسے زَعَمَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ یُّبْعَثُوْا قُلْ بَلٰی وَرَبِّیْ لَتُبْعَثُنَّ (کافر دعوی کرتے ہیں کہ ہرگز وہ نہیں اٹھائے جائیں گے، تو کہدے کیوں نہیں قسم ہے میرے رب کی تمہیں ضرور اٹھایا جائے گا) دوسرے یہ کہ اس استفہام کے جواب میں آئے جو نفی پر واقع ہے خواہ استفہام حقیقی ہو جیسے الیس زید بقائم (کیا زید کھڑا نہیں) اور جواب میں کہا جائے بلٰی یا استفہام توبیخی جیسے اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ بَلٰی قٰدِرِیْنَ عَلٰٓی

أَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ (کیا انسان یہ گمان کرتا ہے کہ ہم ہرگز اس کی ہڈیاں جمع نہیں کریں گے کیوں نہیں بلکہ ہم قدرت رکھتے ہیں کہ اس کی پور پور درست کردیں) یا استفہام تقریری ہو جیسے أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَىٰ شَهِدْنَا (کیا میں تمہارا رب نہیں، انھوں نے کہا ہاں (تو ہی ہے) ہم گواہ ہیں) نعم اور بلی میں فرق یہ ہے کہ نعم استفہام مجرد کے جواب میں آتا ہے اور بلی بالاتفاق ایجاب کے جواب میں نہیں آتا بلکہ اس استفہام کے جواب میں آتا ہے جو مقترن بنفی ہو نیز بلی ابطال نفی کے لئے آتا ہے اور نعم تصدیق ماقبل کے لئے ب ۱/۱۳و۹ ب ۳/۱۶و۳

ب ۳/۲ ب ۶/۹ ب ۹/۱۲ ب ۱۳/۱۰و۱۱ ب ۲۲/۷ ب ۲۳/۴ ب ۲۳/۳، ۵و۱۰

ب ۲۵/۱۲ ب ۲۶/۴ ب ۲۷/۱۸ ب ۲۸/۱۵ ب ۲۹/۱و۱۷ ب ۳۰/۹

بَلِيغًا- اثر کرنے والا، پہنچنے والا، بلاغت والا، بروزن فَعِيلٌ صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ بَلَاغَةٌ سے مشتق ہے۔ کسی شئے کے بلیغ ہونے کے دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ وہ شئے بذاتہ بلیغ ہو یعنی زبان اور لغت کے اعتبار سے درست ہو، معنی مقصود کے مطابق ہو اور حقیقت کے اعتبار سے صحیح ہو، ان تینوں اوصاف میں سے اگر ایک وصف بھی کم رہا تو بلاغت میں نقصان رہیگا دوسرے یہ کہ قائل اور مقول لہ یعنی جس سے کہا جائے دونوں کے اعتبار سے بلیغ ہو مطلب یہ ہے کہ کہنے والا جو کہنا چاہتا ہے اس کو اس خوبی سے ادا کرے کہ جس سے کہا جارہا ہے وہ اس کو مان لے. آیت شریفہ وَقُل لَّهُمْ فِي أَنفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيغًا (اور ان سے کہہ ان کے حق میں بات اثر کرنے والی) میں "قول بلیغ" کو دونوں معنی پر محمول کیا جا سکتا ہے۔ ب ۵/۶

فصل المیم

بِمَ- کس چیز کے ساتھ. کیا چیز سے۔ ب حرف جر اور مَا استفہامیہ ہے۔ حرف جر کے آنے کی وجہ سے اس کے آخر سے الف حذف کردیا گیا ہے اور فتحہ کو اپنے حال پر باقی رکھا گیا تاکہ مَا استفہامیہ اور مَا موصولہ میں امتیاز ہو سکے۔ کیونکہ مَا موصول میں الف کو حذف نہیں کیا جاتا۔ ب ۱۳/۴ ب ۱۹/۱۸

بِمَا- اس چیز سے، ب کے بعد مَا مصدریہ بھی بن سکتا ہے اور موصولہ بھی (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ب اور مَا) ب ۱/۱و۲و۵و۹و۱۱ ب ۲/۳و۵و

ب ۲/۲و۳و۷و۹و۲۸و۱۰ ب ۳/۳و۸و۲و۱۳و۱و۱۶ ب ۲/۱۲و۱۳و۱۵

بِنَا ۔ ہمارے ساتھ، ہم کو، ب حرف جر نَا ضمیر جمع متکلم مجرور متصل پ١٠/١٢ پ١٢/١١ پ٤/٣ پ٢٠/١١

بِنَآءً ۔ چھت۔ عمارت، جو چیز بنائی جائے بناء کہلاتی ہے۔ پ١/٣ پ٢٣/١٢ پ٣٠/٤

بَنَّآءٍ ۔ عمارت بنانے والا۔ معمار، بروزن فَعَّالٌ بِنَاءٌ سے مشتق ہے جس کے معنی عمارت بنانے کے ہیں اگرچہ مبالغہ کے وزن پر ہے مگر بمعنی اسم فاعل ہے پ٢٣/١٢

بَنَاتٌ ، بیٹیاں، بِنْتٌ اور اِبْنَۃٌ کی جمع جس کے معنی بیٹی کے ہیں پ٧/١٥ پ٧/١٨ پ١٤/١٣ پ٢٢/٣ پ٢٣/٩ پ٢٥/٨

بَنَاتِکَ ، تیری بیٹیاں، بَنَاتِ مضاف کَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ پ٢٢/٥ پ٢٢

بَنَاتُکُمْ ، تمہاری بیٹیاں، بَنَاتُ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ پ٤/١٥

بَنَاتِیْ ۔ میری بیٹیاں، بَنَاتِ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ۔ حضرت لوط علیہ السلام کے ذکر میں جو وارد ہے قَالَ یٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِیْ هُنَّ اَطْهَرُ لَکُمْ (کہ انھوں نے فرمایا اے میری قوم یہ میری بیٹیاں موجود ہیں وہ تمہارے واسطے بہت پاکیزہ ہیں) یہاں بیٹیوں سے صلبی بیٹیاں مراد ہیں یا امت کی عورتیں۔ اس بارے میں دو قول ہیں

پ٥: ٣ و ٤ و ٦ و ٩ و ١٣ و ١٦ و ١٧ ۔ پ٦: ٢ و ٣ و ٦ و ٧ و ١٠ و ١١ و ١٢ و

پ٧: ١٤ و ١٥ پ٧: ١ و ٣ و ٤ و ٩ و ١١ و ١٣ و ١٤ و ١٧ و ١٩ و

پ٨: ١ و ٢ و ٣ و ٧ و ٨ و ٩ و ١١ و ١٢ و ١٦ و ١٧ پ٩: ٢ و ٣ و ٦ و

پ٩: ٩ و ١٠ و ١١ و ١٢ و ١٨ و ١٩ پ١٠: ٣ و ٤ و ٦ و ٨ و ١٠ و ١٢ و ١٦ و ١٧

پ١١: ١ و ٢ و ٣ و ٦ و ٧ و ٨ و ٩ و ١٠ و ١٢ و ١٣ پ١٢: ٣ و ٤ و ٨ و ٩ و

پ١٣: ١٠ و ١١ و ١٢ پ١٣: ٣ و ٤ و ٩ و ١٠ و ١١ و ١٤ و ١٦ پ١٤: ٣ و ٥ و ٦ و

پ١٤: ١٠ و ١٣ و ١٨ و ١٩ و ٢٠ و ٢٢ پ١٥: ٢ و ٧ و ١٥ و ١٦ پ١٦: ٢ و ٣ و ١٢

پ١٧: ٨ و ١٦ پ١٨: ٢ و ٣ و ٤ و ٥ و ٦ و ٩ و ١٠ و ١٢ و ١٣ و ١٥ و ١٦

پ١٩: ٣ و ١٠ و ١١ و ١٣ و ١٤ و ١٩ پ٢٠: ٣ و ٥ و ٨ و ٩ و ١٣ و ١٦

پ٢١: ٣ و ٧ و ٨ و ١١ و ١٢ و ١٥ و ١٦ و ١٨ پ٢٢: ٣ و ٨ و ١٠ و ١١ و

پ٢٢: ١٢ و ١٤ و ١٦ پ٢٣: ١ و ٣ و ١١ و ١٥ پ٢٤: ٣ و ٧ و ١٣ و ١٤ و ١٦ و

پ٢٤: ١٦ و ١٨ و ١٩ پ٢٥: ١ و ٣ و ٥ و ٦ و ٨ و ١١ و ١٣ و ١٨ و ١٩

پ٢٦: ١ و ٢ و ٣ و ٥ و ٩ و ١٠ و ١١ و ١٧ پ٢٧: ٣ و ٦ و ٧ و ١٣ و ١٧ و ١٩

پ٢٨: ٢ و ٣ و ٦ و ٧ و ١١ و ١٣ و ١٥ پ٢٩: ٥ و ٦ و ١٢ و ١٦ و ١٧ و

پ٢٩: ١٩ و ٢٢ پ٣٠: ٩

بِمَنْ ۔ اس کے ساتھ۔ اس کو، ب حرف جار مَنْ مجرور (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ب اور مَنْ) پ١٣/٢٢ پ١٥/٦ و ٩ پ١٩/١٩ پ٢٠/٧ و ١٦ پ٢٧/٦ پ٢٩/١١ و ٣ ۔

فصل النون

بعض کا خیال ہے کہ ان کی حقیقی بیٹیاں مراد ہیں اس وقت میں کافر سے بیاہ دینا منع نہ تھا اور حضرت لوط علیہ السلام نے یہ بات اپنی قوم کے سرداروں اور رئیسوں سے کہی تھی، پوری بستی کے لوگ مخاطب نہ تھے کیونکہ ظاہر ہے کہ چند لڑکیاں جم غفیر کو نہیں پیش کی جا سکتی تھیں، لیکن صحیح یہ ہے کہ بیٹیوں سے مراد ان کی امت کی عورتیں ہیں اور ان کو بیٹی اس لئے کہا گیا کہ ہر نبی اپنی امت کے لئے بمنزلہ باپ کے ہوتا ہے بلکہ باپ سے بھی زیادہ، ظاہر ہے کہ اس صورت میں اس تاویل کی بھی ضرورت باقی نہیں رہتی کہ صرف چند اشخاص ہی کو مخاطب قرار دیا ہے بلکہ ظاہر سیاق قرآن کے مطابق پوری قوم مخاطب سمجھی جائے گی
پ۱۲/۷ پ۱۴/۵

بَنَان۔ پوریں، انگلیوں کے سرے بنانۃ کی جمع جس کے معنی پورے کے ہیں جس طرح تمرۃ کی جمع بحذف تا تمر آتی ہے ایسے ہی یہ بھی ہے پ۹/۱۶

بَنَانَہٗ۔ اس کی پوریں، بَنَانَ مضاف ہ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ۲۹

بَنَوْا۔ انھوں نے بنایا۔ (ضرب) بِنَاءٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۱

بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ۔ بنی اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد، بَنُوْا اصل میں بَنُوْنَ تھا اسرائیل کی طرف اضافت کے باعث ن حذف ہو گیا (ملاحظہ ہو اسرائیل) پ۱۲

بَنُوْنَ۔ بیٹے، اِبْنٌ کی جمع، بحالت رفع (ملاحظہ ہو ابن) پ۱۵/۱۸ پ۱۹/۹ پ۲۳/۹ پ۲۷/۴

بَنِیَّ۔ میرے بیٹو، میرے بیٹے، اصل میں بَنِیْنِیْ تھا ی متکلم کی طرف اضافت کے باعث ن جمع حذف ہو گیا بَنِیْٓ اِخْوَانِھِنَّ اور بَنِیْٓ اَخَوَاتِھِنَّ میں اِخوان اور اَخَوَاتِ کی طرف اضافت ہے (ملاحظہ ہو بَنِیْنَ) پ۱۶ پ۱۳/۲و۱۸ پ۱۹/۴

بُنَیَّ۔ میرے بیٹے میرے پیارے بیٹے، میرے چھوٹے سے بیٹے۔ اِبْنٌ کی تصغیر ہے یہاں تصغیر پیار اور محبت کے لئے ہے جیسے ہم اپنی زبان میں کہتے ہیں۔ بیٹا، بانے وغیرہ بُنَیّ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ۔ اضافت کے باعث ی کا ی میں ادغام کر دیا گیا۔ پ۱۲/۴و۱۱ پ۲۱/۱۱ پ۲۳/۷

بَنِیْٓ اٰدَمَ۔ آدم علیہ السلام کے بیٹے، آدم علیہ السلام کی اولاد، آدمی، بنی مضاف اٰدَمَ مضاف الیہ اس میں بھی نون جمع بسبب اضافت محذوف ہے
پ۸/۱۰و۱۱ پ۹/۱۲ پ۱۵/۷ پ۲۳/۳

بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ۔ بنی اسرائیل، حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کو کہتے ہیں۔ پ۱/۵و۹و۱۰و۱۵ پ۲/۱۰و۱۶ پ۳/۱۲ پ۴/۱ پ۶/۷و۹و۱۳و۱۵ پ۷/۵ پ۹/۳و۹ پ۱۱/۱۴و۱۵ پ۱۵/۱و۱۲ پ۱۶/۱۱و۱۲و۱۳ پ۱۹/۶و۸و۱۵ پ۲۰/۲ پ۲۱/۱۹ پ۲۲/۱۱ پ۲۵/۱۲و پ۲۵/۱۵و۱۸ پ۲۶/۱ پ۲۸/۹و۱۰۔

بُنْيَانٌ۔ عمارت، واحد ہے جمع نہیں کیونکہ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ میں بنیان کی صفت بھی مذکر ہے جمع ہوتی تو صفت مؤنث ہوتی، بعض علماء کا خیال ہے کہ بُنْيَانٌ بُنْيَانَةٌ کی جمع ہے۔ جیسے شعیر، شعیرۃ کی اور تمر، تمرۃ کی اور نخل نخلۃ کی اور اس قسم کی جمع کی تذکیر و تانیث دونوں جائز ہیں۔ پ۱۴/۱ بُنْيَانًا پ۱۵/۱ پ۲۳/۷

بُنْيَانَهٗ۔ اس کی عمارت، بُنْيَانَ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ۱۱/۲

بُنْيَانُهُمْ۔ ان کی عمارت، بُنْيَانَ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۱۱/۲ پ۱۴/۱

بَنِيْنَ۔ بیٹے، اِبْنٌ کی جمع بحالت نصب وجر پ۳/۱ پ۷/۱۸ پ۱۳/۱۶ پ۱۵/۱و۱ پ۱۸/۴ پ۱۹/۱۱ پ۲۳/۹ پ۲۵/۸ پ۲۹/۲و۹و۱۵

بَنَيْنَا۔ ہم نے بنایا، ہم نے تیار کیا، بناءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ۳۰/۱

بَنَيْنٰهَا۔ ہم نے اس کو بنایا، ہم نے اس کو تیار کیا۔ اس میں ھا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے۔ پ۲۶/۱۵ پ۲۷/۲

بَنِيْهِ۔ اس کے بیٹے، بَنِيْ مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ (ملاحظہ ہو بَنِيْ) پ۱/۱۶ پ۲۶/۷ پ۳۰/۵

بَنٰىهَا۔ اس کو بنایا، بَنٰى بِنَاءٌ کی ماضی کا صیغہ ھا ضمیر واحد مؤنث غائب پ۳۰/۳و۱۶

فصل الواو

بَوَارِ۔ ہلاکت۔ مصدر ہے۔ اصل میں تو بوار کے معنی زیادہ کھوٹے ہونے کے ہیں اور چونکہ کسی چیز میں زیادہ کھوٹ کا پایا جانا اس کی ہلاکت اور فساد کا باعث ہوتا ہے اس لئے بوار کا استعمال ہلاکت کے معنی میں بھی کیا جاتا ہے۔ پ۱۳/۱۷

بَوَّاَكُمْ۔ تم کو جگہ دی، بَوَّاَ تَبْوِئَةٌ سے جس کے معنی ٹھکانہ دینے اور مناسب جگہ فروکش کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ۸/۱۷

بَوَّاْنَا۔ ہم نے جگہ دی، ہم نے مناسب مقام تیار کیا تَبْوِئَةٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ۱۱/۱۵ پ۱۷/۱۱

بُوْرًا۔ ہلاک ہونے والے۔ بَائِرٌ کی جمع ہے۔ جس کے معنی ہلاک ہونے والے ہیں، جو شخص حیران

پریشان ہو کہ نہ کسی کا کہنا سنے نہ کسی کی طرف
متوجہ ہو ایسے شخص کے لیے عرب والے کہتے
ہیں رَجُلٌ حَائِرٌ بَائِرٌ اور ایسی قوم کو کہتے ہیں
قوم حُورٌ بُورٌ ہیں جیسے حور حائر کی جمع ہے
ایسے ہی بور بائر کی ہے۔ بعض علما کا خیال ہے
کہ بور مصدر ہے اور واحد اور جمع دونوں کی صفت
میں بولا جاتا ہے چنانچہ رجل بور اور قوم بور بولتے
ہیں۔ کسی شاعر کا قول ہے۔ شعر

يَا رَسُولَ الْمَلِيكِ إِنَّ لِسَانِي
رَاتِقٌ مَا فَتَقْتُ اِذْ اَنَا بُورٌ

(اے بادشاہ کے قاصد جبکہ میں ہلاک ہو رہا ہوں تو
میری زبان جو کچھ میں نے توڑا ہے اس کو جوڑ دیگی)
کہ یہاں انا واحد ہے اور بور اس کی صفت
واقع ہے۔ ب ۱۸: ۱۷، ب ۳۶: ۱۰

بُوْرِكَ۔ اس کو برکت دی گئی، وہ برکت دیا گیا
تَبَارَكَ سے جس کے معنی برکت دینے کے ہیں۔
ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب ب ۱۹: ۱۶

فصل الباء

بِهٖ۔ اس کے ساتھ۔ ب حرف جر ہ ضمیر واحد مذکر
غائب مجرور متصل (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ب

اور ھوں) ب ۱: ۳و۵و۹و۱۱و۱۲و۱۳و۱۴ ب ۲: ۳و۵و۸و۹و۱۰و
ب ۲: ۱۱و۱۳و۱۴ ب ۳: ۵و۸و۹و۱۰و۱۷ ب ۴: ۱و۳و۴و۷و۹و۱۰و۱۳
ب ۵: ۱و۲و۳و۴و۵و۶و۸و۱۲و۱۵و۱۶ ب ۶: ۲و۳و۵و۶و۹
ب ۶: ۷و۱۰و۱۱و۱۳ ب ۷: ۲و۳و۴و۶و۷و۸و۱۱و۱۲و۱۳و
ب ۷: ۱۲و۱۵و۱۶و۱۷و۱۸و۱۹ ب ۸: ۲و۵و۶و۹و۱۰و۱۲و۱۷و۱۸
ب ۹: ۲و۶و۹و۱۰و۱۱و۱۲و۱۳و۱۵و۱۶ ب ۱۰: ۳و۱۱و۱۶
ب ۱۱: ۲و۳و۴و۶و۷و۸و۹و۱۰و۱۱و۱۳و۱۳و۱۶ ب ۱۲: ۱و۲و۹
ب ۱۲: ۳و۴و۵و۱۰و۱۲و۱۳و۱۷ ب ۱۳: ۱و۲و۸و۹و۱۰و۱۱و
ب ۱۳: ۱۳و۱۵و۱۶و۱۹ ب ۱۴: ۱و۶و۸و۱۰و۱۲و۱۳و۱۹و۲۱و۲۲
ب ۱۵: ۲و۵و۷و۹و۱۰و۱۲و۱۳و۱۶و۱۸و۲۰و۲۱ ب ۱۶: ۵و۹و
ب ۱۶: ۱۱و۱۳و۱۵و۱۷ ب ۱۷: ۳و۵و۶و۹و۱۱و۱۳و۱۵و۱۶
ب ۱۸: ۱و۲و۳و۶و۸و۱۲ ب ۱۹: ۱و۳و۵و۶و۱۵و۱۷و۱۸
ب ۲۰: ۱و۳و۹و۱۱و۱۳و۱۶ ب ۲۱: ۱و۲و۶و۷و۸و۱۱و۱۵و۱۶و۱۸
ب ۲۲: ۷و۹و۱۰و۱۲و۱۳و۱۶ ب ۲۳: ۱و۵و۷و۹و۱۳و۱۶و۱۷
ب ۲۴: ۱و۲و۳و۷و۹و۱۰و۱۳و۱۴و۱۶ ب ۲۵: ۱و۳و۴و۶و۷و
ب ۲۵: ۸و۹و۱۰و۱۷و۳۰ ب ۲۶: ۱و۲و۳و۴و۵و۱۶و۱۸
ب ۲۷: ۲و۳و۶و۲۰ ب ۲۸: ۱و۳و۱۶و۱۹ ب ۲۹: ۱و۲و۱۱و۱۲و
ب ۲۹: ۱۳و۱۶و۲۱ ب ۳۰: ۱و۸و۹و۲۵

بِهَا۔ اس کے ساتھ، اس کو۔ ب حرف جر، ھا ضمیر
واحد مؤنث غائب مجرور متصل (ملاحظہ ہو ب)
ب ۱: ۱۲و۱۶ ب ۲: ۷ ب ۳: ۳ ب ۳: ۳و۱۳ ب ۵: ۵ ب ۶: ۱۱ ب ۷: ۴و۹و[illegible]

پ۷/۱۹ پ۸/۱۰، ۱۹ و ۱۷ پ۹/۳، ۶، ۷، ۹، ۱۲ و ۱۳ پ۱۰/۱۱، ۱۳ و ۱۷
پ۱۱/۲، ۶ و ۸ پ۱۳/۱۳ و ۱۵ پ۱۴/۸ پ۱۵/۶ و ۱۲ پ۱۶/۸ و ۱۰ پ۱۷/۳ و ۱۳
پ۱۸/۲ پ۱۹/۱۶ و ۱۸ پ۲۰/۳ و ۱۵ پ۲۱/۳، ۷، ۱۱، ۱۵ و ۱۸ پ۲۲/۱۱ پ۲۳/۳
پ۲۵/۳، ۶ و ۱۲ پ۲۶/۳ و ۱۱ پ۲۷/۳، ۵ و ۱۲ پ۲۹/۶ و ۱۶ پ۳۰/۸

بُهِتَ۔ وہ مبہوت ہوگیا، وہ ششدر ہوگیا، وہ حیران رہ گیا (سَمِعَ، کَرُمَ) بَهْتٌ سے جس کے معنی حیران اور ششدر رہ جانے کے ہیں۔ ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ واضح رہے کہ یہاں مجہول بھی معروف ہی کے معنی میں ہے۔ پ۳/۴

بُهْتَانٌ۔ بہتان، ایسا صریح جھوٹ کہ جس کو سُنکر سُننے والا حیران و ششدر رہ جائے پ۱۸/۸ پ۲۸

بُهْتَانًا پ۴/۱۳ پ۵/۱۴ پ۶/۲ پ۲۲/۴

بَهْجَةٍ۔ رونق، تازگی، خوبی و خوشرنگی، ظہورِ فرحت و مسرت۔ پ۲۰/۱

بِهِمْ۔ ان کے ساتھ، ان کو ب حرف جر هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مجرور متصل (ملاحظہ ہو ب اور هم)
پ۱/۲ پ۳/۴ پ۴/۸ پ۵/۲ پ۹/۱۱ پ۱۰/۳ پ۱۱/۳ و ۸ پ۱۲/۲، ۳ و ۷
پ۱۳/۳ و ۱۴ پ۱۴/۱۰ و ۱۲ پ۱۵/۱۵ و ۱۶ پ۱۶/۵ پ۱۷/۵ پ۱۸/۴ پ۲۰/۱۶
پ۲۲/۵، ۷ و ۱۱ پ۲۳/۱۳ پ۲۴/۲ و ۱۲ پ۲۵/۴ و ۲۰ پ۲۷/۳ و ۱۲ پ۲۸/۳
پ۲۸/۴ و ۶ پ۲۹/۱۱ پ۳۰/۸ و ۲۵

بِهِمَا۔ ان دونوں میں، ان دونوں کے ساتھ، ان دونوں کے متعلق، ب حرف جر، هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب مجرور متصل (ملاحظہ ہو ب اور هُمَا) پ۲/۳ پ۵/۱۴ پ۱۶/۷

بِهِنَّ۔ ان عورتوں کے ساتھ، ان عورتوں کے بدلے، ب حرف جر، هِنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب (ملاحظہ ہو ب اور هُنَّ) پ۴/۱۵ پ۲۲/۳

بَهِيْجٍ۔ بارونق، تروتازہ، نفیس، بَهْجٌ سے جس کے معنی بارونق اور تروتازہ ہونے کے ہیں صفتِ مشبہ کا صیغہ پ۱۷/۸ پ۲۶/۱۵

بَهِيْمَةُ۔ چارپائے، چرنے والے جانور، بہیمہ اصل میں اس جانور کو کہتے ہیں جس میں نطق نہ ہو کیونکہ اس کی آواز میں ابہام ہوتا ہے لیکن عرف عرب میں درندوں اور پرندوں کو بہیمہ نہیں کہتے پ۶/۵ پ۱۷/۱۱ و ۱۲

فصل الیاء المثناة

بِيْ۔ میرے ساتھ، مجھ کو، ب حرف جری ضمیر واحد متکلم مجرور (ملاحظہ ہو ب) پ۲ پ۷/۵ پ۸/۱۵ و ۱۶ پ۹/۸ پ۱۳/۵ پ۱۶/۶ پ۱۷/۱۱ پ۱۸/۱۳ پ۲۰/۱۳ پ۲۱/۱۱ پ۲۶/۱

بَيَاتًا۔ رات میں آپڑنا، رات میں سوتے دشمن پر حملہ کرنا، شبخون مارنا، مصدر ہے۔ پ۸/۸ پ۹/۲ پ۱۱

بَيَانٌ۔ بیان، بولنا، مصدر ہے۔ کسی چیز کے متعلق کھولنے اور واضح کرنے کا نام ''بیان'' ہے پس بیان، نطق سے عام ہے اور نطق خاص ہے اور کبھی جس چیز کے ذریعہ بیان کیا جاتا ہے اسی بیان کہتے ہیں چنانچہ کلام اول معنی ہی کے اعتبار سے بیان کہلاتا ہے کیونکہ وہ معنی مقصود کو کھولتا اور ظاہر کر دیتا ہے اور مجمل و مبہم کلام کی شرح کو دوسرے معنے کے اعتبار سے بیان کہتے ہیں هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ (یہ لوگوں کے لئے بیان ہے) اول معنی کی مثال ہے اور ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ (ہمارے ذمہ اس کا بیان کرنا ہے) دوسرے معنی کی، اور عَلَّمَهُ الْبَيَانَ (اس کو بیان سکھلایا) دونوں معنی کی مثال بن سکتا ہے۔ پ۴/۵ پ۲۷/۱۱

بَيَانَهُ۔ اس کا بیان کرنا، بَيَانَ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ۲۹/۱۷

بَيَّتَ۔ اس نے رات میں مشورت کی، تَبْيِيْتٌ سے، جس کے معنی رات میں دشمن پر داؤ کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۵/۸

بَيْتٌ۔ گھر، اصل میں تو بیت اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں انسان رات میں آکر بسیرا لے پھر کبھی کبھی رات کا لحاظ کئے بغیر مطلق جائے سکونت کو بیت کہدیا جاتا ہے، مٹی کا گھر ہو یا چونے پتھر کا ان کا شامیانہ ہو یا خیمہ پشمینہ سب کے لئے بیت کا لفظ استعمال ہوتا ہے پ۱/۱۵ پ۲/۲ پ۴/۱ پ۹/۱۸ پ۱۲/۷ پ۱۵/۳ پ۱۷/۴ پ۲۲/۲ پ۲۴/۲ پ۲۶/۱۱ بَيْتًا پ۲۰/۱۹ پ۲۸/۲۰

اَلْبَيْتَ الْحَرَامَ۔ حرمت والا گھر، اَلْبَيْتَ موصوف، اَلْحَرَامَ صفت، شاہ عبدالقادر صاحبؒ فرماتے ہیں ''حرام'' کے معنی جس جگہ بند رہنا چاہیے اس مکان میں کئی باتیں منع ہیں، آدمی کو مارنا اور جانور کو ستانا اور درخت اور گھاس اکھاڑنا اور پڑا مال اٹھانا۔[1] پ۶/۲

بَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ۔ مکڑی کا گھر، بَيْتُ مضاف اَلْعَنْكَبُوْتِ مضاف الیہ پ۲۰/۱۶

اَلْبَيْتِ الْعَتِيْقِ۔ بزرگ گھر، آزاد گھر، خانہ کعبہ جو چیز زمانہ یا مقام یا رتبہ میں مقدم ہو اس کو عتیق کہتے ہیں، اسی لئے عتیق کے معنی کبھی قدیم کے آتے ہیں اور کبھی بزرگ اور کریم کے اور کبھی اس غلام کے جو آزاد کر دیا گیا ہو خانہ کعبہ کو بیتِ عتیق

---

[1] موضح القرآن فائدہ آیت ومن حیث خرجت فول وجھک شطر المسجد الحرام۔

کیوں کہا گیا۔ حضرت ابن عباس، ابن الزبیر مجاہد اور قتادہ کا بیان ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے زبردستوں اور سرکشوں کے ہاتھ سے اس کو تباہی اور بربادی سے ہمیشہ آزاد رکھا اس لئے عتیق کہا گیا۔ سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ یہ نام اس لئے پڑا کہ وہ دوسروں کی ملکیت سے ہمیشہ آزاد رہا حسن اور ابن زید کا قول ہے کہ چونکہ وہ قدیم گھر ہے اس لئے اس کا نام عتیق ہوا کیونکہ اللہ کا پہلا گھر وہی ہے جو لوگوں کے لئے بنایا گیا ہے عرب والے بولتے ہیں دینار عتیق یعنی پرانی اشرفی ہے، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو غرق ہونے سے آزاد رکھا۔ اس لئے اس کو عتیق کہا جاتا ہے طوفان نوح میں اللہ تعالیٰ نے اس گھر کو اٹھا لیا تھا[1] [2]

اَلْبَیْتِ الْمَعْمُوْرِ آباد گھر، بیت معمور۔ شاہ عبدالقادر صاحبؒ موضح القرآن میں فرماتے ہیں۔ کعبہ کو کہا یا ساتویں آسمان پر کعبہ ہے فرشتوں کے طواف کا، حسن بصری اور محمد بن عباد بن جعفر سے پہلا ہی خیال مروی ہے کہ بیت معمور کعبہ ہی ہے

لیکن دوسرا قول زیادہ مشہور ہے اور اکثر علماء سلف اسی طرف گئے ہیں اور اکثر روایات میں بھی یہی مذکور ہے کہ وہ ساتویں آسمان میں ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع روایت میں وارد ہے کہ وہ چوتھے آسمان پر ہے۔ علامہ مجدالدین فیروزآبادی جو حافظ ابن حجر عسقلانی شارح صحیح بخاری کے استاد ہیں، قاموس میں اسی رائے پر جمے ہوئے ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ چھٹے آسمان پر ہے۔ بعض عرش کے نیچے بتاتے ہیں۔ بعض کی رائے ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جب زمین پر اترے تو انھوں نے بیت المعمور کی تعمیر کی تھی جو طوفان نوح کے زمانے میں اٹھا لیا گیا اور غالباً یہی شبہ ان لوگوں کو ہوا ہے جو خانہ کعبہ کو بیت المعمور بتاتے ہیں[1]۔ ازرقی نے تاریخ مکہ میں تصریح کی ہے نہ چوتھے آسمان میں جو گھر ہے وہی ہے جس کو آدم علیہ السلام نے اپنی حیات میں بنایا تھا وہ ان کی وفات کے بعد اٹھا لیا گیا[3]

صحیح مسلم کی حدیث معراج میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ

---

[1] ملاحظہ ہو معالم التنزیل امام بغوی ج ۵ ص ۱۳، طبع مصر ۱۳۳۲ھ [2] فتح الباری ج ۶ ص ۲۲۰ طبع میریہ مصر
[3] الکمالین شیخ سلام اللہ دہلوی ص ۴۳۳ طبع لکھنؤ مطبع نولکشور۔

علیہ وسلم نے "بیت المعمور" کو ساتویں آسمان پر
دیکھا تھا آپ نے فرمایا کہ وہاں ہر روز ستر ہزار
فرشتے داخل ہوتے ہیں جو پھر دوبارہ نہیں آتے
دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ پھر میں ایک
عمارت کے پاس پہنچا تو میں نے فرشتے سے کہا کہ یہ
کیا عمارت ہے اس نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے
اس کو فرشتوں کے لئے بنایا ہے یہاں ہر روز ستر
ہزار فرشتے آتے ہیں جنھیں پھر دوبارہ آنا میسر نہیں
ہوتا وہ یہاں آکر اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس
کرتے ہیں۔ صحیح بخاری کی حدیث معراج میں حضرت
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ساتویں
آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملاقات کے
بعد مذکور ہے کہ پھر میرے سامنے "بیت معمور" کیا
گیا تو میں نے حضرت جبریل علیہ السلام سے دریافت
کیا وہ کہنے لگے کہ یہ بیت معمور ہے۔ یہاں ہر روز
ستر ہزار فرشتے آکر نماز ادا کرتے ہیں اور جب نماز
پڑھکر چلے جاتے ہیں تو پھر واپس نہیں آتے۔
امام اسحٰق بن راہویہ نے اپنی مسند میں نیز طبری
وغیرہ بہت سے علماء نے حضرت علی رضی اللہ عنہ
سے روایت کی ہے کہ ان سے جب "بیت المعمور"
کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا کہ آسمان میں کعبہ کے
محاذی ایک گھر ہے جس کی حرمت وہاں اتنی
ہی ہے جتنی زمین میں خانہ کعبہ کی طبری کی روایت
میں سائل کا نام عبد اللہ بن الکوا مذکور ہے حافظ
ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ
حضرت عائشہ اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ
عنہم سے بھی اسی کے قریب قریب نقل کیا ہے
نیز ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہؓ
رضی اللہ عنہ کی روایت سے حضرت علی رضی اللہ عنہ
کی روایت کے مانند مرفوع حدیث بھی نقل کی
ہے اور ابن منذر نے بطریق صحیحہ خود حضرت ابوہریرہؓ
سے بھی یہی ذکر کیا ہے [1] پ۲۷ ع۲

بَيْتِكَ، تیرا گھر، بَیْتِ مضاف کَ ضمیر
واحد مذکر حاضر مضاف الیہ پ۱۳ ع۱۴ پ۱۵ ع۱۸

بَيْتِهٖ۔ اس کا گھر، بَیْتِ مضاف ہٖ ضمیر
واحد مذکر غائب مضاف الیہ۔ پ۵ ع۱۱

بَيْتِهَا۔ اس (عورت) کا گھر بَیْتِ مضاف هَا
ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ پ۱۲ ع۱۲

بَيْتِيَ۔ میرا گھر۔ بَیْتِ مضاف ی ضمیر واحد متکلم
مضاف الیہ پ۱ ع۱۵ پ۱۷ ع۱۱ پ۲۹ ع۱۰

---

[1] ملاحظہ ہو فتح الباری ج ۶ ص ۲۱۹ و ۲۲۰۔

بِئْرٌ۔ کنواں، مؤنث مستعمل ہوتا ہے ۱۴/۱۲

بِئْسَ۔ برا ہے، فعل ذم ہے۔ اس کی گردان نہیں آتی، بِئْسَ اصل میں بَئِسَ تھا بروزن نَعِلَ سَمِعَ سے۔ عین کلمہ کی اتباع میں اس کے فا کو کسرہ دیا گیا پھر تخفیف کے لئے عین کلمہ کو ساکن کر لیا گیا۔ بِئْسَ ہو گیا۔ پ۱ پ۴ پ۳ پ۲ پ۶ پ۹ پ۱۰ پ۱۲ پ۱۳ پ۱۴ پ۱۵ پ۱۷ پ۱۸ پ۲۲ پ۲۳ پ۲۴ پ۲۵ پ۲۶ پ۲۷ پ۲۸ پ۲۹

بِئْسَمَا۔ برا ہے جو کچھ، بری ہے وہ چیز، مَا بمعنی شے کے تمیز ہے بِئْسَ کے فاعل مضمر کی، ابو علی اور فرا کے نزدیک مَا موصولہ ہے بمعنی الذی کے اور بِئْسَ کا فاعل ہے، سیبویہ اور کسائی کا خیال ہے کہ مَا بمعنی الشی کے معرفہ تامہ ہے پس اس صورت میں اسم معرف باللام کی طرح بِئْسَ کا فاعل ہوگا۔ پ۱ پ۹

بَيْضٌ۔ انڈے، بَيْضَةٌ کی جمع بحذف تا جیسے نَخْلٌ نَخْلَةٌ کی جمع ہے۔ بَيَاضٌ سے ماخوذ ہے جس کے معنی سپیدی کے ہیں۔ بیضہ کو بیضہ اس لئے کہا گیا کہ اس میں بیاض مکمل طور پر پائی جاتی ہے پ۲۳

بِيْضٌ۔ سفید بَيَاضٌ سے صفت مشبہ کا صیغہ جمع ہے۔ مذکر و مؤنث دونوں کے لئے جمع بِیْض ایک ہی صیغہ آتا ہے، واحد مذکر اَبْيَضُ اور واحد مؤنث بَيْضَاءُ ہے پ۲۲ پ۲۳

بَيْضَاءُ۔ سفید، بَيَاضٌ سے صفت مشبہ کا صیغہ واحد مؤنث پ۳ پ۹ پ۱۰ پ۱۶ پ۱۹ پ۲۰ پ۲۳

بَيْعٌ۔ خرید و فروخت، لین دین، بیچنا، خریدنا، مصدر ہے۔ سودا دیکر قیمت لینے کا نام "بیع" اور قیمت دیکر سودا لینے کا نام "شراء" ہے، کبھی "شراء" کے معنی میں "بیع" اور "بیع" کے معنی میں "شراء" کا استعمال ہوتا ہے پ۳ پ۱۳ پ۱۸ پ۲۸

بِيَعٌ۔ عبادت خانے، بِيْعَةٌ کی جمع جس کے معنی یہود و نصاریٰ کے عبادت خانہ اور گرجا کے ہیں پ۱۷

بَيْعِكُمْ۔ تمہارا سودا کرنا، تمہارا لین دین کرنا، بَیْع مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۱۱

بَيْنَ۔ درمیان، بیچ، جدائی، ملاپ، دو چیزوں کے درمیان اور بیچ کو بتلانے کے لئے اس کی وضع عمل میں آئی ہے، ارشاد ہے وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا اور ہم نے رکھی دونوں کے بیچ میں کھیتی، عرب والے بولتے ہیں بَانَ كَذَا یعنی وہ چیز جدا ہو گئی اور جو کچھ اس میں پوشیدہ تھا ظاہر ہو گیا

بین اسی بَانَ کا مصدر ہے اور چونکہ اس میں ظہور اور انفصال کے معنی معتبر ہیں اس لئے یہ ان میں سے ہر ایک کے لئے بھی علیحدہ علیحدہ مستعمل ہوتا ہے لَقَدْ تَقَطَّعَ بَیْنَکُمْ (تم ٹوٹ گئے آپس میں یا تمہارا ملاپ ختم ہو گیا) بین بمعنی وصل، ملاپ اور علاقہ کے ہے جس کی طرف آیت کے ابتدائی حصہ وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰی الخ میں اشارہ کیا گیا ہے۔ واضح رہے کہ بین کا استعمال کبھی اسم ہو کر ہوتا ہے اور کبھی ظرف ہو کر چنانچہ آیتِ مذکورہ میں دونوں قراتیں ہیں بعض نے بَیْنُکُمْ پڑھا ہے پیش کے ساتھ اور بَیْنُ کو اسم قرار دیا ہے اور بعض نے بَیْنَکُمْ پڑھا ہے زبر کے ساتھ اور اس کو ظرف غیر متمکن بتایا ہے، یہ بھی یاد رہے کہ بَیْنَ کا استعمال یا تو وہاں ہوتا ہے جہاں مسافت پائی جائے جیسے بَیْنَ البلدین (دو شہروں کے درمیان) یا جہاں دو یا دو سے زیادہ کا عدد موجود ہو جیسے بین الرجلین (دو شخصوں کے درمیان) یا بین القوم (قوم کے درمیان) اور جس جگہ وحدت کے معنی ہوں وہاں بین کی اضافت ہو تو تکرار ضروری ہے جیسے وَمِنْ بَیْنِنَا وَبَیْنِکَ حِجَابٌ (اور درمیان ہمارے اور درمیان تیرے پردہ ہے) اور فَاجْعَلْ بَیْنَنَا وَبَیْنَکَ مَوْعِدًا (پس ہمارے اور تیرے درمیان وعدہ ٹھیرا لے) میں ہے۔ جب بین کی اضافت ایدی (ہاتھوں) کی طرف ہو تو اس کے معنی سامنے اور قریب کے ہوتے ہیں جیسے ثُمَّ لَاٰتِیَنَّهُمْ مِنْ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ (پھر میں آؤں گا ان کے سامنے سے) وغیرہ

پ ١/٨ و ١٢ و ١٦ — پ ٢/٤ و ١٠ و ١٢
پ ٣/٢ و ٨ و ٩ و ١٣ و ١٧ — پ ٤/٢ و ٥ — پ ٥/٥ و ١٢ و ١٣ و ١٧ و ١٨
پ ٦/٨ و ١١ — پ ٧/١٤ — پ ٨/٩ و ١٣ — پ ٩/١ و ١٧ — پ ١٠/٣ — پ ١١/٢ و ٩
پ ١٣/٥ و ٧ و ٨ — پ ١٤/٥ — پ ١٥/٥ و ١٢ — پ ١٦/٢ و ٧ و ١٣ و ١٥ — پ ١٧/٢ و ١٤
پ ١٩/٢ و ٣ و ١٢ — پ ٢٠/١٠ — پ ٢٢/٦ و ٨ و ١٠ و ١١ و ١٣ و ١٦ و ١٨ — پ ٢٣/٢ و ٦ و ١١
پ ٢٣/٢ و ١٠ و ١٤ و ١٧ و ١٩ — پ ٢٦/٣ و ٤ و ١٣ — پ ٢٧/١٤ و ١٨ — پ ٢٩/٢ و ٣ و ٩
پ ٢٨/٨ و ٩ و ٢٠ — پ ٢٩/١٢ — پ ٣٠/١١

بَیِّنٌ ظاہر، بَیَانٌ سے صفت مشبہ کا صیغہ پ ١٥/١٢

بَیَّنَّا ہم نے بیان کر دیا، ہم نے کھول دیا تَبْیِیْنٌ سے جس کے معنی بیان کرنے اور واضح و ظاہر کرنے کے ہیں، ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ ١/١٢ پ ٤/٢ پ ٢٦/١٨

بَیِّنَاتٌ کھلی ہوئی دلالتیں، روشن دلیلیں - بَیِّنَةٌ کی جمع۔ پ ١/٢ و ١١ — پ ٢/٣ و ٧ و ٩ و ١٠ — پ ٣/١ و ١٧ — پ ٤/٢ و ١٠
پ ٦/٢ و ٩ — پ ٧/٥ — پ ٩/٢ — پ ١٠/١٥ — پ ١١/٧ و ١٣ — پ ١٣/١٢ — پ ١٤/١٢ — پ ١٥/١٢
پ ١٦/٩ و ١٢ — پ ١٧/٩ و ١٢ — پ ١٨/٧ — پ ٢٠/٧ و ١٩ — پ ٢١/١ و ٧ و ٨ — پ ٢٢/١١ و ١٥

پ ۲۴/۸و۹و۱۰و۱۲و۱۴ پ ۲۵/۱۲و۱۸و۱۹ پ ۲۶/۱ پ ۲۷/۱۴و۱۹
پ ۲۸/۱و۹و۱۵

بَیَّنّٰهُ. ہم نے اس کو بیان کیا بَیَّنّا ماضی کا صیغہ جمع متکلم ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۲/۳

بَیۡنَكَ. تیرے درمیان بَیۡنَ مضاف كَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۱۵/۵ پ ۱۶/۱و۱۲
پ ۲۰/۶ پ ۲۴/۱۵و۹ پ ۲۵/۱۰

بَیۡنَكُمۡ. تمہارے درمیان، بَیۡنَ مضاف كُمۡ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۲/۷و۱۵ پ ۳/۷و۱۴و
پ ۳/۱۵ پ ۵/۲و۷و۹و۱۰و۱۷ پ ۶/۲و۶و۸و۱۳و۱۷
پ ۷/۱۵ پ ۸/۹ پ ۱۱/۸ پ ۱۳/۱۲ پ ۱۴/۱۹ پ ۱۵/۱۱ پ ۱۶/۲ پ ۱۷/۱۴
پ ۱۸/۱۵ پ ۲۰/۱۵ پ ۲۱/۲و۳ پ ۲۵/۳ پ ۲۶/۱ پ ۲۷/۱۵و۱۹ پ ۲۸/۷و۸و۱۷

بَیۡنَنَا. ہمارے درمیان، بَیۡنَ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ پ ۳/۱۵ پ ۶/۸ پ ۷/۱۲ پ ۸/۱۸ پ ۹/۱
پ ۹/۸ پ ۲۶/۲و۱۲ پ ۲۲/۹ پ ۲۳/۱۰و۱۱ پ ۲۳/۱۵ پ ۲۵/۳ پ ۲۴/۹ پ ۲۵/۷

بَیَّنُوۡا. انھوں نے بیان کیا، تَبۡیِیۡنٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۲/۳

بَیِّنَةٌ. کھلی دلیل، واضح دلالت کو بَیِّنَةٌ کہتے ہیں خواہ دلالت عقلیہ ہو یا محسوسہ پ ۲/۱۰ پ ۷/۱۲
پ ۹/۷و۱۷و۱۸ پ ۹/۳ پ ۱۰/۱ پ ۱۲/۲و۳و۵و۶و۸ پ ۱۶/۱۴ پ ۲۰/۱۶
پ ۲۲/۱۴ پ ۲۶/۲ پ ۳۰/۲۳

بَیۡنَهٗ. اس کے درمیان بَیۡنَ مضاف هٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ ۳/۱۱ پ ۵/۷ پ ۱۸/۱۲
پ ۲۳/۹ پ ۲۳/۱۵

بَیۡنَهَا. اس کے درمیان، بَیۡنَ مضاف هَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ پ ۳/۱۱ پ ۲۷/۱۲

بَیۡنَهُمۡ. ان کے درمیان، بَیۡنَ مضاف هُمۡ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۱/۱۴ پ ۲/۶و۱۰و۱۴
پ ۳/۱۰و۱۱ پ ۵/۶و۹و۱۰ پ ۶/۷و۱۰و۱۱و۱۳ پ ۹/۱۲ پ ۱۰/۳و۶
پ ۱۱/۷و۸و۱۰و۱۱ پ ۱۲/۱۰ پ ۱۴/۲۳ پ ۱۵/۲و۱۵و۱۹ پ ۱۷/۲و۵و۹
پ ۱۶/۱۲و۱۴ پ ۱۷/۶و۹و۱۳ پ ۱۸/۴و۶و۱۲و۱۳ پ ۱۹/۳و۱۰ پ ۲۰/۲
پ ۲۱/۱۶ پ ۲۲/۸و۱۲ پ ۲۳/۱۵ پ ۲۴/۲و۵و۱۰ پ ۲۵/۳و۴و۵و۹
پ ۲۵/۱۲و۱۸ پ ۲۶/۱۲ پ ۲۷/۹و۱۸ پ ۲۸/۵

بَیۡنَهُمَا. ان دونوں کے درمیان، بَیۡنَ مضاف هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب مضاف الیہ پ ۵/۳و۱۶
پ ۶/۷ پ ۸/۱۲ پ ۱۲/۴ پ ۱۳/۴ پ ۱۵/۱۷و۲۱ پ ۱۶/۷و۱۰ پ ۱۷/۲ پ ۱۹/۳و۶
پ ۲۱/۳و۱۴ پ ۲۴/۸و۱۰و۱۲و۱۴ پ ۲۵/۱۳و۱۴و۱۵ پ ۲۶/۱و۱۳و۱۷
پ ۲۷/۱۱ پ ۳۰/۲

بَیۡنَهُنَّ. ان عورتوں کے درمیان۔ بَیۡنَ مضاف هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مضاف الیہ پ ۲۸/۱۸

بَیۡنِیۡ. میرے درمیان۔ بَیۡنَ مضاف یْ ضمیر

واحد متکلم مضاف الیہ پ۷/۸و۱۳ پ۱۵/۱۱ پ۱۶/۱ پ۱۹/۱۰
پ۲۰/۲ پ۲۱/۲ پ۲۵/۱۰ پ۲۶/۱

بُیُوْتٌ گھر، بَیْتٌ کی جمع، پ۲/۸ پ۴/۱۴ پ۱۸/۱۱و۱۳
پ۲۰/۱۶ پ۲۲/۲ **بُیُوْتَنَا** پ۸/۱۸ پ۱۱/۱۴ پ۱۳/۶و۱۵و۱۷
پ۱۸/۱۰و۱۴ پ۱۹/۱۲

بُیُوْتِکُمْ۔ تمہارے گھر، بُیُوْتٌ مضاف
کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۳/۱۴ پ۷
پ۱۱/۴ پ۱۴/۱۷ پ۱۸/۱۰و۱۳

بُیُوْتِکُنَّ۔ تمہارے (عورتوں کے) گھر، بُیُوْتِ مضاف
کُنَّ ضمیر جمع مؤنث حاضر مضاف الیہ پ۲۲/۱

بُیُوْتَنَا۔ ہمارے گھر، بُیُوْتَ مضاف نَا ضمیر
جمع متکلم مضاف الیہ پ۲۱/۱۸

بُیُوْتَھُمْ۔ ان کے گھر، بُیُوْتَ مضاف ھُمْ ضمیر
جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۱۹/۱۹ پ۲۵/۹ پ۲۸/۴

بُیُوْتِھِنَّ۔ ان (عورتوں کے) گھر بُیُوْتِ مضاف
ھِنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مضاف الیہ پ۲۸

بَئِیْسٍ۔ سخت، بروزن فَعِیْلٌ بَأْسٌ اور بُؤْسٌ
سے صفت مشبہ کا صیغہ پ۹/۱۱

باب التاء المثناة

ت ۔ قسم ہے۔ حرف جر ہے اس کے معنی قسم کے ہیں اور تعجب کے ساتھ مخصوص ہے۔ نیز اللہ کے نام کے سوا اور کسی نام پر داخل نہیں ہوتی۔ علامہ زمخشری تَاللّٰهِ لَاَكِیْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ (قسم ہے اللہ کی میں تمہارے بتوں کا علاج کرکے مانوں گا) کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

"حروف قسم میں 'با' تو اصل ہے اور 'واو' اس کا بدل اور 'واو' کا بدل 'تا' ہے لیکن 'تا' میں تعجب کے معنے زائد ہیں (جیسا کہ آیت مذکورہ میں) گویا اس بات پر تعجب ہے کہ باوجود نمرود کی سرکشی اور زور آوری کے میرے لئے ان کا علاج کر دینا اور اس کام کا سرانجام کو پہنچانا کتنا آسان ہے" [1]

جب یہ فعل مستقبل کے اول میں آتی ہے تو مخاطب پر دلالت کرتی ہے جیسے تَعْلَمُوْنَ (تم جانتے ہو یا جان لوگے) نیز صیغہ تانیث ہونے کو بھی بتاتی ہے جیسے تَرْجُفُ (وہ کانپے گی) اور جب کلمہ کے آخر میں آتی ہے تو تانیث پر دلالت کرتی اور حالت وقف میں 'ہ' بن جاتی ہے جیسے قَائِمَةٌ (کھڑی ہونے والی) اور کبھی وقف اور وصل دونوں حالتوں میں ثابت رہتی ہے جیسے اُخْتٌ (بہن) اور بِنْتٌ (بیٹی) اور جمع مؤنث سالم کے آخر میں الف کے ساتھ آتی ہے جیسے مُسْلِمَاتٌ (مسلمان عورتیں) اور مُؤْمِنَاتٌ (ایمان والی عورتیں) اور فعل ماضی کے آخر میں جب مضموم ہوتی ہے یعنی اس پر پیش ہوتا ہے تو ضمیر واحد متکلم کے لئے آتی ہے جیسے جَعَلْتُ (میں نے بنایا) اور جب مفتوح ہوتی ہے یعنی اس پر زبر ہوتا ہے تو واحد مذکر مخاطب کی ضمیر ہوتی ہے جیسے اَنْعَمْتَ (تو نے انعام فرمایا) اور جب مکسور ہوتی ہے یعنی اس پر زیر ہوتا ہے تو واحد مؤنث حاضر کی ضمیر کے لئے آتی ہے جیسے جِئْتِ (تو لائی)۔

فصل الالف

تَابَ ۔ اس نے توبہ کی، وہ پھر آیا، وہ گناہ سے

[1] ملاحظہ ہو کشاف، سورۂ انبیاء

بازآ گیا، وہ متوجہ ہوا، اس نے معاف کیا (نَصَرَ) تَوْبٌ اور تَوْبَۃٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ تَوْبٌ اور تَوْبَۃٌ کے معنی گناہ سے باز آنے کے ہیں، جب اس کا تعدیہ اِلیٰ کے ذریعہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ اور انابت کے معنی ہوتے ہیں اور جب علیٰ سے ہوتا ہے تو توبہ قبول کرنے کے معنی آتے ہیں (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو لفظ تَوْبَۃ) پ۱/۳و۹ پ۳/۷ پ۶/۱۰و۱۳ پ۷/۱۲ پ۱۱/۳ پ۱۲/۱۰ پ۱۶/۷و۱۳و۱۴ پ۱۹/۳ پ۲۰/۱۰ پ۲۸/۹ پ۲۹/۱۳

تَابَا۔ ان دونوں نے توبہ کی، وہ دونوں باز آگئے تَوْبٌ اور تَوْبَۃٌ سے ماضی کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب۔ پ۴

تَابِعٍ۔ پیروی کرنے والا، تَبَعٌ اور تِبَاعٌ سے بمعنی پیچھے پیچھے قدم بقدم چلنے، ساتھ رہنے، مطیع ہونے اور پیروی کرنے کے اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر۔ پ۲

تَابِعِیْنَ۔ ساتھ رہنے والے، طفیلیوں کے طور پر رہنے والے، تَابِعٌ کی جمع بحالت نصب و جر اَوِ التّٰبِعِیْنَ غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَۃِ مِنَ الرِّجَالِ (یا ان مردوں پر جو طفیلی کے طور پر رہتے ہوں اور ان کو ذرا توجہ نہ ہو) سے وہ لوگ مراد ہیں جو بطور طفیلی کے بچا کچھا کھانے کو پیچھے ہو لیں اگرچہ مرد تو ہیں لیکن عورتوں سے کچھ غرض مطلب نہیں رکھتے جیسے خواجہ سرا یا بڈھا پھوس وغیرہ مجاہد، عکرمہ اور شعبی سے یہی تفسیر منقول ہے[۵۱] احناف کے نزدیک خصی، مقطوع الذکر اور مخنث اجنبی مرد کے حکم میں ہیں جن کے سامنے زینت کا کھولنا روا نہیں۔ پ۱۸

تَابُوْا۔ انھوں نے توبہ کی، وہ باز آگئے۔ تَوْبٌ اور تَوْبَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۲/۳ پ۳/۱۴ پ۵/۸ پ۶/۹ پ۱۰/۷و۸ پ۱۳/۲۱ پ۱۸/۷ پ۲۳/۹

تَابُوْتُ۔ صندوق، پ۲/۱۶ پ۱۶/۱۱

تَاْبٰی۔ وہ انکار کرتی ہے، وہ انکار کرتے ہیں اِبَاءٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ واضح رہے کہ جب فاعل اسم ظاہر ہو تو فعل کو واحد لاتے ہیں اور جمع مکسر کا حکم مؤنث غیر حقیقی کا ہے تَاْبٰی قُلُوْبُھُمْ (ان کے دل انکار کرتے ہیں) یہاں قلوب چونکہ جمع مکسر ہے اس لئے واحد مؤنث کا صیغہ لایا گیا، لہٰذا یہاں تَاْبٰی کے ترجمہ میں صیغہ جمع کے معنی لینا چاہیئے (ملاحظہ ہو الوا) پ۱۰

[۵۱] معالم التنزیل ج ۵ ص ۵۸۔

تَأْتِ۔ وہ (جماعت) آوے، (ضَرَبَ) اِتْیَانٌ
سے جس کے معنی آسانی کے ساتھ آنے اور کرنے
کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔
تَأْتِ اصل میں تَأْتِیْ تھا۔ عامل کے آنے کے
سبب ی جو حرف علت ہے آخر سے حذف
ہو گئی۔ واضح رہے کہ اِتْیَانٌ کا استعمال بذاتِ خود
آنے نیز کسی کام کا حکم دینے اور اس کی تدبیر کو
سرانجام دینے کے متعلق ہوتا ہے اور خیر و شر،
اعیان و اعراض سب کے متعلق بولا جاتا ہے
با کے ذریعہ جب اس کا تعدیہ ہو تو معنی لانے
کے ہوتے ہیں۔

تَأْتِنَا۔ تو ہمارے پاس لائیگا۔ تَأْتِ اِتْیَانٌ سے
مضارع کا واحد مذکر حاضر اصل میں تَأْتِیْ تھا
عامل کے سبب ی گر پڑی نا ضمیر جمع متکلم

تَأْتُنَّنِیْ۔ تم ضرور میرے پاس لے آؤگے،
تَأْتُنَّ اِتْیَانٌ سے مضارع با نون ثقیلہ کا صیغہ
جمع مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم

تَأْتُوْا۔ تم آتے رہو، اِتْیَانٌ سے مضارع کا صیغہ
جمع مذکر حاضر، اَنْ ناصبہ کے آنے کے سبب
آخر سے نون اعرابی گر پڑا۔ ب

تَأْتُوْنَ۔ تم کرتے ہو، تم آتے ہو، تم آؤگے۔
اِتْیَانٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر

تَأْتُوْنَنَا۔ تم ہمارے پاس آتے ہو، اس میں نَا
ضمیر جمع متکلم ہے

تَأْتُوْنِیْ۔ تم میرے پاس لاؤگے۔ اس میں ی ضمیر
واحد متکلم ہے یہاں اس کا تعدیہ بذریعہ با ہے

تَأْتِهِمْ۔ تو ان کے پاس لاتا ہے، تو ان کے
پاس لائے گا۔ تَأْتِ اِتْیَانٌ سے مضارع کا
صیغہ واحد مذکر حاضر لم کے آنے کے سبب
آخر سے ی گر گئی ھم ضمیر جمع مذکر غائب

تَأْتِهِمْ۔ ان کے پاس آئی، تَأْتِ اِتْیَانٌ سے
مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب اصل میں
تَأْتِیْ تھا۔ لم کے آنے کے سبب آخر سے ی
حذف ہو گئی اور مضارع ماضی کے معنی میں ہو گیا
ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب

تَأْتِیْ۔ تو لے آوے، اِتْیَانٌ سے مضارع کا صیغہ
واحد مذکر حاضر۔

تَأْتِیْ۔ وہ آئے گی، اِتْیَانٌ سے مضارع کا صیغہ
واحد مؤنث غائب

تَأْتِیْکُمْ۔ وہ تمہارے پاس آتی ہے، وہ تمہارے
پاس آئے گی۔ تَأْتِیْ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث

غائب۔ کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ ۹ پ ۱۲

تَاْتِيَنَّا۔ تو ہمارے پاس آئے، تو ہمارے پاس لے آئے۔ تَاْتِیْ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر نَا ضمیر جمع متکلم پ ۹ پ ۱۶

تَاْتِيْنَا۔ وہ ہمارے پاس آوے۔ وہ ہمارے پاس آئے گی، تَاْتِیْ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ نَا ضمیر جمع متکلم پ ۱۴ پ ۲۲

تَاْتِيَنَّكُمْ۔ وہ تمہارے پاس ضرور آئے گی تَاْتِیَنَّ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب بانون تاکید کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر۔ پ ۲۲

تَاْتِيْهِمْ۔ تو ان کے پاس آتا ہے، تو ان کے پاس لے آئیگا۔ تَاْتِیْ صیغہ مضارع واحد مذکر حاضر هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ ۸

تَاْتِيَهُمْ۔ وہ ان کے پاس آتی ہے، وہ ان کے پاس آئیگی۔ تَاْتِیْ صیغہ مضارع واحد مؤنث غائب۔ هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ ۲ پ ۷ پ ۹ پ ۱۳ پ ۱۴ پ ۱۵ پ ۱۷ پ ۲۲ پ ۲۴ پ ۲۵ پ ۲۶ پ ۲۹ پ ۳۰

تَاْثِيْمٌ۔ گنہگاری، گنہ میں ڈالنا۔ گناہ کی باتیں۔ بروزن تَفْعِیْلٌ مصدر ہے پ ۲۷ تَاْثِيْمًا پ ۲۷

تَاْجُرَنِيْ۔ تو میری نوکری کرے گا تو میری مزدوری کریگا، (نَصَرَ) تَاْجُرُ اَجْرٌ سے جس کے معنی مزدوری دینے اور کسی کی مزدوری کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم پ ۲۰

تَاْخُذْ۔ تو پکڑے (نَصَرَ) اَخْذٌ سے جس کے معنی پکڑنے اور لینے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ یہاں لائے نہی آنے کے سبب فعل نہی ہے پ ۱۲ پ ۱۶

تَاْخُذُكُمْ۔ تم کو وہ آپکڑے، تم کو وہ آلے تَاْخُذُ اَخْذٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر۔ پ ۱۸

تَاْخُذُوْا۔ تم لے لو، اَخْذٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، نون اعرابی عامل کے سبب حذف ہوگیا پ ۴ پ ۱۴

تَاْخُذُوْنَهٗ، تم اس کو لیتے ہو تم اس کو لوگے تَاْخُذُوْنَ اَخْذٌ سے مضارع کا صیغہ۔ جمع مذکر حاضر ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۱۴

تَاْخُذُوْنَهَا۔ تم اس کو لوگے۔ اس میں هَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے پ ۲۶

تَاْخُذُوْهَا۔ تم اس کو لے لو۔ اس میں هَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے (ملاحظہ ہو تَاْخُذُوْا) پ ۲۶

تَاْخُذُهٗ وہ اس کو پکڑتی ہے، وہ اس کو آلیتی ہے

تَأْخُذُ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ ہ ضمیر واحد مذکر غائب۔ پ ۳/۲

تَأْخُذُهُمْ وہ ان کو آپکڑیگی وہ ان کو آپکڑیگی اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے پ ۳/۲

تَأَخَّرَ۔ وہ پیچھے رہا، وہ پیچھے ہوا۔ تَأَخُّرٌ سے جس کے معنی پیچھے ہونے اور پیچھے رہنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے پ ۲۶/۹

تَأَذَّنَ۔ اس نے سنا دیا، اس نے پکار دیا، اس نے اعلان کر دیا، اس نے بتلا دیا، اس نے خبر کر دی تَأَذُّنٌ سے جس کے معنی سنا دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ، واحد مذکر غائب پ ۹ پ ۱۳/۱۴

تَارِكٌ۔ چھوڑنے والا، تَرْكٌ سے جس کے معنی چھوڑ دینے کے ہیں اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر پ ۱۲/۲

تَارِكُوْا چھوڑنے والے، تَارِكٌ کی جمع۔ نون بسبب اضافت حذف ہو گیا۔ بحالت رفع پ ۲۳/۴

تَارِكِيْ چھوڑنے والے۔ تَارِكٌ کی جمع بحالتِ نصب وجر۔ پ ۱۲/۵

تَارَةً، مرتبہ، دفعہ، باری، باری، اس کی اصل تَأْرَةٌ تھی ہمزہ کثرتِ استعمال کے باعث متروک ہو گئی۔ پ ۱۵ پ ۱۶/۱۲

تَأْسَ۔ تو غم کھاتا ہے، تو غم کھائے گا (سَمِعَ) أَسْیٌ سے جس کے معنی غمگین ہونے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر اصل صیغہ تَأْسٰی تھا، لیکن چونکہ یہاں لا نہی اس پر داخل ہے اس لئے آخر سے ی گر گئی۔ پ ۶/۸و۱۲

تَأْسِرُوْنَ۔ تم قید کرتے ہو، تم اسیر کرتے ہو۔ (ضَرَبَ) اَسْرٌ سے جس کے معنی قید میں باندھنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۲۱/۱۹

تَأْسَوْا تم غم کھاؤ، تم غم کھاتے ہو، اَسْیٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ ۲۷/۱۹

تَأْفِكَنَا۔ تو ہم کو پھیر دیگا۔ (ضَرَبَ) تَأْفِكُ إِفْكٌ سے قاموس میں ہے کہ اَفَكَ ضَرَبَ اور سَمِعَ دونوں سے آتا ہے اور مصدر افک الف کے کسرہ اور فتحہ اور فاء کے سکون اور حرکت سے جھوٹ بولنے کے معنی میں آتا ہے اور اَفَكَ عَنْهُ یعنی جب عن صلہ میں آئے تو معنی پھیرنے، بدلنے، رائے بدلنے اور مراد سے محروم کرنے کے ہوتے ہیں۔ امام راغب کہتے ہیں اِفک کا استعمال ہر اس شے کے متعلق ہوتا ہے جو اپنے اصلی رخ سے پھیر دی گئی ہو اسی بنا پر ان ہواؤں کو جو اپنے چلنے کا اصلی رخ چھوڑ دیں مُؤتفکات کہتے ہیں اور اعتقادِ حق سے باطل کی طرف اور سچائی سے جھوٹ کی طرف اور اچھے

اعمال سے برے افعال کی طرف پلٹنے کے لئے اَنّٰی یُؤْفَکُوْنَ بولا گیا ہے، آیت شریفہ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِکَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا (کافروں نے کہا کہ کیا تو اس لئے آیا ہے کہ ہم کو ہمارے معبودوں سے پھیر دیوے) میں اِفْکٌ کا استعمال ان کے اعتقاد کے اعتبار سے ہوا ہے کیونکہ وہ اپنے اعتقادِ باطل میں دعوتِ توحید کو حق سے برگشتگی سمجھتے تھے پ ۲۶

تَاْکُلُ ۔ وہ کھائے، وہ کھاتی ہے وہ کھائیگی (نَصَرَ) اَکْلٌ سے جس کے معنی کھانے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ ۶ پ ۱۲ پ ۱۴ پ ۱۵ و ۱۶ پ ۸ پ ۲۲ پ ۲۶

تَاْکُلُوْا ۔ تم کھاؤ، تم کھا جاؤ، اَکْلٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، اصل میں تَاْکُلُوْنَ تھا، عامل کے باعث آخر سے نون اعرابی حذف ہو گیا ہے پ ۲ پ ۴ پ ۴ پ ۵ و ۱۲ پ ۱۴ پ ۱۵

تَاْکُلُوْنَ ۔ تم کھاتے ہو، تم کھا جاتے ہو، تم کھاؤ گے، اَکْلٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱۲ پ ۱۴ پ ۱۸ و ۱۸ پ ۲۲ پ ۲۲ پ ۲۳ پ ۲۵ پ ۳۰ پ ۱۴ پ ۱۹

تَاْکُلُوْهَا ۔ تم اس کو کھاتے رہو، اس میں هَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے پ ۱۴

تَاْکُلُهُ ۔ وہ اس کو کھائے، وہ اس کو کھانے لگے، تَاْکُلُ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے پ ۲۲

تَاْلَمُوْنَ ۔ تم دردمند ہوتے ہو، تم تکلیف پاتے ہو (سَمِعَ) اَلَمٌ سے جس کے معنی سخت دردمند ہونے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۵ پ ۱۲

تَالِیَاتِ ۔ تلاوت کرنے والیاں، پڑھنے والیاں (نَصَرَ) تِلَاوَۃٌ سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مؤنث (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تِلَاوَتِهٖ) پ ۲۳

تَاْمُرُکَ ۔ وہ تجھے حکم دیتی ہے، تَاْمُرُ اَمْرٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب کَ ضمیر واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَمَرَ) پ ۱۲

تَاْمُرُنَا ۔ تو ہم کو حکم دیتا ہے۔ تَاْمُرُ اَمْرٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر نَا ضمیر جمع متکلم (ملاحظہ ہو اَمْرٌ) پ ۱۹

تَاْمُرُوْنَ ۔ تم حکم دیتے ہو، تم حکم کرتے ہو، اَمْرٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱ پ ۴ پ ۹ پ ۱۹

تَاْمُرُوْنَنَا ۔ تم ہم کو حکم کرتے ہو۔ اس میں نَا ضمیر جمع متکلم ہے پ ۲۲

تَاْمُرُوْنِیْ ۔ تم مجھکو حکم دیتے ہو، اس میں یٖ

ضمیر واحد متکلم ہے اور نون پر تشدید ادغام کی وجہ سے ہے ۱۲ ۲۴

تَاْمُرُهُمْ۔ وہ ان کو حکم دیتی ہے۔ تَاْمُرُ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔ ۲۷

تَاْمُرِیْنَ تو حکم دیتی ہے، اَمْرٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث حاضر۔ ۱۹ ۱۸

تَاْمَنَّا۔ توہم کو با امانت جانتا ہے، توہم کو امین بناتا ہے (سمعے) اصل میں تَاْمَنُنَا تھا نون کا نون میں ادغام کردیا گیا، تَامَنُ اَمْنٌ اور اَمَانَۃٌ سے بمعنی اعتبار کرنے اور امین بنانے کے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر نَا ضمیر جمع متکلم ۱۲ ۳

تَاْمَنْهُ۔ تو اس کو امانت دے، تو اس کو امین بنائے اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ ۱۹ ۳

تَاْوِیْلُ، تعبیر بتانی، کل بٹھائی، بیان حقیقت ٹھیک پڑنا، بروزن تَفْعِیْلٌ مصدر ہے اَوْلٌ سے مشتق ہے جس کے معنی اصل کی طرف لوٹنے کے ہیں، اسی لئے مرجع اور جائے بازگشت کو مَوْئِلٌ کہتے ہیں، کسی شے کو خواہ وہ شے علم ہو یا فعل، اس کی اصلی مراد کی طرف لوٹانے کا نام تاویل ہے۔ علم کی مثال وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗ اِلَّا اللّٰهُ (اور ان کی کل بٹھائی کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے) اور فعل کی مثال هَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِیْلَهٗ، یَوْمَ یَاْتِیْ تَاْوِیْلُهٗ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَیَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَیْرَ الَّذِیْ كُنَّا نَعْمَلُ (کیا اسی کی راہ دیکھتے ہیں کہ وہ ٹھیک پڑے جس دن وہ ٹھیک پڑے گی کہنے لگیں گے جو اس کو پہلے سے بھول رہے تھے کہ بیشک سچ بات لائے تھے ہمارے رب کے پیغمبر، اب کوئی ہیں سفارش والے کہ ہماری سفارش کریں یا ہم کو پھر لوٹا دیا جائے تو ہم عمل کریں خلاف ان اعمال کے جو ہم کررہے تھے) ہے ۱۱، ۱۲ و ۱۶ ۱۵ ۱۲ ۲۶ تَاْوِیْلًا ۱۵ ۱۲

تَاْوِیْلَهٗ۔ اس کی حقیقت، اس کا ٹھیک پڑنا، اس کی تعبیر، تَاْوِیْلُ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ ۳ ۸ ۱۲ ۱۲ ۱۵ و ۱۲

تَآئِبَاتٌ۔ توبہ کرنے والیاں، باز آنے والیاں، تَآئِبَۃٌ کی جمع تَوْبَۃٌ سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مؤنث (ملاحظہ ہو تَوْبَۃٌ) ۲۸ ۱۹

تَآئِبُوْنَ باز آنے والے، توبہ کرنے والے، تَآئِبٌ کی جمع بحالت رفع، تَوْبَۃٌ سے اسم فاعل

کا صیغہ، جمع مذکر (ملاحظہ ہو تَوْبَۃٌ) پ۱

فصل الباء الموحّدة

تُبْ۔ تو معاف کر، تو توبہ قبول کر، تَوْبَۃٌ سے۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر، یہاں پر خطاب اللہ عزوجل سے ہے اور صلہ میں عَلٰی واقع ہے اس لئے توبہ قبول کرنے کے معنی ہوں گے، (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تَابَ اور تَوْبَۃٌ) پ۱

تَبَّ۔ وہ ہلاک ہوا، وہ سدا ٹوٹے میں رہا، وہ ٹوٹ گیا (ضَرَبَ) تَبٌّ سے جس کے معنی ٹوٹے میں رہنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ۳۰

تَبَابٌ۔ ہلاکت، کھپنا، ٹوٹنا، سدا ٹوٹے میں رہنا، تَبٌّ کی طرح یہ بھی تَبَّ کا مصدر ہے پ۲۴

تَبَارًا۔ ہلاکت، ہلاک کرنا، برباد ہونا، مصدر ہے۔ ضَرَبَ اور سَمِعَ سے آتا ہے۔ پ۲۹

تَبَارَكَ۔ وہ بہت برکت والا ہے، وہ بڑی برکت والا ہے، تَبَارُكٌ سے جس کے معنی بابرکت ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، اس فعل کی گردان نہیں آتی اور صرف ماضی کا ایک صیغہ مستعمل ہے اور وہ بھی صرف اللہ تعالیٰ کے لئے آتا ہے اسی لئے بعض لوگ اس کو اسم فعل بتاتے ہیں۔ پ۸ پ۱۸ پ۱۹ پ۲۵ پ۲۷ پ۲۹

تُبَاشِرُوْهُنَّ۔ تم ان (عورتوں) سے ملو، تم ان سے مباشرت کرو، تُبَاشِرُوْا مُبَاشَرَۃٌ سے مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، هُنَّ ضمیر جمع مذکر غائب، یہاں مباشرت سے جماع کا کنایہ ہے (ملاحظہ ہو بَاشِرُوْهُنَّ) پ۲

تَبَايَعْتُمْ۔ تم نے سودا کیا، تم نے خرید و فروخت کی تَبَايُعٌ سے جس کے معنی باہم خرید و فروخت کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے پ۳

تُبْتُ۔ میں نے توبہ کی، میں باز آیا، تَوْبَۃٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم (ملاحظہ ہو تَابَ اور تَوْبَۃٌ) پ۴ پ۹ پ۲۶

تَبَّتْ۔ وہ ہلاک ہوئی، وہ سدا ٹوٹے میں رہی، وہ ٹوٹ گئی، تَبٌّ اور تَبَابٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ تَبَّتْ يَدَا (دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے) (ملاحظہ ہو تَبَّ اور تَبَابٌ) پ۳۰

تَبْغُوْا۔ تم چاہتے ہو، تم ڈھونڈتے ہو، تم تلاش کرتے ہو، اِبْتِغَاءٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر اصل میں تَبْغُوْنَ تھا، نون اعرابی عامل کے آنے سے حذف ہو گیا (ملاحظہ ہو اِبْتِغَاءٌ) پ۵ پ۵ پ۱۴ پ۱۸ پ۱۸ پ۲۰ پ۲۱ پ۲۲ پ۲۵۔

تَبْتَغُوْنَ ۔ تم چاہتے ہو، تم ڈھونڈتے ہو۔ اِبْتِغَاءٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۔

تَبْتَغِیْ ۔ تو چاہتا ہے، تو تلاش کرتا ہے، تو ڈھونڈے، تو تلاش کرے، اِبْتِغَاءٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۲۸/۱۹

تَبَتَّلْ ۔ تو اخلاص نیت اور عبادت میں سب سے منقطع ہو جا، سب سے الگ ہو جا، تَبَتُّلٌ سے جس کے معنی سب سے الگ ہو کر اللہ کے لئے عبادت اور نیت کے خالص کرنے کے ہیں، امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ ۲۹/۱۲

تُبْتُمْ ۔ تم نے توبہ کی، تم باز آگئے، تَوْبٌ اور تَوْبَةٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ سے

تَبْتَئِسْ ۔ تو غم کھائے، تو غمگین ہووے اِبْتِئَاسٌ سے جس کے معنی غمگیں اور رنجیدہ ہونے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، یہاں لا، نہی داخل ہے اس لئے فعل نہی ہے پ ۱۲/۳

تَبْتِيْلًا ۔ سب سے الگ ہو کر اللہ تعالیٰ کے لئے عبادت اور نیت میں اخلاص پیدا کرنا، بر وزن تَفْعِيْلٌ مصدر ہے پ ۲۹/۱۲

تَبْخَسُوْا ۔ تم کم دینے لگو، تم گھٹاتے رہو (قسم) بَخْسٌ سے جس کے معنے ظلم سے کسی چیز کے گھٹانے اور کم کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر یہاں فعل نہی ہے کیونکہ لا، نہی داخل ہے پ ۱۸

پ ۲۹/۱۲

تَبْخَلُوْا ۔ تم بخل کرنے لگو، تم کنجوسی کرو گے، بُخْلٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، اصل میں تَبْخَلُوْنَ تھا، نون عامل کی وجہ سے حذف ہو گیا (ملاحظہ ہو بُخْلٌ) پ ۲۶/۸

تُبْدَ ۔ وہ ظاہر کی جائے۔ اِبْدَاءٌ سے، جس کے معنی ظاہر کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب اصل میں تُبْدٰی تھا یا عامل کی وجہ سے حذف ہو گئی پ

تُبَدَّلُ ۔ وہ بدلی جائے گی، تَبْدِیْلٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو تَبْدِیْلٌ) پ ۱۳/۱۹

تَبَدَّلْ ۔ تو بدل ڈالے، تَبَدُّلٌ سے جس کے معنی بدلنے اور تبدیل کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، اصل میں تَتَبَدَّلُ تھا ایک تاء گر گئی۔ پ ۲۲/۳

تُبْدُوْا ۔ تم ظاہر کرو، اِبْدَاءٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، اصل میں تُبْدُوْنَ تھا نون عامل کی وجہ سے حذف ہو گیا پ ۳/۸ پ ۶/۱ پ ۲۲/۴

تُبْدُوْنَ ۔ تم ظاہر کرتے ہو، تم ظاہر کرو گے اِبْدَاءٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱/۴ پ ۳ پ ۱۰

تُبْدُوْنَهَا۔ تم اس کو ظاہر کرتے ہو۔ اس میں ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے پ۲۲/۱۲

تُبْدُوْهُ۔ تم اس کو ظاہر کرو۔ اس میں ہُ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ پ۳/۱۱

تُبْدِيْ۔ وہ ظاہر کردیتی، اِبْدَاءٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۲۰/۲

تَبْدِيْلَ، بدلنا، تبدیلی، بدل ڈالنا بروزن تَفْعِيْلٌ مصدر ہے۔ ایک چیز کو دوسری جگہ رکھنے کا نام "تبدیل" ہے۔ تبدیل کے لفظ میں بہ نسبت "عوض" کے عمومیت ہے، عوض میں ایک چیز کے بدلہ میں دوسری چیز ہوتی ہے لیکن "تبدیل" مطلق تغیر کا نام ہے پ۱۱/۱۲ پ۲۱/۲ تَبْدِيْلًا پ۲۱/۱۹ پ۲۲/۵ پ۲۶/۱۱ پ۲۹/۲۰

تُبَذِّرْ۔ تو بیجا خرچ کرے۔ تَبْذِيْرٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر یہاں نہی کا صیغہ ہے پ۱۵/۳

تَبْذِيْرًا۔ بیجا خرچ کرنا۔ "تبذیر" کے معنی تفریق اور پراگندہ کرنے کے ہیں، اصل میں بَذْرٌ یعنی زمین میں بیج کے ڈالنے اور پھینکنے کا نام "تبذیر" ہے اور چونکہ بیج کا زمین پر ڈالنا اس شخص کی نظر میں جو مآل کار سے واقف نہ ہو بظاہر ضائع کرنا ہی ہے۔ اس لئے بطور استعارہ ہر اس شخص کے متعلق جو انجام کو سوچے بغیر اپنے مال کو فضول ضائع کرنے لگے "تبذیر" کا استعمال ہونے لگا پ۱۵/۳

تَبَرَّاَ۔ وہ بیزار ہوا۔ اس نے بیزاری ظاہر کی تَبَرُّءٌ سے جس کے معنی بیزار ہونے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے پ۲/۴

تَبَرَّاْنَا۔ ہم بیزار ہوگئے، ہم نے بیزاری کا اظہار کیا تَبَرُّءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ۲۰/۹

تَبَرُّجَ۔ بناؤ سنگار کرنا، دکھانا، نمائش کرنا۔ خود نمائی کرنا، بروزن تَفَعُّلٌ مصدر ہے۔ پ۲۲/۲

تَبَرَّجْنَ۔ تم بناؤ سنگار کرنے لگی، تم دکھاتی پھرو تَبَرُّجٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مؤنث حاضر اصل میں تَتَبَرَّجْنَ تھا ایک تا حذف کردی گئی۔ پ۲۲/۲

تَبَّرْنَا۔ ہم نے ہلاک کیا، تَتْبِيْرٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع متکلم (ملاحظہ ہو تَتْبِيْرٌ) پ۱۹/۲

تَبَرَّءُوْا۔ وہ بیزار ہوئے، تَبَرُّءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ پ۲/۴

تَبَرُّوْا۔ تم نیکی کرتے ہو، تم نیکی کروگے (ملاحظہ ہو) بِرٌّ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر اصل میں تَبَرُّوْنَ تھا۔ اَنْ کے آنے سے نون اعرابی ساقط ہوگیا (ملاحظہ ہو بِرٌّ اور بَرٌّ) پ۲/۱۲

تَبَرُّوْهُمْ۔ تم ان سے نیکی کرتے رہو، تم ان کے

ساتھ احسان کرتے رہو، اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے ۲۸/۸ پ
تُبْرِئُ ۔ تو چنگا کرتا ہے، تو تندرست کرتا ہے، اِبْرَاءٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ (ملاحظہ ہو اَبْرِئُ) ۵ پ
تَبْسُطْهَا ۔ تو اس کو کھولے، تو اس کو کشادہ کرے، تَبْسُطْ بَسْطٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو بَاسِطٌ اور بَسْطٌ) ۱۵/۴ پ
تُبْسَلَ وہ گرفتار ہو جائے، وہ ہلاکت کے سپرد کی جائے، اِبْسَالٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو اُبْسِلُوْا) ۷ پ
تَبَسَّمَ ۔ وہ مسکرایا، تَبَسُّمٌ سے جس کے معنی مسکرانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۱۹/۱۲ پ
تُبَشِّرُ ۔ تو بشارت دے، تو خوش خبری سنائے، تَبْشِيْرٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ (ملاحظہ ہو بَشِّرْ) ۱/۹ پ
تُبَشِّرُوْنَ ۔ تم خوش خبری سناتے ہو، تم بشارت دیتے ہو، تَبْشِيْرٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو بَشِّرْ) ۱۴/۳ پ
تُبْصِرُ تو دیکھیگا اِبْصَارٌ سے مضارع کا صیغہ

واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَبْصِرْ) ۲۹/۳ پ
تُبْصِرُوْنَ ۔ تم دیکھتے ہو، اِبْصَارٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَبْصِرْ) ۱ پ ۱۹/۱۱ پ ۲۰ پ ۲۵/۱۱ پ ۲۶/۱۸ پ ۲۷/۱۶ پ ۲۹/۴ پ
تَبْصِرَةً ۔ دکھلانا، سمجھانا، بروزن تَفْعِلَةٌ باب تَفْعِيْل کا مصدر ہے۔ تَبْصِيْرٌ اور تَبْصِرَةٌ دونوں آتے ہیں جیسے تَقْدِيْمٌ اور تَقْدِمَةٌ اور تَذْكِيْرٌ اور تَذْكِرَةٌ ۲۶/۱۵ پ
تُبْطِلُوْا ۔ تم باطل کرو، تم ضائع کرو، اِبْطَالٌ کے جس کے معنی باطل کرنے اور ضائع کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر یہاں فعل نہی ہے ۳ پ ۲۶/۸ پ
تَبِعَ اس نے پیروی کی (سَمِعَ) تَبَعٌ سے جس کے معنی پیروی کرنے اور قدم بقدم چلنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۱/۱ پ ۳/۱۶ پ
تُبَّعٌ ۔ تبع شاہان یمن کا لقب ہے، ابو عبیدہ جو عربیت ولغت کے امام ہیں فرماتے ہیں۔

تبع ملوك اليمن كل واحد منهم يسمى تبعا لانه يتبع صاحبه و الظل يسمى تبعا لانه
تبع شاہان یمن ہیں، ان میں سے ہر ایک تبع کہلاتا ہے کیونکہ اپنے پیشرو کے قدم بقدم چلتا ہے (عربی میں) سایہ کا نام بھی اسی لئے

یتبع الشمس ن تبع ہے کہ وہ دھوپ کے پیچھے
موضع تبع فی الجاهلیة پیچھے لگا رہتا ہے اسلام میں خلیفہ
موضع الخلیفۃ فی الاسلام کی جو حیثیت ہے وہی جاہلیت
وھم ملوک العرب میں تبع کی تھی۔ وہی عرب کے
الاعاظم، سلہ شاہانِ عظام تھے۔
قرآن مجید میں "قوم تبع" کا ذکر دو جگہ کیا گیا ہے
ایک سورۂ "حم الدخان" میں جہاں قریش کی طرف
روئے سخن ہے کہ یہ کس گھمنڈ میں ہیں اور کس
بل بوتے پر اترا رہے ہیں کیا یہ قوم تبع اور ان سے
اگلی قوموں سے بھی زیادہ زور آور اور سطوت و
جبروت کے مالک ہیں جو باداشِ جرم میں ہلاکت
کے گڑھے اتار دی گئی تھیں اور دوسرے مقام
پر سورۂ "ق" میں ان مغضوب اور سرکش قوموں کے
ساتھ جو تکذیب حق میں پیش پیش رہیں اور بالآخر
اپنے کئے کی سزا کو پہنچیں ان کا بھی نام لیا ہے
ارشاد ہے۔
اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ اب یہ بہتر ہیں یا تبع کی قوم،
وَّالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ اور جو ان سے پہلے تھے۔

اَهْلَكْنٰهُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْا ہم نے ان کو برباد کرکے رکھدیا
مُجْرِمِيْنَ (حم الدخان) کہ وہ مجرم تھے۔
كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ جھٹلا چکے ہیں ان سے پہلے
وَّاَصْحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُوْدُ نوح کی قوم اور کنویں والے
وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ اور ثمود اور عاد اور فرعون اور
لُوْطٍ وَّاَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لوط کے بھائی اور بن کے رہنے
وَقَوْمُ تُبَّعٍ كُلٌّ كَذَّبَ والے اور تبع کی قوم سب نے
الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدِ جھٹلایا رسولوں کو تو ہماری
(قٓ) وعید سچ ہو کر رہی۔
تبع کے ذکر میں قرآن مجید کا جو اندازِ بیان ہے
اس سے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
نے استنباط کیا ہے کہ وہ مرد صالح تھے۔ چنانچہ
حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت
کی ہے کہ
کان تبع رجلا صالحا تبع ایک نیک شخص تھا دیکھتے نہیں
الا تری انہ ذم قومہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی قوم کی
ولم یذمہ سلہ مذمت کی اور خود اس کو برا نہیں کہا
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا جو استنباط ہے مرفوع

سلہ امام بخاری نے اپنی صحیح میں سورۂ "حم الدخان" کی تفسیر میں یتبع الشمس تک نقل کیا ہے۔ بقیہ عبارت میں نے فتح الباری سے نقل کی ہے اسی میں تصریح ہے کہ یہ ابوعبیدہ کے الفاظ ہیں۔ فتح الباری ج ۸ ص ۴۳۸ طبع میریہ مصر ۱۳۰۱ھ
سلہ ملاحظہ ہو الکمالین لشیخ سلام اللہ الدہلوی طبع نولکشور ص ۴۱۰ سنہ ۱۳۱۷ھ

حدیثوں میں اس کی تصریح موجود ہے۔ مسند امام
احمد بن حنبل میں سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
لاتسبوا تبعاً فانہ　تبع کو برا نہ کہنا کیونکہ وہ اسلام
کان قد اسلم　لا چکا تھا۔
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی
طبرانی نے اسی کی مثل حدیث روایت کی ہے
جس کی اسناد سہل کی اسناد سے بھی اچھی ہے۔
قرآن مجید میں جس "تبع" کا ذکر ہے، ان کا نام اسعد
تھا، عبدالرزاق وہب بن منبہ سے ناقل ہیں۔
نھی النبی صلی اللہ　نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسعد
علیہ وسلم عن سب　کو برا کہنے سے منع فرمایا اور
اسعد وھو تبع قال　تبع وہی ہے۔ وہب کا
وھب وکان علی　بیان ہے کہ وہ دین ابراہیمی
دین ابراھیم۔　پر تھا۔
عبدالرزاق نے سعید بن جبیر سے جو مشہور تابعی
ہیں یہ بھی روایت کیا ہے کہ سب سے پہلے کعبہ پر
غلاف انہی نے چڑھایا تھا۔ [1]
"قوم تبع" کا جو واقعہ تفسیر اور تاریخ کی عام کتابوں
میں مذکور ہے اس کا خلاصہ حضرت شاہ عبدالقادر
نے موضح القرآن میں سورۂ حم الدخان کے فوائد
میں اس طرح ذکر فرمایا ہے
"تبع بادشاہ تھا یمن کا۔ سب قوم اس کی بت پرست
اس کو یقین آیا توریت پر، اپنی قوم کے سامنے آزمایا
کہ دین سچا کونسا، بڑی آگ لگائی دو حبر یہود کے
توریت بغل میں لیکر اس میں گھس گئے، نہ جلے۔ وہ
بت پرست بت کو بغل میں لیکر چلے جلنے لگے، انکے
بھاگے اس کی قوم اس کی دشمن ہوئی آخر خراب ہوئے"
پ ۲۵/۱۵ پ ۲۶/۱۵

تَبَعًا۔ تابع، پیروی کرنے والے، تَابِعٌ کی جمع ہے
جیسے صَحْبٌ صَاحِبٌ کی پ ۱۳/۱۵ پ ۲۴/۱۰

تُبْعَثُنَّ ۔ تم ضرور اٹھائے جاؤ گے، بَعْثٌ
سے مضارع بانون تاکید کا صیغہ جمع مذکر حاضر
(ملاحظہ ہو اِنْبَعَثَ اور بَعْثٌ۔ پ ۲۸/۱۵

تُبْعَثُوْنَ ۔ تم اٹھائے جاؤ گے، بَعْثٌ سے
مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اُبْعِثَ
اور بَعْثٌ) پ ۱۸/۱

تَبِعَكَ۔ اس نے تیری پیروی کی، تَبِعَ صیغہ
فعل ماضی کا ضمیر واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو تَبِعَ)
پ ۱۵/۷ پ ۲۳/۹ پ ۲۳/۱۳

[1] ان تمام روایات کے لئے ملاحظہ ہو فتح الباری تفسیر سورۃ "حم الدخان" ج ۸ ص ۳۷۰ طبع مصر امیریہ۔

تَبِعَنِیْ۔ اس نے میری پیروی کی، اس میں ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ہے (ملاحظہ ہو تَبِعَ)
تَبِعُوْا۔ انھوں نے پیروی کی، تَبِعَ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔
تَبْغِ۔ تو چاہے، تو خواہش کرے، بَغْیٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، یہاں لا نہی داخل ہے اس لئے فعل نہی ہے اور آخر سے ی حذف ہو گئی اصل میں تَبْغِیْ تھا (ملاحظہ ہو اَبْغِیْ اور بَغْیٌ)
تَبْغُوْا۔ تم تلاش کرنے لگو، تم چاہو، تم ڈھونڈنے لگو بَغْیٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، یہاں بھی لا نہی آنے کے سبب فعل نہی ہے اور اسی لئے نون اعرابی آخر سے ساقط ہو گیا کیونکہ اصل میں تَبْغُوْنَ تھا (ملاحظہ ہو اَبْغِیْ اور بَغْیٌ)
تَبْغُوْنَهَا۔ تم اس کو چاہتے ہو تَبْغُوْنَ بَغْیٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو اَبْغِیْ اور بَغْیٌ)
تَبْغِیْ۔ وہ سرکشی کرتی ہے، بَغْیٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو اَبْغِیْ اور بَغْیٌ)
تُبْقِیْ۔ وہ باقی چھوڑتی ہے، اِبْقَاءٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو اَبْقٰی)
تَبْكُوْنَ۔ تم روتے ہو، بُكَاءٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو بَكَتْ)
تَبْلُغَ۔ تو پہنچتا ہے، تو پہنچیگا، بُلُوْغٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَبْلَغَ اور بَلَغَ)
تَبْلُغُوْا۔ تم پہنچو، تم پہنچتے رہو، بُلُوْغٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر اصل میں تَبْلُغُوْنَ تھا لام کے اول میں آنے سے نون اعرابی حذف ہو گیا۔ (ملاحظہ ہو اَبْلَغَ اور بَلَغَ)
تَبْلُوْا۔ وہ آزمائیگی، بَلَاءٌ سے مضارع کا صیغہ، واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو بَلَاءٌ)
تُبْلَوُنَّ۔ تم ضرور آزمائے جاؤ گے، بَلَاءٌ سے مضارع مجہول با نون ثقیلہ کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو بَلَاءٌ)
تُبْلٰی۔ وہ آزمائی جائیگی، وہ جانچی جائے گی، اس کا امتحان کیا جائیگا، بَلَاءٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب
تَبْنُوْنَ۔ تم بناتے ہو، تم تعمیر کرتے ہو، بِنَاءٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِبْنِ)
تَبُوْءَ۔ تو پھر جاوے، تو لوٹے، تو حاصل کرے تو سمیٹے، تو کمائے، (نصر) بَوْءٌ سے جس کے معنی لوٹنے کے ہیں اور بَوَاءٌ سے جس کے معنی ٹھکانا دینے اور قصاص میں برابر ہونے کے ہیں مضارع

کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو بَآءَ) ۱۰/۹
تَبَوَّآ تم دونوں ٹھیراؤ، تم دونوں اتارو، تم دونوں جگہ تیار کرو۔ تَبَوُّءٌ سے جس کے معنی ٹھیرانے اور جگہ تیار کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ تثنیہ مذکر حاضر ۱۰/۸۷
تَبُوْرَ ۔ وہ ہلاک ہوگی، وہ مٹے گی، وہ بگڑے گی۔ (نَصَرَ) بَوَارٌ سے، جس کے معنی ہلاک ہونے اور بگڑنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ ۳۵/۲۹
تَبَوَّؤُا ۔ انھوں نے ٹھکانا بنایا انھوں نے جگہ تَبَوُّءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۵۹/۹
تُبَوِّئُ ۔ تو جگہ دیتا ہے، تو ٹھکانا دیتا ہے، تو اتارتا ہے، تَبْوِیَۃٌ سے مضارع کا صیغہ، واحد مذکر حاضر اس کا تعدیہ مفعول ثانی کی طرف بذریعہ لام بھی ہوتا ہے اور بنفسہ بھی۔ (ملاحظہ ہو لِیُبَوِّئُكُمْ) ۳/۱۲۱
تَبْهَتُهُمْ ۔ وہ ان کے ہوش کھودیگی، وہ ان کے حواس باختہ کردے گی، وہ ان کو مبہوت بنادیگی تَبْهَتُ بَهْتٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب (ملاحظہ ہو بُهِتَ) ۲۱/۴۰
تِبْيَانًا ۔ بیان، بَیَانٌ کی طرح یہ بھی بَانَ

يَبِيْنُ کا مصدر ہے ۱۶/۸۹
تَبِيْدَ ۔ وہ ہلاک ہوگی، وہ تباہ ہوگی، وہ خراب ہوگی، (ضَرَبَ) بَيَادٌ سے، جس کے معنی اصل میں "بیدا" یعنی صحرائے بے آب وگیاہ میں کسی چیز کے متفرق اور پراگندہ ہونے کے ہیں اور اسی اعتبار سے مکمل بربادی تباہی اور ہلاکت کے متعلق اس کا استعمال ہوتا ہے مضارع کا صیغہ، واحد مؤنث غائب۔ ۱۸/۳۵
تَبْيَضُّ ۔ وہ سفید ہوگی، وہ درخشاں ہوگی۔ اِبْيِضَاضٌ سے۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب چہروں کے لئے جب "ابیضاض" کا استعمال ہو تو مسرت وانبساط کا اظہار مراد ہوتا ہے، مشہور مقولہ ہے کہ البیاض افضل والسواد اهول والحمرة اجمل والصفرة اشکل (سفیدی میں فضیلت زیادہ ہے اور سیاہی میں ہول اور ڈر، سرخی میں جمال زیادہ ہوتا ہے اور زردی میں لبھاوٹ) اسی لئے فضیلت وشرافت کے متعلق بیاض کا استعمال ہوتا ہے اور جس شخص کا دامن کسی عیب سے داغدار نہ ہو اسے "ابیض الوجہ" (آبرودار) کہتے ہیں، اس اعتبار سے "بیاض" کے معنے سفیدی کے علاوہ "آب" کے بھی ہوئے

(ملاحظہ ہو ابیضت) پ۴

تَبِیْعًا۔ پیچھا کرنے والا، دعوی کرنے والا، مددگار تَبَعٌ سے بروزن فَعِیْلٌ بمعنی فاعل ہے چونکہ مدعی دعوی کے اور مددگار مدد کے درپے ہوتا ہے اس لئے مجازاً مدعی اور مددگار کے معنی بھی آتے ہیں پ۱۵

تَبَیَّنَ۔ وہ ظاہر ہوگیا، وہ کھل گیا، تَبَیُّنٌ سے جس کے معنی ظاہر ہونے اور واضح ہوجانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، واضح رہے کہ بیان کی دو صورتیں ہیں ایک تو خود دلالت حال کہ صورت یہ ہیں حالت میں، دوسرے آزمائش کے ذریعہ کسی چیز کا کھلنا اور واضح ہونا خواہ آزمائش بذریعہ نطق ہو یا کتابۃً اور اشارۃً، پ۱ پ۳ پ۵

پ۱ پ۲ پ۳ پ۴ پ۱۱ پ۱۶ پ۲۶

تَبَیَّنَتْ۔ اس (عورت) نے جانا، اس نے معلوم کیا، وہ ظاہر ہوگئی، تَبَیُّنٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۲۲

تُبَیِّنُنَّہٗ۔ تم ضرور بیان کروگے، تُبَیِّنُنَّ تَبْیِیْنٌ سے، مضارع با نون ثقیلہ کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَبَیِّنُ اور بَیِّنًا) پ۴

تَبَیَّنُوْا۔ تم تحقیق کرلو، تم کھول لو۔ تَبَیُّنٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ۵ پ۲۶

فصل التاء المثناۃ

تَتَبَدَّلُوْا۔ تم بدلو، تم بدل ڈالو، تَبَدُّلٌ جس کے معنی بدل ڈالنے کے ہیں، امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ۴

تَتَّبِعْ۔ تو اتباع کرے، تو پیروی کرے، اِتِّبَاعٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِتِّبَاعٌ) پ۱ پ۶ پ۵ پ۷ پ۹ پ۱۱ پ۲۵

تَتَّبِعٰنِّ۔ تم دونوں پیروی کرنا، اِتِّبَاعٌ سے مضارع با نون ثقیلہ کا صیغہ تثنیہ مذکر حاضر یہاں لا نہی داخل ہے اس لئے فعل نہی ہے۔ پ۱۱

تَتَّبِعَنِ۔ تو میری پیروی کرے، تَتَّبِعَ صیغہ مضارع ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم تحریر میں محذوف کر پ۱۶

تَتَّبِعُوْا۔ تم پیروی کرو، اِتِّبَاعٌ سے مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، یہاں لا نہی موجود ہے اس لئے فعل نہی ہے اور نون اعرابی محذوف ہے پ۲ پ۵

پ۸ پ۹ پ۱۲ پ۱۴ پ۲۶

تَتَّبِعُوْنَ۔ تم پیروی کرتے ہو، تم پیروی کررہے ہو اِتِّبَاعٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۸

پ۱۵ پ۱۸

تَتَّبِعُوْنَا۔ تم ہماری پیروی کروگے۔ اس میں نَا ضمیر جمع متکلم ہے ۲۶/۱۰

تَتْبَعُهَا وہ اس کے پیچھے پیچھے لگی آئے گی، تَتْبَعُ۔ تَبْعٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب هَا ضمیر واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو تَبِعَ) ۳۰/۷

تَتْبِيْبٌ۔ ہلاک کرنا، تباہ و برباد کرنا، ہلاکت تباہی و بربادی، ہمیشہ گھاٹے اور نقصان میں رہنا بروزن تَفْعِيْلٌ مصدر ہے ۱۲/۹

تَتْبِيْرًا۔ ہلاک کرنا، ویران کرنا، بروزن تَفْعِيْلٌ مصدر ہے ۷/۱۵، ۲/۱۹

تَتَجَافٰی۔ وہ دور ہوتی ہے، وہ الگ رہتی ہے تَجَافِیْ سے جس کے معنی جگہ سے دور ہونے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب ۲۱/۱۵

تَتَّخِذُ۔ تو بناتا ہے، تو بنائے گا، تو اختیار کرتا ہے تو اختیار کرے گا، تو پکڑتا ہے تو پکڑیگا اِتِّخَاذٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، اَتَتَّخِذُ میں ہمزہ استفہام توبیخ کے لئے ہے (ملاحظہ ہو اِتِّخَاذٌ) ۱۵/۷، ۱۶/۷

تَتَّخِذُنَا۔ تو ہم کو بناتا ہے، اس میں نَا ضمیر جمع متکلم ہے۔ اَتَتَّخِذُنَا میں ہمزہ استفہام تعجب کے لئے ہے (ملاحظہ ہو اِتِّخَاذٌ) ۸/۱

تَتَّخِذُوْا۔ تم بناؤ، تم پکڑو، اِتِّخَاذٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، چونکہ یہاں لا نہی موجود ہے اس لئے فعل نہی ہے اور نون اعرابی حذف ہوگیا ہے (ملاحظہ ہو اِتِّخَاذٌ) ۱۳/۲، ۱۶/۲، ۳/۲، ۹/۵، ۱۸/۵، ۱۲/۶، ۹/۱۰، ۱۳/۱۴، ۱۹/۱۴، ۱/۱۵، ۲/۲۸

تَتَّخِذُوْنَ۔ تم بناتے ہو، تم پکڑتے ہو۔ اِتِّخَاذٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِتِّخَاذٌ) ۱۲/۳، ۱۰/۱۴، ۱۹/۱۴، ۱۱/۹

تَتَّخِذُوْنَهٗ۔ تم اس کو بناتے ہو، تم اس کو پکڑتے ہو تم اس کو پسند کرتے ہو اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے ۱۹/۱۵

تَتَذَكَّرُوْنَ۔ تم نصیحت پکڑتے ہو، تم نصیحت پکڑوگے، تم دھیان کرتے ہو، تم دھیان کروگے، تَذَكُّرٌ سے جس کے معنی یاد کرنے، دھیان کرنے اور نصیحت پکڑنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۱۵/۷، ۱۲/۲۱، ۱۱/۲۴

تَتْرَا۔ پے در پے، مسلسل، تابڑ توڑ، یکے بعد دیگرے آنا، تَتْرٌ سے جس کے معنی کسی شے کے پے بہ پے آنے کے ہیں، الف اس میں تانیث کا ہے اور فراء کہتے ہیں کہ تنوین کے عوض میں آیا ہے۔ ۳/۱۸

تُتْرَكُوْا۔ تم چھوڑے جاؤ، تمہیں چھوڑ دیا جائے۔

تُرزَقُوْ سے مضارع مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ان ناصبہ کے آنے سے نون اعرابی حذف ہو گیا ہے (ملاحظہ ہو اُترُکُوْ) پ

تُتْرَكُوْنَ ۔ تم چھوڑ دیئے جاؤ گے، تمہیں چھوڑ دیا جائے گا۔ تَرْکٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اُترُکْ) ۱۲/۹

تَتْرُكُهُ تو اس کو چھوڑے، تَتْرُکُ تَرْکٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ۱۲/۹

تَتَفَرَّقُوْا ۔ تم متفرق ہونے لگو، تم جدا ہو، تَفَرُّقٌ سے، جس کے معنی متفرق اور پراگندہ ہونے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، یہاں لا نہی آنے کے سبب فعل نہی ہے ۲۵

تَتَفَكَّرُوْا تم فکر کرو، تم غور کرو، تم سوچو، تَفَکُّرٌ سے، جس کے معنے سوچنے اور غور کرنے کے ہیں، امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ فکر اور تفکر میں فرق یہ ہے کہ فکر تو اس قوت کا نام ہے جو علم کو معلوم کی طرف لاتی ہے اور تفکر کے معنی اس قوت سے اقتضا عقل کے مطابق کام لینے کے ہیں، انسان کی صفت ہے حیوان کی نہیں، اور اسی لئے "تفکر" کا استعمال اس شئے کے متعلق ہوتا ہے جس کی صورت کا انسان کے دل و دماغ میں حاصل ہونا ممکن ہو، چنانچہ مروی ہے کہ تفکروا فی آلاء اللہ ولا تفکروا فی اللہ (اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے متعلق تفکر کرو اور ذاتِ الٰہی میں تفکر نہ کرو) کیونکہ ذاتِ الٰہی اس امر سے منزہ ہے کہ اس کو کسی صورت سے متصف کیا جا سکے۔ ۱۲/۲۲

تَتَفَكَّرُوْنَ ۔ تم فکر کرو، تم غور کرو، تم سوچو، تَفَکُّرٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۲/۱۱ ۲/۲۷ ۱۱/۴

تَتَقَلَّبُ وہ پھر جاتی ہے، وہ پھر جائے گی، وہ پلٹتی ہے، وہ پلٹ جائے گی، تَقَلُّبٌ سے جس کے معنی الٹ پلٹ ہونے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ ۱۱/۱۸

تَتَّقُوْا تم بچتے رہے، تم ڈرتے رہے۔ تم پرہیزگار رہے، اِتِّقَاءٌ سے، جس کے معنی پرہیز کرنے، بچنے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، نون اعرابی عامل کے آنے سے محذوف ہو گیا ہے۔ ۱۲/۳ ۱۱/۴ ۲/۳ و ۱۰۹ ۱۶/۵ ۸/۶ ۱۸/۹ ۱۵/۲۶

تَتَّقُوْنَ ۔ تم ڈرتے ہو، تم ڈرتے رہو، تم بچتے رہو، تم بچو گے، اِتِّقَاءٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر

۱/۹۳ ۲/۲۶ ۸/۱۹۶ ۹/۱۱ ۱۱/۹ ۱۳/۱۳ ۱۸/۵۲

پ ۱۹ (۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴) پ ۲۳ ۸ پ ۲۹ ۱۳

تَتَكَبَّرُ۔ تو تکبر کرے، تَكَبُّرٌ سے، جس کے معنی بڑائی مارنے اور گھمنڈ کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مُتَكَبِّرٌ) پ ۳

تَتَلَقّٰهُمُ۔ وہ ان سے ملاقات کرے گی، وہ (فرشتوں کی جماعت) ان کو لینے آئیگی تَتَلَقّٰى تَلَقِّيٌ سے جس کے معنی ملاقات اور استقبال کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ ۱۷

تَتْلُوْا۔ وہ (جماعتِ شیاطین) پڑھتی ہے، (لَصَّ) تِلَاوَةٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو تِلَاوَةٌ) پ ۱

تَتْلُوْا۔ تو پڑھتا، تو پڑھتا ہے، تو پڑھے، تِلَاوَةٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو تِلَاوَةٌ)

پ ۱ پ ۱۱ پ ۱۳ پ ۲۰ ۸ پ ۲۱

تَتْلُوْنَ تم پڑھتے ہو، تم تلاوت کرتے ہو، تِلَاوَةٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱

تُتْلٰى۔ وہ پڑھی جاتی ہے، اس کی تلاوت کی جاتی ہے۔ تِلَاوَةٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔

پ ۳ پ ۹ پ ۱۱ پ ۱۶ پ ۱۷ پ ۱۸ پ ۲۰ پ ۲۲

پ ۲۵ (۱۴، ۱۹، ۱۸) پ ۲۶ پ ۲۹ ۳ پ ۳۰

تَتَمَارٰى۔ تو جھگڑا کرتا ہے، تو جھٹلائے گا، تو شک کریگا۔ تَمَارِيٌ سے جس کے معنی شک کرنے اور جھگڑنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ ۲۷

تَتَمَنَّوْا تم آرزو کرو، تم ہوس کرو، تَمَنِّيٌ سے مضارع کا صیغہ۔ جمع مذکر حاضر۔ لَا تَتَمَنَّوْا تم آرزو مت کرو تم ہوس نہ کرو، یہ فعلِ نہی ہے، تَمَنِّيٌ کے معنی ہیں کسی بات کا اپنے جی میں ٹھیرانا اور اس کا تصور کرنا جو کبھی تو محض اٹکل اور گمان پر ہوتا ہے جس کی کوئی بنیاد نہیں ہوتی اور کبھی سوچ بچار کے بعد کسی بنیاد پر قائم ہوتا ہے، یاد رہے کہ آرزوں کی بنیاد چونکہ اکثر اٹکل اور اندازہ ہی پر چلتی ہے اس لئے تمنّی کا استعمال بھی بیشتر کسی بے حقیقت چیز کے تصور کرنے کے لئے ہوتا ہے (ملاحظہ ہو اُمْنِيَّتِهٖ) پ ۵

تَتَنَاجَوْا۔ تم سرگوشی کرو، تم کانا پھوسی کرو۔ تَنَاجِيٌ سے جس کے معنی سرگوشی کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، لَا تَتَنَاجَوْا، تم سرگوشی نہ کرو، تم کانا پھوسی مت کرو، یہ فعل نہی ہے۔ پ ۲۸

تَتَنَزَّلُ وہ (فرشتوں کی جماعت) اترتی ہے تَنَزُّلٌ سے، جس کے معنی اترنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ ۴۱/۳۰

تَتُوْبَا تم دونوں توبہ کرتی ہو، تم دونوں باز آجاؤ۔ تَوْبَۃٌ سے مضارع کا صیغہ تثنیہ مؤنث حاضر۔ (ملاحظہ ہو تَابَ اور تَوْبَۃ) ۶۶/۴

تَتَوَفّٰهُمْ وہ (فرشتوں کی جماعت) ان کو قبض کرتی ہے، وہ ان کی جان لیتی ہے، وہ ان کو پورا کرتی ہے، تَتَوَفّٰی۔ تَوَفِّیٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔ تَوَفِّیٌ کے معنی اصل میں کسی چیز کو پورا لینے اور اس پر تمام قبضہ کرنے کے ہیں۔ تَوَفِّیْ باب تَفَعُّلٌ سے ہے اور تَفَعُّلٌ کی خاصیت باب تَفْعِیْلٌ کی اثر پذیری ہے۔ اربابِ لغت نے تصریح کی ہے کہ یہاں جو ثلاثی مجرد یعنی وَفٰی یَفِیْ وَفَاءٌ کو باب تَفَعَّلَ یعنی تَوَفّٰی یَتَوَفّٰی تَوَفِّیًا کی طرف نقل کیا گیا ہے وہ اسی غرض کے لئے ہے، اب یہ دیکھنا چاہئے کہ مجرد میں اس کے حقیقی معنی کیا ہیں کیونکہ علم صرف کا یہ مسلّمہ مسئلہ ہے کہ مجرد کو مزید کے کسی وزن پر بھی نقل کیا جائے اس میں مجرد کے اصلی معنی بہر نوع ضرور ملحوظ ہوں گے۔ واضح رہے کہ مجرد ہو یا مزید سب کا مادہ اشتقاق وَفَاءٌ ہے جس کے معنی ہیں پورا ہونا اور پورا کرنا مجرد میں یہ اسی معنی میں باب ضَرَبَ یَضْرِبُ سے آتا ہے اور مصدر وَفَاءٌ اور وَفِیٌّ مستعمل ہے وعدہ کے متعلق وفا اور غدر ہماری زبان میں بھی بولے جاتے ہیں، یہ دونوں الفاظ ایک دوسرے کی ضد واقع ہوئے ہیں۔ غدر یعنی چھوڑ دینا اور پورا نہ کرنا، وفا کے مفہوم اور معنی پر صاف روشنی ڈال رہا ہے کہ پورا ہونا اور پورا کرنا اس کی اصلی اور حقیقی معنی ہیں۔ اب جتنے بھی اوزان مزید ہیں تَوْفِیَۃٌ (باب تَفْعِیْلٌ) اِیْفَاءٌ (باب اِفْعَالٌ) مُوَافَاۃٌ (باب مُفَاعَلَۃٌ) تَوَافٍ (باب تَفَاعُلٌ) تَوَفِّیْ (باب تَفَعُّلٌ) اِسْتِیْفَاءٌ (باب اِسْتِفْعَالٌ) سب میں یہ معنی ملحوظ رہیں گے۔ چنانچہ امام راغب اصفہانی تَوْفِیَۃٌ کے متعلق لکھتے ہیں وتوفیۃ الشئ بذلہ وافیا (یعنی توفیۃ کے معنی ہیں کسی چیز کو پورے طور پر صرف کرنا) حضرت ابراہیم صلوات اللہ وسلامہ علیہ کے اوصاف کمال کے سلسلہ میں قرآن مجید کی تصریح ہے وَاِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰی (اور ابراہیم کو جس نے (اللہ تعالیٰ کے حقوق کو) پورا کردیا) سورہ آل عمران میں

روزِ جزا کا بیان ہو رہا ہے فَكَيْفَ إِذَا جَمَعْنَٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيهِ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ (پھر کیسا ہو گا جب ہم ان کو جمع کریں گے ایک دن جس میں شبہ نہیں اور پورا پائے گا ہر کوئی اپنا کیا اور ان کا حق نہ رہیگا) سورہ بقرہ میں ارشاد ہے وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ (اور ڈرتے رہو اس دن سے جس میں اللہ کے پاس لوٹائے جاؤ گے. پھر پورا ملیگا ہر شخص کو جو اس نے کمایا اور ان پر ظلم نہ ہوگا) غرض قرآن مجید میں جہاں بھی توفیہ کا استعمال ہوا ہے پورا دینے اور پورا کرنے کے لئے ہوا ہے، اب غور کیجئے باب تفعّل کی خاصیت، باب تفعیل کی مطاوعت اور اثر پذیری ہے اور جمیع ائمہ لغت و عربیت کی تصریح کے مطابق یہاں مجرد کو باب تفعل میں اسی غرض کے لئے استعمال کیا گیا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ جس طرح تَعْلِيمٌ کے معنی ہیں سکھانا اور تَعَلُّمٌ کے معنی ہیں اس کا اثر قبول کرنا یعنی سیکھنا. اسی طرح تَوْفِيَةٌ کے معنی پورا دینے اور پورا کرنے اور تَوَفِّيٌ کے معنی اس کی اثر پذیری کے اعتبار سے پورا لینے اور پورا ہونے کے ہیں، قاضی ناصر الدین ابو سعید عبداللہ بن عمر بن محمد البیضاوی اپنی مشہور اور مستند تفسیر انوار التنزیل واسرار التاویل میں رقمطراز ہیں والتوفی اخذ الشیء وافیا (توفی کے معنی کسی چیز کو پورے طور پر لینا) اور آیت هُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُم بِاللَّيْلِ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں. فان اصلہ قبض الشیء بتمامہ[1] (پس جب یہ ثابت ہوا کہ تَوَفِّيٌ کے معنی کسی چیز کے پورے طور پر لینے اور قبض کرنے کے ہیں تو موت اور نیند کے لئے جو توفی کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے وہ اسی اعتبار سے ہے کہ ان دونوں حالتوں میں اس کی روح کھینچی اور قبض کی جاتی ہے ورنہ توفی کے معنی حقیقتاً موت کے نہیں ہیں، سورہ الزمر میں ارشاد ہے اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضَىٰ عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرَىٰ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى (قبض کرتا ہے جانوں کو ان کی موت کے وقت اور جو نہیں مریں ان کو سوتے میں پس جن کے لئے موت

[1] ملاحظہ ہو تفسیر مذکور سورہ مائدہ اور سورہ انعام۔

مقرر کردی ان کو تو روک رکھتا ہے اور اوروں کو ایک مقررہ مدت کے لئے بھیج دیتا ہے) اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ موت کی طرح نیند میں بھی جان کھنچتی ہے مگر یہ جان وہ ہے جو مرنے سے پہلے نہیں کھنچی جاتی۔ آیتِ مذکورہ میں توفی کے معنی موت کے نہیں بلکہ قبض کرنے (یعنی لینے اور اٹھانے) کے ہیں۔ اسی طرح سورہ نساء کی آیت فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتَّىٰ يَتَوَفَّاهُنَّ الْمَوْتُ (تو ان کو گھروں میں بند رکھو یہانتک کہ موت ان کو اٹھالے) میں توفی کے معنی کسی طرح موت کے نہیں بن سکتے بلکہ وہی قبض کرنے اور اٹھانے کے ہیں ورنہ اسناد الشیٔ الی نفسہ لازم آئیگا جو اصول عربیت پر کسی طرح درست نہیں ہوسکتی، اس لئے منکرین نزول مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ دعوی کسی طرح صحیح نہیں کہ توفی کے معنی ہیں کسی چیز کو پورا لینا اور اس کو قبض کرنا چونکہ مرنے پر انسان کی روح قبض کرلی جاتی ہے اور وہ اپنی زندگی پوری کرچکتا ہے اس لئے روح قبض کرنے اور جان لینے کے لئے بھی اس کا استعمال کیا جاتا ہے۔ امام ابوجعفر احمد بن

علی البیہقی جو لغت و عربیت کے امام ہیں تاج المصادر میں رقمطراز ہیں۔

یقال تُوُفِّیَ فلان و	جب کوئی مرجائے تُوُفِّیَ فلانٌ
تَوَفّٰی اذا مات فمن	اور تَوَفّٰی فلان کہاجاتا ہے پس
قال تُوُفِّیَ فمعناہ	جس نے تُوُفِّیَ (بصیغہ مجہول) کہا
قبض واخذ ومن	تو اس کے معنی ہوئے وہ قبض کیا گیا
قال تَوَفّٰی فمعناہ	اور اٹھالیا گیا اور جس نے تَوَفّٰی
توفی اجلہ و	(بصیغہ معروف) کہا تو اس کے
استوفی اکلہ وعمرہ	معنی ہوئے اس نے اپنی مدت پوری
وعلی ھذا یتوجہ	کی اور روزی اور عمر کو پورا کیا جس نے
قراءۃ من قرأ یَتَوَفَّوْنَ	(قرآن میں) یَتَوَفَّوْنَ یا کے زبر
بفتح الیاء۔ ؎۵۵	سے پڑھا ہے وہ اسی معنی کے اعتبار
	سے ہے ۔ ؎۳۳

تَتَوَلَّوْا۔ تم پھروگے۔ تَوَلّیٌ سے۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، اصل میں تَتَوَلَّوْنَ تھا، اِنْ شرطیہ کے آنے سے نون اعرابی حذف ہوگیا۔ تَوَلّیٌ کا تعدیہ جب بنفسہ ہوتا ہے تو اس کے معنی دوستی رکھنے، مدد کرنے اور دوسرے کا کام سرانجام دینے کے ہوتے ہیں اور جب اس کا تعدیہ بواسطہ عن ہوتا ہے خواہ لفظاً ہو یا تقدیراً تو روگردانی کرنے، منہ پھیرنے اور دور ہونے

؎۵۵ تاج المصادر باب التفعل من اللفیف المقرون۔

معنی آتے ہیں، آیت کریمہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ (اے ایمان والو دوستی نہ کرو اس قوم سے جن پر اللہ تعالیٰ غصہ ہوا) میں تعدیہ بنفسہٖ ہے اس لئے یہاں دوستی اور مدد کرنے کے معنی ہوں گے اور باقی تین مقامات پر جہاں یہ صیغہ آیا ہے تعدیہ بذریعہ عن ہے جو لفظوں میں مذکور نہیں بلکہ مقدر اور پوشیدہ ہے، لَا تَتَوَلَّوْا نہ پھرو، دوستی نہ کرو۔ تَوَلِّیٌ سے، نہی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے ۱۳/۵ ۲۶/۸، ۱۰ ۲۸/۸

فصل الثاء المثلثة

تَثْبِیْتًا۔ ثابت کرنا، ثابت رکھنا، بروزن تَفْعِیْلٌ مصدر ہے، ۳/۴ ۵/۹

تَثْرِیْبٌ۔ سرزنش، الزام، گناہ پر ڈانٹنا، جھڑکنا، بروزن تَفْعِیْلٌ مصدر ہے۔ ۱۳/۴

تَثْقَفَنَّهُمْ۔ تو ان کو کبھی پائے (سمجھے) ثَقْفٌ سے۔ جس کے معنی پانے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب اصل میں تو ثَقْفٌ کے معنی کسی چیز کے ادراک کرنے اور اس کے سرانجام دینے میں حذاقت و مہارت کے ہیں لیکن بعد میں صرف ادراک کرنے اور پانے کے معنی میں استعمال ہونے لگا اگرچہ حذاقت نہ ہو۔ ۴/۱۰

تُثِیْرُ۔ وہ جوتتی ہے، وہ ابھارتی ہے، وہ اٹھاتی ہے اِثَارَةٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب اِثَارَةٌ کے معنی اصل میں برانگیختہ کرنے اور ابھارنے کے ہیں، زمین کے جوتنے اور ہواؤں کے بادلوں کو لانے میں چونکہ یہ معنی موجود ہیں اس لئے ان دونوں کے لئے بھی اس کا استعمال ہوتا ہے ۱/۸ ۲۱/۸ ۲۲/۱۴

فصل الجیم المعجمة

تُجَادِلُ۔ وہ (جان) جھگڑتی ہے، وہ جھگڑا کرے گی مُجَادَلَةٌ سے جس کے معنی باہم جھگڑنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ ۱۴/۲۱

تُجَادِلُ۔ تو جھگڑتا ہے، تو جھگڑا کرے گا۔ مُجَادَلَةٌ سے۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر لَا تُجَادِلُ تو مت جھگڑ۔ ۵/۱۴

تُجَادِلُكَ۔ وہ تجھ سے جھگڑتی ہے۔ تُجَادِلُ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب كَ ضمیر واحد مذکر حاضر۔ ۲۸

تُجَادِلُوْا تم جھگڑو، مُجَادَلَةٌ سے مضارع کا

صیغہ جمع مذکر حاضر یہاں لا نہی داخل ہے اس لئے فعل نہی ہے۔ پ۲۱

تُجَادِلُوْنَنِيْ۔ تم مجھ سے جھگڑا کرتے ہو، تُجَادِلُوْنَ مُجَادَلَۃٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم۔ پ۱۶

تِجَارَۃٌ۔ سوداگری، بیوپار، باب ضَرَبَ یَضْرِبُ کا مصدر ہے پ۲ پ۵ پ۱۸ پ۲۲ پ۲۲ پ۲۸

تِجَارَتُهُمْ۔ ان کی سوداگری، تِجَارَۃٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۱

تُجَاهِدُوْنَ۔ تم جہاد کرتے ہو، مُجَاهَدَۃٌ سے جس کے معنی دشمن کی مدافعت میں مقدور بھر کوشش وطاقت صرف کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، جہاد کی تین قسمیں ہیں (۱) ظاہری دشمن سے جہاد (۲) شیطان سے جہاد، (۳) اپنے نفس سے جہاد، یہاں تینوں قسم کا جہاد داخل ہے۔ پ۲۸

تَجْتَنِبُوْا۔ تم بچوگے، تم بچتے رہوگے۔ اِجْتِنَابٌ سے، جس کے معنی پہلوتہی کرنے، یکسو رہنے اور بچنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، اصل میں تَجْتَنِبُوْنَ تھا، عامل کے آنے کے سبب سے نون اعرابی ساقط ہوگیا۔ پ۵

تَجِدُ۔ وہ (جان) پائیگی (ضَرَبَ) وُجُوْدٌ سے جس کے معنی پانے کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مونث غائب، واضح رہے کہ وجود کی کئی قسمیں ہیں (۱) کسی چیز کو بذریعہ حواس خمسہ کے پانا جیسے بولتے ہیں وَجَدْتُ زیدًا (میں نے زید کو پایا) وجدتُ طعمہ (میں نے اس کا مزہ پایا) وجدتُ صَوْتَہٗ (میں نے اس کی آواز پائی۔ وجدت خشونتہٗ (میں نے اس کی سختی پائی) (۲) بقوت شہویہ کسی چیز کو پانا جیسے وَجَدْتُ الشبعَ (میں نے شکم سیری کو پایا) (۳) قوت غضبیہ کے ذریعہ کسی چیز کو پانا جیسے غم وغصہ کا وجود (۴) عقل سے کسی چیز کا پانا جیسے معرفت الٰہی اور معرفت نبوت۔ پ۳

تَجِدُ۔ تو پاتا ہے، تو پائیگا، وُجُوْدٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۵ پ۶ پ۸ پ۱۵ پ۲۱ پ۲۲ پ۲۵

تَجِدَنَّ۔ تو ضرور پاتا ہے، تو ضرور پائیگا، وُجُوْدٌ سے مضارع با نون تاکید کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۶

تَجِدَنَّهُمْ۔ تو ان کو ضرور پاتا ہے، تو ان کو ضرور پائیگا۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب کی پ۱

تَجِدُنِيْ۔ تو مجھے پائیگا۔ تَجِدُ مضارع کا صیغہ

واحد مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم پ ۱۵/۲۱ پ ۲۰/۶ پ ۲۳/۱۲

تَجِدُوْا تم پاتے ہو، تم پاؤ گے، وُجُوْدٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً (پس تم پانی نہ پاؤ) میں عدم وجود سے عدم قدرت مراد ہے یعنی پانی کے استعمال پر قدرت حاصل نہ ہو کیونکہ وجود کا اطلاق مجازی طور پر کسی چیز پر قابو پانے کے لئے بھی آتا ہے۔ پ ۳/۷ پ ۵/۴ پ ۶/۴ پ ۱۵/۷ پ ۱۸/۱۰ پ ۲۸/۲

تَجِدُوْنَ۔ تم پاتے ہو، تم پاؤ گے، وُجُوْدٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۵/۹

تَجِدُوْهُ۔ تم اس کو پاؤ گے، اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ پ ۱/۱۲ پ ۲۹/۱۴

تُجْرِمُوْنَ۔ تم جرم کرتے ہو، تم جرم کرو گے اِجْرَامٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِجْرَامِیْ) پ ۱۸/۱۴۔

تَجْئَرُوْا۔ تم زاری کرو، تم فریاد کرو، تم چلاؤ (فَتْحٌ) جَأْرٌ اور جُؤَارٌ سے جس کے معنی فریاد و زاری کرنے اور زور سے گڑگڑانے اور چلانے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر یہاں فعل نہی ہے اور لا نہی کے آنے کے سبب نون اعرابی گر گیا ہے

اصل میں جُؤَار جانورانِ وحشی ہرن وغیرہ کے رم کرنے اور گھبرانے کے وقت چلانے کو کہتے ہیں پھر بطور استعارہ فریاد و زاری کے معنی میں اس کا استعمال ہونے لگا۔ پ ۱۸/۴ (رم کرنا۔ ڈرنا۔ بھاگنا)

تَجْئَرُوْنَ۔ تم فریاد کرتے ہو، تم زاری کرتے ہو، تم چلاتے ہو، جَأْرٌ اور جُؤَارٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱۴/۱۲

تَجْرِیْ۔ وہ بہتی ہے، وہ چلتی ہے وہ جاری ہے، (ضَرَبَ) جَرْیٌ اور جَرَیَانٌ سے۔ جس کے معنی تیز گزرنے اور پانی کی طرح بہنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ ۱/۳ پ ۲/۴ پ ۳/ ۴ و ۱۰ پ ۴/ ۵ و ۱۱ و ۱۳ پ ۵/ ۵ و ۱۵ پ ۶/۷ پ ۷/ ۱ و ۶ و ۷ پ ۸/۱۲ پ ۱۰/ ۱۵ و ۱۷ پ ۱۱/ ۲ و ۹ پ ۱۲/۴ پ ۱۳/ ۱۱ و ۱۶ و ۱۷ پ ۱۴/۱۰ پ ۱۵/۱۲ پ ۱۶/۱۲ پ ۱۷/ ۶ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ پ ۱۸/۱۴ پ ۲۱/ ۲ و ۸ و ۱۳ پ ۲۲/ ۳ و ۱۰ و ۱۹ پ ۲۵/ ۱۱ و ۱۸ پ ۲۶/ ۶ و ۹ و ۱۰ پ ۲۷/ ۸ و ۱۸ پ ۲۸/ ۳ و ۱۰ و ۱۵ و ۱۸ و ۲۱ پ ۳۰/ ۱۰ و ۱۳

تَجْرِیَانِ۔ وہ دونوں بہتی ہیں، جَرْیٌ سے مضارع کا صیغہ تثنیہ مؤنث غائب پ ۲۷/۱۲

تُجْزَوْنَ۔ تم بدلہ دیئے جاؤ گے، تم جزا دیئے جاؤ گے، (ضَرَبَ) جَزَاءٌ سے جس کے معنی بدلہ دینے کے اور کافی ہونے کے ہیں مضارع مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۸/۱۰ پ ۱۱/۲ پ ۲۰/۴ پ ۲۳/ ۲ و ۶

پ ۲۵/۳۰ پ ۲۶/۲ پ ۲۴/۳ پ ۲۸/۱۹

تَجْزِیْ۔ وہ کفایت کرے گی، وہ بدلہ ہوگی، وہ کام آئیگی، جَزَاءٌ سے، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ پ ۱/۱۵ و ۶

تُجْزٰی۔ وہ بدلہ دی جائیگی، اس کو جزا دیجائیگی جَزَاءٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔

پ ۱۲/۱۰ پ ۲۳/۷ پ ۲۵/۱۹ پ ۳۰/۱۶

تَجَسَّسُوْا۔ تم جاسوسی کرو، تَجَسُّسٌ سے جس کے معنی جاسوسی کرنے اور کھوج لگانے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، یہاں فعل نہی ہے تجسس جَسٌّ سے ماخوذ ہے جس کے اصل معنی صحت یا مرض کو معلوم کرنے کے لئے نبض پہچاننے کے ہیں جَسٌّ بہ نسبت حَسٌّ کے خاص ہے کیونکہ حَسٌّ کے معنی ہیں ہر اس چیز کا پہچاننا جو بذریعہ حس معلوم ہوسکے اور جَسٌّ کے معنی ہیں، ایک خاص حالت کا پتہ چلانا۔ پ ۲۶/۱۴

تَجْعَلُ۔ تو بنائیگا، تو کریگا، جَعْلٌ سے۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۱/۴ پ ۱۶/۲

لَا تَجْعَلْ تو مت کر، تو مت بنا، یہ فعل نہی ہے (ملاحظہ ہو اَجْعَلْ اور جَعَلَ پ ۱۵/۲ و ۳ و ۴ پ ۲۸/۲۰)

تَجْعَلْنَا۔ تو ہم کو کر، تو ہم کو بنا، اس میں نَا ضمیر جمع متکلم ہے پ ۸/۱۲ پ ۱۱/۱۴ پ ۲۸/۲

تَجْعَلْنِیْ۔ تو مجھ کو کر، تو مجھ کو بنا اس میں ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ہے پ ۹/۱۴ پ ۱۶/۴

تَجْعَلُوْا۔ تم بناؤ، تم بنانے لگو، تم کرو، تم کرنے لگو، جَعْلٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، نون اعرابی عامل کے آنے سے گر پڑا، پ ۱/۲ پ ۳/۱۲

پ ۵/۱۸ پ ۱۸/۱۵ پ ۲۴/۲

تَجْعَلُوْنَ۔ تم مقرر کرتے ہو، تم بناتے ہو جَعْلٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۲۳/۱۹ پ ۲۷/۱۹

تَجْعَلُوْنَهٗ تم اس کو بناتے ہو، تم اس کو کرتے ہو اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے پ ۷/۱۴

تَجَلّٰی۔ اس نے تجلی کی، وہ روشن ہوا، وہ ظاہر ہوا، تَجَلِّیٌ سے جس کے معنی ظاہر و ہویدا ہونے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۹/۷ پ ۳۰/۱۷

تَجْمَعُوْا۔ تم جمع کرنے لگو، تم اکٹھا کرو، (فتح) جَمْعٌ سے، جس کے معنی اکٹھا کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ ۴/۱۵

تَجُوْعَ۔ تو بھوکا رہے، تجھے بھوک لگے، تو بھوکا ہوویگا۔ (نصر) جُوْعٌ سے جس کے معنی بھوک لگنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۱۶/۱۶

تَجْهَرْ۔ تو آواز بلند کر، تو آواز بلند کرتا ہے، تو آواز بلند کرے گا۔ (فَتَحَ) جَھْرٌ سے، جس کے معنی اچھی طرح دیکھنے اور خوب سننے کے ذریعہ کسی چیز کے ظاہر ہونے کے ہیں مضارع کا صیغہ، واحد مذکر حاضر۔ چنانچہ جہر کا استعمال کبھی تو کھلم کھلا دیکھنے کے لئے ہوتا ہے اور کبھی بلند آواز سے بولنے کے لئے کیونکہ اول صورت میں حاسۂ بصر کی افراط کے ذریعہ ایک شئے کا ظہور ہوتا ہے اور دوسری صورت میں حاسۂ سمع کی۔

پ۲ ع۱۵ پ۲ ع۳۶

تَجْهَرُوْا۔ تم آواز بلند کرتے ہو، تم آواز بلند کروگے، جَھْرٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر

پ۲۶ ع۱۳

تَجْهَلُوْنَ۔ تم نادانی کرتے ہو، تم جہالت کرتے ہو (سَمِعَ) جَھْلٌ سے، جس کے معنی نادان ہونے، نہ جاننے اور جہالت کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ جَھْل کی تین قسمیں ہیں (۱) نفسِ انسانی کا علم سے خالی ہونا یہ اس کے اصل معنی ہیں، چنانچہ بعض متکلمین نے اس کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے "جہل" اس معنی کا نام ہے جو بے ڈھنگے کاموں کا سبب ہو (۲) کسی چیز کے متعلق اس بات کا اعتقاد رکھنا جو اس میں نہ ہو (۳) کسی چیز کا اس طرح پر کرنا جس طرح کرنے کا حق نہ ہو خواہ اس چیز کے متعلق صحیح اعتقاد رکھے یا غلط جیسے قصداً نماز چھوڑ دینا چنانچہ بنی اسرائیل کو جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبانی ذبح بقر کا حکم دیا جاتا ہے تو قرآن مجید حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کا مکالمہ نقل کرتے ہوئے فرماتا ہے قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا، قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ (وہ بولے کیا تم ہم سے ٹھٹھا کرتے ہو، حضرت موسیٰؑ نے فرمایا، پناہ اللہ کی اس سے کہ میں نادانوں میں ہوں) کہ یہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ٹھٹھا کرنے کو جہالت فرمایا، جاہل کا اکثر تو ذکر بر سبیل مذمت ہی ہوتا ہے لیکن کبھی کبھی بغیر مذمت کے بھی ہو جاتا ہے جیسے يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ (ان کو بے خبر نہ مانگنے کی وجہ سے غنی خیال کرتا ہے) پ۱ ع۸ پ۳ ع۱۲ پ۱۹ ع۱۹ پ۲ ع۳۶

فصل الحاء المهملة

تُحَاجُّوْنَ۔ تم جھگڑا کرتے ہو، تم مکابرہ کرتے ہو مُحَاجَّةٌ سے جس کے معنی دوسرے سے حجت کرنے کے

ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۲۰/۱۵
تُحَاجُّوْنَنَا۔ تم ہم سے جھگڑتے ہو، تم ہم سے حجت کرتے ہو، اس میں نا ضمیر جمع متکلم ہے ۱/۱۶
تُحَاجُّوْنِّیْ۔ تم مجھ سے جھگڑتے ہو، تم مجھ سے حجت کرتے ہو اس میں ی ضمیر واحد متکلم ہے ۴/۱۵
تَحَاضُّوْنَ۔ تم رغبت دلاتے ہو، تم آپس میں تاکید رکھتے ہو، مُحَاضَّۃٌ سے جس کے معنی باہم رغبت دلانے اور آپس میں تاکید رکھنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ ۲۰/۱۲
تَحَاوُرَکُمَا، تم دونوں کا سوال جواب، تم دونوں کی گفتگو، تَحَاوُرٌ بروزن تَفَاعُلٌ بمعنی باہم سوال وجواب کرنا مصدر ہے اور مضاف ہے کُمَا ضمیر تثنیہ مذکر حاضر مضاف الیہ ۲۸
تُحْبَرُوْنَ۔ تمہاری عزت کرائی جائے گی، تم خوش حال کردیئے جاؤ گے، تمہارا بناؤ سنگار کرایا جائے گا۔ (نَصَرَ) حَبْرٌ سے جس کے معنی زینت کرنے اور خوشی و مسرت کے آثار ظاہر ہونے کے ہیں مضارع مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۲۵/۱۲
تَحْبِسُوْنَهُمَا ان دونوں کو تم روک رکھو۔ (ضَرَبَ) تَحْبِسُوْنَ حَبْسٌ سے جس کے معنی روکے رکھنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب۔ ۷
تَحْبَطَ وہ اکارت ہوجائے، وہ حبط ہوجائے وہ مٹ جائے (سَمِعَ) حَبْطٌ سے جس کے معنی مٹنے اور اکارت ہوجانے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو اَحْبَطَ) ۲۶/۱۲
تُحِبُّوْا۔ تم دوست رکھو، تم پسند کرو، اِحْبَابٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ نون اعرابی عامل کی وجہ سے حذف ہوگیا (ملاحظہ ہو اُحِبُّ) ۲/۲
تُحِبُّوْنَ۔ تم محبت کرتے ہو، تم محبت کروگے تم دوست رکھتے ہو تم دوست رکھو گے، اِحْبَابٌ سے۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ ۳/۱۲ ۴/۱ ۴/۲ ۹/۴ ۲۹/۱۲ ۳۰/۱۲
تُحِبُّوْنَهَا۔ تم اس کو دوست رکھتے ہو، تم اس کو چاہتے ہو، اس میں هَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے ۲۸
تُحِبُّوْنَهُمْ تم ان کو دوست رکھتے ہو، تم ان کو چاہتے ہو، اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے ۴
تَحْتِ نیچے، فَوْقٌ کی ضد ہے۔ اسم ظرف ہے "تحت" اور "اسفل" میں یہ فرق ہے کہ تحت کا استعمال منفصل میں ہوتا ہے اور اسفل کا استعمال متصل میں چنانچہ بولتے ہیں المال تحته (مال اس کے

تحت یعنی نیچے ہے) اور اسفلہ اغلظ من اعلاہ (اس کا اسفل اس کے اعلیٰ سے تحت ہے) پ۶/۱۲

پ۷/۱۲ پ۱۶/۱ پ۲۱/۲ پ۲۴/۱۸ پ۲۶/۱۱ پ۲۸/۴

تَحْتَكِ تیرے نیچے، تَحْتَ مضاف كِ ضمیر واحد مؤنث حاضر مضاف الیہ۔ پ۱۶/۲

تَحْتَهُ ۔اس کے نیچے، تَحْتَ مضاف هٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ۱۶/۱

تَحْتِهَا ۔اس کے نیچے، تَحْتَ مضاف هَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ پ۱/۴ پ۳/۴ و ۱۰

پ۴/۵ و ۱۱ و ۱۳ پ۵/۵ و ۱۵ پ۶/۷ پ۷/۱ و ۱۹ پ۱۰/۱۵ و ۱۶ پ۱۱/۲

پ۱۳/۱۱ و ۱۹ پ۱۴/۱۰ پ۱۶/۵ و ۱۲ پ۱۷/۹ و ۱۰ پ۱۹/۱۴ پ۲۱/۲ پ۲۳/۱۶

پ۲۶/۶ و ۹ و ۱۰ پ۲۷/۱۸ پ۲۸/۳ و ۱۰ و ۱۵ و ۱۸ و ۲۰ پ۳۰/۱۰ و ۲۳

تَحْتِهِمْ ۔ان کے نیچے، تَحْتِ مضاف هِمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۷ پ۸/۱۲ پ۱۱/۹

پ۱۵/۱۲ پ۲۳/۱۶

تَحْتِي ۔میرے نیچے، تَحْتِ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ پ۲۵/۱۱

تُحَدِّثُوْنَهُمْ ۔تم ان سے کہدیتے ہو تُحَدِّثُوْنَ تَحْدِیْثٌ سے جس کے معنی باتیں کرنے بیان کرنے اور کہنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب، اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ میں ہمزہ

استفہام تہدید کے لئے ہے۔ پ۱/۹

تَحْذَرُوْنَ ۔تم ڈرتے ہو تم بچتے ہو حَذَرٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو لِحَذَرُوْا) پ۱۱/۱

تَحْرُثُوْنَ ۔تم بوتے ہو (نَصَرَ) حَرْثٌ سے جس کے معنی بونے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۲۷/۱۵

تَحْرِصْ تو حرص کرے، تو للچاوے، تو کوشش کرے (ضَرَبَ) حِرْصٌ سے جس کے معنی طمع اور خواہش کی زیادتی کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر اصل میں دھوبی دھوتے وقت جو کپڑا کوٹ کر پھاڑ ڈالتا ہے اس کو حَرْصٌ (بالفتح) کہتے ہیں، یہ دھونے میں زیادتی ہوئی، حِرْصٌ (بالکسر) اسی سے ماخوذ ہے جو لالچ اور ارادہ کی زیادتی کیلئے مستعمل ہے۔ پ۱۳/۱۱

تُحَرِّكْ ۔ تو ہلا، تو چلا، تو حرکت دے، تَحْرِیْكٌ سے جس کے معنی حرکت دینے کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، لَا تُحَرِّكْ، تو مت ہلا تو نہ چلا، تو حرکت نہ دے، صیغہ نہی ہے۔ پ۲۹/۱۴

تُحَرِّمُ ۔ تو حرام کرتا ہے، تَحْرِیْمٌ سے جس کے معنی کسی چیز کے حرام کردینے اور اس پر حرمت کا حکم دینے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو حَرَامٌ) پ۲۸/۱۹

تُحَرِّمُوْا۔ تم حرام کرلو، تم حرام ٹھیراؤ، تُحَرِّمُوْنَ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ لَا تُحَرِّمُوْا تم حرام نہ ٹھیراؤ، تم حرام نہ کرلو (فعل نہی ہے) جو چیز شرع میں صاف طور پر حلال ہو اس سے پرہیز کرنا بُرا ہے۔ تحریم کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ زہد کے سبب اپنے اوپر تنگی اختیار کرے اور قصداً حلال اور پاک چیزوں کا استعمال ترک کردے مثلاً گوشت نہ کھائے نکاح نہ کرے، مقدور ہوتے ہوئے خوشبو نہ لگائے اچھے کپڑے نہ پہنے تو اس قسم کا زہد حقیقتاً زہد نہیں بلکہ رہبانیت ہے جو ہمارے دین میں پسند نہیں، انسان کو چاہئے تقویٰ اختیار کرے یعنی جو چیزیں منع ہیں ان سے باز رہے اور ان کے نزدیک نہ جائے دوسرے یہ کہ کسی جائز کام کے انجام نہ دینے یا کسی چیز کے استعمال نہ کرنے پر قسم کھا بیٹھے یہ بھی بہتر نہیں جو کام موافق شرع ہو اس سے قسم نہ کھائے اور اگر کھالی ہے تو توڑ ڈالے اور کفارہ دے، یہاں دونوں طرح کی تحریم سے ممانعت ہے، شریعت اسرائیلیہ میں اگر اس طرح کی قسم کھالی جاتی تو لازم ہوجاتی تھی اور اس شے کا استعمال قسم کھانے والے کے لئے حرام ہوجاتا تھا، چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو ایک مرض ہوگیا تھا انھوں نے نذر مانی کہ اگر صحت پاؤں تو جو میری بہت رغبت کی چیز ہو وہ چھوڑ دوں، ان کو اونٹ کا گوشت بہت بھاتا تھا سو نذر کے سبب چھوڑ دیا۔ سورۂ آل عمران کی آیت كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِىٓ إِسْرَآءِيلَ إِلَّا مَا حَرَّمَ إِسْرَآءِيلُ عَلَىٰ نَفْسِهِۦ مِن قَبْلِ أَن تُنَزَّلَ التَّوْرَىٰةُ (سب کھانے کی چیزیں بنی اسرائیل کے لئے حلال تھیں مگر جو خود حرام کرلی تھی اسرائیل نے توریت نازل ہونے سے پہلے اپنے نفس پر) میں اسی تحریم کا ذکر ہے، ہماری شریعت میں اس طرح کی تحریم منسوخ ہے چنانچہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور بیبیوں کی خاطر سے اپنی ایک حرم موقوف کردی یا ایک بی بی کے یہاں شہد پینا موقوف کردیا تو یہ آیت نازل ہوئی يَٰٓأَيُّهَا النَّبِىُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ (اے نبی تم کیوں حرام کرو اس کو جسے اللہ نے تمہارے لئے حلال کیا) ان دونوں آیتوں میں دوسری طرح کی تحریم مذکور ہے۔ پ ۲

تَحَرَّوْا۔ انھوں نے قصد کیا۔ تَحَرِّىْ جس کے معنی عمدہ اور مناسب ترین رائے ڈھونڈھنے اور اچھی چیز کا قصد کرنے کے ہیں، ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ پ ۲۹

تَحۡرِیۡر۔ آزاد کرنا، بروزن تفعیل مصدر ہے۔ تحریر ولدان کا مطلب یہ ہے کہ بچوں کو خدا کی عبادت اور مسجد کی خدمت کے لئے وقف کر دیا جائے شریعت اسرائیلیہ میں اس طرح کا وقف روا تھا۔ پ ۳

تَحۡزَنۡ۔ تو غم کھاتا ہے (سمع، نصر) حُزۡنٌ سے جس کے معنی اندوہگیں اور غمگین ہونے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، لَا تَحۡزَنۡ (تو غم نہ کھا) فعل نہی ہے پ ۱۰ پ ۱۴ پ ۲۰

تَحۡزَنَ۔ وہ (عورت) غمگین ہووے، حُزۡنٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ ۱۶

تَحۡزَنُوۡا۔ تم غمگین ہونے لگو، حُزۡنٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ لَا تَحۡزَنُوۡا تم غم نہ کھاؤ فعل نہی ہے پ ۲۴

تَحۡزَنُوۡنَ۔ تم غم کھاؤ گے، تم غمگین ہوگے، حُزۡنٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۲۵

تَحۡزَنِیۡ۔ تو غمگین ہووے، حُزۡنٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث حاضر، لَا تَحۡزَنِیۡ۔ تو اندوہگیں نہ ہو فعل نہی ہے۔ پ ۱۶ پ ۲۰

تُحِسُّ۔ تو دیکھتا ہے، تو آہٹ پاتا ہے، اِحۡسَاسٌ سے، جس کے معنی محسوس کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ ۱۶

تَحۡسَبُ۔ تو گمان کرتا ہے، تو خیال کرتا ہے۔ حَسِبَ (سَمِعَ) حِسۡبَانٌ سے جس کے معنی گمان کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۱۱

تَحۡسَبَنَّ۔ تو گمان کرے، تو خیال کرے، حِسۡبَانٌ سے، مضارع با نون تاکید کا صیغہ واحد مذکر حاضر لَا تَحۡسَبَنَّ تو گمان نہ کر، تو خیال نہ کر۔ پ ۱۳ پ ۱۸

تَحۡسَبُهُمۡ۔ تو ان کو گمان کرے، تو ان کو خیال کرے، اس میں هُمۡ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ

تَحۡسَبُوۡنَهٗ۔ تم اس کو گمان کرتے ہو، تم اس کو خیال کرتے ہو، تَحۡسَبُوۡنَ حِسۡبَانٌ سے۔ مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۱۸

تَحۡسَبُوۡهُ۔ تم اس کے متعلق خیال کرو، تم اس کے بارے میں گمان کرو، تَحۡسَبُوۡا مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب نون اعرابی عامل کے سبب ساقط ہو گیا۔ پ ۱۸

تَحۡسَبُهَا۔ تو اس کو گمان کرے گا، تو اس کو سمجھیگا تَحۡسَبُ فعل مضارع هَا ضمیر واحد مؤنث غائب۔ پ ۲۰

تَحۡسَبُهُمۡ۔ تو ان کو سمجھتا ہے، تو ان کو خیال کرتا ہے

تو ان کو گمان کرتا ہے، اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ ۱۵/۱۵ پ ۲۵/۸

تَحْسُدُوْنَنَا۔ تم ہم سے حسد کرتے ہو، تم ہمارے بھلے سے جلتے ہو (نَصَرَ، ضَرَبَ) حَسَدٌ سے جس کے معنی ہونے یعنی مستحق نعمت کے بھلے پر جلنے اور اس نعمت کے اس سے چھن جانے کی آرزو کرنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ نَا ضمیر جمع متکلم کبھی کبھی حسد میں زوالِ نعمت کی آرزو کے ساتھ ساتھ اس کے لئے کوشش بھی ہوتی ہے۔ پ ۵/۱۰

تَحَسَّسُوْا۔ تم تلاش کرو، تم جستجو کرو، تم خبر لو، تَحَسُّسٌ سے جس کے معنی خبر لینے اور تلاش کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱۳/۲

تُحْسِنُوْا تم احسان کرو، تم نیکی کرو، تم بھلائی کرو اِحْسَانٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِحْسَانٌ) پ ۵/۱۶

تَحُسُّوْنَهُمْ۔ تم ان کو کاٹنے لگے، تم ان کو قتل کرنے لگے (نَصَرَ) تَحُسُّوْنَ حَسٌّ سے جس کے معنی قتل کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب، پ ۴

تُحْشَرُوْنَ۔ تم جمع کئے جاؤ گے، تم اکٹھے کئے جاؤ گے، حَشْرٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اُحْشُرُوْا) پ ۷/۹ پ ۳/۱۰ پ ۸/۸ پ ۶/۳،۵ پ ۹/۱۴ پ ۱۸/۵ پ ۲۸/۲ پ ۲۹/۲

تَحَصُّنًا۔ پرہیزگاری، بچے رہنا، قید میں رہنا، بروزن تَفَعُّلٌ مصدر ہے، اصل میں تو اس کے معنی قلعہ بند ہونے کے ہیں پھر اس کا استعمال ہر طرح کی حفاظت کے متعلق ہونے لگا، یہاں پاکدامنی اور عفت مآبی کے معنی ہیں۔ پ ۱۸/۱۰

تُحْصِنَكُمْ۔ وہ تم کو بچائے، وہ تمہارا بچاؤ کرے، تُحْصِنَ اِحْصَانٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر، اِحْصَانٌ مختلف معانی کے لئے آتا ہے مگر سب کا مرجع ایک ہی معنی کی طرف ہے یعنی کسی چیز کو روکے رکھنا اور اس کا بچاؤ کرنا، (ملاحظہ ہو اُحْصِنَ) پ ۴/۱

تُحْصِنُوْنَ۔ تم روکے رکھو، تم بچائے رکھو، تم حفاظت رکھو، اِحْصَانٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ ۱۲/۱۶

تُحْصُوْهُ تم اس کا احاطہ کر دو گے، تم اس کا شمار کرو گے۔ تُحْصُوْا اِحْصَاءٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب اِحْصَاءٌ

کے معنی شمار کرنے کے ہیں یہاں اوقات کا شمار اور گھڑیوں کا گننا مراد ہے پ ۱۲/۱۷ پ ۱۳/۸ پ ۲۹/۱۴

لَنْ تُحْصُوْهُ (تم ہرگز اس کا شمار نہ رکھ سکو گے) یعنی اُسے کو نباہ نہ سکو گے، پورا نہ کر سکو گے (ملاحظہ ہو اَحْصٰی) پ ۲۹/۱۴

تُحْصُوْهَا۔ تم اس کا شمار کر سکو گے۔ اس میں هَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے پ ۱۳/۱۷

تُحِطْ۔ تو احاطہ کرے گا، تو گھیریگا، تو قابو میں کرے گا، اِحَاطَۃٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَحَاطَ) پ ۱۵/۲۱ پ ۱۹/۱۷

تَحْكُمُ۔ تو حکم کرے، تو حکم کرے گا۔ حُکْمٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اُحْکُمْ) پ ۵/۱۲ پ ۲۳

تَحْكُمُوْا۔ تم حکم کرو، تم فیصلہ کرو، حُکْمٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، نون اعرابی اَنْ ناصبہ کے آنے سے گر گیا، پ ۵/۵

تَحْكُمُوْنَ۔ تم حکم کرتے ہو۔ حُکْمٌ سے مضارع کا صیغہ۔ جمع مذکر حاضر، پ ۱۱ س ۲۳/۹ پ ۲۹/۱۴ ۔

تَحِلُّ۔ وہ (عورت) حلال ہوتی ہے (ضَرَبَ) حِلٌّ سے، جس کے معنی حلال ہونے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، حَلٌّ کے معنی گرہ کھولنے کے ہیں، حِلٌّ اسی سے ماخوذ ہے کیونکہ کسی شے کے حلال ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے استعمال میں کسی قسم کی کوئی رکاوٹ باقی نہیں ہے۔ پ ۲/۱۲

تَحُلُّ۔ وہ اترے گی، (نَصَرَ) حُلُوْلٌ اور حَلٌّ سے بمعنی فروکش ہونے اور اترنے کے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، اصل میں اترتے وقت جس رسی میں اسباب بندھا ہوتا ہے اس کی گرہ کھولنے کو حَلٌّ کہتے ہیں، پھر محض اترنے کے لئے بھی اس کا استعمال ہونے لگا۔ پ ۱۳/۱

تَحِلَّةَ۔ کھولنا، کھول ڈالنا، حلال کرنا۔ حَلَّلَ کا مصدر ہے۔ بروزن تَفْعِلَۃٌ پ ۲۸/۱۹

تَحْلِقُوْا۔ تم حجامت کرو، تم منڈاؤ (ضَرَبَ) حَلْقٌ سے۔ جس کے معنی بالوں کے منڈانے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ ۲/۸

تَحْمِلْ۔ تو لادے، تو بوجھ ڈالے (ضَرَبَ) حَمْلٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، حَمْلٌ کے معنی ایک ہی ہیں بوجھ لادنا، بوجھ اٹھانا مگر چونکہ اس کا استعمال بہت سی اشیاء کے متعلق ہوتا ہے اس لئے گو صیغہ فعل یکساں رہتا ہے مگر مصادر میں فرق ہو جاتا ہے۔ چنانچہ جو بوجھ

کہ ظاہر میں اٹھائے جاتے ہیں جیسے وہ چیزیں
کہ جو پیٹھ پر لادی جاتی ہیں ان کے لئے حِمْلٌ
(بالکسر) آتا ہے اور جو بوجھ کہ باطن میں اٹھائے
جاتے ہیں جیسے بچہ پیٹ میں اور پانی ابر میں
اور پھل درخت میں ان کے لئے حَمْلٌ (بالفتح)
کا استعمال ہوتا ہے (ملاحظہ ہو اَحْمِلُ) پ ۸ پ ۹/۱۲

تَحْمِلُ۔ وہ حاملہ ہوتی ہے، وہ اٹھاتی ہے حَمْلٌ
اور حُمْلٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب
پ ۱۳ پ ۱۷ پ ۲۱/۲ پ ۲۲/۱۲ پ ۲۵/۱

تُحَمِّلْنَا۔ توہم پر بار ڈال۔ توہم پر بوجھ ڈال، تو
ہم سے اٹھوا، تُحَمِّلْ تَحْمِیْل سے جس کے معنی
بوجھ اٹھوانے اور بار ڈلوانے کے ہیں۔ مضارع
کا صیغہ واحد مذکر حاضر نَا ضمیر جمع متکلم، پ ۳

تُحْمَلُوْنَ۔ تم سوار کئے جاتے ہو۔ تم لدے
پھرتے ہو، حَمْلٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ
جمع مذکر حاضر۔ پ ۱۸ پ ۲۴/۱۲

تَحْمِلُهٗ۔ اس کو اٹھائے ہوئے۔ وہ اس کو اٹھاتی
ہے۔ تَحْمِلُ حَمْلٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث
غائب۔ ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۱۶ پ ۱۹/۵

تَحْمِلُهُمْ۔ تو ان کو سواری دے، تو ان کو سوار
کردے۔ تَحْمِلُ حَمْلٌ سے۔ مضارع کا صیغہ
واحد مذکر حاضر، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔ پ ۱۰

تَحْنَثْ۔ تو قسم توڑے، (سَمِعَ) حِنْثٌ سے۔
جس کے معنی قسم کے ٹوٹنے اور جھوٹا ہونے کے
ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ ۲۳/۱۲

تَحْوِیْلًا۔ تبدیلی، تغیر، تفاوت، بروزن
تَفْعِیْلٌ مصدر ہے۔ پ ۵ پ ۸ پ ۲۲

تَحِیَّةٌ۔ سلام، دعائے خیر، دعائے زندگی۔
حَیَاةٌ سے ماخوذ ہے، حَیَّاکَ اللّٰہُ (اللہ نے
تجھے زندگی دی) کا مصدر ہے، جو خبر کا لفظ ہے
مگر دعا رزندگی کے لئے استعمال کیا گیا (یعنی اللہ
تجھے جیتا رکھے) اور پھر ہر دعا کے لئے آنے لگا
اور سلام کے معنی دینے لگا۔ پ ۵ پ ۱۳ پ ۱۹

تَحِیَّتُهُمْ۔ ان کی دعائے ملاقات، ان کی
دعائے خیر۔ تَحِیَّةٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب
مضاف الیہ۔ پ ۱۱ پ ۱۳ پ ۲۲

تَحِیْدُ۔ تو کنارہ کرتا ہے، تو مڑتا ہے، تو ہٹتا ہے
(ضَرَبَ) حَیْدٌ سے۔ جس کے معنی عدول کرنے
کنارہ کرنے اور ہٹنے کے ہیں مضارع کا صیغہ
واحد مذکر حاضر۔ پ ۲۶

تُحِیْطُوْا۔ تم گھیرتے ہو، تم احاطہ کرتے ہو۔
اِحَاطَةٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۳

تَحْيَوْنَ۔ تم جیوگے، تم زندگی گزاروگے (بیمعم) حَیٰوۃٌ سے جس کے معنی زندہ رہنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ ۹

فصل الخاء المعجمة

تَخَاصُمُ۔ جھگڑنا، خصومت، بروزن تفاعُلٌ مصدر ہے۔ پ ۲۳/۱۳

تُخَاطِبْنِیْ۔ تو مجھ سے گفتگو کر، تو مجھ سے بول تُخَاطِبُ مُخَاطَبَۃٌ سے جس کے معنی آپس میں بات چیت کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر یہاں لا نہی داخل ہے اسلئے فعل نہی ہے اور اسی کی رعایت سے معنی بھی ہوں گے، ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم پ ۱۲/۴ پ ۱۸/۲

تَخَفْ۔ تو ڈریگا، خوفٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اخاف) پ ۱۶/۱۳

تَخَافَا۔ تم دونوں ڈرتے رہو۔ تم دونوں ڈروگے خَوْفٌ سے مضارع کا صیغہ تثنیہ مذکر حاضر۔ لَا تَخَافَا (تم دونوں نہ ڈرو) فعل نہی ہے۔ پ ۱۶/۱۱

تُخَافِتْ۔ تو آہستہ کر، تو آہستہ پڑھ مُخَافَتَۃٌ سے جس کے معنی آہستہ گفتگو کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، لَا تُخَافِتْ (تو بہت آہستہ نہ کر، تو چپکے نہ پڑھ) فعل نہی ہے۔ پ ۱۵/۱۴

تَخَافَنَّ۔ تو ڈرے، تجھ کو ڈر ہو، خَوْفٌ سے مضارع بانون تاکید کا صیغہ واحد مذکر حاضر، پ ۱۰/۴

تَخَافُوْا۔ تم ڈرتے رہو، تم ڈروگے۔ خَوْفٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، لَا تَخَافُوْا۔ (تم نہ ڈرو) فعل نہی ہے۔ پ ۲۴/۱۸

تَخَافُوْنَ۔ تم ڈرتے ہو، تم ڈروگے۔ خَوْفٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ ۵/۳ پ ۷/۱۵ پ ۹/۱۴ پ ۱۰/۱۲

تَخَافُوْنَهُمْ۔ تم ان سے ڈرتے رہو۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ ۲۱/۷

تَخَافُوْهُمْ۔ تم ان سے ڈرو، تَخَافُوْا۔ صیغہ مضارع، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب، پ ۴/۹

تَخَافِیْ۔ تو نہ ڈر، تو خوف نہ کر، خَوْفٌ سے۔ نہی کا صیغہ، واحد مؤنث حاضر۔ پ ۲۰/۴

تُخَالِطُوْهُمْ۔ تم ان کو ملا لو، تم ان کا خرچ ملا جلا رکھو۔ تم ان سے مشارکت رکھو، تُخَالِطُوْا مُخَالَطَۃٌ سے جس کے معنی دو چیزوں کے آپس میں ملجانے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب، پ ۲/۱۱

تُخْبِتُ۔ وہ عاجزی کرے، وہ دبے، وہ جھکے۔

اِخْبَاتٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب اصل میں خَبْتٌ نرم زمین کو کہتے ہیں اور اَخْبَتَ کے معنی نرم زمین کا قصد کرنے اور وہاں اترنے کے ہیں، پھر اسی نرمی کا لحاظ کرتے ہوئے اِخْبَاتٌ کا استعمال تواضع، نرمی اور انکساری کے لئے ہونے لگا، ۱۷/۱۴

تَخْتَانُوْنَ۔ تم خیانت کرنا چاہتے ہو اِخْتِيَانٌ سے۔ جس کے معنی جھگڑا کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ۲

تَخْتَصِمُوْا۔ تم جھگڑا کرو، اِخْتِصَامٌ سے جس کے معنی جھگڑا کرنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، لَا تَخْتَصِمُوْا (تم جھگڑا نہ کرو) فعل نہی ہے۔ ۲۸/۱۹

تَخْتَصِمُوْنَ۔ تم جھگڑا کروگے، اِخْتِصَامٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ ۲۳/۱۲

تَخْتَلِفُوْنَ۔ تم اختلاف کرتے ہو، اِخْتِلَافٌ سے۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِخْتِلَافٌ) ۳/۱۲ ۶/۱۱ ۶/۷ ۴/۱۹ ۱۴/۱۹ ۴۸/۱۲

تَخِرُّ وہ (پہاڑوں کی جماعت) گر پڑے، (ضَرَبَ) خَرٌّ سے۔ جس کے معنی کسی چیز کے اوپر سے اس طرح گرنے کے ہیں کہ اس کے گرنے سے خریر (پانی کی روانی، ہوا کا سناٹا) کی آواز پیدا ہو، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب ۱۶/۴

تَخْرُجُ۔ تو نکلتا ہے، تو نکلیگا۔ خُرُوْجٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ (ملاحظہ ہو اُخْرُجْ اور خُرُوْجٌ)

تَخْرُجُ۔ وہ نکلتی ہے، وہ نکلیگی، خُرُوْجٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب ۱۵/۱۴ ۱۶/۱۰ ۱۸/۴ ۱۱/۱۹ ۲/۲ ۳۳/۹ ۲۵/۱

تُخْرِجُ۔ تو نکالتا ہے، تو نکالیگا، اِخْرَاجٌ کی مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِخْرَاجٌ) ۲/۱۱ ۵/۴ ۱۳/۱۴

تُخْرِجَنَا۔ تو ہم کو نکالیگا۔ اس میں نَا ضمیر جمع متکلم ہے۔ ۱۶/۱۲

تَخْرُجُوْا۔ تم نکلوگے۔ خُرُوْجٌ سے۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، عامل کے آنے سے نون اعرابی حذف ہوگیا ہے

تُخْرِجُوْا۔ تم نکالوگے، اِخْرَاجٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، عامل کے آنے سے نون اعرابی ساقط ہوگیا۔ (ملاحظہ ہو اِخْرَاجٌ) ۹/۴

تَخْرُجُوْنَ۔ تم نکلوگے، تم نکل کھڑے ہوگے تم نکل آؤگے، خُرُوْجٌ سے۔ مضارع کا صیغہ

جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو خَمَادُ جُمْ) پ ۲۱

تُخْرِجُوْنَ۔ تم نکالتے ہو، تم نکال دیتے ہو، تم نکال دوگے، اِخْرَاجٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَخْرَاجُمْ) پ ۱

تُخْرَجُوْنَ تم نکالے جاؤگے، اِخْرَاجٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۸ سورۃ ۵

پ ۲۵

تُخْرِجُوْہُ۔ تم اس کو نکالوگے، تُخْرِجُوا اِخْرَاجٌ سے صیغہ مضارع ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب، پ ۸

تُخْرِجُوْھُنَّ تم ان (عورتوں) کو نکالوگے، اس میں ھُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب ہے۔ پ ۲۸

تَخْرُصُوْنَ۔ تم اٹکلیں چلاتے ہو، تم تجویزیں کرتے ہو، تم جھوٹ بولتے ہو (نَصَرَ) خَرْصٌ سے۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، اصل میں خَرْصٌ پھلوں کا اندازہ لگانے کو کہتے ہیں اور اسی لئے ہر وہ بات جو ظن و تخمین کی بنا پر کہی جائے خَرْص کہلاتی ہے خواہ وہ حقیقت کے مطابق ہو یا نہ ہو، کیونکہ اس بات کا بیان کرنے والا اس کو معلوم کرکے یا اس کو سن کر یا اس کے متعلق ظن غالب حاصل کرکے نہیں کہتا بلکہ جس طرح پھلوں کا اندازہ کرنے والا ایک اندازہ اور اٹکل کر لیتا ہے۔ اسی طرح وہ بھی اندازہ اور اٹکل پر ایک بات زبان سے نکال دیتا ہے اور تجویز کر دیتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس طرح جو شخص بھی کوئی بات بیان کریگا اسے جھوٹا ہی کہا جائے گا اگرچہ حقیقت میں وہ بات واقع کے مطابق ہی ہو۔ چنانچہ منافقین کے متعلق قرآن مجید میں مذکور ہے اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ۔ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ۔ (جس وقت تیرے پاس منافق آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک تو خدا کا پیغمبر ہے اور اللہ جانتا ہے کہ تو بلاشبہ اس کا بھیجا ہوا ہی ہے اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق یقیناً جھوٹے ہیں) کہ یہاں منافقوں کی گواہی اگرچہ واقع کے مطابق تھی مگر چونکہ ان کے علم و یقین کے مطابق نہ تھی بلکہ غرض کو کہتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی گواہی رد کر دی اور انہیں جھوٹا قرار دیا، اسی طرح جو شخص بھی علم و یقین کی بنا پر کوئی بات نہ کہے تو وہ بات اگرچہ درحقیقت صحیح اور درست ہو مگر کہنے والے کو

جھوٹا ہی سمجھا جائے گا۔ اسی لئے خرص کا استعمال جھوٹ کے متعلق بھی ہوتا ہے ۔ ش

تَخْرِقَ تو پھاڑے گا، تو چلنے میں زمین کو قطع کرے گا (ضَرَبَ) خَرْقٌ سے ۔ جس کے معنی بغیر سوچے سمجھے بگاڑنے کے لئے کسی چیز کی قطع و برید کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، چنانچہ ارشاد ہے ۔ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا (کیا تو نے کشتی کو بے سوچے سمجھے پھاڑ ڈالا کہ اس کے لوگوں کو غرق کر دے) خَرْقٌ خَلْقٌ کی ضد ہے، خلق کے معنی ہیں کسی چیز کا اندازہ کے مطابق بہ نرمی و سہولت انجام دینا اور خرق کے معنی ہیں بغیر اندازہ کے کر ڈالنا اور اسی لئے اس کا استعمال جھوٹ بولنے اور اپنی طرف سے کسی بات کے تراش لینے کے لئے بھی ہوتا ہے جیسے وَخَرَقُوا لَهُ بَنِيْنَ وَبَنَاتٍ بِغَيْرِ عِلْمٍ (اور انھوں نے تراش لئے اس کے واسطے بیٹے اور بیٹیاں بے سمجھے) اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ (یقیناً تو زمین پھاڑ نہ ڈالیگا) میں تَخْرِقَ کے دونوں معنی ہو سکتے ہیں، زمین کو پھاڑ ڈالنے کے بھی اور ایک سرے سے دوسرے سرے تک اس کی

مسافت قطع کرنے کے بھی ۔ ۱۵/۴

تُخْزِنَا ۔ تو ہم کو رسوا کر۔ تُخْزِ اِخْزَاءٌ سے جس کے معنی دور کرنے، خوار کرنے، رسوا کرنے اور ہلاک کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، نَا ضمیر جمع متکلم لَا تُخْزِنَا (تو ہم کو رسوا نہ کر) فعل نہی ہے۔ ۴/۱۲

تُخْزِنِيْ ۔ تو مجھے رسوا کر، اس میں ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ہے، لَا تُخْزِنِيْ (تو مجھے رسوا نہ کر) فعل نہی ہے، ۱۹/۴

تُخْزُوْنِ ۔ تم مجھے رسوا نہ کرو، تُخْزُوْنَ اِخْزَاءٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم تحریر میں محذوف ہے۔ ۱۲/۶

تُخْسِرُوْا ۔ تم گھٹاؤ، اِخْسَارٌ سے جس کے معنی گھٹانے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۔ ۲۷/۱۱

تَخْسِيْرٍ ۔ زیاں کاری، ٹوٹا دینا، ہلاک کرنا، گھاٹے اور ٹوٹے کی طرف منسوب کرنا۔ وزن تَفْعِيْلٌ مصدر ہے ۔ ۱۲/۶

تَخْشَعَ ۔ وہ گڑگڑائے، وہ عاجزی کرے (فَتَحَ) خُشُوْعٌ سے جس کے معنی عاجزی و فروتنی کرنے اور گڑگڑانے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب یاد رہے کہ خُشُوْعٌ اور ضَرَاعَةٌ ہم معنی

ہیں مگر خُشُوعٌ کا استعمال زیادہ تر جوارح کے
اور ضَرَاعَۃٌ کا قلب کے متعلق ہوتا ہے۔ پ۲۸/۱۸

تَخْشَوْا۔ تم ڈرو، خَشْیَۃٌ سے مضارع کا صیغہ
جمع مذکر حاضر، لَا تَخْشَوْا (تم نہ ڈرو) فعل نہی ہے
(ملاحظہ ہو اِخْشَوْا) پ۲ پ۶

تَخْشَوْنَ۔ تم ڈرتے ہو، خَشْیَۃٌ سے مضارع
کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ۱۰/۹

تَخْشَوْنَهُمْ۔ تم ان سے ڈرتے ہو، اس
میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ۱۰

تَخْشَوْهُمْ۔ تم ان سے ڈرو اس میں هُمْ ضمیر جمع
مذکر غائب ہے۔ (ملاحظہ ہو تَخْشَوْا) پ۶

تَخْشٰى۔ تو ڈرے، تو ڈرتا ہے، تو ڈرے گا خَشْیَۃٌ
سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۱۶/۱۳ پ۳۰/۳

تَخْشٰهُ۔ تو اس سے ڈرے، اس میں ہٗ ضمیر
واحد مذکر غائب ہے۔ پ۲۲

تَخْضَعْنَ۔ تم نرمی کرو، تم ملائمت کرو،
(فتح) خُضُوْعٌ سے جس کے معنی پست
ہونے، نرمی کرنے اور تواضع اختیار کرنے
کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مؤنث حاضر۔
یہاں بات چیت میں جھکنا اور تواضع کرنا
مراد ہے۔ پ۲۲

تَخْطَفُهُ۔ وہ (پرندوں کی جماعت) اس کو
اچک لیجاتی ہے، (سمع) تَخْطَفُ خَطْفٌ
سے۔ جس کے معنی کسی چیز کے اچک لینے اور
جلدی سے جھپٹ لینے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ
واحد مؤنث غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ۱۷/۱۱

تَخُطُّهُ۔ تو اس کو لکھتا ہے، تَخُطُّ خَطٌّ سے
جس کے معنی لکھنے اور خط کھینچنے کے ہیں۔
مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ ہٗ ضمیر
واحد مذکر غائب۔ پ۲۱/۱

تَخَفْ۔ تو ڈر، یہاں لَا تَخَفْ (تو نہ ڈر) خَوْفٌ
سے۔ نہی کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہے پ۱۲ پ۱۶/۱۲,۱۰
پ۱۹ پ۲۰/۱۶,۷,۶ پ۲۲/۱۱ پ۲۳ پ۲۶/۱۹

تُخْفُوْا۔ تم چھپاؤ، تم چھپانے لگو، اِخْفَاءٌ سے
مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، اِنْ شرطیہ کے
آنے سے یہاں نون اعرابی ساقط ہو گیا ہے
(ملاحظہ ہو اُخْفِیَ) پ۳

تُخْفُوْنَ۔ تم چھپاتے ہو، تم چھپاؤ گے، اِخْفَاءٌ
سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۷ پ۸/۱
پ۱۹/۱۷

تُخْفُوْهُ۔ تم اس کو چھپاؤ، تم اس کو چھپاتے ہو
تم اس کو چھپاؤ گے۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب

ہے۔ ۲۲/۴ پ ۲۲/۴

تُخْفُوْهَا۔ تم اس کو چھپاؤ، تم اس کو چھپاتے ہو، تم اس کو چھپاؤ گے، اس میں هَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے ۳/۵

تُخْفِیْ۔ تو چھپاتا ہے، تو چھپائیگا۔ اِخْفَاءٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ ۲۲/۲

تُخْفِیْ۔ وہ چھپاتی ہے، وہ چھپائیگی۔ اِخْفَاءٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب ۲۴/۴ ۲۴/۷

تَخْفٰی۔ وہ چھپی رہے گی۔ خَفَاءٌ سے جس کے معنی پوشیدہ ہونے اور چھپنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ ۲۹

تَخْفِیْفٌ۔ ہلکا کرنا، تخفیف کرنا، آسانی کرنا بروزن تَفْعِیْلٌ مصدر ہے (ملاحظہ ہو خَفِیْفٌ) ۲/۲

تَخَلَّتْ۔ وہ خالی ہو گئی۔ تَخَلِّیٌ سے جس کے معنی خالی ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ زمین کے خالی ہونے سے مراد اس کا مُردوں کا اپنے اندر سے نکال پھینکنا ہے۔ ۳۰

تَخْلُدُوْنَ تم ہمیشہ رہو گے (نَصَرَ) خُلُوْدٌ سے جس کے معنی ہمیشہ رہنے اور ہمیشہ رکھنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ ۱۹

تُخْلِفُ۔ تو خلاف کرتا ہے، تو خلاف کریگا اِخْلَافٌ سے جس کے معنی وعدہ کے خلاف کرنے یا وعدہ کے خلاف پانے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ اِخْلَافٌ کا استعمال اور دیگر معانی میں بھی ہوتا ہے، مگر قرآن مجید میں ان ہی دونوں معنی میں آیا ہے، یہاں پہلے معنی مراد ہیں۔ ۴/۱۱

تُخْلِفَهٗ۔ تو اس کے خلاف پائیگا۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے، یہاں اِخْلَافٌ کا استعمال دوسرے معنی یعنی وعدہ کے خلاف پانے میں ہوا ہے۔ ۱۲/۱۶

تَخْلُقُ، تو بناتا ہے۔ تو بنائے گا۔ خَلْقٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَخْلُقُ اور خَلَقَ) ۷

تَخْلُقُوْنَ تم بنا لیتے ہو، تم گھڑ لیتے ہو[۱] خَلْقٌ سے۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ خَلْقٌ کے معنی جھوٹ گھڑ لینے[۲] کے بھی آتے ہیں۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو خَلَقَ) ۲۰/۱۲

تَخْلُقُوْنَهٗ۔ تم اس کو پیدا کرتے ہو، تم اس کو بناتے ہو، تَخْلُقُوْنَ خَلْقٌ سے بمعنی پیدا کرنے کے۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو خَلَقَ) ۲۷/۱۵

لہ ٹہ گھڑ۔ گھڑ لینا

تَخَوُّفٍ ڈرانا، خوف دلانا، ڈرنا، خوف کا ظاہر ہونا، بروزن تَفَعُّل مصدر ہے، اس کا تعدیہ بذریعہ عَلیٰ ہوتا ہے، پ ۲۲/۱۲

تَخُوْنُوْا۔ تم خیانت کرنے لگو، تم چوری کرنے لگو (نَصَرَ) خِیَانَتٌ سے۔ جس کے معنی خیانت کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، خیانت اور نفاق دونوں کی حقیقت ایک ہی ہے فرق اتنا ہے کہ خیانت امانت اور عہد میں ہوتی ہے اور نفاق دین میں ہوتا ہے خیانت کے معنی ہیں پوشیدہ طور پر عہد شکنی کرکے حق کے خلاف کرنا۔ امانت اور خیانت دونوں باہم نقیضین ہیں۔ پ ۹/۱۷

تَخْوِیْفًا۔ ڈرانا، خوف دلانا۔ بروزن تَفْعِیْل مصدر ہے۔ پ ۱۵/۹

تَخَیَّرُوْنَ۔ تم پسند کرتے ہو، تم پسند کروگے تم اختیار کرتے ہو، تم اختیار کروگے۔ تَخَیُّرٌ سے۔ جس کے معنی پسند کرنے اور اختیار کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ ۲۹/۲

فصل الدال المهملة

تَدَارَکَهٗ۔ اس کو پایا۔ اس کو سنبھالا۔ تَدَارُکٌ تَدَارُکٌ سے جس کے معنی پانے اور ایک دوسرے تک پہنچنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب تَدَارُکٌ کا استعمال زیادہ تر فریادرسی اور نعمت کے پہنچنے کے متعلق ہوتا ہے پ ۲۹/۲

تَدَایَنْتُمْ۔ تم نے ایک دوسرے کو قرض دیا تم نے ایک دوسرے کو ادھار دیا۔ تَدَایُنٌ سے جس کے معنی آپس میں قرض کا لین دین کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ ۳

تَدَّخِرُوْنَ۔ تم ذخیرہ کرتے ہو، تم رکھ چھوڑتے ہو اِدِّخَارٌ سے جس کے معنی ذخیرہ کرنے اور رکھ چھوڑنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۳/۱۳۔

تُدْخِلِ۔ تو داخل کرے، تو داخل کرتا ہے۔ تو داخل کرے گا، اِدْخَالٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اُدْخِلَ) پ ۴/۱۱

تَدْخُلُنَّ۔ تم ضرور داخل ہوگے، دُخُوْلٌ سے، مضارع بانون تاکید کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اُدْخُلْ) پ ۲۶/۱۲

تَدْخُلُوْا۔ تم داخل ہوگے، تم داخل ہونے لگو دُخُوْلٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر

لَا تَدْخُلُوْا (تم داخل نہ ہو) فعل نہی ہے۔

ب۲ ب۲ ب۲۸ ب۲۱ ب۲۲ ب۲۴

تَدْخُلُوْهَا۔ تم اس میں داخل ہونے لگو۔
اس میں هَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے ب۲۶

تَدْرُسُوْنَ۔ تم پڑھتے ہو (نَصَرَ) دَرْسٌ سے۔ جس کے معنی علم پڑھنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ ب۳ ب۲۹ ب۲۹

تُدْرِكُ۔ وہ پالے، وہ پکڑلے، اِدْرَاكٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو اَدْرَكَهُ) ب۲۲

تُدْرِكُهُ۔ وہ اس کو پاتی ہے، وہ اس کو پالیگی اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے، آیت کریمہ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ (نہیں پاتیں اس کو نظریں اور وہ پاتا ہے سب نظروں کو) میں اَبصار سے ظاہری آنکھیں بھی مراد لی جاسکتی ہیں اور علمی بصیرتیں بھی چنانچہ بعض نے اول معنی مراد لئے ہیں اور بعض نے دوسرے معنی، سدی کہتے ہیں "بصر کی دو قسمیں ہیں ایک "بصر معائنہ" (دیکھنے کی آنکھ) دوسری "بصر علم" (علم کی بینائی) پس لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ کے معنی یہ ہیں کہ علماء کا علم اس کو نہیں پاسکتا۔ اسی کی نظیر ہے۔ سورۂ طٰہٰ کی آیت يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا (وہ جانتا ہے جو ان کے آگے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے اور آدمی علم سے اس کا احاطہ نہیں کرسکتے) علامہ خازن بغدادی سدی کے اس قول کو نقل کرکے فرماتے ہیں وھذا وجہ حسن ایضاً (یہ توجیہ بھی عمدہ ہے[۱]) سعید بن المسیب اور عطاء بن ابی رباح نے "ابصار" سے ظاہری آنکھیں مراد لی ہیں۔ ابن المسیب فرماتے ہیں کہ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ کے معنی ہیں آنکھیں اس کو گھیر نہیں سکتیں، عطاء اس کی تفسیر یوں کرتے ہیں کہ مخلوقات کی نظریں اس کا احاطہ کرنے سے عاجز ہیں۔[۲]

واضح رہے کہ اقوام مبتدعہ خوارج، روافض معتزلہ اور بعض مرجیہ نے اس آیت سے یہ سمجھا ہے کہ دنیا و آخرت میں کہیں بھی خدا کا دیدار نہ ہوگا

---

[۱] لباب التاویل فی معانی التنزیل ج ۲ ص ۱۳۹۔ طبع مصر ۱۳۳۱ھ

[۲] ملاحظہ ہو معالم التنزیل ج ۲ ص ۱۴۰ طبع مصر ۱۳۳۱ھ

اور کوئی اس کو نہ یہاں دیکھے گا نہ وہاں ، وہ "ادراک" کے معنی "رویت" یعنی ان ظاہری آنکھوں سے دیکھنے کے سمجھ بیٹھے اس لئے ان کے غلط خیال پر آیت کا ترجمہ یوں ہوگا لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ (اللہ کو آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں) حالانکہ یہی ان کی اصل غلطی ہے "ادراک" اور "رویت" دو جداگانہ چیزیں ہیں آیت میں "ادراک" کی نفی ہے "رویت" کی نہیں "ادراک" کہتے ہیں کسی چیز کی کنہ اور حقیقت پر واقف ہونے اور اس کا احاطہ کرنے کو، اور رویت کے معنی ہیں فقط دیکھنا، خواہ احاطہ ہو سکے یا نہ ہو سکے اور خواہ حقیقت تک رسائی ہو یا نہ ہو، پس "اثباتِ رویت" اور "نفی ادراک" میں کچھ منافات نہیں ہے۔ اس لئے کہ "ادراک" اخص ہے رویت سے اور نفیِ اخص سے انتفاءِ اعم لازم نہیں آتا کسی چیز کی رویت اس کا احاطہ کئے بغیر اور اس کی حقیقت تک پہنچے بغیر ممکن بلکہ واقع ہے ملاحظہ ہو جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لیکر بحر قلزم کے کنارے پہنچتے ہیں اور فرعون کا لشکر تعاقب کرتا ہوا آموجود ہوتا ہے اس واقعہ کے ذکر میں قرآن مجید میں ارشاد ہے

فَلَمَّا تَرَاءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ قَالَ كَلَّا (جب دونوں جماعتوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو موسیٰ کے ساتھی بولے ہم پالئے گئے آپ نے فرمایا ہرگز نہیں) دیکھئے یہاں بے اختیار بنی اسرائیل کی زبان سے اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ کے الفاظ نکل جاتے ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا اور واقعی ہوا بھی نہیں۔ اب یہاں غور فرمایئے کہ تَرَاءَ سے دونوں جماعتوں کی رویت ایک دوسرے کے متعلق ثابت ہے اور كَلَّا سے ادراک کی صاف نفی ہے۔ پس باوجود عدمِ ادراک کے رویت کا ثبوت موجود ہے۔

اسی طرح آیت کریمہ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ میں "ابصار" کے ادراک کی نفی ہے۔ "ابصار" کی رویت کی نفی نہیں، اہل سنت وجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ اہلِ ایمان آخرت میں دیدارِ الٰہی سے شرف اندوز ہوں گے۔ کتاب و سنت کی تصریحات اس پر شاہد ہیں جن کی تفصیل کا یہ محل نہیں ہے۔ حافظ ابن القیمؒ نے کتاب حادی الارواح میں منکرینِ رویت پر خوب ہی رد کیا ہے، اور علامہ محمد بن ابراہیم

وزیر یمانی نے العواصم والقواصم میں اور
قاضی شوکانی نے کتاب بغیہ میں اس مسئلہ
پر بڑی سیر حاصل بحثیں کی ہیں، محدث سیوطی
نے بھی البدور السافرہ میں رویتِ باری کے
متعلق احادیث وآثار کا بڑا حصہ ذکر کیا ہے۔
یہاں صرف اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ "البصار"
سے اگر ظاہری آنکھیں ہی مراد لی جائیں تب
بھی آیت میں جس ادراک کی نفی ہے وہ معرفت
حقیقت ہے۔ کیونکہ خدا کی حقیقی معرفت
سوائے خدا کے کسی کو حاصل نہیں۔ پس
اہلِ ایمان اگرچہ آخرت میں خدا کو بچشمِ سر
دیکھیں گے مگر اس کا ادراک یعنی اس کی کنہ و
حقیقت کی معرفت اور اس کا احاطہ نہیں ہو سکتا
جس طرح چاند کا دیکھنے والا آنکھوں سے چاند
کو دیکھنے کے باوجود نہ اس کی حقیقت کو دریافت
کر سکتا ہے اور نہ اس کی کنہ و ماہیت کو جان
سکتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ کی ذات تو اور بھی وراء الورا
ہے وہ نرالا ہے اور بڑی شان والا ہے وللہ
المثل الاعلیٰ۔ حدیث صحیح میں بھی رویت
باری کو اسی مثال سے سمجھایا گیا ہے ارشاد ہو

انکم سترون ربکم کما ترون ھذا القمر
لا تضامون فی رویتہ (تم اپنے رب کو اسی طرح
دیکھو گے جس طرح تم اس چاند کو دیکھتے ہو کہ
اس کے دیدار میں کسی طرح کی مزاحمت نہیں
ہوگی)[1] پ

تَدْرُوْنَ۔ تم جانتے ہو تم کو معلوم ہے دِرَایَۃٌ
سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو
اَدْرٰی) پ ۳ / ۱۳

تَدْرِیْ۔ تو جانتا ہے، تو جانیگا، دِرَایَۃٌ سے۔
مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، پ ۲۵ ع ۳ / ۱۲

تَدْرِیْ۔ وہ جانتی ہے، وہ جانیگی، دِرَایَۃٌ
سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، آیت
کریمہ لَا تَدْرِیْ لَعَلَّ اللّٰہَ یُحْدِثُ بَعْدَ
ذٰلِکَ اَمْرًا میں تَدْرِیْ واحد مؤنث غائب
کا صیغہ بھی ہو سکتا ہے۔ اور واحد مذکر حاضر کا بھی
پہلی صورت میں اس کا فاعل نفس (جان)
ہوگا اور دوسری صورت میں ضمیر اَنْتَ
(تو) ہوگی۔ جس سے خطاب یا نبی کریم
علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی طرف ہوگا یا ہر مخاطب
کی طرف۔ پ ۲۸

---

[1] مشکوٰۃ باب رویۃ اللہ تعالیٰ

تَدْعُ ۔ تو پکارے، دُعَاءٌ اور دَعْوَةٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، یہاں لا موجود ہے اس لئے فعل نہی ہے اور آخر سے واو حرف علت محذوف ہے (ملاحظہ ہو اُدْعُ اور دُعَاءٌ) پ ۱۱/۱۴، پ ۱۹/۱۵، پ ۲۰/۱۲

تَدْعُ ۔ وہ پکارے، دُعَاءٌ اور دَعْوَةٌ سے ۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، اِنْ شرطیہ کے سبب آخر سے واو حذف ہوگیا ہے پ ۲۲/۱۵

تَدْعُوْا ۔ وہ پکارتی ہے، وہ بلاتی ہے، وہ پکاریگی، وہ بلائیگی۔ دُعَاءٌ سے ۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ پ ۲۹/۷

تَدْعُوْا ۔ تم پکارو، تم پکارتے ہو، تم پکاروگے دُعَاءٌ سے ۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ ن اعرابی عامل کے آنے سے گرپڑا۔ پ ۹/۱۴، پ ۱۵/۱۲، پ ۲۲/۱۲، پ ۲۶/۸، پ ۲۹/۱۱

تَدْعُوْنَ ۔ تم پکارتے ہو، تم پکاروگے، دُعَاءٌ سے ۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ ۷/۱۰و۱۳، پ ۸/۱۱، پ ۹/۱۴، پ ۱۵/۷، پ ۱۶/۶، پ ۱۷/۱۷، پ ۱۹/۹، پ ۲۲/۱۴و۱۷، پ ۲۳/۸، پ ۲۴/۱و۱۲، پ ۲۶/۱

تُدْعَوْنَ ۔ تم پکارے جاتے ہو، تم بلائے جاتے ہو، تم بلائے جاؤگے، دُعَاءٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ ۲۴/۸، پ ۲۶/۸و۱۰

تَدَّعُوْنَ ۔ تم آرزو کرتے ہو، تم آرزو کروگے تم مانگتے ہو، تم مانگوگے، تم چاہتے ہو، تم چاہوگے اِدِّعَاءٌ سے جس کے معنی دعوی کرنے، آرزو کرنے اور خود کو کسی چیز کی طرف نسبت کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ ۲۹/۲

تَدْعُوْنَا ۔ تو ہم کو بلاتا ہے، تو ہم کو پکارتا ہے تو ہم کو بلائیگا، تو ہم کو پکاریگا۔ تَدْعُوْا دُعَاءٌ سے۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ نَا ضمیر جمع متکلم۔ پ ۲۴/۹، پ ۲۳/۱۵

تَدْعُوْنَنَا ۔ تم ہم کو بلاتے ہو، تم ہم کو پکارتے ہو تَدْعُوْنَ صیغہ مضارع ۔ جمع مذکر حاضر۔ نَا ضمیر جمع متکلم، پ ۲۴/۱۴

تَدْعُوْنَنِیْ ۔ تم مجھ کو بلاتے، تم مجھ کو پکارتے ہو اس میں ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ہے پ ۲۴/۱۰

تَدْعُوْنَهٗ ۔ تم اس کو پکارتے ہو، اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ پ ۶/۱۴

تَدْعُوْهُمْ ۔ تو اُن کو بلاتا ہے، تو ان کو پکارتا ہے۔ تَدْعُوْا صیغہ مضارع واحد مذکر حاضر، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔ پ ۲۵/۳

تَدْعُوْهُمْ تم ان کو بلاتے ہو، تم ان کو پکارتے ہو، تم ان کو بلاؤ گے، تم ان کو پکارو گے تَدْعُوْا صیغہ مضارع جمع مذکر حاضر۔ اصل میں تَدْعُوْنَ تھا۔ اِنْ شرطیہ کے آنے سے نون اعرابی حذف ہو گیا۔ هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ ب ۹ / ۱۲

تَدْعُهُمْ تو ان کو بلائے، تو ان کو بلائے گا تَدْعُ صیغہ مضارع واحد مذکر حاضر، اِنْ شرطیہ کے اول میں آنے سے واو جو حرف علت تھا اخیر سے گر پڑا، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب، ب ۱۵ / ۲۰

تُدْعٰی۔ وہ بلائی جائے گی، وہ پکاری جائیگی دُعَاءٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ ب ۲۵ / ۱۰

تُدْلُوْا تم کھینچ لیجاؤ، تم پہنچاؤ، اِدْلَاءٌ سے جس کے معنی ڈول نکالنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ابو منصور نے الشامل میں اور ابو جعفر بیہقی نے تاج المصادر میں اس کے معنی ڈول چھوڑنے کے بیان کئے ہیں، اسی اعتبار سے بطور استعارہ اِدْلَاءٌ کا استعمال کسی چیز تک پہنچنے اور کسی شے کے ڈالنے کے لئے ہوتا ہے۔ ب ۲

تَدَلّٰی۔ وہ اتر آیا، وہ لٹک آیا، تَدَلِّیٌ سے جس کے معنی قریب ہونے اور لٹکنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ، واحد مذکر غائب۔ ب ۲۷ / ۵

تُدَمِّرُ۔ وہ ہلاک کرتی ہے، وہ تباہ کرتی ہے وہ اکھاڑتی ہے، تَدْمِیْرٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ ب ۲۶ / ۳

تَدْمِیْرًا۔ ہلاک کرنا، اکھاڑ مارنا، تباہی لا ڈالنا بروزن تَفْعِیْلٌ مصدر ہے۔ ب ۱۵ / ۲ ب ۱۹ / ۲

تَدُوْرُ۔ وہ پھرتی ہے، وہ گردش کرتی ہے دَوْرٌ سے جس کے معنی گردش کرنے، پھرنے اور گھومنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، ب ۲۱ / ۱۸

تُدْهِنُ۔ تو نرمی کرے، تو ملائمت کرے، تو سستی کرے، تو ڈھیلا ہو، اِدْهَانٌ سے جس کے معنی اصل میں تو تَدْهِیْنٌ یعنی چکنا کرنے اور تیل ڈالنے کے ہیں مگر اس سے مراد مدارات، ملائمت اور سستی لی جاتی ہے۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ ب ۲۹ / ۳

تُدِیْرُوْنَهَا۔ تم اس کو پھیرتے ہو، تم اس کا پھیر بدل کرتے ہو، تُدِیْرُوْنَ اِدَارَةٌ سے جس کے معنی پھیرنے پھرانے کے ہیں مضارع کا صیغہ

جمع مذکر حاضر، ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب یہاں ہاتھوں ہاتھ یعنی دین مراد ہے۔ پ۳

فصل الذال المعجمۃ

تَذْبَحُوْا۔ تم ذبح کرو، (فتح) ذَبْحٌ سے جس کے معنی گلا کاٹنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر۔ پ۱

تَذَرُ۔ تو چھوڑتا ہے، تو چھوڑ دیگا۔ وَذْرٌ سے جس کے معنی کسی چیز کو اس کی پروا نہ ہونے کے سبب پھینکدینے اور چھوڑ دینے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، اس فعل کی ماضی مستعمل نہیں ہوتی۔ لَا تَذَرْ (تو نہ چھوڑ) فعل نہی ہے پ۵ پ۲۹/۱۰

تَذَرُ۔ وہ چھوڑتی ہے، وہ چھوڑ دیگی، وَذْرٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۲۴ پ۲۹/۱۵

تَذَرُنَّ۔ تم ضرور چھوڑتے ہو، تم ضرور چھوڑ دوگے وَذْرٌ سے۔ مضارع با نون تاکید کا صیغہ جمع مذکر حاضر، لَا تَذَرُنَّ (تم ہرگز نہ چھوڑنا)۔ فعل نہی ہے۔ پ۲۹

تَذَرْنِیْ۔ تو مجھے چھوڑتا ہے، تو مجھے چھوڑ دیگا تَذَرُ صیغہ واحد مذکر حاضر، ن وقایہ ی ضمیر جمع متکلم ہے۔ لَا تَذَرْنِیْ (تو مجھے نہ چھوڑ) (ملاحظہ ہو تَذَرُ) پ۱۷

تَذَرُوْنَ۔ تم چھوڑتے ہو، تم چھوڑ دوگے، وَذْرٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ۱۹/۱۳ پ۲۳/۸ پ۲۹/۱۷

تَذْرُوْهُ، وہ اس کو اڑاتی ہے۔ تَذْرُوْا، ذَرْوٌ سے، جس کے معنی بلند کرنے اڑانے اور اڑنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث حاضر۔ ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب، پ۱۵/۱۸

تَذَرُوْهَا۔ تم اس کو چھوڑ دو، تم چھوڑنے لگو، تَذَرُوْا وَذْرٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب۔ پ۵/۱۴

تَذَرْهُمْ۔ تو ان کو چھوڑتا ہے، تو ان کو چھوڑ دیگا تَذَرُ وَذْرٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔ پ۲۹

تَذْکُرُ۔ تو یاد کرتا ہے۔ تو یاد کرے گا۔ (نصر) ذِکْرٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (تفصیل کے لئے ملاحظہ ذِکْرٌ اور اُذْکُرْ) پ۱۳

تَذَکَّرَ۔ اس نے نصیحت پکڑی۔ اس نے سوچا۔ اس نے یاد کیا۔ تَذَکُّرٌ سے۔ جس کے معنی یاد کرنے اور نصیحت پکڑنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ، واحد مذکر غائب۔ پ۲۲

تُذَكِّرَ - وہ یاد دلائے، تَذْكِيْرٌ سے جس کے معنی یاد دلانے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، پ ۳

تَذَكَّرُوْا - وہ چونک گئے، انہوں نے یاد کیا تَذَكُّرٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ پ ۹

تَذْكُرُوْا - تم یاد کرو، تم یاد کرنے لگو، ذِكْرٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، نون اعرابی عامل کے آنے سے حذف ہو گیا (ملاحظہ ہو ذِكْرٌ اور اُذْكُرُوْا) پ ۲۵

تَذْكُرُوْنَ - تم یاد کروگے، ذِكْرٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ ۳۳

تَذَكَّرُوْنَ - تم نصیحت پکڑو، تم دھیان رکھو تَذَكُّرٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۸ پ ۱۱ پ ۱۲ پ ۱۳ پ ۱۸ پ ۲۰ پ ۲۵ پ ۲۷ پ ۲۹

تَذْكُرُوْنَهُنَّ - تم ان (عورتوں) کو یاد کروگے تم ان کا دھیان کروگے، تم ان کا ذکر کروگے تَذْكُرُوْنَ صیغہ مضارع، هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب۔ پ ۲

تَذْكِرَةٌ - یاد دہانی، نصیحت، یاد کرنے کی چیز بروزن تَفْعِلَةٌ، باب تَفْعِيْلٌ کا مصدر ہے پ ۱۶ پ ۲۷ پ ۲۹ پ ۳۰

تَذْكِيْرِيْ - میرا نصیحت کرنا، میرا سمجھانا، میرا یاد دلانا، تَذْكِيْرٌ بروزن تَفْعِيْلٌ مصدر مضاف ہے، ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ پ ۱۱

تُذِلُّ - تو ذلیل کرے، تو ذلت دیتا ہے اِذْلَالٌ سے، جس کے معنی ذلیل و خوار کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ ۳

تَذْلِيْلًا - جھکانا، ذلیل کرنا۔ بروزن تَفْعِيْلٌ مصدر ہے۔ پ ۲۹

تَذُوْدَانِ - وہ دونوں ہانکتی ہیں، وہ دونوں روکتی ہیں، وہ دونوں ہٹاتی ہیں (نَصَرَ) ذَوْدٌ سے۔ جس کے معنی ہانکنے، ہٹانے اور روکنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ تثنیہ مؤنث غائب۔ پ ۲۰

تَذُوْقُوْا - تم چکھتے ہو، تم چکھوگے۔ (نَصَرَ) ذَوْقٌ سے۔ جس کے معنی چکھنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ۔ جمع مذکر حاضر، نون اعرابی بوجہ عامل گر گیا پ ۱۴

تَذْهَبَ - وہ جاتی ہے، وہ جائے گی، وہ جاتی رہے، ذَهَابٌ سے مضارع کا صیغہ۔ واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو اِذْهَبْ) پ ۲۲

تَذْهَبُوْا - تم جاتے ہو، تم جاؤ گے، ذَهَابٌ سے۔ مضارع کا صیغہ۔ جمع مذکر حاضر

ن اعرابی عامل کے سبب گر گیا ہے۔ پ ۱۲/۱۲ پ ۱۲/۱۲

تَذْهَبُوْنَ۔ تم جاتے ہو، تم جاؤ گے، ذَهَابٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۳۰/۱

تَذْهَلُ۔ وہ بھول جائیگی، ذُهُوْلٌ سے جس کے معنی کسی شے میں اس طرح مشغول ہونے کے ہیں کہ غم اور بھول پیدا ہو جائے۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ پ ۱۷/۸

فصل الراء المهملة

تَرَ۔ تو نے دیکھا۔ رُؤْيَةٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ اصل میں تَرٰی تھا، لَمْ کے اول میں آنے سے آخر سے ی جو حرف علت ہے ساقط ہوگئی اور مضارع ماضی منفی کے معنی دینے لگا۔ (ملاحظہ ہو آری) پ ۲/۱۹ پ ۳/۲ و ۱۱ پ ۵/۴ و ۵ و ۶ و ۸ پ ۱۳/۱۵ و ۱۶ و ۱۷ پ ۱۶/۹ پ ۱۷/۹ و ۵ و ۱۰ و ۱۹ پ ۱۸/۱۲ پ ۲۹/۳ و ۱۵ پ ۲۱/۱۲ و ۱۳ پ ۲۲/۱۹ پ ۲۳/۱۹ پ ۲۴/۱۳ پ ۲۸/۲ و ۳ و ۵ پ ۳۰/۱۲ و ۳۰

تَرَاءَ۔ وہ دونوں مقابل ہوئے، وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ تَرَاءِیٌ سے۔ جس کے معنی ایک دوسرے کے باہم اس طرح مقابل اور قریب ہونے کے ہیں کہ یہ اس کو دیکھ سکے اور وہ اس کو، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ ۱۹/۸

تَرَائِبَ۔ چھاتیاں تَرِیْبَةٌ کی جمع، جس کے معنی چھاتی کی ہڈی اور سینہ کی پسلی کے ہیں۔ پ ۳۰/۱۱

تَرَاءَتْ۔ وہ نمودار ہوئی، وہ سامنے ہوئی، وہ روبرو ہوئی، وہ دیکھنے لگی، تَرَاءِیٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ پ ۱۰/۲

تُرَابٌ۔ خاک، مٹی، اصل میں تراب خورد زمین کا نام ہے پ ۳/۱۴ و ۲ پ ۱۳/۱۳ پ ۱۵/۱۶ پ ۱۴/۸ پ ۲۲/۲۲ پ ۲۴/۱۲ –

تُرَابًا پ ۱۳/۹ پ ۱۸/۵ و ۲ پ ۳۰/۲ پ ۲۳/۹ و ۵ پ ۲۶/۱۵

تُرَاثَ میراث، مُردے کا مال، اصل میں وُرَاثٌ تھا۔ واو کو تا سے بدل لیا گیا ہے۔ پ ۳۰/۱۴

تَرَاضٍ۔ باہمی رضامندی، آپس کی خوشی - ایک کا دوسرے سے راضی ہونا۔ تَرَاضِیٌ، بروزن تَفَاعُلٌ مصدر ہے۔ ی جو حرفِ علت ہے بوجہ ثقالت ساقط ہوگئی، پ ۲/۱۲ پ ۵/۲

تَرَاضَوْا وہ آپس میں راضی ہوئے، تَرَاضِیٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب، پ ۲/۱۲

تَرَاضَيْتُمْ۔ تم آپس میں راضی ہوئے۔ تَرَاضِیٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۵/۱

تَرَاقِیَ۔ ہنسلی، تَرْقُوَةٌ کی جمع ہے۔ پ ۲۹/۱۷

تُرَاوِدُ۔ وہ بہلاتی ہے، وہ خواہش کرتی ہے وہ اکساتی ہے، وہ پھسلاتی ہے مُرَاوَدَةٌ سے

جس کے معنی دوسرے سے کسی کام کے چاہنے اور اس کو کسی کام پر ڈالنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ پ ۱۴

تَرَبُّصُ۔ انتظار کرنا، خواہ کسی معاملہ کے ختم ہونے یا پورا ہونے کا انتظار ہو، یا کسی سامان کی گرانی یا ارزانی کا، بروزن تَفَعُّلٌ مصدر ہے، پ ۲/۱۴

تَرَبَّصْتُمْ۔ تم نے انتظار کیا، تم نے راہ دیکھی تَرَبُّصٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ ۲۷/۱۸

تَرَبَّصُوْا تم انتظار کرو، تم منتظر رہو، تم راہ دیکھو تَرَبُّصٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱۰/۱۲،۹ پ ۱۱/۱۶ پ ۱۸/۴

تَرَبَّصُوْنَ۔ تم انتظار کرتے رہو، تم راہ دیکھتے رہو تَرَبُّصٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱۰/۱۳

تَرْتَابُوْا۔ تم شک کرو، تم شبہ میں پڑو، اِرْتِیَابٌ سے جس کے معنی شک کرنے اور دوسرے کو تہم سمجھنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ ۳

تَرْتَدُّوْا۔ تم پھر جاؤ، تم لوٹ جاؤ، اِرْتِدَادٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر یہاں لا نہی داخل ہے، اس لئے فعل نہی ہے پ ۶

تَرْتِیْلًا۔ الفاظ کا منہ سے درستی کے ساتھ بسہولت ادا کرنا، آہستہ آہستہ واضح اور صاف طور پر پڑھنا بروزن تَفْعِیْلٌ مصدر ہے، پ ۱۹ پ ۲۹/۱۴

تَرِثُوْا۔ تم وارث ہو جاؤ۔ تم میراث میں لے لو۔ (حَسِبَ) وِرَاثَۃٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر نون اعرابی اَنْ ناصبہ کے آنے سے ساقط ہو گیا (ملاحظہ ہو اُوْرِثْتُمُوْھَا) پ ۴/۱۴

تُرْجَعُ۔ وہ پھیری جاتی ہے، وہ لوٹائی جاتی ہے۔ (ضَرَبَ) یہ فعل لازم اور متعدی دونوں طرح پر آتا ہے، لازم کا مصدر رُجُوْعٌ (لوٹنا) ہے اور متعدی کا رَجْعٌ (لوٹانا) یہاں رَجْعٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ، واحد مؤنث غائب ہے۔ پ ۲/۱ پ ۴/۲ پ ۹ پ ۱۴/۱۴ پ ۲۲/۱۳ پ ۳۰/۲۷

تُرْجَعُوْنَ۔ تم لوٹائے جاؤ گے۔ تم پھیرے جاؤ گے، رَجْعٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱/۲ پ ۲/۱۹ پ ۴/۹ پ ۱۱ پ ۱۲ پ ۱۷/۴ پ ۱۹/۹ پ ۲۰/۱۰،۱۲،۱۳ پ ۲۱/۱۰،۱۲،۱۳ پ ۲۳/۱،۱۳ پ ۲۴/۲،۱۷ پ ۲۵/۱۳،۱۸

تَرْجِعُوْنَهَا۔ تم اس کو پھیر لاتے ہو، تم اس کو پھیر لیتے ہو، تَرْجِعُوْنَ۔ رَجْعٌ سے۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب۔ پ ۲۷/۱۶

تَرْجِعُوْھُنَّ۔ تم ان کو پھیر دو، تم ان کو واپس کرو، اس میں ھُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب ہے

یہاں لا نہی داخل ہے اس لئے فعل نہی ہے۔

تَرْجُفُ۔ وہ لرزیگی، وہ کانپے گی (نَصَرَ) رَجْفٌ سے جس کے معنی لرزنے اور کانپنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔

تَرْجُمُوْنِ۔ تم مجھے سنگسار کرو، رَجْمٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ نون وقایہ۔ ی ضمیر واحد متکلم تحریر میں محذوف ہے (ملاحظہ ہو اُرْجُمَنَّكَ)

تَرْجُوْا۔ تو امید رکھتا ہے، تو امید رکھیگا۔ رَجَاءٌ سے، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ اُرْجُوْا)

تَرْجُوْنَ۔ تم امید رکھتے ہو، تم امید رکھوگے رَجَاءٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر،

تَرْجُوْهَا۔ تو اس کی توقع رکھتا ہے، تو اس کی امید رکھتا ہے، اس میں هَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے (ملاحظہ ہو تَرْجُوْا)

تُرْجِيْ۔ تو ڈھیل دیوے، تو پیچھے رکھے، اِرْجَاءٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ (ملاحظہ ہو اَرْجِهْ)

تَرْحَمْنَا۔ تو ہم پر رحم کرے۔ تو ہم پر رحم کرے گا تَرْحَمُ رَحْمَةٌ سے۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، نَا ضمیر جمع متکلم،

تَرْحَمْنِيْ۔ تو مجھ پر رحم کرے، تو مجھ پر رحم کریگا۔ اس میں نون وقایہ، ی ضمیر واحد متکلم ہے،

تُرْحَمُوْنَ۔ تم پر رحم کیا جائے۔ رَحْمَةٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر،

تُرَدُّ۔ وہ رد کردی جائے، وہ پھیر دی جائے (نَصَرَ) رَدٌّ سے۔ جس کے معنی لوٹانے کے ہیں مضارع مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب

تَرَدّٰى۔ وہ نیچے گرا، وہ گڑھے میں گرا، تَرَدِّيْ سے۔ جس کے معنی گڑھے میں گرنے اور اپنے آپ کو ہلاکت کے لئے پیش کرنے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب،

تَرْدٰى۔ تو ہلاک ہووے، تو ٹپکا جائے (سَمِعَ) رَدٰى سے۔ جس کے معنی ہلاک ہونے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔

تُرِدْنَ۔ تم چاہتی ہو، تم ارادہ کرتی ہو، اِرَادَةٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مؤنث حاضر (ملاحظہ ہو اَرَادَ)

تُرَدُّوْنَ۔ تم پھیرے جاؤگے، تم لوٹائے جاؤگے رَدٌّ سے۔ مضارع مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر

(ملاحظہ ہو تُرَدُّ) ۱۱:۳ ، ۲۹:۴۳

تُرْدِیْنِ۔ تو مجھے ہلاک کرے گا۔ تو مجھے گڑھے میں ڈالیگا، تُرْدِیْ اِرْدَاءٌ سے۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم محذوف ہے۔ (ملاحظہ ہو اَرْدٰکم) ۳۷:۵۶

تُرْزَقُ۔ تو رزق دیتا ہے۔ تو روزی دیتا ہے رِزْقٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اُرْزُقْ اور رِزْق) ۳:۲۷

تُرْزَقٰنِهٖ۔ تم دونوں کو وہ دیا جاتا ہے، تم دونوں کو وہ دیا جائیگا، تُرْزَقَانِ رِزْقٌ سے۔ مضارع مجہول کا صیغہ، تثنیہ مذکر حاضر ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب طعام کی طرف راجع ہے۔ ۱۲:۳۷

تَرْضٰى۔ تو راضی ہو جائے۔ تو راضی ہوتا ہے۔ تو راضی ہوگا۔ (سَمِعَ) رِضًى سے جس کے معنی خوش ہونے راضی ہونے اور پسند کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، ۱۴:۱۷، ۱۲۰:۲، ۱۸:۳۰

تَرْضٰهُ۔ تو اس کو پسند کرے۔ تو اس سے راضی ہو۔ اس میں ہُ ضمیر واحد مذکر غائب ہے ۱۹:۲۷

تَرْضٰهَا۔ تو اس کو پسند کریگا۔ تو اس سے راضی ہوگا اس میں ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے۔ ۲:۱۴۴

تُرْضِعُ۔ وہ دودھ پلاوے گی۔ اِرْضَاعٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو اَرْضَعَتْ) ۲۲:۲

تَرْضَوْا۔ تم راضی ہو، تم راضی ہوگے، رِضًى سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، نون اعرابی عامل کے سبب حذف ہوگیا ہے۔ ۹:۹۶

تَرْضَوْنَ۔ تم پسند کرتے ہو، تم راضی ہو رِضًى سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ ۲:۲۸۲

تَرْضَوْنَهَا۔ تم اس کو پسند کرتے ہو۔ اس میں ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے۔ ۹:۲۴

تَرْغَبُوْنَ۔ تم چاہتے ہو، تم رغبت کرتے ہو رَغْبَةٌ سے۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِرْغَبْ) ۴:۱۲۷

تُرْفَعَ۔ وہ بلند کی جائے، رَفْعٌ سے جس کے معنی اٹھانے بلند کرنے اور قریب کرنے کے ہیں مضارع مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب، رَفْعٌ کا استعمال کبھی تو رکھی ہوئی چیزوں کے اپنی جگہ سے اٹھانے اور اپنے مقام سے بلند کرنے کے لئے ہوتا ہے جیسے وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ (اور ہم نے تمہارے اوپر طور پہاڑ کو اٹھایا) اور کبھی عمارت کے بلند کرنے کے لئے جیسے وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ (اور جب ابراہیم و

اسمٰعیلؑ اس گھر کی بنیادیں اٹھانے لگے) اور کبھی
بلندی ذکر اور آوازہ کی شہرت کے لئے جیسے
وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (اور ہم نے تیرے ذکر
کو بلند کیا) اور کبھی رفعت منزلت اور مرتبہ کی
بلندی کے لئے جیسے نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَّنْ
نَّشَاءُ (ہم جس کے چاہیں درجے بلند کرتے ہیں)
آیت شریف فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللَّهُ أَنْ تُرْفَعَ
(ان گھروں میں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بلند
کرنے کا حکم دیا) میں "رفع" سے "رفع حقیقی" بھی
مراد لیا جا سکتا ہے۔ یعنی ان گھروں کی عمارتوں
کا بلند کرنا، اور رفع معنوی بھی یعنی ان گھروں
کی تعظیم کرنا اور وہاں کسی ایسے فعل کا انجام
نہ دینا جو ادب کے خلاف ہو۔ پ ۱۸/۱۱

تَرْفَعُوْا۔ تم بلند کرو، تم اونچی کرو، رَفْعٌ سے
مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، لَا تَرْفَعُوْا (تم بلند
نہ کرو، تم اونچی نہ کرو) صیغہ نہی ہے۔ پ ۲۶/۱۳

تَرْقُبْ۔ تو نے انتظار کیا، تو نے نگاہ رکھی، (نَصَرَ)
رُقُوْبٌ سے جس کے معنی نگاہ رکھنے کے ہیں -
مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ لَمْ کے آنے سے
مضارع ماضی منفی کے معنی میں استعمال ہوا۔ پ ۱۶/۱۲

تَرْقٰى۔ تو چڑھ جائے (سَمِعَ) رُقِيٌّ سے جس کے
معنی اوپر چڑھنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ
واحد مذکر حاضر۔ پ ۱۵/۱۰

تَرَكَ۔ اس نے چھوڑا، تَرْكٌ سے ماضی کا صیغہ
واحد مذکر غائب، تَرْكٌ کے معنی چھوڑنے کے ہیں
خواہ اپنے ارادہ اور اختیار سے چھوڑا جائے، یا
مجبوری ولاچاری (ملاحظہ ہو اُتْرُكْ) پ ۲/۱۶، ۷
پ ۴/۱۲و۱۳ پ ۵/۲ پ ۶/۲ پ ۱۳/۱۴ پ ۲۳/۱۴

تَرْكَبُنَّ۔ تم ضرور سوار ہوگے، رُكُوْبٌ سے
مضارع بانون تاکید کا صیغہ۔ جمع مذکر حاضر
(ملاحظہ ہو اِرْكَبْ) پ ۳۰/۹

تَرْكَبُوْا۔ تم سوار ہو، تم سواری کرو، رُكُوْبٌ سے
مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ نون اعرابی عامل
کے سبب حذف ہو گیا ہے۔ پ ۱۴/۷ پ ۲۳/۱۴

تَرْكَبُوْنَ۔ تم سوار ہوتے ہو، تم سواری کرتے ہو۔
رُكُوْبٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۲۵/۷

تَرْكَبُوْهَا۔ تم اس پر سوار ہو، تم اس پر سواری کرو
تَرْكَبُوْ صیغہ مضارع، هَا ضمیر واحد مؤنث غائب

تَرَكْتُ۔ میں نے چھوڑ دیا۔ تَرْكٌ سے مضارع کا صیغہ
واحد متکلم (ملاحظہ ہو اُتْرُكْ) پ ۱۸/۹

تَرَكْتُمْ۔ تم نے چھوڑا۔ تم نے چھوڑ دیا۔ تَرْكٌ سے

ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۱۲ پ۱۲

تَرَکْتُمُوْهَا ۔ تم نے اس کو چھوڑا۔ اس میں واو اشباع کا ہے اور هَا ضمیر واحد مونث غائب ہے پ

تَرْكُضُوْا ۔ تم ایڑ لگاؤ، تم دوڑو، رَكْضٌ کے معنی اصل میں پیر ہلانے کے ہیں۔ جب سوار کی طرف اس لفظ کی نسبت ہو تو سواری کو ایڑ لگانے کے معنی آتے ہیں اور جب پیادہ کی طرف ہو تو زمین کو روندنے اور لات مارنے کے ہوتے ہیں لَا تَرْكُضُوْا (تم ایڑ نہ لگاؤ، تم دوڑو نہیں) فعل نہی ہے اور کافروں کو تنبیہ ہے کہ عذاب آنے پر بھاگتے کیوں ہو۔

تَرَكْنَ ۔ ان (عورتوں) نے چھوڑا۔ تَرْكٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مونث غائب (ملاحظہ ہو اُتْرُكْ) پ۴

تَرْكَنُ ۔ تو جھک جائے۔ تو مائل ہو جائے (سَمِعَ) رُكُوْنٌ سے جس کے معنی جھکنے اور مائل ہونے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۱۵

تَرَكْنَا ۔ ہم نے چھوڑ دیا۔ تَرْكٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم۔ پ۱۲ پ۱۹ پ۲۳ پ۲۷

تَرَكْنَاهَا ۔ ہم نے اس کو چھوڑ دیا۔ اس میں هَا ضمیر واحد مونث غائب ہے پ۲۷

تَرْكَنُوْا ۔ تم جھکو، تم مائل ہو۔ رُكُوْنٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ لَا تَرْكَنُوْا (تم مت جھکو، تم مائل نہ ہو) فعل نہی ہے (ملاحظہ ہو تَرْكَنُ) پ۱۲

تَرَكُوْا ۔ انھوں نے چھوڑا۔ تَرْكٌ سے ماضی کا صیغہ، جمع مذکر غائب۔ پ۱۲ پ۲۵

تَرَكُوْكَ ۔ انھوں نے تجھکو چھوڑ دیا، اس میں كَ ضمیر واحد مذکر حاضر ہے۔ پ۲۸

تَرَكَهُ ۔ اس کو چھوڑ دیا۔ تَرَكَ فعل ماضی، ہُ ضمیر واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو تَرْكٌ) پ۳

تَرَكَهُمْ ۔ ان کو چھوڑ دیا۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ۱

تَرْمِيْ ۔ وہ پھینکتی ہے۔ وہ پھینکیگی۔ (ضَرَبَ) رَمْیٌ سے جس کے معنی پھینکنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مونث غائب۔ رَمْیٌ کا استعمال اجسام کے متعلق بھی ہوتا ہے جیسے پتھر پھینکنا اور تیر پھینکنا وغیرہ اور اقوال کے متعلق بھی اس صورت میں اس کے معنی دشنام دہی اور تہمت طرازی کے ہوتے ہیں پ۲۹

تَرْمِيْهِمْ ۔ وہ ان پر پھینکتی ہے۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے پ۳۰

تَرَنِ ۔ تو مجھے دیکھتا ہے۔ تَرٰی رُؤْیَةٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، اِنْ کے آنے سے ی جو حرفِ

علت ہے آخر سے ساقط ہو گئی ہے، ن وقایہ، ی ضمیر واحد متکلم محذوف ہے، ۱۵/۱۶

تَرَوْا۔ تم دیکھتے ہو تم نے دیکھا، رُؤْیَۃٌ سے۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، لَمْ کے آنے سے نون اعرابی حذف ہو گیا ہے (ملاحظہ ہو آری)
۳۱/۱۲ ۲۹/۹

تَرَوْنَ۔ تم دیکھتے ہو رُؤْیَۃٌ سے۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ۲ ۱۳

تَرَوْنَهَا۔ تم اس کو دیکھتے ہو، تم اس کو دیکھو گے اس میں هَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے۔ ۱۳ ۲/۲۱

تَرَوُنَّهَا۔ تم اس کو ضرور دیکھو گے تَرَوُنَّ رُؤْیَۃٌ سے۔ مضارع بانون تاکید کا صیغہ جمع مذکر حاضر هَا ضمیر واحد مؤنث غائب ۳۰

تَرَوْنَهُمْ۔ تم ان کو دیکھتے ہو۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے، ۳

تَرَوْهَا۔ تم نے اس کو دیکھا، اس میں هَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے (ملاحظہ ہو تَرَوْا)۔
۱۰/۱۰ و ۱۲ ۲۱/۱۸

تُرْهِبُوْنَ۔ تم ڈراتے ہو۔ تم ڈراؤ گے اِرْهَابٌ سے جس کے معنی خوفزدہ کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ

جمع مذکر حاضر، ۱/۲

تُرْهِقْنِیْ۔ تو مجھ پر زبردستی چھا جا۔ تُرْهِقْ، اِرْهَاقٌ سے، جس کے معنی زبردستی چھانے اور دشواری ڈالنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ، واحد مذکر حاضر۔ ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم۔

تَرْهَقُهَا۔ اس پر چھا رہی ہے، اس پر چڑھی آتی ہے (سَمِعَ) رَهْقٌ سے جس کے معنی کسی چیز کے دوسری چیز پر زبردستی چھا جانے کے اور اس کو پالینے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب هَا ضمیر واحد مؤنث غائب، ۳۰/۵

تَرْهَقُهُمْ۔ ان پر چھا رہی ہے، ان پر چڑھی آتی ہے۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔
۱۱/۸ ۲۹/۴ و ۸

تَرٰی۔ تو دیکھتا ہے، تو دیکھے گا، رُؤْیَۃٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو آری)
۹/۱۲ و ۱۳ و ۱۵ ۷/۱ و ۹ و ۱۷ ۱۰/۳ ۱۳/۱۹ ۱۴/۹ ۱۵/۱۴ و ۱۸
۱۶/۱۵ ۱۷/۸ ۱۹/۱۴ ۲۰/۳ ۲۱/۸ و ۱۵ ۲۲/۱۰ و ۱۲ و ۱۳ ۲۳/۳
۲۴/۳ و ۵ و ۱۹ ۲۵/۳ و ۲ و ۲۰ ۲۸/۱۸ ۔

تُرِیْحُوْنَ۔ تم شام کو چرا کر واپس لاتے ہو۔ اِرَاحَۃٌ سے جس کے معنی شام پڑے چار پایوں کو

اپنے اپنے ٹھکانے لیجانے کے ہیں. مضارع کا صیغہ. جمع مذکر حاضر، پ۱۳

تُرِیْدُ. تو چاہتا ہے، تو چاہیگا، تو ارادہ کرتا ہے تو ارادہ کریگا، اِرَادَۃٌ سے. مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَرَادَ) پ۱۵/۱۴ پ۲۰/۵

تُرِیْدُوْنَ. تم چاہتے ہو، تم چاہو گے، تم ارادہ کرتے ہو تم ارادہ کروگے. اِرَادَۃٌ سے. مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۱/۱۲ پ۵/۱۸،۹ پ۱۰/۵ پ۱۳/۱۲ پ۲۱/۶ پ۲۳/۲

تَرَیِنَّ. تو دیکھے، رُؤْیَۃٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث حاضر، اس میں نون مشدد تاکید کے لئے ہے (ملاحظہ ہو اَرٰی) پ۱۶/۵

تُرِیَنِّیْ. تو مجھے دکھلائے تُرِیَنَّ اِرَاءَۃٌ سے مضارع بانون تاکید کا صیغہ واحد مذکر حاضر، ی ضمیر واحد متکلم، پ۱۸/۵

تَرٰىنِیْ، تو مجھے دیکھیگا، اس میں نون وقایہ، ی ضمیر واحد متکلم ہے (ملاحظہ ہو تَرٰی) پ۹/۶

تَرٰىهُ. تو اس کو دیکھتا ہے، تو اس کو دیکھیگا، اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے (ملاحظہ ہو تَرٰی) پ۲۳/۱۹ پ۲۷/۱۹

تَرٰىهُمْ. تو ان کو دیکھتا ہے، تو ان کو دیکھے گا. اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے پ۹/۱۳ پ۲۵/۶ پ۲۶/۱۲

فصل الزاء المعجمۃ

تَزَالُ. تو الگ ہوگا، تو علیحدہ ہوگا، (سَمِعَ) زَیْلٌ سے، جس کے معنی الگ ہونے اور علیحدہ ہونے کے ہیں. مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر لَا تَزَالُ تو ہمیشہ رہیگا، افعال ناقصہ میں سے ہے. فاعل کے ساتھ استمرار فعل کے معنی دیتا ہے. پ۶

تَزَاوَرُ. وہ بچ کے جاتی ہے. وہ کترا جاتی ہے تَزَاوُرٌ سے. مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب "تزاور" کے معنی اصل میں تو باہم ایک دوسرے کی زیارت کرنے اور سینہ بسینہ مقابل ہونے کے ہیں لیکن جب اس کے صلہ میں عن واقع ہوتا ہے تو رخ بچانے، سینہ موڑ لینے، بچ کر نکلنے اور کترانے کے معنی ہوتے ہیں اور یہاں آیت میں عن کے آنے سے یہی معنی مراد ہیں. پ۱۵/۱۱

تَزِدْ- تو زیادہ کر، زِیَادَۃٌ سے. مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، لَا تَزِدْ (تو زیادہ نہ کر، تو مت بڑھا) فعل نہی ہے (ملاحظہ ہو اَزِیْدُ) پ۲۹/۱

تَزْدَادُ- وہ بڑھتی ہے، وہ بڑھاتی ہے اِزْدِیَادٌ سے، جس کے معنی بڑھنے اور بڑھانے کے ہیں

مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ ۲۰/۲۸

تَزْدَرِیْ۔ وہ حقیر دیکھتی ہے، اِزْدِرَاءٌ سے جس کے معنی حقیر سمجھنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب ۱۳/۴

تَزِرُ۔ وہ بوجھ اٹھاتی ہے، وہ بوجھ اٹھاوے گی (ضَرَبَ) وِزْرٌ سے۔ جس کے معنی بوجھ اٹھانے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب

۸/۲۴ ۲۲/۱۵ ۱۵/۲ ۲۶/۷

تَزْرَعُوْنَ۔ تم بوؤگے، تم کاشت کروگے، تم کھیتی کروگے، (فَتَحَ) زَرْعٌ سے جس کے معنی کھیتی کرنے اور اگانے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۱۲/۴

تَزْرَعُوْنَهٗ۔ تم اس کو اگاتے ہو، اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ ۲۷/۱۵

تَزْعُمُوْنَ۔ تم دعوی کرتے ہو، (نَصَرَ) زَعْمٌ سے جس کے معنی کسی بات کا دعوی کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، زعم کا استعمال زیادہ تر دعوی باطل اور ایسے قول کے بیان کرنے کے متعلق ہوتا ہے جو مظنہ کذب ہو اور تحقق نہ ہو بلکہ مشکوک ہو، اسی لئے قرآن مجید میں جہاں بھی زعم کا استعمال ہوا ہے مذمت کے لئے ہوا ہے

۲/۱۰ ۱/۹

تُزِغْ۔ تو ٹیڑھا کردے، تو پھیر دے، اِزَاغَۃٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، لَا تُزِغْ (تو کج نہ کر تو مت پھیر) فعل نہی ہے (ملاحظہ ہو اَزَاغَ) ۳/۹

تُزَکُّوْا۔ تم پاکیزہ کہو، تم ستھرائی بیان کرو، تم خودستائی کرو۔ تَزْکِیَۃٌ سے، جس کے معنی مال کی زکوٰۃ دینے اور زکوٰۃ لینے، اور خودستائی کرنے اور پاک کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر لَا تُزَکُّوْا (تم خودستائی نہ کرو) فعل نہی ہے۔ نفس انسانی کے تزکیہ کی دو صورتیں ہیں ایک بذریعہ فعل یعنی اچھے اعمال کے ذریعہ اپنے آپ کو درست کرلینا یہ پسندیدہ اور محمود طریقہ ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی (وہ بامراد ہوا جس نے اپنے آپ کو سنوار لیا) میں اسی تزکیۂ عملی کا بیان ہے، دوسرے بذریعہ قول جیسے ایک عادل اور متقی شخص کا دوسرے شخص کا تزکیہ کرنا اور اس کی خوبی کی شہادت دینا، لیکن یہی طریقہ اگر انسان خود اپنے حق میں برتے تو برا ہے، آیت شریفہ فَلَا تُزَکُّوْا اَنْفُسَکُمْ (سو مت بولو اپنی ستھرائیاں) میں اللہ جل شانہ نے اسی تزکیہ سے ممانعت فرمائی ہے کیونکہ اپنے منہ آپ میاں مٹھو بننا عقلاً و شرعاً کسی طرح

زبانہیں، کسی عقلمند سے دریافت کیا گیا تھا کہ وہ کونسی چیز ہے کو باوجود حق ہونے کے اس کا زبان پر لانا مناسب نہیں، جواب دیا انسان کا اپنی تعریف آپ کرنا، پ۲۷

تَزَکّٰی - وہ پاک ہوا، وہ سنور گیا۔ تَزَکِّیٌ سے جس کے معنی زکوٰۃ دینے اور پاک ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۱۲ پ۱۵ پ۱۶ پ۳۰

تَزَکّٰی۔ تو سنور جائے، تو پاک ہو جائے، تَزَکِّیٌ سے۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، اصل میں تَتَزَکّٰی تھا، ایک تاء حذف ہوگئی۔ پ۳۰

تُزَکِّیْهِمْ۔ تو ان کو پاکیزہ کرے، تُزَکِّیْ، تَزْکِیَۃٌ سے، مضارع کا صیغہ، واحد مذکر حاضر، هِمْ ضمیر جمع مذکر غائب، پ۱۱

تَزِلَّ۔ وہ ڈگمگائے (ضَرَبَ) زَلٌّ سے جس کے معنی قدم کے ڈگمگانے اور لغزش کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۱۴

تَزَوَّدُوْا۔ تم توشہ ہمراہ لو، تم خرچِ راہ لے لو، تَزَوُّدٌ سے جس کے معنی زادِ راہ اور سفر خرچ ہمراہ لے لینے کے ہیں، امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۲

تَزُوْلَ۔ وہ اپنی جگہ سے ٹل جائے، وہ اپنے مقام سے ہل جائے، (نَصَرَ) زَوَالٌ سے جس کے معنی اپنے طریقے سے منہ موڑ کر جدا ہونے اور پھرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۱۳

تَزُوْلَا۔ وہ دونوں اپنے مقام سے ہٹ جائیں زَوَالٌ سے مضارع کا صیغہ تثنیہ مؤنث غائب پ۲۲

تَزْهَقُ۔ وہ نکلے، وہ نکلے گی (فَتَحَ) زُهُوْقٌ سے جس کے معنی غم سے جان نکلنے اور کسی شے کے مٹ جانے کے ہیں، مضارع کا صیغہ۔ واحد مؤنث غائب۔ پ۱۰ پ۱۲

تَزِیْدُوْنَنِیْ۔ تم میرا بڑھاتے ہو تم مجھ کو زیادہ کروگے (ضَرَبَ) تَزِیْدُوْنَ، زِیَادَۃٌ سے جس کے معنی زیادہ ہونے اور زیادہ کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ہے۔ پ۱۲

تَزَیَّلُوْا۔ وہ ایک طرف ہوتے، وہ جدا ہوتے تَزَیُّلٌ سے جس کے معنی پراگندہ اور متفرق ہونے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۲۶

فصل السین المهملة

تُسْئَلُ۔ تو پوچھا جائیگا، تجھ سے سوال کیا جائیگا سُؤَالٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ واحد مذکر حاضر

(ملاحظہ ہو اَسْئَلُ) پ ۱/۱۴

تُسْئَلُنَّ تم سے پوچھا جائیگا، تم سے سوال کیا جائیگا، تم سے پوچھ ہونی ہے۔ سُؤَالٌ سے مضارع مجہول بانون تاکید کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱۳/۱۲ و ۱۹ پ ۳۰/۲۸

تَسْئَلْنِیْ تو مجھ سے پوچھے، تو مجھ سے سوال کرے تَسْئَلْ، سُؤَالٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، نَّ وقایہ، ی ضمیر واحد متکلم، لَا تَسْئَلْنِیْ (تو مجھ سے نہ پوچھ، تو مجھ سے سوال نہ کر) فعل نہی ہے۔ پ ۵/۲۱

تَسْئَلُوْا تم سوال کرتے ہو، تم سوال کروگے، تم پوچھتے ہو، تم پوچھوگے۔ سُؤَالٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، نون اعرابی عامل کے سبب، ساقط ہو گیا ہے۔ پ ۱/۲ پ ۴/۴

تُسْئَلُوْنَ تم سے پوچھا جائیگا، تم سے پوچھ ہوگی، تم سے سوال کیا جاتا ہے، تم سے سوال کیا جائیگا۔ سُؤَالٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱/۱۶ پ ۱۴/۲ پ ۳۳/۹ پ ۲۵/۱۰

تَسْئَلُهُمْ تو ان سے سوال کرتا ہے، تو ان سے سوال کرے گا، تو ان سے مانگتا ہے تو ان سے مانگے گا۔ تَسْئَلُ سُؤَالٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔ پ ۱۳/۵

پ ۴/۴ پ ۳۴/۴ پ ۲۹/۴

تَسْئَمُوْا تم کاہلی کرنے لگو، تم ملول ہو، سَآمَةٌ سے جس کے معنی ملول ہونے اور اکتانے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر لَا تَسْئَمُوْا تم کاہلی نہ کرو، تم مت اکتاؤ، فعل نہی ہے پ ۳/۷

تَسَآءَلُوْنَ تم باہم سوال کرتے ہو، تم آپس میں مانگتے ہو، تَسَآئُلٌ سے جس کے معنی باہم سوال کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، اصل میں تَتَسَآءَلُوْنَ تھا تا ثانیہ کو حذف کردیا گیا۔ پ ۴/۱۲

تُسْقِطْ وہ گرائیگی، وہ ڈالیگی، مُسَاقَطَةٌ سے جس کے معنی گرانے کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ پ ۱۶/۵

تُسَبِّحُ وہ تسبیح کرتی ہے، وہ پاکی بیان کرتی ہے تَسْبِیْحٌ سے جس کے معنی اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب (تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو تُسَبِّحُهٗ) پ ۱۵/۵

تُسَبِّحُوْنَ تم تسبیح کرتے ہو، تم پاکی بیان کرتے ہو تَسْبِیْحٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، قرآن مجید میں اصحٰب الجنۃ (باغ والوں) کے قصہ میں جو اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ۔

(کیا میں نے تم کو نہ کہا تھا کہ اللہ کی تسبیح کیوں نہیں کرتے) وارد ہے یہاں تسبیح سے کیا مراد ہے، بعض نے عبادت اور شکر کے معنی لئے ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ کھیت کاٹ ڈالنے کی جو انھوں نے قسم کھائی تھی یہاں اس قسم سے استثنا یعنی قسم کھاتے وقت انشاء اللہ کہنا مراد ہے۔ ۲۸/۲۹

تُسَبِّحُوْهُ تم اس کی تسبیح کرو، تم اس کی پاکی بیان کرو، تُسَبِّحُوْا تَسْبِیْحٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ہ ضمیر واحد مذکر غائب ۹/۲۶

تَسْبِقُ وہ آگے نکلتی ہے، وہ سبقت کرتی ہے وہ آگے نکلیگی، وہ سبقت کریگی، (ضَرَبَ) سَبْقٌ سے۔ جس کے معنی اصل میں تو چلنے میں مقدم ہونے کے ہیں، مگر اس کا استعمال بطور مجاز و استعارہ مطلق بڑھنے اور سبقت کرنے کے لئے بھی ہوتا ہے۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب ۵/۱۲، ۱۵

تَسُبُّوْا تم برا کہو، تم گالیاں دو، (نَصَرَ) سَبٌّ سے۔ جس کے معنی سخت گالیاں دینے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، لَا تَسُبُّوْا تم گالیاں نہ دو، تم برا نہ کہو، فعل نہی ہے۔ ۱۹/۶

تُسَبِّحُهٗ اس کی تسبیح، اس کی یاد، تَسْبِیْحٌ مضاف ہ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ تَسْبِیْحٌ بروزن تَفْعِیْلٌ مصدر ہے۔ تسبیح کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کی تنزیہہ اور اس کی پاکی بیان کرنا سَبْحٌ سے ماخوذ ہے جس کے معنی پانی یا ہوا میں تیز گزرنے کے ہیں۔ اس لحاظ سے تسبیح کے اصلی معنی ہوئے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں تیز روی کرنا اور بسرعت معروف ہو جانا، عربی میں جس طرح "العباد" کا لفظ شر کے لئے استعمال ہوتا ہے، تسبیح۔ خیر کے لئے مستعمل ہے اور قول ہو یا فعل، یا نیت، تسبیح کا لفظ سب عبادات کے لئے عام ہے۔ ۱۸/۱۱

تَسْبِیْحَهُمْ ان کا تسبیح کرنا، ان کا پڑھنا تَسْبِیْحٌ مضاف هُمْ جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۱۸/۱۵

تَسْتَاْخِرُوْنَ۔ تم دیر کرتے ہو، تم دیر کروگے تم پیچھے رہتے ہو، تم پیچھے رہوگے۔ اِسْتِئْخَارٌ سے۔ جس کے معنی پیچھے ہونے اور دیر کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ ۲۲/۸

تَسْتَاْنِسُوْا۔ تم بول چال کرو، تم اذن لے لو، تم انس پیدا کرلو، اِسْتِئْنَاسٌ سے جس کے معنی انس پکڑنے کے ہیں مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر ۱۸/۹

تَسْتَبْدِلُوْنَ۔ تم بدلتے ہو، تم بدلوگے،

اِسْتِبْدَالٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِسْتِبْدَالٌ) ۲۶

تَسْتَبِيْنَ۔ وہ ظاہر ہو جائے، وہ کھل جائے اِسْتِبَانَۃٌ سے جس کے معنی ظاہر و ہویدا ہونے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مونث غائب، ۷

تَسْتَتِرُوْنَ تم چھپتے ہو، تم پردہ کرتے ہو، اِسْتِتَارٌ سے جس کے معنی چھپنے اور پردہ کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ۲۴

تَسْتَجِيْبُوْنَ تم قبول کروگے، تم جواب دوگے اِسْتِجَابَۃٌ سے جس کے اصل معنی جواب کے لئے تیار ہونے کے ہیں اور جواب کی تیاری کا نتیجہ ہے جواب دینا، کیونکہ ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ جواب کی تیاری تو ہو مگر جواب نہ دیا جائے، اس لئے اِسْتِجَابَۃٌ کا استعمال جواب دینے کے لئے بھی ہونے لگا، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۱۵

تَسْتَخْرِجُوْا۔ تم نکالو، اِسْتِخْرَاجٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، نون اعرابی عامل کے سبب حذف ہوگیا ہے (ملاحظہ ہو اِسْتَخْرَجَهَا) ۱۳

تَسْتَخْرِجُوْنَ۔ تم نکالتے ہو، اِسْتِخْرَاجٌ سے۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ۱۴

تَسْتَخِفُّوْنَهَا۔ تم اس کو ہلکا جانتے ہو، وہ تم کو ہلکا لگتا ہے، تَسْتَخِفُّوْنَ، اِسْتِخْفَافٌ سے جس کے معنی ہلکا سمجھنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ۔ جمع مذکر حاضر۔ هَا ضمیر واحد مؤنث غائب، ۱۴

تَسْتَرْضِعُوْا۔ تم دودھ پلواؤ، اِسْتِرْضَاعٌ سے جس کے معنی دودھ پلوانے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ۲

تَسْتَطِعْ۔ تو کرسکے، اِسْتِطَاعَۃٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر لَمْ تَسْتَطِعْ (تو نہ کرسکا) اصل میں تَسْتَطِيْعُ تھا، لَمْ کے آنے سے مضارع ماضی منفی کے معنی میں ہوگیا، اور ی جو حرف علت ہے بسبب اجتماع ساکنین کے حذف ہوگئی (ملاحظہ ہو اِسْتَطَاعَ) ۱۶

تَسْتَطِيْعُ۔ تو کرسکیگا۔ اِسْتِطَاعَۃٌ سے۔ مضارع کا صیغہ۔ واحد مذکر حاضر۔ ۱۵ (۱۴، ۲۱، ۲۲) ۱۶

تَسْتَطِيْعُوْا تم کرسکوگے، تم کرسکتے ہو۔ اِسْتِطَاعَۃٌ سے مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، لَنْ کے آنے سے آخر سے نون اعرابی حذف ہوگیا۔ ۵

تَسْتَطِيْعُوْنَ۔ تم کرسکتے ہو، تم کرسکوگے اِسْتِطَاعَۃٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۱۴

تَسْتَعْجِلْ. تو جلدی کر، تو عجلت کر، اِسْتِعْجَالٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، لَا تَسْتَعْجِلْ (تو جلدی نہ کر، تو عجلت نہ کر) فعل نہی ہے۔ (ملاحظہ ہو اِسْتِعْجَالَهُمْ) پ۲۶

تَسْتَعْجِلُوْنَ. تم جلدی کرتے ہو، تم عجلت کرتے ہو، اِسْتِعْجَالٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۷ پ۱۱ پ۱۹ پ۲ پ۲۶

تَسْتَعْجِلُوْهُ. تم اس کی جلدی کرو، تم اس کی عجلت کرو، تَسْتَعْجِلُوْا، اِسْتِعْجَالٌ سے، مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، ہُ ضمیر واحد مذکر غائب۔ لَا تَسْتَعْجِلُوْهُ (تم اس کی عجلت نہ کرو، تم اس کی جلدی نہ کرو) فعل نہی ہے، پ۱۴

تَسْتَغْفِرْ، تو مغفرت طلب کرے، تو بخشش مانگے، اِسْتِغْفَارٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِسْتَغْفِرْ) پ۲۸ پ۱۰

تَسْتَغْفِرُوْنَ. تم بخشش مانگتے ہو، تم گناہ بخشواتے ہو، اِسْتِغْفَارٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۱۹

تَسْتَغِيْثُوْنَ، تم فریاد کرتے ہو، تم فریاد چاہتے ہو، اِسْتِغَاثَةٌ سے جس کے معنی فریاد چاہنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۹

تَسْتَفْتِ تو سوال کرے، تو تحقیق کرے۔ اِسْتِفْتَاءٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، لَا تَسْتَفْتِ (تو سوال نہ کر، تو تحقیق نہ کر) فعل نہی ہے (ملاحظہ ہو اِسْتَفْتِهِمْ) پ۱۵

تَسْتَفْتِحُوْا تم فتح چاہتے ہو، تم فیصلہ چاہتے ہو اِسْتِفْتَاحٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، اِنْ شرطیہ کے آنے سے نون اعرابی حذف ہو گیا ہے پ۹

تَسْتَفْتِيٰنِ تم دونوں تحقیق چاہتے ہو، تم دونوں سوال کرتے ہو، اِسْتِفْتَاءٌ سے، مضارع کا صیغہ، تثنیہ مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِسْتَفْتِهِمْ جمع) پ۱۵

تَسْتَقْدِمُوْنَ. تم آگے بڑھتے ہو، تم آگے بڑھوگے، اِسْتِقْدَامٌ سے جس کے معنی آگے ہونے اور آگے بڑھنے کی خواہش کرنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، پ۲۲

تَسْتَقْسِمُوْا. تم قسمت معلوم کرو، تم بانٹا کرو، تم تقسیم چاہو، اِسْتِقْسَامٌ سے، جس کے معنی قسم کا خواستگار ہونے اور جوئے کے تیروں سے حصہ کی تقسیم چاہنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر نون اعرابی اَنْ ناصبہ کی وجہ سے حذف ہو گیا ہے امام لغت علامہ ازہری نے "استقسام" کے

معنی خوب کھول کر بیان کئے ہیں۔ فرماتے ہیں۔
ھو طلب ما قسم اللہ اللہ نے جو کچھ ہم کو تقسیم کر دیا اور
لنا ھو مغیب عنا وہ ہمیں معلوم نہیں زندگی ہو یا موت
من حیوۃ او موت نیک بختی ہو یا بد بختی اس کے
او شقاوۃ او سعادۃ مانگنے کو استقسام کہتے ہیں اور
وھو قسمۃ ای یہی اس کی قسمت ہے یعنی
نصیبہ الذی لہ اس کا وہ نصیب جو اس کے لئے
نصار لکل واحد مقرر ہے پس ہر ایک کو وہی ملا
قسمہ۔ [1] جو اس کے نصیب میں تھا۔

یعنی جوئے کے تیروں سے تقسیم چاہتے ہیں۔ ہر ایک کے حصہ میں وہی آتا ہے، جو اس کی قسمت میں ہوتا ہے اور قسمت میں جو ہو اس کے مانگنے کا نام "استقسام" ہے اس لئے اس طرح سے قسمت آزمائی کرنے کو "استقسام" کہتے ہیں پ۶ ع۵

تَسْتَكْبِرُوْنَ تم گھمنڈ کرتے ہو، تم تکبر کرتے ہو، اِسْتِكْبَارٌ سے مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، (ملاحظہ ہو اِسْتَكْبَرَ) پ۱ ع۴، پ۱۴ ع۱۲، پ۲۰ ع۲

تَسْتَكْثِرُ۔ تو زیادہ چاہے (اِسْتِكْثَارٌ سے جس کے معنی زیادہ چاہنے اور کسی چیز کے بہت آنے کے ہیں) مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِسْتَكْثَرْتُ) پ۲۹ ع۱۵

تَسْتَمِعُوْنَ۔ تم سنتے ہو، تم سن رہے ہو، اِسْتِمَاعٌ سے، مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، (ملاحظہ ہو اِسْتَمَعَ) پ۹ ع۱۹

تَسْتَوُا۔ تم چڑھ بیٹھو، تم اچھی طرح سے سوار ہو اِسْتِوَاءٌ سے مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، (ملاحظہ ہو اِسْتَوٰی) پ۲۵ ع۷

تَسْتَوِیْ۔ وہ برابر ہوتی ہے، وہ برابر ہو گی، اِسْتِوَاءٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو اِسْتَوٰی) پ۱۰ ع۸، پ۲۳ ع۱۹

تَسْتَهْزِءُوْنَ تم ٹھٹھا کرتے ہو اِسْتِهْزَاءٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِسْتُهْزِءُوْا) پ۱۰ ع۱۲

تَسْجُدَ تو سجدہ کرے، سُجُوْدٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اُسْجُدْ) پ۸ ع۹، پ۲۳ ع۱۲

تَسْجُدُوْا۔ تم سجدہ کرو، سُجُوْدٌ سے مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر لَا تَسْجُدُوْا (تم سجدہ نہ کرو) فعل نہی ہے، پ۲۴ ع۱۹

تَسْحَرَنَا۔ تو ہم پر جادو کرے (نَسْحَرُ) تَسْحَرُ سِحْرٌ سے، جس کے معنی جادو کرنے کے ہیں۔

[1] ملاحظہ ہو تاج المصادر للبیہقی۔

مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، نا ضمیر جمع متکلم (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو سَخَرَ) پ

تُسْحَرُوْنَ۔ تم مسحور ہو جاتے ہو، تم فریب کھا جاتے ہو، سِحْرٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ

تَسْخَرُوْا۔ تم ہنستے ہو، تم ٹھٹھا کرتے ہو، تم ہنسو گے تم ٹھٹھا کروگے (سَمِعَ) سُخْرٌ سے، جس کے معنی ٹھٹھا کرنے اور مذاق اڑانے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، ان شرطیہ کے آنے کی نون اعرابی حذف ہوگیا ہے، پ

تَسْخَرُوْنَ۔ تم ہنستے ہو، تم ہنسو گے، تم ٹھٹھا کرتے ہو، تم ٹھٹھا کروگے، سُخْرٌ سے۔ مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، پ

تَسُرُّ، وہ بھاتی ہے، وہ خوش آتی ہے (نَصَرَ) سُرُوْرٌ سے، مضارع کا صیغہ واحد مونث غائب (ملاحظہ ہو سُرُوْرًا) پ

تَسْرَحُوْنَ۔ تم صبح جنگل چرانے جاتے ہو (فَتَحَ) سَرْحٌ سے، جس کے معنی علی الصباح چرانے کے لئے لیجانے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ

تُسْرِفُوْا۔ تم اسراف کرو، تم حد سے بڑھاؤ، تم بیجا اڑاؤ، اِسْرَافٌ سے، مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر کا تُسْرِفُوْا (تم حد سے نہ بڑھو، تم بیجا نہ اڑاؤ) فعل نہی ہے (ملاحظہ ہو اِسْرَافًا) پ

تُسِرُّوْنَ۔ تم چھپاتے ہو، تم پوشیدہ رکھتے ہو، اِسْرَارٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِسْرَارًا) پ پ

تَسْرِيْحٌ نکال دینا، رخصت کرنا، چھوڑ دینا، روانہ کرنا بروزن تَفْعِيْلٌ مصدر ہے، سَرْحٌ سے ماخوذ ہے، جس کے معنی اصل میں تو مویشی کو درخت سَرْح[1] کے چرانے کے ہیں پھر معنی میں تعمیم کی گئی اور چرائی پر بھیجنے کے لئے سَرْح کا استعمال ہونے لگا، اور چرواہے کو "سارح" کہنے لگے، چنانچہ آیت کریمہ وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ (اور تم کو ان سے رونق ہے جب شام کو چرا کر لاتے ہو اور جب چرائی پر چھوڑتے ہو) میں "سَرْح" کا استعمال اسی معنی میں ہوا ہے، پھر مویشی کی "تسریح" سے بطور استعارہ مطلق چھوڑنے اور بھیجے کے معنی آنے لگے، پ

تِسْعَ نو، مونث کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ پ

[1] "سرح" ثمردار درخت کو کہتے ہیں۔ اس کا واحد سَرْحَةٌ ہے۔

تِسْعًا ۱۹/۱۹ ۱۵/۱۸

تِسْعَةٌ نو، مذکر کے لئے استعمال ہوتا ہے ۱۹/۱۹

تِسْعَةَ عَشَرَ، انیس، مذکر کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ ۲۹/۱۵

تِسْعٌ وَتِسْعُوْنَ۔ ننانوے، مؤنث کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ ۲۳/۱۱

تَسْعٰی۔ وہ کوشش کرتی ہے، وہ دوڑتی ہے سَعْیٌ سے، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو اِسْعَوْا) ۲۶/۱۲، ۱۰

تَسْفِكُوْنَ۔ تم بہاتے ہو، تم بہاؤ گے (ضَرَبَ) سَفْكٌ سے جس کے معنی خون بہانے اور آنسو بہانے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۱/۱

تَسْقُطُ۔ وہ گرتی ہے، وہ جھڑتی ہے۔ (نَصَرَ) سُقُوْطٌ سے، جس کے معنی گرنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، ۷/۱۳

تُسْقِطَ تو گرائے، تو ڈال دے، اِسْقَاطٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَسْقِطْ) ۱۵/۱۰

تَسْقِیْ۔ وہ پلاتی ہے، وہ سیراب کرتی ہے۔ (ضَرَبَ) سَقْیٌ سے، جس کے معنی پینے کے لئے پانی دینے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب

راغب کہتے ہیں کہ سَقْیٌ اور اِسْقَاءٌ میں فرق ہے سَقْیٌ کے معنی ہیں پینے کے لئے کسی چیز کا دینا اور اِسْقَاءٌ کے معنی ہیں پینے کی چیز کا اس طرح دینا کہ پینے والا اس کو اپنی حسب مرضی استعمال کر سکے۔ اور جس طرح چاہے پی سکے۔ اس لئے "اسقاءٌ" بہ نسبت "سقیٌ" کے زیادہ بلیغ ہے ۱/۱

تُسْقٰی۔ وہ پلائی جائیگی۔ اسے پلایا جائیگا۔ سَقْیٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب ۳۰/۱۲

تُسْكَنْ۔ وہ بسائی جاتی ہے، اس میں سکونت کی جائیگی، سُکُوْنٌ سے، مضارع مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو اُسْکُنْ) ۲۰/۹

تَسْكُنُوْا۔ تم چین پاؤ، تم سکون حاصل کرو، سُکُوْنٌ سے بمعنی چین پکڑنے اور آرام لینے کے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ل کے آنے سے نون اعرابی ساقط ہو گیا ہے ۱۱/۱۲ ۲۰/۷ ۲۱/۹ ۲۰/۷ ۲۲/۱۲

تَسْكُنُوْنَ۔ تم چین پاتے ہو، تم چین پاؤ گے، سُکُوْنٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۲۰/۱۱

تَسْلُكُوْا۔ تم چلو پھرو، تم چلنے پھرنے لگو، سُلُوْكٌ سے۔ مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، (ملاحظہ ہو اُسْلُكْ) ۲۹/۸

تُسَلِّمُوْا۔ تم سلام کرلو، تَسْلِیْمٌ سے جس کے

معنی سلام کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تسلیماً) پ۱۲

تُسْلِمُوْنَ . تم اطاعت کرتے رہو، تم حکم مانتے رہو اِسْلَامٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِسْلَامٌ) پ۱۲

تَسْلِيْمًا . سلام بھیجنا، سونپنا، سرِ اطاعت خم کرنا، چھڑانا، بروزن تَفْعِيْلٌ مصدر ہے، یوں تو یہ سب معانی میں مستعمل ہے مگر خصوصیت سے جب اس کا تعدیہ بذریعہ علی ہو تو سلام کرنے اور سلام بھیجنے کے معنی ہوتے ہیں اور جب مفعول ثانی کی طرف بذریعہ الیٰ ہو تو سونپنے اور سپرد کرنے کے معنی ہوں گے اور جب لام کے ذریعہ ہو گا تو گردن رکھنے کے معنی آئیں گے، اور جب مفعول ثانی کی طرف مِن کے ساتھ ہو گا تو چھڑانے کے معنی ہوں گے، پ۵ پ۲۱ پ۲۲

تُسْمِعُ . تو سناتا ہے، تو سنائیگا، اِسْمَاعٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَسْمَعَهُمْ) پ۱ پ۲ پ۸

تَسْمَعُ . تو سنتا ہے، تو سنیگا، سَمْعٌ اور سَمَاعٌ سے، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِسْمَعْ) پ۱۶ پ۲۵ پ۳۰

تَسْمَعُنَّ . تم ضرور سنوگے، سَمْعٌ اور سَمَاعٌ سے مضارع بانون تاکید کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۴

تَسْمَعُوْا تم سنو، تم کان دھرو، سَمْعٌ اور سَمَاعٌ سے۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر لَا تَسْمَعُوْا، (تم مت سنو، تم کان نہ دھرو) فعل نہی ہے، پ۲۴

تَسْمَعُوْنَ . تم سنتے ہو، تم سنوگے، سَمْعٌ اور سَمَاعٌ سے۔ مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، پ۹ پ۲۰

تُسَمّٰى . اس کا نام رکھا جاتا ہے، وہ موسوم ہے تَسْمِيَةٌ سے، مضارع مجہول کا صیغہ، واحد مؤنث غائب، پ۲۹

تَسْمِيَةٌ . نام رکھنا، بروزن تَفْعِلَةٌ، باب تَفْعِيْلٌ کا مصدر ہے، پ۲۷

تَسْنِيْمٌ ، تسنیم، جنت کے ایک چشمہ کا نام ہے "تسنیم" لغت میں اس چیز کو کہتے ہیں جو خوشبو یا ذائقہ کے لئے شربت یا پانی میں ملاتے ہیں جیسے گلاب یا کیوڑا یا بید مشک وغیرہ، سَنَامٌ سے ماخوذ ہے جس کے معنی کوہانِ شتر کے ہیں، چونکہ پینے کی چیزوں میں اشیاء مذکورہ کے ڈالنے سے برتن میں جو بلبلے اٹھتے ہیں وہ اونٹ کے کوہان کے مانند معلوم ہوتے ہیں، اس لئے اس کو

"تسنیم" کہتے ہیں، یہاں "تسنیم" سے مراد بہشت کا ایک چشمہ ہے جو تمام اشیاء خوردنی میں بہتر اور لذیذ ہے، مقربین اور سابقین کو اس چشمے سے بہتر اور خالص پلائیں گے اور اصحاب الیمین کو بطور گلاب اور بید مشک کے ملا کر دینگے۔ ۳۰

تَسُؤْكُمْ ۔ وہ تم کو بری لگے، وہ تم کو غمگین کرے (نَصَرَ) تَسُوْءُ سَوْءٌ سے۔ جس کے معنی غمگین کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ۴

تَسُؤْهُمْ ۔ وہ ان کو بری لگتی ہے، وہ ان کو ناخوش کرتی ہے، اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے، ۴ ۱۰

تَسْوَدُّ ۔ وہ کالی ہوگی، وہ سیاہ ہوگی، وہ کالے ہوں گے، وہ سیاہ ہوں گے، اِسْوِدَادٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو اِسْوَدَّتْ) ۴

تَسَوَّرُوْا ۔ انھوں نے دیوار کو پھاندا، تَسَوُّرٌ سے جس کے معنی دیوار پر چڑھنے اور بلندی سے کودنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۲۳

تُسَوّٰى ۔ وہ برابر کر دی جائے، وہ ملا دی جائے تَسْوِيَةٌ سے۔ جس کے معنی برابر کرنے اور درست کرنے کے ہیں، مضارع مجہول کا صیغہ، واحد مؤنث غائب، ۵

تَسِيْرُ ۔ وہ چلتی ہے۔ وہ چلیگی۔ (ضَرَبَ) سَيْرٌ سے جس کے معنی چلنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، ۲۷

تُسِيْمُوْنَ ۔ تم چراتے ہو، تم چگاتے ہو اِسَامَةٌ سے، جس کے معنی چرانے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ ۱۴

فصل الشين المعجمة

تَشَآءُ ۔ تو چاہے، مَشِيْئَةٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَشَآءُ) ۳ ۹ ۳ ۳۲

تَشَآءُوْنَ ۔ تم چاہتے ہو، تم چاہو گے۔ مَشِيْئَةٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ۲۹ ۳۰

تَشَابَهَ ۔ وہ مشتبہ ہوا، وہ مشابہ ہوا، وہ مل گیا۔ تَشَابُهٌ سے، جس کے معنی اہم مماثل و مشابہ ہونے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر غائب ۱ ۳ ۱۳

تَشَابَهَتْ ۔ وہ مشابہ ہو گئی، وہ یکساں ہوئے وہ ایک سے ہو گئے۔ تَشَابُهٌ سے۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو تَشَابَهَ) ۱

تُشَاقُّوْنَ ۔ تم ضد کرتے ہو، تم جھگڑتے ہو۔ مُشَاقَّۃٌ اور شِقَاقٌ سے جس کے معنی مخالفت کرنے، عداوت کرنے، جھگڑنے اور ضد کرنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، مُشَاقَّۃٌ شَقٌّ سے ماخوذ ہے، جس کے معنی پھٹنے کے ہیں۔

تَشَاوُرٍ ۔ آپس میں مشورہ کرنا، بروزن تَفَاعُلٌ مصدر ہے۔

تَشْتَرُوْا ۔ تم خریدو، تم مول لو۔ اِشْتِرَاءٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر لَا تَشْتَرُوْا (تم مول نہ لو، تم نہ خریدو) صیغہ نہی ہے (ملاحظہ ہو اِشْتَرَوْا)

تَشْتَکِیْ ۔ وہ شکایت کرتی ہے، وہ جھینکتی ہے اِشْتِکَاءٌ سے، جس کے معنی گلہ شکوہ کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب

تَشْتَھِیْ ۔ وہ چاہتی ہے، وہ چاہے گی، اِشْتِھَاءٌ سے جس کے معنی آرزو کرنے، چاہنے اور خواہش کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب

تَشْتَھِیْہِ ۔ وہ اس کو چاہتی ہے، وہ اس کو چاہے گی۔ اس میں ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب ہے

تَشْخَصُ ۔ وہ ٹکٹکی باندھ کر دیکھے گی، وہ کھلی رہے گی، وہ چڑھے گی (فَتْحٌ) شُخُوْصٌ سے جس کے معنی آنکھوں کے کھلے رہنے، بغیر پلک جھپکے ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے اور بلند ہونے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب،

تَشْرَبُوْنَ ۔ تم پیتے ہو، شُرْبٌ سے۔ مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِشْرَبُوْا)

تُشْرِكْ ۔ تو شرک کرے، تو شریک کرے اِشْرَاكٌ سے۔ مضارع کا صیغہ، واحد مذکر حاضر (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو اَشْرَكَ اور شِرْكٌ)

تُشْرِكُوْا ۔ تم شرک کرو، تم شریک ٹھیراؤ، اِشْرَاكٌ سے، مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، نونِ اعرابی عامل کے سبب حذف ہوگیا

تُشْرِكُوْنَ ۔ تم شرک کرتے ہو، تم شریک ٹھیراتے ہو اِشْرَاكٌ سے، مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر

تُشْطِطْ ۔ تو زیادتی کرے، تو بات کو دور ڈال دے، اِشْطَاطٌ سے، جس کے معنی ظلم کرنے حد سے بڑھنے اور بہت دور کر دینے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر لَا تُشْطِطْ

(تو زیادتی نہ کر، تو بات کو دور نہ ڈال) فعل نہی ہے۔ ۲۲/۱۱

تَشْعُرُوْنَ۔ تم سمجھتے ہو، تم جانتے ہو، تم خبر رکھتے ہو (نصر) شُعُوْرٌ سے، جس کے معنی بذریعہ حس جاننے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ۱۲/۱ ۲۲/۳ ۲۲/۱۲ ۲۲/۱۳

تَشْقٰی۔ تو تکلیف میں پڑیگا تو محنت میں جا پڑیگا (سمع) شَقَاوَۃٌ سے جس کے معنی بدبختی کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، "شقاوت" جملہ اعتبارات وحیثیات سے "سعادت" کی ضد ہے، پس جس طرح سعادت کی دو قسمیں ہیں ایک سعادت اخروی دوسرے سعادتِ دنیوی، اور پھر سعادت دنیوی کی بھی تین قسمیں ہیں ایک سعادتِ نفسی دوسرے سعادتِ بدنی تیسرے سعادتِ خارجی، اسی طرح شقاوت کے بھی اقسام ہیں چنانچہ فَلَا یَضِلُّ وَلَا یَشْقٰی (نہ وہ بہکیگا اور نہ وہ تکلیف میں پڑیگا) اور رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا (اے رب ہمارے زور کیا ہم پر ہماری کمبختی نے) میں شقاوت سے شقاوت اخروی مراد ہے اور فَلَا یُخْرِجَنَّکُمَا مِنَ الْجَنَّۃِ فَتَشْقٰی (سو وہ نکلوا نہ دے تم کو بہشت سے پھر تو محنت میں جا پڑے) شقاوتِ دنیوی کے متعلق ہے، بعض ارباب لغت نے تصریح کی ہے کہ کبھی شَقَاوۃٌ کا استعمال تعب و رنج کشی، محنت میں پڑنا، تکلیف اٹھانا کی جگہ ہوتا ہے جیسے شَقِیْتُ فِی کَذَا (مجھے اس میں بڑی محنت اٹھانی پڑی) ظاہر ہے کہ ہر شقاوت میں تعب ضرور ہے مگر یہ ضروری نہیں کہ ہر تعب میں شقاوت بھی موجود ہو۔ ۱۶/۱ و ۱۹۳

تَشَقَّقُ۔ وہ پھٹ جائیگی، تَشَقُّقٌ سے جس کے معنی شگافتہ ہونے اور پھٹ جانے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، اصل میں تَتَشَقَّقُ تھا ایک تا، حذف ہو گئی ہے ۲۵/۱۹ ۲۴/۱۹

تَشْکُرُوْا۔ تم حق مانو، تم شکر کرو، شُکْرٌ سے۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ اِن شرطیہ کے آنے سے نون اعرابی حذف ہو گیا ہے (تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو اَشْکُرْ)

تَشْکُرُوْنَ۔ تم شکر کرتے ہو، تم احسان مانتے ہو تم حق مانو، تم شکر کرو، شُکْرٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۲/۱ ۲/۲ ۲/۳ ۲/۶ ۲/۷ ۴/۹ ۱۳/۸ ۱/۱۰ ۱۵/۱۵ ۱۲/۱۴ ۱۴/۱۵ ۱۸/۱۴ ۱۲/۲۲ ۱۸/۲۵ ۱۵/۲۷ ۲/۲۹

تَشْمِتْ توہنسائے، توخوش کرے، اِشْمَاتٌ سے جس کے معنی دشمن کو ہنسانے اور خوش کرنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ۹

تَشْهَدُ۔ وہ (عورت) شہادت دے، وہ گواہی دے، وہ شہادت دیگی، وہ گواہی دیگی شَهَادَةٌ سے، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ (ملاحظہ ہو اَشْهَدُ) پ۱۸ ع۹ پ۲۳

تَشْهَدُ۔ توشہادت دے، تو گواہی دے، شَهَادَةٌ سے۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۳

تَشْهَدُوْنَ تم شاہد ہو، تم حاضر ہو، تم گواہی دیتے ہو، شُهُوْدٌ سے، جس کے معنی حاضر ہونے اور موجود ہونے کے ہیں اور شَهَادَةٌ سے جس کے معنی گواہی دینے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو شَهَادَةٌ) پ۱ پ۳ ع۱۵ پ۶

تَشِيْعَ۔ وہ فاش ہو، اس کا چرچا ہو، وہ پھیلے (ضَرَبَ) شُيُوْعٌ سے، جس کے معنی آشکار ہونے، پھیلنے اور قوت پانے کے ہیں مضارع کا صیغہ، واحد مؤنث غائب پ۱۸

فصل الصاد المهملة

تُصْحِبْنِيْ۔ تو مجھے صحبت میں رکھ، تو مجھے ساتھ رکھ، تُصَاحِبْ مُصَاحَبَۃٌ سے جس کے معنی کسی کی صحبت میں رہنے اور کسی کو ساتھ رکھنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ہے۔ پ۱۶

تُصْبِحُ وہ ہوجاتی ہے، وہ ہوجائے گی، اِصْبَاحٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو اِصْبَاحٌ اور اَصْبَحَتْ) پ۱۵ پ۱۴

تُصْبِحُوْا۔ تم لگو، تم ہوجاؤ، اِصْبَاحٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، عامل کے آنے سے نون اعرابی حذف ہوگیا ہے۔ پ۲۶ ع۱۳

تُصْبِحُوْنَ۔ تم صبح کرتے ہو، تم صبح کروگے، اِصْبَاحٌ سے، مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، (ملاحظہ ہو اِصْبَاحٌ) پ۲۱ ع۵

تَصْبِرُ۔ توصبر کریگا، صَبْرٌ سے، مضارع کا صیغہ، واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِصْبِرْ) پ۱۵ ع۲۱

تَصْبِرُوْا تم صبر کرو، تم ٹھیرے رہو، صَبْرٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، نون اعرابی عامل کے سبب محذوف ہے پ۴ پ۵ پ۲۷

تَصْبِرُوْنَ. تم صبر کرتے ہو، تم ثابت رہتے ہو، صَبْرٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۱۸/۱۷

تُصِبْكَ. تجھکو پہنچے، تُصِبْ اِصَابَۃٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، کَ ضمیر واحد مذکر حاضر، تُصِبْ اصل میں تُصِيْبُ تھا ان شرطیہ کے آنے سے ی جو حرفِ علت ہے حذف ہوگئی (ملاحظہ ہو اُصِیْبُ) ۱۲/۱

تُصِبْكُمْ تم کو پہنچے، اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے، ۴/۱

تُصِبْهُمْ. ان کو پہنچے، اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے، ۹/۱ ۱۲/۱ ۲۵/۹

تَصَدَّقَ. اس نے خیرات کی، اس نے بخشدیا تَصَدُّقٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو اَصَّدَّقَ) ۶/۱

تَصَدَّقْ، تو صدقہ دے، تو خیرات کر، تو بخشش کر، تَصَدُّقٌ سے، امر کا صیغہ، واحد مذکر حاضر، تَصَدَّقْ اصل میں تَتَصَدَّقْ تھا، ایک تا، حذف ہوگئی ہے یہاں "تصدق" سے کیا مراد ہے، عام مفسرین کی رائے ہے کہ زیادہ دینے میں چشم پوشی مراد ہے، بات یہ تھی کہ برادرانِ یوسف علیہ السلام ذرا سا مال لیکر آئے تھے اور چاہتے یہ تھے کہ اس کے عوض اتنا ہی غلہ مل جائے جتنا پہلے ملا تھا، اس لئے "تصدق" کا مطلب یہ ہے کہ ناقص پونجی لیکر درگزر کرو اور پورا ناپ دو ابن جریج اور ضحاک کا قول یہ ہے کہ "تصدق" سے مراد یہ ہے کہ ہمارا بھائی ہم کو واپس کر دو، غرض اکثر مفسرین کے نزدیک "تصدق" سے یہاں اصطلاحی صدقہ اور خیرات مراد نہیں ہے، علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے دیگر انبیاء علیہم السلام کے لئے بھی صدقہ حلال تھا یا نہیں، سفیان بن عینیہ کا جواب اثبات میں ہے، ان کا استدلال اسی آیت سے ہے، لیکن جمہور علماء نے انکار کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ صدقہ کے بارے میں تمام انبیاء کا حال یکساں ہے، ان کو مخلوق کے سامنے جھکنے اور اس سے لینے کی ممانعت ہے، صدقہ لوگوں کا میل کچیل ہے، وہ ان کے لئے کیونکر حلال ہوسکتا ہے، انبیاء ماسوی اللہ سے مستغنی ہوتے ہیں اس لئے یہاں "تصدق" سے صدقہ نہیں بلکہ حسنِ ضیافت مراد ہے[1]۔ ۱۳/۲

تَصَدَّقُوْا۔ تم خیرات کرو، تم صدقہ کرو۔ تَصَدُّقٌ سے، مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر،

[1] ملاحظہ ہو لباب التاویل علامہ خازن بغدادی ج ۳ ص ۲۵۴ طبع مصر ۱۳۳۱ھ

أنْ ناصب کے سبب نون اعرابی ساقط ہوگیا ہے پ۳

تُصَدِّقُوْنَ. تم سچ مانتے ہو، تم تصدیق کرتے ہو
تَصْدِیْقٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر،
(ملاحظہ ہو تَصْدِیْقٌ) ۲۷/۱۵

تَصُدُّوْنَ. تم روکتے ہو، تم بند کرتے ہو،
(نصر) صَدٌّ سے جس کے معنی روکنے کے ہیں
مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۳ ۱۸

تَصُدُّوْنَا، تم ہم کو بند کرو، تم ہم کو روک دو،
اس میں نا ضمیر جمع متکلم ہے اور نون اعرابی أنْ
ناصبہ کے آنے سے حذف ہوگیا۔ پ۱۳ ۱۵

تَصَدّٰی. تو فکر میں ہے، تو درپے ہے، تَصَدِّیٌ
سے جس کے معنی کسی چیز کے درپے ہونے اور
آنے سامنے ہونے کے ہیں. مضارع کا صیغہ
واحد مذکر حاضر، تَصَدِّیٌ صَدٰی سے ماخوذ ہے
"صدی" آواز بازگشت کو کہتے ہیں، اس اعتبار
سے "تصدی" کے معنی ہوئے کسی چیز کے اس
طرح مقابل ہونے کے جس طرح صدائے بازگشت
مقابل ہوتی ہے، تَصَدّٰی اصل میں تَتَصَدّٰی
تھا ایک تاء حذف ہوگئی ۳۰/۵

تَصْدِیَةً. تالیاں بجانا، بروزن تَفْعِلَةٌ باب
تفعیل کا مصدر ہے، پ۹ ۱۸

تَصْدِیْق. سچ ماننا، سچا کرنا، تصدیق کرنا، بروزن
تَفْعِیْلٌ مصدر ہے، پ۱۱ ۱۳

تَصْرِفْ، تو پھیریگا، تو دفع کریگا، صَرْفٌ سے
مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَصْرِفْ) ۱۲/۱۳

تُصْرَفُوْنَ. تم پھیرے جاتے ہو، تمہیں پھیر دیا
جاتا ہے، صَرْفٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ
جمع مذکر حاضر، پ۹ ۲۳/۱۵

تَصْرِیْفِ. پھیرنا، بدلنا، بروزن تَفْعِیْلٌ
مصدر ہے، پ۲ ۲۵/۱۱

تَصْطَلُوْنَ، تم تاپو، اِصْطِلَاءٌ سے جس کے
معنی تاپنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ، جمع مذکر
حاضر، پ۱۹ ۲

تُصْعِدُوْنَ. تم چڑھے جاتے تھے، تم چڑھ
رہے تھے، تم دور جا رہے تھے، اِصْعَادٌ سے
مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، اِصْعَادٌ کے متعلق
بیان کیا جاتا ہے کہ زمین میں دور ہونے کو کہتے ہیں
خواہ زمین کے بالائی حصہ میں ہو یا نشیبی حصہ میں
صُعُوْدٌ سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنی بالائی مقامات
پر چلنے کے ہیں جیسے بصرہ سے نجد و حجاز کی طرف
جانا، پھر اس کا استعمال بالائی مقامات سے
قطع نظر کرکے دور چلنے کے لئے ہونے لگا۔ جس

طرح سے کہ لفظ تعالیٰ اصل میں اوپر کی طرف بلانے کے لئے تھا، پھر ہر آمد کے لئے استعمال ہونے لگا، خواہ اوپر سے آیا جائے یا نیچے کو، پ۲۱

تُصَعِّرْ تو پھلا، تو موڑ، تَصْعِیْرٌ سے، جس کے معنی تکبر سے منہ موڑنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، لَا تُصَعِّرْ (تو مت پھلا، تو نہ موڑ) فعل نہی ہے، پ۲۱

تَصْغٰی۔ وہ جھکتی ہے، وہ جھکتے ہیں (سَمِعَ، نَصَرَ) صَغْوٌ اور صَغْیٌ سے، جس کے معنی جھکنے اور مائل ہونے کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، پ۸

تَصِفُ، وہ بیان کرتی ہے، (ضَرَبَ) وَصْفٌ سے، جس کے معنی کسی چیز کو اس کے حلیہ اور صفت کے ساتھ بیان کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ، واحد مؤنث غائب، وصف کبھی حق ہوتا ہے اور کبھی باطل، یہاں وصف باطل ہی مراد ہے، پ۱۴، ۱۴، ۲۱

تَصْفَحُوْا۔ درگزر کرو، صَفْحٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِصْفَحْ) پ۲۸

تَصِفُوْنَ تم بتلاتے ہو، تم بیان کرتے ہو، وَصْفٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ یہاں بھی وصف باطل ہی مراد ہے پ۱۲، ۱۳، ۱۷

تَصِلُ وہ پہنچتی ہے، وہ پہنچتے ہیں (ضَرَبَ) وُصُوْلٌ سے، جس کے معنی پہنچنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ، واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو بُشِّتْ) پ۱۲

تُصَلِّ ۔ تو نماز پڑھ، تَصْلِیَۃٌ سے، جس کے معنی نماز پڑھنے اور دعا کرنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، لَا تُصَلِّ (تو نماز نہ پڑھ) صیغہ نہی ہے، یہاں نماز سے نماز جنازہ اور میت کے لئے دعا استغفار مراد ہے، پ۱۰

تُصْلِحُوْا۔ تم صلح کراتے ہو، تم اصلاح کرتے ہو تم سنوارتے، اِصْلَاحٌ سے، مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِصْلَاحٌ) پ۲، پ۵

تَصْلٰی۔ وہ داخل ہوگی، وہ داخل ہوں گے، صَلْیٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو اِصْلَوْهَا) پ۳۰

تَصْلِیَۃٌ۔ نماز پڑھنا، درود پڑھنا، ایندھن کا آگ میں جلانا، عصا یا لکڑی کا آگ میں تپا کر سیدھا کرنا، گھوڑ دوڑ میں گھوڑے کا دوسرے نمبر پر آنا بروزن تَفْعِلَۃٌ باب تَفْعِیْلٌ کا مصدر ہے، یہاں دوزخ کی آگ میں جلنا مراد ہے۔ پ۲۷

تُصْنَعَ ۔ تو تیار ہو، تو پرورش کیا جائے ۔ صَنْعٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِصْنَعْ) پ۱۶

تَصْنَعُوْنَ ، تم بناتے ہو، تم کرتے ہو، صَنْعٌ سے ۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۱۸

تَصُوْمُوْا ۔ تم روزہ رکھو، (نَصَرَ) صَوْمٌ سے جس کے معنی روزہ رکھنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر اَنْ ناصبہ کے آنے سے نون اعرابی حذف ہوگیا، (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو صَوْمًا) پ۲

تُصِيْبَكُمْ ، تم کو پہنچ جاتی، تم پر پڑتی، تُصِيْبُ اِصَابَۃٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اُصِيْبُ) پ۱۱

تُصِيْبَنَّ ۔ وہ پہنچے، وہ آپڑے، اِصَابَۃٌ سے مضارع با نون تاکید کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۹

تُصِيْبَنَا ۔ ہم کو پہنچ جائے، ہم پر آپڑے تُصِيْبُ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، نَا ضمیر جمع متکلم، پ۱۲

تُصِيْبُوْا ۔ تم جا پڑو، تم پہنچاؤ، اِصَابَۃٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۲۶

تُصِيْبُهُمْ ، ان کو پہنچتی رہے گی، ان پر پڑتی رہیگی، ان پر پڑے، ان کو پہنچ جائے، اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے ۔ پ۱۳ پ۱۵ پ۸

تَصِيْرُ ، وہ پھرتی ہے، وہ لوٹتی ہے، وہ پھرتے ہیں وہ پہنچتے ہیں (ضَرَبَ) صَيْرٌ سے جس کے معنی ایک حال سے دوسرے حال کی طرف پلٹنے اور پھرنے کے ہیں ۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب جب اس کے صلہ میں اِلیٰ آتا ہے، تو معنی وہاں تک پہنچنے اور منتہی ہونے کے ہوتے ہیں، افعال ناقصہ میں سے ہے (ملاحظہ ہو بِئْسَتْ) پ۲۵

فصل الضاد المعجمة

تُضَارَّ ۔ اسے رنج پہنچایا جائے، اسے تنگ کیا جائے، مُضَارَّۃٌ سے، جس کے معنی تنگ کرنے اور رنج پہنچانے کے ہیں، مضارع مجہول کا صیغہ، واحد مؤنث غائب پ۲

تُضَارُّوْهُنَّ ۔ ان عورتوں کو ایذا دو، تُضَارُّوْا مُضَارَّۃٌ سے مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب لَا تُضَارُّوْهُنَّ (انھیں ایذا مت دو) فعل نہی ہے ۔ پ۲۸

تَضْحَكُوْنَ تم ہنستے ہو، تم ہنسی کرتے ہو (سَمِعَ) ضِحْكٌ سے جس کے معنی ہنسنے کے ہیں ۔

مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ضحک کا استعمال بطور استعارہ تمسخر اور ہنسی کے لئے بھی ہوتا ہے۔ اور یہاں بھی تمسخر کی ہنسی مراد ہے۔

تَضْحٰی۔ تو دھوپ کھائے، تجھے دھوپ کی تپش ستائے، (سَمِعَ) ضُحًی سے جس کے معنی دھوپ اور آفتاب کی تمازت میں نکلنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر،

تَضْرِبُوْا۔ تم بیان کرو، ضَرْبٌ سے مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، لَا تَضْرِبُوْا (تم نہ بیان کرو) صیغہ نہی ہے (ملاحظہ ہو اِضْرِبْ)

تَضَرُّعًا۔ عاجزی کرنا، گڑگڑانا، بروزن تَفَعُّلٌ مصدر ہے۔

تَضَرَّعُوْا۔ وہ گڑگڑائے، انھوں نے عاجزی کی، تَضَرُّعٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب

تَضُرُّوْنَهٗ۔ تم اس کو ضرر پہنچاؤ گے۔ تم اس کا بگاڑ سکو گے، تَضُرُّوْنَ ضَرٌّ سے جس کے معنی نقصان دینے اور ضرر پہنچانے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔

تَضُرُّوْهُ تم اس کا بگاڑو گے، تم اس کا ضرر کرو گے اس میں نون اعرابی ساقط ہوگیا ہے۔

تَضَعُ۔ وہ رکھدے، وہ ڈال دے، وہ جنتی ہے وہ ڈال دیگی (فَتَحَ) وَضْعٌ سے۔ جس کے معنی رکھنے اور ڈالنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مونث غائب

تَضَعُوْا۔ تم رکھدو، تم اتار رکھو، وَضْعٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، اَنْ ناصبہ کے سبب نون اعرابی حذف ہوگیا ہے،

تَضَعُوْنَ۔ تم اتار رکھتے ہو، وَضْعٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر،

تُضِلُّ۔ تو گمراہ کرتا ہے، اِضْلَالٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، (ملاحظہ ہو اَضَلَّ)

تَضِلَّ۔ وہ عورت بھول جائے، وہ بہک جائے ضَلَالٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مونث غائب (ملاحظہ ہو اَضَلَّ اور ضَلَالٌ)

تَضِلُّوْا۔ تم بہکو، تم بہک جاؤ، تم گمراہ ہو جاؤ۔ ضَلَالٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر اَنْ ناصبہ کے سبب نون اعرابی ساقط ہوگیا ہے

تَضْلِيْلٍ بے راہ کرنا، غلط کرنا بروزن تَفْعِيْلٌ مصدر ہے،

تُضَيِّقُوْا۔ تم تنگی کرو، تم تنگ پکڑو، تَضْيِيْقٌ کے

جس کے معنی کام میں تنگی کرنے اور تنگ پکڑنے کے ہیں. مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، نون اعرابی عامل کے آنے کی وجہ سے ساقط ہوگیا ۲۸/۱۲

فصل الطاء المهملة

تَطَاوَلَ۔ وہ دراز ہوا، وہ لمبا گزرا، تَطَاوُلٌ سے جس کے معنی درازی اور طول کے ظاہر کرنے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، اس کا استعمال جب عمر کے لئے ہوگا تو درازی عمر کے معنی ہوں گے۔ ۲۰/۸

تَطْرُدْ۔ تو ہانکے، (نَصَرَ) طَرْدٌ سے، جس کے معنی ذلیل سمجھ کر ہانکنے اور دور کر دینے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، لَا تَطْرُدْ (تو نہ ہانک) فعل نہی ہے۔ ۷/۱۲

تَطْرُدْهُمْ۔ تو ان کو ہانک دے، اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے ب

تُطِعْ۔ تو حکم مانے، تو حکم مانیگا، اِطَاعَةٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، تُطِعْ اصل میں تُطِيْعُ تھا، اِنْ شرطیہ کے آنے سے ی جو حرف علت ہے حذف ہوگئی، ب

لَا تُطِعْ (تو کہا نہ مان، تو اطاعت نہ کر) فعل نہی ہے (ملاحظہ ہو اَطَاعَ) ۱۵/۱۶ ۱۷/۲ ۲۱/۱۴ ۲۲/۳ ۲۹/۲۰,۳

تُطْعِمُوْنَ۔ تم کھلاتے ہو، تم کھانا دیتے ہو، اِطْعَامٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِطْعَامٌ) ب

تُطِعْهُ۔ تو اس کا کہا مان، تو اس کی فرمانبرداری کر اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے ۳۰/۲۱

تُطِعْهُمَا تو ان دونوں کی اطاعت کر، تو ان دونوں کا کہا مان، اس میں هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب ہے۔ ۲۰/۱۳ ۲۱/۱۱

تَطْغَوْا۔ تم زیادتی کرو، تم حد سے بڑھو، تم سرکشی کرو (سَمِعَ، نَصَرَ) طُغْيَانٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، لَا تَطْغَوْا (تم زیادتی نہ کرو، تم سرکشی نہ کرو) صیغہ نہی ہے (ملاحظہ ہو اَطْغٰى) ۱۲/۱ ۱۶/۱۳ ۲۷/۱۱

تَطَّلِعُ۔ تو خبردار رہتا ہے، تو خبردار رہوگا اِطِّلَاعٌ سے، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِطَّلَعَ) ب

تَطَّلِعُ۔ وہ خبردار ہوتی ہے، وہ جھانک لیتی ہے اِطِّلَاعٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب ۳۰/۲۹

تَطَّلِعُ۔ وہ نکلتی ہے، وہ طلوع ہوتی ہے (نَصَرَ) طُلُوْعٌ سے جس کے معنی طلوع ہونے اور نکلنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ شمس (آفتاب) عربی میں مؤنث استعمال ہوتا ہے۔ پ۳۰/۷

تَطْمَئِنُّ۔ وہ آرام پاتی ہے، وہ چین پائے۔ وہ مطمئن ہو جائے، وہ سکون پائے، اِطْمِيْنَانٌ سے مضارع کا صیغہ، واحد مؤنث غائب۔ (ملاحظہ ہو اِطْمَأَنَّ) پ۳/۴ پ۵/۵ پ۹/۱۵ پ۱۲/۱۰

تَطْمَعُوْنَ۔ تم توقع رکھتے ہو، تم طمع رکھتے ہو، طَمَعٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ (ملاحظہ ہو اَطْمَعَ) پ۱/۹

تَطَوَّعَ۔ اس نے خوشی سے نیکی کی، اس نے شوق سے نیکی کی، اس نے زیادہ نیکی کی، تَطَوُّعٌ سے جس کے معنی اصل میں تو نیکی میں تکلف کرنے کے ہیں مگر عرف میں جو چیزیں کہ لازم اور فرض نہ ہوں جیسے نوافل وغیرہ ان کے بجالانے اور انجام دینے کو کہتے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ۲/۳و۷

تَطَؤُهَا۔ تم نے اس پر پاؤں رکھا، تم نے اس کو پامال کیا (سَمِعَ) تَطَؤُا وَطْأٌ سے جس کے معنی پامال کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب لَمْ کے آنے سے یہاں مضارع ماضی منفی کے معنی میں ہو گیا ہے۔ پ۲۱/۱۸

تَطَؤُهُمْ۔ تم ان کو پامال کرو گے، تم ان کو روند ڈالو گے، اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ۲۶/۱۱

تَطَهَّرْنَ وہ پاک ہوں، وہ پاک ہوتی ہیں، تَطَهُّرٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مؤنث غائب، (ملاحظہ ہو اِطَّهَّرُوْا) پ۲/۱۲

تُطَهِّرُهُمْ، تو ان کو پاک کرے، تو ان کو پاک کرتا ہے، تو ان کو پاک کرے گا۔ تُطَهِّرُ تَطْهِيْرٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب واضح رہے کہ طہارت کی دو قسمیں ہیں ایک طہارت جسم، دوسرے طہارتِ نفس یہاں دوسری قسم کی طہارت مراد ہے۔ پ۱۱/۲

تَطْهِيْرًا پاک کرنا۔ بروزن تَفْعِيْلٌ مصدر ہے پ۲۲/۱

تَطَيَّرْنَا۔ ہم نے شگون بدلیا۔ ہم نے نامبارک سمجھا، ہم نے منحوس جانا، تَطَيُّرٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم (ملاحظہ ہو اِطَّيَّرْنَا) پ۲۲/۱۹

تُطِيْعُوْا۔ تم اطاعت کرو گے، تم کہا مانو گے اِطَاعَةٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، اِنْ شرطیہ کے آنے سے نون اعرابی حذف ہو گیا (ملاحظہ ہو اَطَاعَ) پ۲/۱و۷ پ۱۵/۱۳ پ۱۹/۱۲ پ۲۶/۱۰و۱۴

تُطِيعُوهُ تم اس کی اطاعت کرو گے، تم اس کا کہا مانو گے، اس میں ہُ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔

فصل الظاء المعجمة

تَظَاهَرَا۔ وہ دونوں آپس میں موافق ہوئے وہ دونوں ایک دوسرے کے مددگار ہوئے، تَظَاهُرٌ سے، جس کے معنی ایک دوسرے کی معاونت کرنے اور ہم پشت ہونے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب، ۲۸

تَظٰهَرَا۔ تم دونوں آپس میں ایک دوسرے کی مدد کروگی، تَظَاهُرٌ سے مضارع کا صیغہ تثنیہ مؤنث حاضر، اصل میں تَتَظَاهَرَانِ تھا، ایک تا، حذف ہوگئی، اور نون اعرابی ان شرطیہ کے آنے سے گر پڑا، ۲۸/۱۹

تَظٰهَرُوْنَ۔ تم چڑھائی کرتے ہو، تم آپس میں مدد کرتے ہو، تَظَاهُرٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، اصل میں تَتَظَاهَرُوْنَ تھا، ایک تا رگر گئی، ۱

تُظٰهِرُوْنَ۔ تم ظہار کرتے ہو، تم ماں کہتے ہو مُظَاهَرَةٌ اور ظِهَارٌ سے جس کے معنی اپنی بیوی سے ظہار کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ظِهَارٌ کے لغوی معنی ہیں شوہر کا اپنی بیوی سے یوں کہنا کہ تو مجھ پر ایسی ہے جیسی میری ماں کی پیٹھ، یہ گویا حرمت کا استعارہ ہے یعنی تو مجھ پر حرام ہے، اور شرع میں اپنی منکوحہ کو محرمات ابدیہ کے ساتھ یا ان کے ان اعضا کو تشبیہ دینا کہ جن کا دیکھنا اس شخص کو جائز نہیں ظہار کہلاتا ہے، ظہار کا حکم یہ ہے کہ شوہر کو اس عورت سے صحبت کرنا یا ایسی باتیں جو صحبت کا سامان ہوں مثلاً بوس وکنار وغیرہ جب تک کہ ظہار کا کفارہ نہ ادا کرے حرام ہیں۔ ظہار کا کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے اور اگر غلام آزاد کرنے کو نہ ملے تو دو ماہ کے پےدرپے روزے رکھے۔ اس طرح کہ ان دونوں مہینوں کے بیچ میں رمضان یا ایسے دن واقع نہ ہوں جن میں روزہ رکھنا ممنوع ہے، یعنی عیدین اور ایام تشریق، پھر اگر روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یا کھانے کی قیمت دے، ظہار اور کفارۂ ظہار کے مسائل سے کتب فقہ بالامال ہیں تفصیل کیلئے ان کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہیے، ۲۱/۱

تَظْلِمْ اس نے گھٹایا، اس نے ظلم کیا ظُلْمٌ سے، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، یہاں ظلم کے معنی گھٹانے اور نقصان کرنے کے ہیں، لَمْ کے آنے سے مضارع ماضی منفی کے معنی میں ہوگیا ہے۔ ۱۵

تُظْلَمُ اس (جان) پر ظلم کیا جاتا ہے، اس پر ظلم کیا جائے گا، ظُلْمٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب، ۲۴

تَظْلِمُوْا تم ظلم کرو، ظُلْمٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، لَا تَظْلِمُوْا (تم ظلم نہ کرو) صیغہ نہی ہے۔ ۱۰

تَظْلِمُوْنَ تم ظلم کرتے ہو، تم ظلم کروگے، ظُلْمٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ۳

تُظْلَمُوْنَ تم پر ظلم کیا جاتا ہے، تم پر ظلم کیا جائیگا ظُلْمٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۳ ۵ ۱۰

تَظْمَؤُا۔ تو پیاسا رہے، تو تشنہ رہے (مہمع) ظَمَأٌ سے، جس کے معنی پیاسا رہنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، ۱۶

تَظُنُّ۔ وہ گمان کرتی ہے، وہ خیال کرتی ہے ظَنٌّ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو أَظُنُّ) ۲۹

تَظُنُّوْنَ۔ تم جانوگے، تم گمان کروگے تم خیال کرتے ہو، تم گمان کرتے ہو، ظَنٌّ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ۵ ۱۸

تُظْهِرُوْنَ، تم کو دوپہر ہو، تم ظہر کا وقت پاؤ، اِظْهَارٌ سے، جس کے معنی ظہر کا وقت کرنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، واضح رہے کہ جس طرح أَصْبَحَ صبح کرنے اور أَمْسٰى شام کرنے کے لئے آتا ہے، اسی طرح أَظْهَرَ کا استعمال ظہر کرنے کے لئے ہوتا ہے، ۲۱

فصل العین المهملة

تَعَارَفُوْا تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو، تَعَارُفٌ سے جس کے معنی آپس میں ایک دوسرے کو پہچاننے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر اصل میں تَتَعَارَفُوْا تھا ایک تا حذف ہوگئی، ۲۶

تَعَاسَرْتُمْ تم نے ایک دوسرے پر تنگی کی، تم نے آپس میں ضد کی، تَعَاسُرٌ سے جس کے معنی آپس کے معاملہ میں دشواری پیدا کرنے اور باہم ایک دوسرے کو تنگ کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ۲۸

تَعَاطٰی - اس نے دست درازی کی، اس نے ہاتھ چلایا، اس نے پکڑا، تَعَاطِیٌ سے جس کے معنی کسی چیز کی طرف ہاتھ بڑھانے اور اس کو پکڑنے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۲۷/۹

تَعَالَوْا - تم آؤ، تَعَالِیٌ سے، جس کے معنی بلند ہونے اور آنے کے ہیں، امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر اصل میں تَعَالِ کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو بلند مقام کی طرف بلایا جائے پھر ہر جگہ بلانے کے لئے اس کا استعمال کیا گیا۔ بعض علماء نے تصریح کی ہے کہ یہ عُلُوٌّ سے ماخوذ ہے، جس کے معنی رفعت منزلت کے ہیں تو گویا تَعَالَوْا میں رفعتِ منزلت کے حصول کی دعوت ہے، قرآن مجید میں جہاں تَعَالَوْا کا استعمال ہوا ہے وہاں یہ چیز موجود ہے، علماءِ لغت نے تصریح کی ہے کہ تَعَالِ مطلقاً ھَلُمَّ کے ہم معنی ہے پ ۳/۱۴،۱۵ پ ۸ پ ۹ پ ۴ پ ۹ پ ۲۵/۱۴

تَعَالٰی - وہ برتر ہے، وہ بلند ہے، تَعَالِیٌ سے بمعنی بلند و برتر ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب یہاں پر باب تَفَاعُلٌ کا استعمال تکلف کے لئے نہیں بلکہ مبالغہ کے لئے ہے، پ ۸/۱۲ پ ۱۷ پ ۱۷ پ ۱۷

پ ۵ پ ۲۴/۷ پ ۱۸ ۵و۶ پ ۲۰ ۱و۱۰ پ ۲۱/۷ پ ۲۲/۳ پ ۲۹/۱۱

تَعَالَیْنَ تم آؤ، تَعَالِیٌ سے بمعنی آنے کے امر کا صیغہ جمع مؤنث حاضر، پ ۲۱/۲۰

تَعَاوَنُوْا، تم آپس میں مدد کرو، تَعَاوُنٌ سے جس کے معنی آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ ۶

تَعْبَثُوْنَ - تم بیکار مشغول ہوتے ہو، تم کھیلتے ہو (سَمِعَ) عَبَثٌ سے جس کے معنی کھیلنے اور بیکار چیز میں مشغول ہونے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱۹/۱۱

تَعْبُدُ، تو عبادت کرتا ہے، تو پوجتا ہے، عُبُوْدِیَۃٌ اور عِبَادَۃٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، لِمَ تَعْبُدُ (تو کیوں پوجتا ہے، کیوں عبادت کرتا ہے) فعل مضارع ہے (ملاحظہ ہو اَعْبُدُ) پ ۱۶

تَعْبُدُ - وہ عبادت کرتی ہے، وہ پوجتی ہے، عِبَادَۃٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ ۱۹/۱۸

تَعْبُدُوْا - تم پوجو، تم عبادت کرو، عِبَادَۃٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، لَا تَعْبُدُوْا (تم مت پوجو، تم عبادت نہ کرو) فعل نہی ہے، پ ۱۲/۲،۱۵ پ ۵/۲

پ ۳۳/۲ پ ۲۲/۱۲ پ ۲۶/۳

تَعْبُدُوْنَ - تم پوجتے ہو، تم عبادت کرتے ہو تم پوجو گے، تم عبادت کرو گے، عِبَادَۃٌ سے

مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ۱/۱۰و۱۶ ۵/۲ ۱۳/۲

۸/۶و۱۶ ۱۵/۱۵ ۲۱/۱۳ ۱۵/۱۴ ۹/۹ ۲۰/۱۳ ۳۰/۲و۹

۱۸/۲۳ ۹/۲۵ ۴/۲۰ ۲۲/۳۰

تَعْبُرُوْنَ۔ تم تعبیر بیان کرتے ہو (نَصَرَ) عِبَارَۃٌ سے، جس کے معنی خواب کی تعبیر بیان کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۱۶/۱۲

تَعْتَدُوْا۔ تم زیادتی کرنے لگو، تم حد سے گزر جاؤ اِعْتِدَاءٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، (ملاحظہ ہو اِعْتَدَوْا) ۲/۲ ۵/۶ ۲/۷

تَعْتَدُّوْنَهَا۔ تم اس کو شمار کرو، تم اس کی گنتی پوری کراؤ، تَعْتَدُّوْنَ اِعْتِدَادٌ سے جس کے معنی گنے جانے، گننے کے لئے لانے اور عدت کرنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب ۲۲/۳

تَعْتَدُوْهَا۔ تم اس سے آگے بڑھو، تم اس سے تجاوز کرو، تَعْتَدُوْا صیغہ مضارع۔ ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب، ۱۲/۲

تَعْتَذِرُوْا۔ تم عذر کرنے لگو، تم بہانہ کرو اِعْتِذَارٌ سے، جس کے معنی عذر بیان کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر کا تَعْتَذِرُوْا۔ تم بہانے مت بناؤ، تم عذر نہ کرو، صیغہ نہی ہے

عذر کے معنی ہیں انسان کا کسی ایسی بات کو تلاش کرنا جو اس کے گناہوں کو میٹ دے۔ اس کی کئی صورتیں ہیں مثلاً یہ کہنے لگے کہ میں نے کیا ہی نہیں یا کیا تو اس لئے کیا اور اس سلسلہ میں ایسی بات پیش کرنے لگے جس سے گنہگار نہ ٹھہرے، یا یوں کہے کہ میں نے کیا تو ضرور مگر آئندہ سے نہ کرونگا وغیرہ وغیرہ اس قسم کی باتیں عذر کہلاتی ہیں، اور اس اخیر صورت کا نام توبہ ہے، پس ہر توبہ عذر میں داخل ہے لیکن ہر عذر توبہ نہیں ۱۴/۱۱ ۱/۱۰ ۱۹/۲۵

تَعْثَوْا۔ تم فساد کرو، (سَمِعَ) عِثِيٌّ اور عُثُوٌّ سے جس کے معنی فساد کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، جس فساد کا ادراک حسی ہو عَيْثٌ اور عُثُوٌّ کہلاتا ہے اور جس فساد کا ادراک حکمی ہو اسے عِثِيٌّ کہتے ہیں، عَيْثٌ اور عُثُوٌّ باب نَصَرَ کے مصدر ہیں اور عِثِيٌّ اور عُثِيٌّ باب سَمِعَ کے ہیں ۱/۷ ۱۴/۲ ۸/۱۲ ۱۴/۱۹

تَعْجَبُ۔ تو تعجب کرے، تو اچنبھا کرے (سَمِعَ) تَعَجُّبٌ سے، جس کے معنی تعجب کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، تعجب اس حالت کا نام ہے جو انسان کو کسی شے کا سبب معلوم نہ ہونے پر پیش آتی ہے، کسی دانا کا قول ہے

العجب مالایعرف سببہ (عجب وہ ہے جس کا سبب نہ معلوم ہو) اللہ تعالیٰ کو اس لئے تعجب نہیں ہوتا کہ وہ علام الغیوب ہے۔ اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں، پ۲۳

تُعْجِبُكَ۔ وہ تجھے تعجب میں ڈال دے، وہ تجھے خوش لگے، تُعْجِبُ اِعْجَابٌ سے، مضارع کا صیغہ، واحد مؤنث غائب کَ ضمیر واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَعْجَبَ) پ۱۱ ع۱۲ و ۱۷

تَعْجَبُوْنَ۔ تم تعجب کرتے ہو، تم اچنبھا کرتے ہو عَجَبٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ۲۷

تَعْجَبِیْنَ۔ تو تعجب کرتی ہے، تو اچنبھا کرتی ہے عَجَبٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث حاضر پ۱۲

تَعَجَّلَ اس نے جلدی کی، تَعَجُّلٌ سے جس کے معنی جلدی کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ۲

تَعْجَلْ۔ تو جلدی کرے، (سَمِعَ) عَجَلٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر لَا تَعْجَلْ (تو جلدی نہ کر) فعل نہی ہے (ملاحظہ ہو عَجَلٌ) پ۱۶ ع۱۵ و ۱۷ پ۲۹

تَعْدُ، وہ پھرے، وہ دوڑے (نَصَرَ) عَدْوٌ سے جس کے معنی پھرنے، دوڑنے اور کسی چیز سے تجاوز کرنے اور گزرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو عَدْوًا) پ۱۵ ع۱۶

تَعِدَانِنِیْ۔ تم دونوں مجھ کو وعدہ دیتے ہو، (ضَرَبَ) تَعِدَانِ وَعْدٌ سے، جس کے معنی وعدہ کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ تثنیہ مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ہے، وَعْدٌ کا استعمال خیر و شر دونوں میں ہوتا ہے یعنی وعدہ میں بھی، اور وعید میں بھی، یہاں دوسرے معنی مراد ہیں پ۲۶

تَعْدِلْ۔ وہ بدلا دیوے، (ضَرَبَ) عَدْلٌ سے جس کے معنی اصل میں تو مساوی اور برابر کرنے کے ہیں اور چونکہ بدلے کا بھی یہی مطلب ہوتا ہے کہ جس چیز کا بدلا ہے اس کے برابر ہے اس لئے بدلا کرنے کے معنی بھی آتے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، پ۱

تَعْدِلُوْا۔ تم عدل کرو، تم برابر رکھو، تم انصاف کرو، عَدْلٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر آیت شریفہ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَۃً (پھر اگر تم ڈرو کہ برابر نہ رکھو گے تو ایک ہی) میں عدل سے نفقہ اور باری کی تقسیم میں برابری مراد ہے، اور لَنْ تَسْتَطِیْعُوْا اَنْ تَعْدِلُوْا بَیْنَ النِّسَآءِ (تم ہرگز برابر نہ رکھ سکو گے عورتوں کو

میں محبت میں برابری کا بیان ہے اور انسان کی اس جبلت کی طرف اشارہ ہے جو طبعی میلان کے سلسلے میں اس کی بنائی گئی ہے کہ سب عورتوں سے برابر درجہ کی محبت اور میلان اس کی قدرت سے باہر ہے، پ۲ پ ۵ ع ۱۶ و ۱۷ پ۶

تَعِدُنَا. تو ہم سے وعدہ کرتا ہے، تو ہمیں دھمکاتا ہے، تَعِدُ وَعْدٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر نَا ضمیر جمع متکلم، یہاں بھی وعید ہی کے معنی مراد ہیں، پ ۸ ع ۱۶ و ۱۷ پ۱۲ پ۲۶

تَعْدُوْا. تم تعدی کرو، تم تجاوز کرو، تم زیادتی کرو، عَدْوٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر چونکہ لا نہی داخل ہے اس لئے فعل نہی ہے (ملاحظہ ہو تَعْدُ) پ۲

تَعُدُّوْا. تم گننے لگو، تم شمار کرنے لگو (نَصَرَ) عَدٌّ سے جس کے معنی شمار کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، نون اعرابی اِنْ شرطیہ کے آنے سے حذف ہو گیا ہے پ۱۴ پ۹

تَعُدُّوْنَ تم شمار کرتے ہو، تم گنتے ہو، عَدٌّ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۱۷ پ۲۱

تُعَذِّبَ. تو لوگوں کو عذاب دے، تو لوگوں کو تکلیف دے، تَعْذِیْبٌ سے جس کے معنی عذاب دینے کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، عذاب کہتے ہیں سخت دردمند کرنے کو، اور عذاب میں پورے طور پر محبوس رکھنے کا نام تعذیب ہے، "تعذیب" کی اصل کیا ہے اس بارے میں اختلاف رائے ہے، بعض کا خیال ہے کہ عَذَبَ الرَّجُلُ فَهُوَ عَاذِبٌ وَعَذُوْبٌ سے ماخوذ ہے، جس کا استعمال انسان کے خواب و خور کو ترک کر دینے کیلئے ہوتا ہے، پس کسی انسان کی تعذیب کا یہ مطلب ہے کہ اس پر خواب و خور کو حرام کر دیا جائے، بعض کہتے ہیں کہ اس کی اصل عَذْبٌ ہے جس کے معنی شیرینی اور گوارائی کے ہیں تو گویا "تعذیب" کے معنی زندگی کی شیرینی و گوارائی زائل کرنے کے ہوئے جس طرح سے کہ "تمریض" کے معنی بیمار کی تیمارداری اور علاج معالجہ کے ذریعہ مرض کے ازالہ کے ہیں یا "تقذیۃ" کے معنی تنکا وغیرہ دور کرنے کے ہیں اور بعض کا قول ہے کہ "تعذیب" کی اصل ہے "عذبہ" سوط سے بکثرت مارنا، سوط عربی میں کوڑے کو کہتے ہیں اور "عذبہ" اس کے اگلے حصہ اور کنارہ کو جس طرف کہ پھندنا ہوتا ہے اسی لئے

بعض اہلِ لغت نے تعذیب کے معنی مارنے اور پیٹنے کے بیان کئے ہیں اور بعض کی یہ رائے ہے کہ مَاءٌ عَذْبٌ سے ماخوذ ہے، جب شیریں پانی میں خس وخاشاک اور کدورت مل جاتی ہے تو اس پانی کو مَاءٌ عَذَبٌ بولتے ہیں، اس اعتبار سے تعذیب کے معنی زندگی کو مکدر اور حیات کو تلخ کر دینے کے ہوئے، ۸:۳۳

تُعَذِّبْهُمْ۔ تو ان کو عذاب دیگا، اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ لَا تُعَذِّبْهُمْ (تو ان کو عذاب نہ دے) صیغہ نہی ۲۰:۴۷

تَعْرُجُ۔ وہ چڑھتی ہے، وہ چڑھیگی (نَصَرَ) عُرُوْجٌ سے، جس کے معنی چڑھنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ ۷۰:۴

تُعْرِضْ۔ تو منہ پھیرلیگا، تو تغافل کرے گا، اِعْرَاضٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِعْرَاضًا) ۴:۱۳۵

تُعْرِضَنَّ۔ تو منہ پھیرلے، تو تغافل کرے، اِعْرَاضٌ سے مضارع با نون تاکید کا صیغہ واحد مذکر حاضر، ۱۷:۲۸

تُعْرِضُوْا۔ تم روگردانی کروگے، تم بچ جاؤگے تم منہ پھیروگے، اِعْرَاضٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ۴:۱۳۵

تُعْرَضُوْنَ۔ تم پیش کئے جاؤگے، تم روبرو لائے جاؤگے، تم سامنے کئے جاؤگے (ضَرَبَ) عَرْضٌ سے جس کے معنی سامنے ہونے اور ظاہر و آشکارا کرنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ۶۹:۱۸

تَعْرِفُ۔ تو پہچانے، تو پہچانتا ہے، تو پہچانے گا۔ (ضَرَبَ) مَعْرِفَةٌ اور عِرْفَانٌ سے جس کے معنی پہچاننے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، کسی چیز کی نشانیوں پر غور وفکر کے بعد اس چیز کے ادراک کرنے کا نام "معرفت" اور "عرفان" ہے یہ "علم" سے اخص ہے اور "انکار" اس کی ضد ہے، فلان یعرف الله بولتے ہیں یعلم الله نہیں بولتے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا ادراک نہیں ہو سکتا، بلکہ آثارِ الٰہی پر تدبر کے ذریعہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی ذات کا ادراک ہوتا ہے۔ اسی طرح ذات باری کے لئے "علم" کا لفظ استعمال ہوتا ہے، معرفت کا نہیں، الله یعلم کذا کہتے ہیں اور یعرف کذا نہیں کہتے، کیونکہ معرفت کا استعمال اس علم تام کے متعلق ہوتا ہے جس پر غور وفکر کے بعد

رسائی حاصل ہوتی ہے۔ پ ۱۶ ع ۳

تَعْرِفَنَّهُمْ - توان کو ضرور پہچان لیگا۔ تَعْرِفَنَّ مَعْرِفَةٌ سے، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب، ع ۲۶

تَعْرِفُونَهَا - تم اس کو پہچانو گے۔ تَعْرِفُوْنَ مَعْرِفَةٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ هَا ضمیر واحد مونث غائب پ ۲ ع ۳، پ ۱۱ ع ۱۲، پ ۲۸ ع ۱۸

تَعْرِفُهُمْ - توان کو پہچانتا ہے۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے (ملاحظہ ہو تَعْرِفُ) پ ۳ ع ۵

تَعْرَى - تو ننگا ہوگا، تو برہنہ ہوگا، عُرْیٌ سے جس کے معنی برہنہ ہونے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، پ ۱۶ ع ۱۶

تُعِزُّ - تو عزت دیتا ہے، تو عزت دیگا، اِعْزَازٌ سے جس کے معنی عزت کرنے اور عزت دینے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۳ ع ۱۱

تُعَزِّرُوْهُ - تم اس کی مدد کرو، تم اس کو قوت دو تُعَزِّرُوْا تَعْزِیْرٌ سے جس کے معنی ادب اور تعظیم کے ساتھ مدد کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر هٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔ واضح رہے کہ تَعْزِیْرٌ کے معنی شرعی حد سے کم مارنے یعنی تعزیر دینے کے بھی آتے ہیں۔ لیکن درحقیقت یہ معنی بھی اول معنی ہی کی طرف لوٹتے ہیں کیونکہ تعزیر دینے کا مقصد ہوتا ہے ادب سکھانا، اور ادب سکھانا مدد کرنے میں داخل ہے گویا اس صورت میں انسان کی مدد اس طرح کی جاتی ہے کہ جو چیز اس کے لئے مضر ہے اس سے اس کو روکا جا رہا ہے جس طرح کہ پہلی صورت میں مدد کی شکل یہ ہوتی ہے کہ جو چیزیں اس کو نقصان پہنچائیں ان کا قلع قمع کیا جائے چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ انصر اخاك ظالما او مظلوما (اپنے بھائی کی مدد کر خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم) اس پر کسی نے کہا مظلوم کی تو میں مدد کروں گا ظالم کی مدد کس طرح ہوگی آپ نے فرمایا کہ کفہ عن الظلم (اسے ظلم سے روک) پ ۶ ع ۳

تَعْزِمُوْا - تم عزم کرو، تم محکم کرو، تم قصد کرو۔ (ضَرَبَ) عَزْمٌ سے۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر یہاں لا نہی موجود ہے اس لئے فعل نہی ہے (ملاحظہ ہو عَزَم) پ ۲ ع ۱۴

تَعْسًا - ہلاکت، خواری، گر پڑنا، ٹھوکر لگنا۔ اصل میں اس کے معنی اوندھے منہ گرنے کے ہیں۔ مصدر ہے۔ باب فَتَحَ اور ضَرَبَ سے آتا ہے۔ پ ۲۶ ع ۵

تَعْضُلُوْهُنَّ - تم ان کو روکو، تم ان کو بند کرو

تم ان کو منع کرو، (نَصَرَ) تَعْضُلُوا عَضْلٌ سے جس کے معنی سختی کے ساتھ روکنے کے آتے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ھُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب، یہاں لا نہی موجود ہے اس لئے فعل نہی ہے، عَضْلٌ عَضْلَةٌ (عضلہ) سے ماخوذ ہے، پس عَضْلٌ کے معنی ہوئے عضلہ پکڑ کر باندھ دینا، یا دوسرے الفاظ میں سختی سے روک دینا جیسے کہ عَصَبٌ رگ پٹھے کو کہتے ہیں جس کی جمع اعصاب آتی ہے اور عَصْبٌ کے معنی رگ پٹھے پکڑ کر باندھنے اور سختی سے بندش کرنے کے ہیں

پ ۲ س ۲

تَعِظُونَ - تم نصیحت کرتے ہو، وَعْظٌ سے۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، وعظ کی تعریف امام راغب کے الفاظ میں یہ ہے زَجْرٌ مُقْتَرِنٌ بِتَخْوِيفٍ (اس طرح کی تنبیہ جو خوف میں ڈوبی ہوئی ہو۔) خلیل نحوی جو ائمہ متقدمین میں سے ہیں یوں فرماتے ہیں هو التذكير بالخير فيما يرق له القلب (وہ نیکی کی اس طرح یاد دہانی کرنا ہے کہ جس سے قلب میں رقت پیدا ہو۔) پ ۱۶

تَعَفُّفٌ طمع نہ کرنا، نہ مانگنا، سوال نہ کرنا عفت سے کام لینا، بروزن تَفَعُّلٌ مصدر ہے۔ جو دودھ کہ دوہنے کے بعد اونٹنی کے تھنوں میں بچ رہتا ہے اس کو اہل عرب عُفَافَةٌ یا عُفَّةٌ بولتے ہیں اور اسی لئے ان دو لفظوں کا استعمال بچے کچھے اور تھوڑے یا ذرا سے کے لئے ہوتا ہے اور عَفْعَفٌ عربی میں پیلو کے پھل کو بولتے ہیں تَعَفُّفٌ ان ہی الفاظ سے ماخوذ ہے اس لئے دراصل اس کے معنی ہیں اتنی تھوڑی چیز پر اکتفا کرنا جو بچے کچھے یا پیلو کے پھل جیسی حقیر چیز کے قائم مقام ہو، پ ۳

تَعْفُوا - تم معاف کرو، تم درگزر کرو، عَفْوٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ان شرطیہ کے آنے سے نون اعرابی حذف ہو گیا ہے، پ ۵

پ ۲۸ س ۱۶

تَعْقِلُونَ - تم سمجھتے ہو، تم عقل رکھتے ہو، تم سمجھو تم عقل رکھو، (ضَرَبَ) عَقْلٌ سے جس کے معنی سمجھنے اور عقل رکھنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، راغب اصفہانی لکھتے ہیں:۔ "عقل اس قوت کو کہا جاتا ہے جو علم کے قبول کرنے کے لئے تیار کرتی ہے اور نیز اس کو بھی عقل کہتے ہیں جس کو انسان اس قوت کے ذریعہ حاصل کرتا ہے چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

العقل عقلان مطبوع ومسموع

عقل کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ جو طبیعت میں ودیعت کی جاتی ہے اور دوسری وہ جو سن کر حاصل ہوتی ہے

ولا ینفع مسموع اذا لم یک مطبوع

اور جو سن کر حاصل ہوتی ہے وہ سود مند نہیں ہوتی جبکہ طبیعت میں ودلیعت کی جانیوالی عقل موجود نہ ہو۔

کما لا ینفع ضوء الشمس وضوء العین ممنوع

جس طرح سے کہ آفتاب کی روشنی جب آنکھ میں روشنی نہ ہو تو بے فائدہ ہے۔"

"عقل" کے پہلے معنی کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس حدیث میں اشارہ فرمایا ہے ما خلق اللہ خلقا اکرم علیہ من العقل (اللہ نے کسی مخلوق کو جو اس کے نزدیک عقل سے زیادہ باعزت ہو پیدا نہیں فرمایا۔ اور دوسرے معنی کی طرف آپ کے اس قول میں اشارہ ہے ما کسب احد شیئا افضل من عقل یھدیہ الی ھدی اویردہ عن ردی (کسی شخص نے عقل سے بڑھکر کوئی چیز نہیں کمائی جو اس کو ہدایت کی طرف رہنمائی کرے یا ہلاکت سے باز رکھے) آیت کریمہ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ (اور نہیں سمجھتے ان کو مگر علم والے) میں "عقل" سے یہی معنی مراد ہیں، اور ہر وہ جگہ جہاں "عقل" کے نہ ہونے پر اللہ تعالیٰ نے کفار کی مذمت فرمائی۔ وہاں دوسرے معنی مراد ہیں اول نہیں، جیسے وَمَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا كَمَثَلِ الَّذِي يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ إِلَّا دُعَاءً وَنِدَاءً ۚ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ (اور مثال ان لوگوں کی جو کافر ہیں اس شخص کی مثال جیسی ہے جو ایسی چیز کو پکارے کہ بجز پکارنے چلانے کے کچھ نہ سنے، (یہ کافر) بہرے، گونگے، اندھے ہیں سو ان کو عقل نہیں) وغیرہ آیتیں ہیں، اور وہ ہر جگہ کہ جہاں عقل کے نہ ہونے پر بندہ سے تکلیف شرعی کا رفع کیا گیا ہے وہاں اول معنی کی طرف اشارہ ہے پ۱/۵و۹

پ۳/۱۵ پ۳/۱۵ پ۴/۳ پ۷/۱۰ پ۸/۹ پ۹/۱۱ پ۱۱/۷ پ۱۲/۵و۱۱ پ۱۳/۹

پ۱۷/۱و۵ پ۱۸/۵و۱۳ پ۱۹/۲ پ۲۰/۹ پ۲۲/۳و۸ پ۲۳/۱۲ پ۲۵/۷ پ۲۷/۱۸

تَعْلَمُ۔ تو جانتا ہے، تو جان لیگا۔ عِلْمٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَعْلَمُ)

پ۱/۱۴ پ۵/۱۴ پ۷/۱۰ پ۷/۹ پ۱۰/۱۴ پ۱۴/۷ پ۱۳/۱۸ پ۱۶/۷ پ۱۷/۱۹

پ۲۰/۲ پ۲۱/۱۵

تَعْلَمُنَّ۔ تم ضرور جان لوگے۔ تم ضرور معلوم کرلوگے عِلْمٌ سے مضارع با نون تاکید کا صیغہ جمع مذکر حاضر

پ۱۴/۱۲ پ۲۳/۱۳

تُعَلِّمَنِ۔ تو مجھ کو سکھا دے۔ تَعَلِّمُ تَعْلِيْمٌ سے جس کے معنی سکھانے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، ن وقایہ، ی ضمیر واحد متکلم محذوف ہے۔ پ ۱۵/۲۱

تَعْلَمُوْا۔ تم جان لو، تم جانتے ہو، تم جان لوگے عِلْمٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، نون اعرابی عامل کے سبب حذف ہو گیا ہے۔ پ ۵/۳

پ ۴/۱۶و۱۷ پ ۱۱/۶ پ ۱۳/۴ پ ۱۵/۲ پ ۲۱/۱۶ پ ۲۶/۱۱و۱۲ پ ۲۵/۱۸

تَعْلَمُوْنَ۔ تم جانتے ہو، تم جان لوگے۔ عِلْمٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱/۳و۴و۵و۱۹

پ ۲/۵و۷و۱۰و۱۴و۱۵ پ ۳/۶و۱۵ پ ۷/۱۴و۱۵ پ ۸/۴و۱۰و۱۴و۱۵و۱۷

پ ۹/۶و۱۲ پ ۱۰/۱۲ پ ۱۱/۱۲ پ ۱۲/۴و۸ پ ۱۳/۴و۵ پ ۱۴/۷و۱۲و۱۳و۱۴و۱۷و۱۹

پ ۱۶/۱۶ پ ۱۷/۱ پ ۱۸/۵و۶و۹و۸ پ ۱۹/۷و۱۱ پ ۲۰/۱۲ پ ۲۱/۷و۹ پ ۲۳/۱ پ ۲۶/۱۱

پ ۲۷/۵و۱۹ پ ۲۸/۹و۱۰و۱۲ پ ۲۹/۲و۹ پ ۳۰/۲۴

تُعَلِّمُوْنَ۔ تم سکھاتے ہو۔ تَعْلِيْمٌ سے۔ مضارع کا صیغہ۔ جمع مذکر حاضر پ ۳/۱۶ پ ۲۶/۱۴

تَعْلَمُوْنَهُمْ۔ تم ان کو جانتے ہو، اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ ۱۰/۴

تُعَلِّمُوْنَهُنَّ۔ تم ان کو سکھاتے ہو، تم ان کو تعلیم دیتے ہو، اس میں هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب ہے۔ پ ۶

تَعْلَمُهُمْ۔ تو ان کو جانتا ہے۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے پ ۱۱/۲

تَعْلَمُهَا۔ تو اس کو جانتا ہے۔ اس میں هَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے (ملاحظہ ہو تَعْلَمُ) پ ۷/۱۴

تَعْلُنَّ۔ تم چڑھ جاؤ گے۔ تم بلند ہو گے تم سرکشی کرو گے، (نَصَرَ) عُلُوٌّ سے۔ جس کے معنی بلند ہونے کے ہیں۔ مضارع با نون تاکید کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ ۱۵/۱

تُعْلِنُوْنَ۔ تم ظاہر کرتے ہو۔ تم آشکار کرتے ہو تم کھولتے ہو، اِعْلَانٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، واضح رہے کہ اِعْلَانٌ کا زیادہ تر استعمال معانی کے متعلق ہوتا ہے ذوات و اعیان کے متعلق نہیں ہوتا (ملاحظہ ہو اَعْلَنْتُ)

پ ۱۴/۴ پ ۱۹/۱۶ پ ۲۸/۱۵

تَعْلُوْا۔ تم سرکشی کرو، تم بلندی چاہو، تم چڑھنے لگو، عُلُوٌّ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ یہاں لا نہی موجود ہے اس لئے فعل نہی ہے

پ ۱۹/۱۶ پ ۲۵/۱۳

تَعَمَّدَتْ۔ اس نے قصد کیا۔ اس نے ارادہ کیا۔ تَعَمُّدٌ سے جس کے معنی کسی چیز کا قصد کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ۰ تعمد

سہو کی ضد ہے۔ پ۲۱/۱۷

تَعْمَلُ۔ وہ عمل کرتی ہے، وہ عمل کرے گی، عَمَلٌ سے۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، (ملاحظہ ہو اعمال) پ۵/۱ پ۳۰/۲۲

تَعْمَلُوْنَ تم عمل کرتے ہو، تم عمل کروگے، عَمَلٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱ (۹،۱۰ و ۱۳ و ۱۶) پ۲ (۳ و ۱۳ و ۱۷) پ۳ (۳ و ۵ و ۷) پ۴ (۱ و ۷ و ۸ و ۹) پ۵ (۱۰ و ۱۶ و ۱۷) پ۶/۹ پ۷ (۳ و ۱۳) پ۸/۱۲ پ۹/۷ پ۱۰ (۶ و ۹) پ۱۱ (۱ و ۳ و ۷ و ۸ و ۱۰ و ۱۳) پ۱۲ (۹ و ۱۰) پ۱۳ (۱۰ و ۱۹) پ۱۴/۱۹ پ۱۸ (۳ و ۱۰ و ۱۳) پ۱۹ (۱۴ و ۱۵) پ۲۰ (۳ و ۱۲) پ۲۱ (۱۱ و ۱۲ و ۱۵ و ۱۷ و ۱۸) پ۲۲ (۸ و ۹) پ۲۳ (۳ و ۶ و ۷ و ۱۵) پ۲۴ (۱۴ و ۱۹) پ۲۵ (۳ و ۴) پ۲۶ (۱۰ و ۱۱ و ۱۴) پ۲۷ (۳ و ۱۴) پ۲۸ (۱ و ۲ و ۳ و ۶ و ۷ و ۱۱ و ۱۴ و ۱۹) پ۲۹/۲۲

تَعْمٰی۔ وہ اندھی ہوتی ہے، وہ اندھی ہوگئی۔ (سَمِعَ) عَمًی سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو اَعْمٰی) پ۱۷/۱۲

تَعُوْدُنَّ۔ تم پھر آؤگے، (نَصَرَ) عَوْدٌ سے۔ جس کے معنی کسی شے سے پلٹنے کے بعد (خواہ پلٹنا بذات خود ہو یا بذریعہ قول یا بذریعہ عزم و ارادہ) اس کی طرف پھرنے اور لوٹنے کے ہیں مضارع با نون تاکید کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۹ پ۱۳/۱۵۔

تَعُوْدُوْا۔ تم پھر آؤ، تم پھر کرو، تم پھر کروگے، عَوْدٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، نون اعرابی عامل کے سبب ساقط ہوگیا۔ پ۱۸/۶ پ۹/۸

تَعُوْدُوْنَ۔ تم پھر آؤگے عَوْدٌ سے۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۸

تَعُوْلُوْا۔ تم ایک طرف جھک پڑو، تم بے انصافی کرو (نَصَرَ) عَوْلٌ سے جس کے معنی انصاف کو چھوڑ کر بڑھتی وصول کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، عرب والے بولتے ہیں عَالَ الْمِيْزَانُ (ترازو جھک گئی) عال الحاکم (حاکم نے ناانصافی کی) ابنِ حبان نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اَلَّا تَعُوْلُوْا کے معنی یہی نقل کئے ہیں کہ "تم ناانصافی نہ کرو" [1] اور یہی اکثر مفسرین کا قول ہے مگر امام شافعیؒ نے اَلَّا تَعُوْلُوْا کی تفسیر ان لاتکثر عیالکم (کہ تمہارے عیال بہت نہ ہوجائیں) سے کی ہے، جس کے متعلق محی السنۃ بغوی لکھتے ہیں وَمَا قَالَہٗ احد انما یقال اعال یعیل اعالۃ اذا کثر عیالہ (کہ یہ معنی کسی اور نے نہیں بیان کئے، تحقیق تو یہ ہے کہ کثرتِ عیال کے لئے اعال یعیل اعالۃ بولا جاتا ہے [2] پ۴/۱۲

تَعِيَهَآ۔ وہ اس کو یاد رکھے (ضَرَبَ) وَعْيٌ سے

[1] ضمیمۃ الکمالین علی الجلالین لشیخ سلام اللہ طبع نولکشور ص ۵۔ [2] معالم التنزیل طبع مصر ج ۱ ص ۳۹۸

جس کے معنی یاد کرنے اور نگاہ رکھنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب، پ۲۹ ع۵

فصل الغین المعجمة

تَغَابُنُ. غبن دینا، غبن ظاہر کرنا، ہار جیت ایک دوسرے کے ساتھ غبن کرنا، بروزن تَفَاعُلٌ مصدر ہے۔ پ۲۸ ع۱۵

تَغْتَسِلُوْا. تم نہالو، تم غسل کرلو، اِغْتِسَالٌ سے جس کے معنی بدن کے دھونے اور غسل کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر نون اعرابی حتّٰی کے آنے سے حذف ہوگیا ہے۔ پ۵ ع۴

تَغْرُبُ. وہ ڈوبتا ہے، وہ غروب ہوتا ہے۔ (نَصَرَ) غُرُوْبٌ سے، جس کے معنی ڈوبنا اور غروب ہونے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، یہاں یہ خیال رہے کہ شمس عربی میں مؤنث ہوکر مستعمل ہے، پ۱۶ ع۲

تُغْرِقَ. تو ڈبو دے، تو غرق کردے، اِغْرَاقٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَغْرَقْنَا) پ۱۵ ع۲۲

تَغُرَّنَّكُمْ. وہ تم کو بہکادے، وہ تم کو فریب دے (نَصَرَ) تَغُرَّنَّ غُرُوْرٌ سے، جس کے معنی دھوکہ دینے، بہکانے، فریب دینے اور غلط طمع دلانے کے ہیں، مضارع با نون تاکید کا صیغہ، واحد مؤنث غائب، کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر، پ۲۱ ع۱۳ پ۲۲ ع۱۳

تَغْشٰی. وہ ڈھانک لیتی ہے، وہ ڈھانک لیگی غِشْیَانٌ سے، جس کے معنی ڈھانک لینے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۱۳ ع۱۹

تَغَشّٰھَا. اس (مرد) نے اس (عورت) کو ڈھانکا، تَغَشّٰی تَغَشِّیٌ سے، جس کے معنی ڈھانک لینے کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، یہاں "تغشّی" جماع سے کنایہ ہے ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب پ۹ ع۱۴

تَغْفِرْ. تو بخشدے، تو بخشے، تو معاف کرے غَفْرٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۲۸ ع۱۹ ہو اِغْفِرْ) پ۲ پ۹ پ۱۳ ع۴ پ۲۹

تَغْفِرُوْا. تم بخشو، تم معاف کرو، غَفْرٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۲۸ ع۱۹

تَغْفُلُوْنَ. تم غافل ہو، تم بے خبر ہو (نَصَرَ) غَفْلَةٌ سے، جس کے معنی غافل ہونے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر و غفلت اس بھول

کا نام ہے جو انسان کو ہوشیاری اور بیداری کی کمی سے پیش آتی ہے، پ۱۴

تَغْلِبُوْنَ، تم غالب ہو جاؤ، تم چھا جاؤ غَلَبَۃٌ سے۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَغْلِبَنَّ) پ۲۳ پ۱۸

تُغْلَبُوْنَ. تم مغلوب ہو گے، تم مغلوب ہو جاؤ گے غَلَبَۃٌ سے، مضارع مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر

تَغْلُوْا۔ تم مبالغہ کرو، تم زیادتی کرو، تم حد سے بڑھو، تم غلو کرو، (نَصَرَ) غُلُوٌّ سے۔ جس کے معنی حد سے گزرنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، لَا تَغْلُوْا صیغہ نہی ہے۔ پ۶ پ۱۴

تُغْمِضُوْا۔ تم چشم پوشی کرو، تم آنکھیں بند کرو تم غفلت کرو، تم تساہل سے کام لو، اِغْمَاضٌ سے جس کے معنی ایک پلک کے دوسری پلک پر رکھنے کے ہیں اور بطور استعارہ تغافل تساہل اور چشم پوشی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، اصل میں غَمْضٌ کے معنی عارضی نیند کے ہیں پ۳

تُغْنِ۔ وہ کام آوے، وہ کفایت کرے اِغْنَاءٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، اصل میں تُغْنِیْ تھا عامل کے سبب سے ی حذف ہو گئی (ملاحظہ ہو اَغْنَتْ) پ۱ پ۲۳ پ۲۸

تَغْنَ۔ وہ رہتی ہے، وہ بستی ہے (سَمِعَ) غَنْیٌ سے، جس کے معنی رہنے بسنے اور مقیم ہونے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب اصل میں تَغْنٰی تھا، لَمْ کے آنے سے آخر سے حرفِ علت ساقط ہو گئی اور مضارع ماضی منفی کے معنی میں ہو گیا، پ۱۱

تُغْنِیَ۔ وہ کام آتی ہے، وہ کام آئے گی وہ کفایت کرتی ہے، وہ کفایت کرے گی، اِغْنَاءٌ سے، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، (ملاحظہ ہو اَغْنَتْ) پ۳ پ۴ پ۹ پ۱۵ پ۲۴ پ۲۸

تَغَیُّظًا۔ غصہ کھانا، جھنجھلانا، اظہارِ غیظ و غضب بروزن تَفَعُّلٌ مصدر ہے، پ۱۸

فصل الفاء الموحّدۃ

تَفَاخُرٌ۔ خود ستائی، فخر کرنا، بڑائی مارنی، اترانا بروزن تَفَاعُلٌ مصدر ہے۔ پ۲۷

تُفَادُوْهُمْ۔ تم ان کو فدیہ دیکر قید سے چھڑاتے ہو، تُفَادُوْا مُفَادَاۃٌ سے جس کے معنی کسی کو فدیہ دیکر قید سے چھڑانے کے ہیں

مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب، پ۱

تَفٰوُتٍ ۔ بے ضابطگی، چوک، فرق، بروزن تَفَاعُلٌ مصدر ہے، فَوْتٌ سے مشتق ہے اختلاف اوصاف کے معنی دیتا ہے گویا ایک کا وصف دوسرے سے فوت ہو گیا، یا دونوں میں سے ہر ایک سے دوسرے کا وصف جاتا رہا۔ پ۲۹

تُفْتَحُ ۔ اسے کھولا جائیگا۔ تَفْتِیْحٌ سے جس کے معنی کھولنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۸

تَفْتَرُوْا ۔ تم افترا کرو، تم جھوٹ باندھو۔ اِفْتِرَاءٌ سے مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، نون اعرابی عامل کے آنے سے ساقط ہو گیا ہے (ملاحظہ ہو اِفْتِرَاءٌ) پ۱۳ پ۱۶

تَفْتَرُوْنَ ۔ تم افترا کرتے ہو، تم افترا کرو گے تم جھوٹ باندھتے ہو، تم جھوٹ باندھو گے اِفْتِرَاءٌ سے مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر پ۱۱ پ۱۳

تَفْتَرِیْ ۔ تو افترا کرے، تو جھوٹ باندھے، اِفْتِرَاءٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، پ۸

تُفْتَنُوْنَ ۔ تم آزمائے جاتے ہو، تم آزمائے جاؤ گے، تم جانچے جاتے ہو، تم جانچے جاؤ گے (ضَرَبَ) فِتْنَۃٌ سے جس کے معنی آزمانے اور جانچنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱۹

تَفْتِنِّیْ ۔ تو مجھے فتنہ میں ڈال، تو مجھے گمراہی میں ڈال (ضَرَبَ) تَفْتِنُ فُتُوْنٌ سے جس کے معنی فتنہ میں ڈالنے اور گمراہ کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم، یہاں لا نہی موجود ہے اس لئے فعل نہی ہے، پ۱۲

تَفْتَؤُ ۔ تو ہمیشہ رہتا ہے، تو ہمیشہ رہے گا۔ تو برابر رہتا ہے، تو برابر رہیگا۔ (سَمِعَ) افعال ناقصہ میں سے ہے، اصل میں لَا تَفْتَؤُ تھا چونکہ آیت میں تَاللّٰہِ تَفْتَؤُ ہے اس لئے حرف نفی حذف ہو گیا کیونکہ قسم کے ساتھ جب علامت اثبات نہیں ہوتی تو وہ نفی پر محمول ہوتی ہے۔ پ۱۳

تَفَثَهُمْ ۔ ان کا میل کچیل، ناخن کا میل کچیل وغیرہ جسے بدن سے زائل کرنا چاہئے "تفث" کہلاتا ہے هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ، پ۱۷

تَفْجُرَ ۔ تو پھاڑ لائے۔ تو بہا ڈالے۔ (نَصَرَ)

فَجْرٌ سے جس کے معنی خوب اچھی طرح پھاڑ ڈالنے
اور پانی کے بہاؤ کے لئے راستہ چیرنے کے
ہیں مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، پ۱۵ ب۱
تُفَجِّرَ۔ تو پھاڑ دے، تو بہا نکالے، تَفْجِیْرٌ سے
مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، پ۱۵ ب۱
تَفْجِیْرًا۔ پھاڑ ڈالنا، بہا نکالنا، بروزن تَفْعِیْلٌ
مصدر ہے، پ۱۵ ب۱، پ۲۹ ب۱۹
تَفْرَحْ۔ تو خوش ہوئے، تو اترائے (سَمِعَ)
فَرَحٌ سے جس کے معنی خوش ہونے اور اترانے
کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۲۰ ب۱۱
تَفْرَحُوْا۔ تم ریجھو، تم خوش ہو، فَرَحٌ سے
مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، یہاں لا نہی
داخل ہے اس لئے فعل نہی ہے پ۲۷ ب۱۹
تَفْرَحُوْنَ تم خوش رہو، تم خوش ہوتے ہو،
تم ریجھتے ہو، فَرَحٌ سے، مضارع کا صیغہ
جمع مذکر حاضر پ۱۹ ب۱۸، پ۲۴ ب۱۳
تَفْرِضُوْا۔ تم مقرر کرو (ضَرَبَ) فَرْضٌ سے
جس کے معنی فرض کرنے اور مقرر کرنے کے
ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، اصل میں
• فرض کے معنی کسی سخت چیز کے قطع کرنے
اور اس میں اثر کرنے کے ہیں، اسی لئے قطعی

حکم دینے کے لئے فرض کا لفظ استعمال ہوتا ہے
• فرض "ایجاب" ہی کی طرح ہے، فرق اتنا
ہے کہ ایجاب باعتبار وقوع اور ثبات کے
بولا جاتا ہے اور فرض حکم کی قطعیت کے لحاظ
سے کہا جاتا ہے۔
تَفَرَّقَ۔ وہ متفرق ہوا، وہ پھوٹا، وہ جدا ہوا،
تَفَرُّقٌ سے جس کے معنی پراگندہ اور متفرق ہونے
کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۸ ب۲۴
تَفَرَّقَ۔ وہ متفرق کردے گی، وہ جدا کر دے گی،
تَفَرُّقٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب
اصل میں تَتَفَرَّقَ تھا ایک تا حذف ہو گئی پ۹
تَفَرَّقُوْا۔ وہ پھٹ گئے، وہ جدا ہو گئے، وہ متفرق
ہو گئے، تَفَرُّقٌ سے مضارع کا صیغہ
جمع مذکر غائب پ۴
تَفَرَّقُوْا۔ تم جدا ہو جاؤ، تم متفرق ہو جاؤ،
تَفَرُّقٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر،
اصل میں تَتَفَرَّقُوْا تھا، ایک تا حذف ہو گئی
یہاں لا نہی موجود ہے اس لئے فعل نہی ہے پ۴
تَفِرُّوْنَ۔ تم بھاگتے ہو، تم فرار ہوتے ہو،
(ضَرَبَ) فِرَارٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر
(ملاحظہ ہو فِرَارًا) پ۲۸ ب۱۱

تَفْرِيقًا تفرقہ ڈالنا، پھوٹ ڈالنا، بروزن تَفْعِيْلٌ مصدر ہے، کثرت تفرقہ کے لئے استعمال ہوتا ہے، پ۱۱

تَفَسَّحُوْا تم کشادگی کرو، تم کھل کر بیٹھو تَفَسُّحٌ سے، جس کے معنی کھل کر بیٹھنے اور توسع یعنی کشادگی اور فراخی کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۲۸

تُفْسِدُنَّ تم ضرور فساد کرو گے، تم ضرور خرابی پھیلاؤ گے، اِفْسَادٌ سے مضارع با نون تاکید کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَفْسَدُوْهَا) پ۱۵ پ۱۸ پ۲۶

تُفْسِدُوْا تم خرابی ڈالو، تم فساد مچاؤ، اِفْسَادٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، نون اعرابی عامل کے آنے سے ساقط ہو گیا، پ۱

تَفْسُقُوْنَ تم بدکاری کرتے ہو، تم فسق کرتے ہو، تم بے حکمی کرتے ہو (نَصَرَ) فُسُوْقٌ سے جس کے معنی خدا کے فرمان سے باہر ہونے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۲۶

تَفْسِيْرًا کھول کر بیان کرنا، بروزن تَفْعِيْلٌ مصدر ہے۔ علامہ سیوطی رحمہ "اتقان" میں فرماتے ہیں۔

"تَفْسِيْرٌ بروزن تَفْعِيْلٌ فَسْرٌ سے ماخوذ ہے جس کے معنی بیان کرنے اور کھولنے کے ہیں، اور فَسْرٌ کو سفر کا مقلوب بتایا گیا ہے (سَفْرٌ کے معنی کھولنے اور پردہ ہٹانے کے ہیں) چنانچہ جب صبح روشن ہو جائے تو اَسْفَرَ الصُّبْحُ بولتے ہیں اور بعض کا قول ہے کہ یہ "تفسرہ" سے ماخوذ ہے "تفسرہ" قارورہ کو دیکھ کر طبیب کے مرض دریافت کر لینے کا نام ہے۔"

تفسیر کا استعمال مفردات الفاظ اور غریب لفظوں کی تشریح کے لئے بھی ہوتا ہے اور تاویل کے لئے بھی، چنانچہ خواب کی تعبیر کو عربی میں تفسیر بھی کہتے ہیں اور تاویل بھی، پ۱۹

تَفْشَلَا وہ دونوں نامردی کریں، وہ دونوں بزدلی کریں (سَمِعَ) فَشَلٌ سے جس کے معنی بزدلی کرنے اور بزدل ہونے کے ہیں، مضارع کا صیغہ تثنیہ مؤنث غائب، نون اعرابی ان ناصب کے سبب سے حذف ہو گیا ہے، پ۴

تَفْشَلُوْا تم بزدل ہو جاؤ گے۔ تم سست ہو جاؤ گے تم نامرد ہو جاؤ گے، فَشَلٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، نون اعرابی عامل کے آنے سے گر گیا ہے۔ پ۱۰

تَفْصِيْلَ، بیان، تشریح، کھولنا، ظاہر کرنا۔ علیحدہ علیحدہ کرنا، بروزن تَفْعِيْلٌ مصدر ہے۔ پ۹ س۷ تَفْصِيْلًا پ۹ س۷ پ۱۵

تَفْضَحُوْنِ۔ تم مجھے رسوا کرو، تم مجھے فضیحت کرو، (اَنْتُمْ) تَفْضَحُوْا فَضْحٌ سے جس کے معنی رسوا کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، نون وقایہ ی ضمیر واحد متکلم محذوف ہے چونکہ لا نہی موجود ہے اس لئے فعل نہی ہے، س۱۲

تَفْضِيْلًا۔ بزرگی دینا، فضیلت دینا، بروزن تَفْعِيْلٌ مصدر ہے، درمیانی حالت سے زیادہ ہونے کا نام "فضل" ہے، "تفضیل" اسی فضل سے مشتق ہے، فضل کی دو قسمیں ہیں، ایک محمود جیسے علم اور حلم کی زیادتی دوسرے مذموم جیسے ضرورت سے زیادہ غصہ کرنا؛ "فضل" کا لفظ زیادہ تر محمود کے لئے استعمال ہوتا ہے اور "فضول" کا مذموم کے لئے۔

جب ایک چیز کی دوسری چیز پر فضیلت کے لئے "فضل" کا لفظ بولا جاتا ہے تو فضل کی تین قسمیں ٹھیرتی ہیں، ایک فضل جنسی جیسے جنسِ حیوان کی فضیلت جنسِ انسان پر، دوسرے فضلِ نوعی جیسے انسان کی فضیلت دیگر حیوانات پر چنانچہ آیت کریمہ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰي كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا (اور ہم نے عزت دی آدمؑ کی اولاد کو اور سواری دی ان کو جنگل اور دریا میں اور روزی دی ہم نے ان کو ستھری چیزوں سے اور ہم نے بزرگی دی ان کو بہتیری مخلوق پر پوری بزرگی) میں "تفضیل" سے یہی "تفضیلِ نوعی" مراد ہے، تیسرے فضل ذاتی جیسے ایک انسان کی فضیلت دوسرے انسان پر، ان کی دونوں فضیلتیں جوہری ہیں جو اجناس و انواع کے جوہر میں ودیعت کی گئی ہیں، اس لئے جو ان فضیلتوں سے محروم ہے وہ کسی طرح بھی ان فضیلتوں کو حاصل کر کے اپنی کمی کو پورا نہیں کر سکتا، جیسے گھوڑے اور گدھے کے لئے کسی طرح یہ ممکن نہیں کہ وہ اس فضیلت کو حاصل کر سکے جو انسان کو حاصل ہے، تیسری قسم کی فضیلت کبھی عرضی بھی ہوتی ہے اس صورت میں اس کے حصول کی راہ نکل سکتی ہے چنانچہ آیاتِ ذیل میں اسی "تفضیل" کا مذکور ہے

وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِى الرِّزْقِ (اور اللہ نے بڑائی دی ایک کو ایک پر روزی میں) لِتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ (تاکہ تم تلاش کرو فضل اپنے رب کا) کہ یہاں مال اور کمائی کی فضیلت مراد ہے، پ۱۵ ع۲

تَفْعَلُ۔ تو کرے، تو کرتا ہے، تو کریگا۔ فَعْلٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِفْعَلْ) پ۶ ع۱۴

تَفْعَلُوْا۔ تم کرو، تم کرتے ہو، تم کروگے فَعْلٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، نون اعرابی عامل کے سبب حذف ہوگیا ہے، پ۱ ع۳ پ۲ ع۴و۱۰ پ۳ ع۶و۷ پ۵ ع۱۶ پ۲۱ ع۱۷ پ۲۵ ع۲

تَفْعَلُوْنَ۔ تم کرو، تم کرتے ہو، تم کروگے فَعْلٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۱۳ ع۱۹ پ۳۰ ع۳ پ۲۵ ع۴ پ۲۸ ع۹ پ۳۰ ع۷

تَفْعَلُوْهُ۔ تم اس کو کروگے۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے، پ۱ ع۲

تَفَقَّدَ۔ اس نے خبر لی، اس نے جستجو کی، اس نے تلاش کیا۔ تَفَقُّدٌ سے جس کے معنی گم شدہ چیز کی تلاش کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، پ۱۹ ع۱۷

تَفْقِدُوْنَ۔ تم گم کر رہے ہو، تم کھو رہے ہو (ضَرَبَ) فَقْدٌ سے جس کے معنی گم کرنے اور کھو دینے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۱۳ ع۳

تَفْقَهُوْنَ۔ تم سمجھتے ہو (سَمِعَ) فِقْهٌ سے جس کے معنی سمجھنے اور دریافت کرنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، راغب اصفہانی کہتے ہیں کہ علم شاہد کے ذریعہ علم غائب تک پہنچنے کا نام "فقہ" ہے، یہی "فقہ" "علم" سے اخص ہے اور اصطلاحِ شریعت میں فقہ احکامِ شریعت کے علم کو کہتے ہیں، اول معنی میں جب اس کا استعمال ہوتا ہے، تو باب سَمِعَ سے آتا ہے، اور مصدر فِقْهٌ اور فَقَهٌ ہوتا ہے اور جب دوسرے معنی میں آتا ہے تو باب کَرُمَ سے استعمال ہوتا ہے اور مصدر فَقَاهَةٌ آتا ہے، پ۱۵ ع۵

تَفَكَّهُوْنَ۔ تم تعجب کرتے ہو، تم تعجب کروگے تم باتیں بناتے ہو، تم باتیں بناؤ گے، تَفَكُّهٌ سے، جس کے معنی تعجب کرنے، پشیمان ہونے اور باتیں بنانے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، بیضاوی لکھتے ہیں کہ تَفَكُّهٌ

طرح طرح کے میووں سے نقل کرنے کو کہتے ہیں اور بطور استعارہ نقل مجلس کے لئے باتیں بنانے کو بھی تفکہ کہا جاتا ہے۔ عطا کلبی، مقاتل، اور فراء نے یہاں تعجب کرنے کے معنی کئے ہیں، مجاہد، حسن بصری اور قتادہ نے تَفَكَّهُونَ کا ترجمہ تَنْدَمُونَ کیا ہے یعنی تم نادم ہونے لگو، عکرمہ نے باہم ملامت کرنے اور الزام دینے کے معنی بیان کئے ہیں۔ ابن کیسان نے غمگین اور حزین ہونے سے ترجمہ کیا ہے، کسائی نے جو لغت و عربیت کے امام ہیں تصریح کی ہے کہ "تفکہ" مافات پر تاسف کرنے کو کہتے ہیں یہ لغت اضداد میں سے ہے، اہل عرب تفکہ کا استعمال تنعم اور عیش کوشی کے لئے بھی کرتے ہیں اور غم اور تاسف کے لئے بھی، حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ تَفَكُّهٌ بروزن تَفَعُّلٌ ہے یہ تَأَثُّمٌ کی طرح سے ہے جس کے معنی اثم کو دور کر دینے یعنی گناہ سے علیحدہ ہونے کے ہیں، پس اسی طرح تَفَكُّهٌ کے معنی ہوئے اس نے "فاکہہ" کو دور کر دیا، یعنی وہ میووں کے مزہ سے جدا ہو گیا اور جو شخص کہ نادم و غمگین ہوتا ہے اس کا بھی یہی حال ہوتا ہے کہ وہ مزوں سے دور رہتا ہے[۲]۔ تَفَكَّهُونَ اصل میں تَتَفَكَّهُونَ تھا۔ ایک تاء حذف ہو گئی ہے، پ ۲۷/۱۵

تُفْلِحُوْا۔ تمہارا بھلا ہووے، تم فلاح پاؤ، إِفْلَاحٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، لَنْ کے آنے سے نون اعرابی ساقط ہو گیا۔ (ملاحظہ ہو اَفْلَحَ) پ ۱۵/۱۵

تُفْلِحُوْنَ۔ تمہارا بھلا ہووے، إِفْلَاحٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ ۲/۸ پ ۲/۵ و ۱۱ پ ۶/۱۰ پ ۷/۲ و ۳ پ ۹/۱۴ پ ۱۰/۳ پ ۱۲/۱۲ پ ۱۸/۱۰ پ ۲۸/۱۲

تُفَنِّدُوْنَ۔ تم نقصانِ عقل بتاتے ہو، تم نقصانِ عقل بتاؤگے، تم بہکا ہوا بتاتے ہو، تم بہکا ہوا بتاؤگے، تَفْنِيْدٌ سے جس کے معنی جھوٹ، کمزوری، عاجزی، جہالت اور غم کی طرف منسوب کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، یہاں نقصان عقل کی طرف منسوب کرنا مراد ہے، پ ۱۳/۵

[۱] انوار التنزیل قاضی بیضاوی ج ۲ ص ۳۰۱ طبع مصر۔ [۲] ملاحظہ ہو معالم التنزیل امام بغوی ج ۷ ص ۲ طبع مصر ۱۳۳۲ھ و فتح الباری ج ۸ ص ۸۰ طبع میریہ

تَفُوْرُ ۔ وہ اچھلتی ہے، وہ اچھلے گی، وہ جوش کرتی ہے، وہ جوش کریگی، (نَصَرَ) فَوْرٌ سے جس کے معنی سخت جوش مارنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب فَوْرٌ کا استعمال آگ کے، ہنڈیا کے اور غصہ کے جوش مارنے اور اُبلنے کے لئے ہوتا ہے۔ پ۲۹

تَفِيْءَ ۔ وہ رجوع کرے، وہ لوٹ آئے، وہ پھر آئے (ضَرَبَ) فَيْءٌ سے، جس کے معنی اچھی حالت کی طرف رجوع کرنے اور پھرنے کے ہیں ۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۲۶ ع۱۴

تَفِيْضُ وہ بہتی ہے، وہ جاری ہوتی ہے وہ رواں ہوتی ہے (ضَرَبَ) فَيْضٌ سے جس کا استعمال جب آنسو اور پانی کے لئے ہوتا ہے تو جاری ہونے اور بہنے کے معنی آتے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب یہاں آنکھوں کے لئے اس کا استعمال ہوا ہے پ۷ ع۱۸

تُفِيْضُوْنَ تم گھسے ہو، تم لگتے ہو، اِفَاضَةٌ سے، جس کا استعمال جب باتوں کے متعلق ہوتا ہے تو باتوں میں خوض کرنے اور مشغول ہونے کے معنی ہوتے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر یہاں "افاضہ" کا استعمال اسی معنی میں ہوا ہے، پ۱۱ ع۱۲ پ۲۶

فصل القاف المعجمہ

تَقِ ۔ تو بچائے، تو بچاتا ہے، تو بچائے گا، (ضَرَبَ) وَقْيٌ سے جس کے معنی نگاہ رکھنے حفاظت کرنے اور بچانے کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، تَقِ اصل میں تَقِيْ تھا، ی جو حرفِ علت تھی عامل کے آنے سے آخر سے ساقط ہوگئی، پ۲۴

تُقَاتِلُ ۔ وہ لڑتی ہے، وہ لڑیگی، وہ قتال کرتی ہے، وہ قتال کریگی، مُقَاتَلَةٌ سے جس کے معنی باہم جنگ و پیکار اور قتل و قتال کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، پ۳

تُقَاتِلُوْا تم قتال کرو، تم جنگ کرو، تم قتال کروگے، تم جنگ کروگے۔ مُقَاتَلَةٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، نون اعرابی عامل کے سبب حذف ہوگیا ہے، پ۲ ع۱۶ پ۱۰ ع۱۲

تُقَاتِلُوْنَ ۔ تم لڑتے ہو، تم جنگ کرتے ہو، تم لڑوگے، تم جنگ کروگے، مُقَاتَلَةٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۵ پ۱

تُقَاتِلُوْنَهُمْ۔ تم ان سے لڑو گے، تم ان سے جنگ کرو گے، اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے، پ۲۶/۱۰

تُقَاتِلُوْهُمْ۔ تم ان سے لڑو، اصل میں لَا تُقَاتِلُوْهُمْ ہے لَا تُقَاتِلُوْا صیغہ نہی ہے جمع مذکر حاضر هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ۲

تُقٰتِهٖ۔ اس سے ڈرنا، تُقَاةِ مضاف ہ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ (ملاحظہ ہو تُقٰۃً) پ۴

تَقَاسَمُوْا۔ تم آپس میں قسم کھاؤ، تَقَاسُمٌ سے جس کے معنی باہم قسم کھانے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱۹

تَقَبَّلْ۔ تو قبول کر، تَقَبُّلٌ سے جس کے معنی کسی چیز کو اس طرح پر قبول کرنے کے ہیں کہ وہ ثواب کی مستحق ٹھہرے، امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۱ پ۳ پ۱۳

تُقُبِّلَ۔ وہ قبول کی گئی۔ تَقَبُّلٌ سے، ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۶

تُقْبَلَ۔ وہ قبول کی جائے، وہ قبول کی جاتی ہے، وہ قبول کی جائے گی۔ قَبُوْلٌ سے، جس کے معنی قبول کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، پ۳ پ۱

تَقْبَلُوْا۔ تم قبول کرو، تم مانو، قَبُوْلٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، یہاں لَا نہی موجود ہے اس لئے فعل نہی ہے، پ۲

تَقَبَّلَهَا۔ اس (رب) نے اس (مریم) کو قبول فرمایا، تَقَبَّلَ تَقَبُّلٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب هَا ضمیر واحد مؤنث غائب پ۳

تَقْتُلَنِيْ۔ تو میرا خون کرے، تو مجھے مار ڈالے تَقْتُلُ قَتْلٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ہے (ملاحظہ ہو اَقْتُلُ) پ۶ پ۲۰

تَقْتُلُوْا۔ تم قتل کرو، قَتْلٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، یہاں لَا نہی موجود ہے اس لئے فعل نہی ہے، آیت شریفہ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ (اور اپنی اولاد کو افلاس کے ڈر سے مار نہ ڈالو) کے متعلق علامہ راغب اصفہانی تحریر فرماتے ہیں۔

"کہا گیا ہے کہ یہ لڑکیوں کے زندہ گاڑنے سے نہی ہے اور بعض کا قول ہے کہ نہیں بلکہ عزلت گزینی کے ذریعہ نطفہ کو ضائع کرنے اور اس کے بے جا موقع استعمال سے ممانعت ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ

یا اولاد کو ان چیزوں میں مشغول رکھنے سے نہی ہے جو اس کو علم کے حصول اور اس کوشش سے باز رکھے جو ابدی زندگی کی مقتضی ہے کیونکہ آخرت سے غافل و جاہل کا شمار مردوں کے حکم میں ہے دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فرمان اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ (مردے ہیں جن میں زندگی نہیں ہیں) اسی صفت کے ساتھ موصوف کیا ہے اور اسی طرح آیت وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ہے۔"

واضح رہے کہ یہ تینوں اقوال قتل کی مختلف صورتوں کا تعین کر رہے ہیں، آیت میں لفظ قتل عام ہے وہ ان سب صورتوں کو شامل ہے اسی لئے لَا تَقْتُلُوْٓا کی نہی میں یہ تینوں داخل ہیں، آیت شریفہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ۭ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاۗءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ (اے ایمان والو شکار نہ مارو جس وقت کہ تم احرام میں ہو اور جو کوئی تم میں سے اس کو جان بوجھکر مار ڈالے تو بدلا دینا پڑے گا اس مارے کے برابر مویشی میں سے) میں قتل کا لفظ لایا گیا، ذبح یا زکوٰۃ کے الفاظ کا استعمال نہیں کیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ قتل کا لفظ ان تمام الفاظ سے زیادہ عام ہے گویا اس بات کو بتانا مقصود ہے کہ اس کی جان لینا بہمہ وجوہ ممنوع ہے

پ ۵/۲ پ ۷/۶ پ ۹/۶ پ ۱۲/۱۲ پ ۱۵/۴

تَقْتُلُوْنَ۔ تم قتل کرتے ہو، تم قتل کرو گے قَتْلٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر،

پ ۱/۱۱ پ ۲۱/۹ پ ۲۴/۹

تَقْتُلُوْهُ۔ تم اس کو قتل کرو، اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے پ ۳۰/۴

تَقْتُلُوْهُمْ۔ تم نے ان کو قتل کیا۔ اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے، یہاں لَمْ کے آنے سے مضارع ماضی منفی کے معنی دینے لگا پ ۹/۱۴

تَقْتِيْلًا۔ خوب قتل کرنا، خوب ذلیل کرنا، اچھی طرح سے تابع کرنا، بروزن تَفْعِيْلٌ مصدر ہے، پ ۲۲/۵

تَقْدِرُوْا۔ تم قادر ہوئے، تمہارا بس پڑا تم قدرت پاؤ، تمہارا ہاتھ پڑے (ضَرَبَ) قَدْرٌ سے، جس کے معنی قابو پانے اور قدرت پانے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۶ پ ۲۶/۱۱

تَقَدَّمَ۔ پہلے ہوا، آگے گزرا، سابق میں ہو چکا تَقَدُّمٌ سے، جس کے معنی اصل میں تو قدم

بڑھانے کے ہیں اور اسی اعتبار سے آگے بڑھنے اور پہلے ہونے اور سابق میں گزرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، ۲۶ / ۹

تُقَدِّمُوْا۔ تم آگے بھیجو، تم آگے بھیجو گے، تم آگے بڑھو تم آگے بڑھو گے، تَقْدِیْمٌ سے جس کے معنی آگے بڑھنے، آگے کرنے اور پیش کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، نون اعرابی عامل کے سبب سے ساقط ہو گیا، ۱/۱۳، ۲۶/۱۳، ۲۸/۲، ۲۹/۱۳

تَقْدِیْرًا۔ تقدیر، اندازہ کرنا، بروزن تَفْعِیْلٌ مصدر ہے، قَدْرٌ اور تَقْدِیْرٌ دونوں کے معنی ہیں کسی چیز کی کمیت اور مقدار کا بیان کرنا، "تقدیر" کا استعمال قدرت عطا کرنے کے معنی میں بھی ہوتا ہے چنانچہ کہا جاتا ہے قَدَّرَنِیَ اللّٰہُ عَلٰی کَذَا (یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قدرت عطا فرمائی) پس اشیاء کے متعلق "تقدیر الٰہی" کی دو صورتیں ٹھیریں ایک اللہ تعالیٰ کا اشیاء کو قدرت عطا فرمانا، دوسرے حسب اقتضاء حکمت الٰہی اشیاء کا مقدار مخصوص اور وجہ مخصوص پر قرار پانا، اس کی تفصیل یہ ہے کہ فعلِ الٰہی کی دو قسمیں ہیں اول ایجاد بالفعل جس کا مطلب یہ ہے کہ کسی شئے کا پہلی ہی دفعہ اس طرح ابداع کامل فرمایا جائے کہ جب تک مشیت الٰہی اس کے فنا یا تبدیل کی نہ ہو اس میں کمی بیشی نہ ہو سکے جیسے کہ آسمان اور آسمان کا کارخانہ ہے کہ پہلے دن جس طرح خلق فرمایا تھا آج تک اسی طرح قائم ہے اور تا قیام قیامت اسی طرح رہیگا، دوم یہ کہ اصولِ اشیاء کو تو بالفعل وجود عطا فرمایا اور ان کے اجزاء کو بالقوہ اور ان کے اندازہ اور مقدار کو اس طرح متعین فرما دیا کہ اس کے خلاف ظہور پذیر نہ ہو سکے، چنانچہ خرما کی گٹھلی کے متعلق تقدیر الٰہی یہی ہے کہ اس سے درخت خرما ہی اگیگا، سیب یا زیتون کے درخت نہیں اگیں گے، اور انسان کی منی سے انسان ہی پیدا ہوگا اور جانوروں کی پیدائش نہیں ہوگی، پس اللہ کی تقدیر کے دو معنی ہوئے ایک کسی چیز کے متعلق اللہ کا حکم کہ ایسا ہوگا یا ایسا نہ ہوگا، خواہ یہ حکم بر سبیل وجوب ہو یا بر سبیلِ امکان چنانچہ ارشاد باری ہے وَقَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا (اللہ نے رکھا ہے ہر چیز

کا ایک اندازہ) کہ یہاں "قدر" سے مراد ہی حکم الٰہی ہے، دوم کسی چیز پر قدرت عطا فرمانا۔

جب "تقدیر" کا فاعل انسان وغیرہ ہوتا ہے تو اس صورت میں اس کے معنی حسب اقتضاء عمل معاملہ کے مناسب، یا اپنی تمنا اور خواہش کے مطابق کسی امر میں غور و فکر کرنے اور اس کا اندازہ لگانے کے آتے ہیں، پہلی صورت قابلِ تعریف ہے اور دوسری لائق مذمت ہے اول صورت کی مثال آیت شریفہ وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِآنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّأَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيرَا۔ قَوَارِيرَا مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوهَا تَقْدِيرًا۔ (اور ان پر دور چلایا جائیگا چاندی کے برتنوں اور آبخوروں کا جو شیشے کے ہوں گے، شیشے بھی چاندی کے، ان کو ناپ رکھا ہے ایک خاص انداز پر) یعنی چاندی کے آبخوروں کو جو شیشے کے مانند صاف و شفاف ہیں، ساقیان شراب نے اس خاص انداز پر ناپ رکھا ہے کہ ہر شخص کو اس کی پیاس کے مطابق نپا تپا یادیں گے تاکہ نہ تو سیر ہو کر بچا ہوا واپس کرنا پڑے نہ کمی کے سبب دوبارہ مانگنے کی زحمت ہو، اور دوسری صورت یعنی اپنی آرزو اور خواہش کے مطابق تجویز کرنے اور اندازہ لگانے کی مثال آیت شریفہ إِنَّهُ فَكَّرَ وَقَدَّرَ۔ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ (بے شک اس نے سوچا اور اندازہ کیا سو لعنت ہو کیا سوچا) ہے جو ولید کے متعلق وارد ہے، کیونکہ اس نے قرآن مجید کے متعلق محض اپنی خواہش اور اٹکل سے کہہ دیا تھا کہ یہ تو جادو ہے جو جادوگروں سے نقل ہوتا چلا آتا ہے۔ حضرت شاہ عبد القادر صاحبؒ موضح القرآن میں رقمطراز ہیں۔

"دنیا میں ہر چیز اسباب سے ہے بعضے اسباب ظاہر ہیں بعضے چھپے ہیں، اسباب کی تاثیر کا ایک اندازہ ہے، جب اللہ چاہے اس کی تاثیر اندازے سے کم زیادہ کر دے جب چاہے ویسی ہی رکھے آدمی کبھی کنکر سے مرتا ہے اور گولی سے بچتا ہے اور ایک اندازہ ہر چیز کا اللہ کے علم میں ہے، وہ ہرگز نہیں بدلتا۔ اندازے کو "تقدیر" کہتے ہیں یہ دو تقدیریں ہوئیں ایک بدلتی ہے اور ایک نہیں بدلتی" [1]

اور سورۂ کہف میں زیر آیت وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا (تیرا رب کسی پر ظلم نہیں فرماتا) منکرین تقدیر کے شبہ کا جواب ارقام فرماتے ہیں۔

---

[1] ملاحظہ ہو سورۂ رعد فائدہ آیت لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ۔ يَمْحُو اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ۔

"رب جو کرے سو ظلم نہیں سب اسی کا مال ہے پر ظاہر میں جو ظلم نظر آوے وہ بھی نہیں کرتا، گناہ دوزخ میں نہیں ڈالتا اور نیکی ضائع نہیں کرتا، اور جو کوئی کہے گناہ میں ہمارا کیا اختیار سو بات نہیں، اپنے دل سے پوچھ لے، جب گناہ پر دوڑتا ہے اپنے قصد سے دوڑتا ہے اور جو کوئی کہے قصد بھی اسی نے دیا، سو قصد دونوں طرف لگ سکتا ہے اور جو کہے اسی نے ایک طرف لگا دیا، سو بندے کی دریافت سے باہر ہے۔ بندے سے معاملت ہے اس کی سمجھ پر، بندہ بھی پکڑے گا اسی کو جو اس سے بدی کرے، نہ کہیگا کہ اس کا کیا قصور، اللہ نے کروایا۔"

اور سورہ یٰسین میں لکھتے ہیں:۔

"یہ گمراہی ہے نیک کام میں "تقدیر" کا حوالہ اور اپنے مزے میں لالچ پر دوڑنا۔" [1]

پ ۱۶ ع ۱۶ / پ ۲۹ ع ۱۹

تَقَرَّ۔ وہ ٹھنڈی رہے (سَمِعَ) قُرَّۃٌ اور قُرُوْرٌ سے جس کے معنی خوشی کے مارے آنکھیں روشن ہو جانے اور ٹھنڈی رہنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، بعض بجائے قُرَّۃٌ کے قَرَارٌ سے جس کے معنی سکون پانے اور قرار پکڑنے کے ہیں مشتق بتلاتے ہیں پ ۱۱ ع ۲ پ ۲۲ ع ۲

تَقْرَأُہٗ۔ تو اس کو پڑھے، تَقْرَأُ قِرَاءَۃٌ سے جس کے معنی حروف اور کلمات کو ترتیل میں ایک دوسرے کے ساتھ ملانے اور ضم کرنے کے ہیں، یا بالفاظ دیگر حرفوں اور کلموں کو ملا کر پڑھنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، ضمیر واحد مذکر غائب، یاد رہے کہ ہر طرح کے جمع کرنے اور ملانے کے لئے قِرَاءَۃٌ کا لفظ استعمال نہیں کیا جاتا چنانچہ لوگوں کو جمع کرنے کے لئے قَرَاءْتُ الْقَوْم نہیں کہیں گے اس پر یہ چیز بھی دلالت کرتی ہے کہ صرف ایک حرف کے زبان سے ادا کرنے کو "قراءت" نہیں کہتے۔ پ ۱۵ ع ۱۲

تَقْرَبَا۔ تم دونوں نزدیک ہو، تم دونوں قریب ہو جاؤ، تم دونوں پاس پھٹکو، (سَمِعَ وَکَرُمَ) قُرْبٌ اور قُرْبَانٌ سے، جس کے معنی قریب اور نزدیک ہونے کے ہیں، مضارع کا صیغہ تثنیہ مذکر حاضر، چونکہ یہاں لَا، نہی

[1] ملاحظہ ہو فائدہ آیت وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ الخ

داخل ہے اس لئے فعل نہی ہے، یہاں قرب
سے قرب مکانی مراد ہے (تفصیل کے لئے
ملاحظہ ہو اَقْرَبُ) ۲:۳۵

تُقَرِّبُکُمْ ۔ وہ تم کو نزدیک کرے، وہ تم کو
نزدیک کرتی ہے، وہ تم کو نزدیک کردے گی
تُقَرِّبُ تَقْرِیْبٌ سے جس کے معنی نزدیک
کرنے اور قریب کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ
واحد مؤنث غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر غائب یہاں
قرب سے قرب منزلت مراد ہے، ۳۴:۳۷

تَقْرَبُوْا ۔ تم قریب ہو، تم نزدیک ہو، تم پاس پھٹکو
قُرْبٌ اور قِرْبَانٌ سے، مضارع کا صیغہ
جمع مذکر حاضر، چونکہ یہاں لا نہی موجود ہے،
اس لئے فعل نہی ہے، قرآن مجید میں جہاں
کہیں لَا تَقْرَبُوْا کے الفاظ آئے ہیں وہاں قرب
سے قرب مکانی مراد ہے آیت کریمہ وَلَا تَقْرَبُوْا
مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ (اور پاس
نہ جاؤ یتیم کے مال کے مگر جس طرح بہتر ہو) یہاں یتیم
کے مال کے پاس پھٹکنے سے جو ممانعت کی گئی
ہے اس میں جو بلاغت ہے وہ مال لینے کی
ممانعت میں نہیں ہو سکتی تھی، کیونکہ مال لینا
تو بڑی چیز ہے یہاں پاس جانے ہی سے روک دیا۔

اسی طرح آیت شریفہ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ
اور دیگر آیات کو سمجھنا چاہیے ۲:۳۵

تَقْرَبُوْنِ ۔ تم میرے پاس آؤ، تم میرے نزدیک ہو
اس میں نون وقایہ ی ضمیر واحد متکلم محذوف
ہے ۱۲:۶۰

تَقْرَبُوْهَا ۔ تم اس کے قریب ہو، تم اس کے
پاس پھٹکو، اس میں هَا ضمیر واحد مؤنث غائب
ہے ۲:۱۸۷

تَقْرَبُوْهُنَّ ۔ تم ان کے قریب ہو، تم ان کے
پاس جاؤ، اس میں هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب
ہے۔ یہاں عورتوں کے پاس جانے سے
جماع کا کنایہ ہے، ۲:۲۲۲

تُقْرِضُوْا ۔ تم قرض دو، اِقْرَاضٌ سے،
مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر اِنْ کے آنے
سے نون اعرابی ساقط ہوگیا ہے ۔ ۶۴:۱۷

تَقْرِضُهُمْ ۔ وہ ان سے کترا جاتی ہے تَقْرِضُ
قَرْضٌ سے جس کے معنی کترانے اور قطع کرنے
کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب
هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب، اصحاب الکہف کے
ذکر میں جو آیت شریفہ وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا
طَلَعَتْ تَزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ

وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ۚ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ (اور تو دیکھیگا کہ جب دھوپ نکلتی ہے تو ان کی کھوہ سے داہنے کو بچ جاتی ہے اور جب ڈوبتی ہے تو بائیں کو کترا جاتی ہے اور وہ اس کی کھلی جگہ میں ہیں، یہ اللہ کی قدرتوں میں سے ہے) وارد ہے، اس بارے میں مفسرین مختلف الرائے ہیں کہ کیا صورت تھی جو ان پر دھوپ نہیں پڑتی تھی، بعض اس سلسلہ میں "کہف" کی نوعیت اور اس کے جائے وقوع کا تعین کرتے ہیں ان کے خیال میں کہف (غار) ہی کچھ اس طرح واقع ہوا تھا کہ وہاں دھوپ کا دخل ہو ہی نہیں سکتا تھا، چنانچہ ابن قتیبہ کا بیان ہے کہ کہف "بنات النعش" کے مقابل واقع ہے، اس لئے اس میں نہ آفتاب کے طلوع کے وقت دھوپ آتی ہے نہ غروب کے وقت، نہ طلوع و غروب کے درمیان۔[1]

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی رائے اس بارے میں حسب ذیل ہے فرماتے ہیں۔

"بخاطر فاطر می رسد کہ دیوار جنوبی آں قدر بلند ست کہ سایہ اصلی او در تمام سال محل خفتن ایشاں را می پوشاند، دو دیوار شرقی و غربی آن متصل دیوار جنوبی بلند تر ست و پایہ بپایہ منحط شدہ و ایں جماعہ سر بجانب شمال یا جنوب کردہ خفتہ اند۔ پس وقتیکہ آفتاب طلوع کند ضوء آفتاب بر دیوار غربی و بعضے صحن غار افتند و ہر چند ارتفاع زیادہ گردد بلندی دیوار شرقی از وصول ضوء بایشاں مانع آید و ضوء از جانب راست ایشاں منتقل شود بجانب سر کہ جہت شمال است، در وقت استواء بجز سایہ اصلی دیوار جنوبی نمی ماند و چوں آفتاب مائل بغروب شود ضوء آفتاب بر دیوار شرقی افتد و آہستہ آہستہ بر سر دیوار مرتفع گردد و آں جانب چپ ایشاں ست"۔[2]

بعض کا خیال ہے کہ اس تعین اور تکلف کی ضرورت نہیں یہ ان کی کرامت ہے کہ باوجود اس سمت میں ہونے کے کہ جہاں ان پر دھوپ پہنچنی چاہئے تھی نہیں پہنچتی، بہرحال کوئی سی رائے صحیح ہو بقول شاہ عبد القادر صاحبؒ

[1] معالم التنزیل امام بغوی ج ۴ ص ۱۶۶ طبع مصر [2] فتح الرحمٰن بترجمۃ القرآن ص ۳۹۵ طبع فاروقی دہلی ۱۲۹۴ھ
[3] ملاحظہ ہو تفسیر خازن ج ۴ ص ۱۶۶ طبع مصر۔

وحق تعالیٰ کی قدرت سے نہ اس مکان میں لوئیں دھوپ آوے نہ مینہ نہ برف اور کھلی جگہ ہے، تنگ خفہ نہیں ہے؎ له پ ۱۵/۱۴

تُقْسِطُوْا۔ تم انصاف کرو، تم انصاف کروگے، اِقْسَاطٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، اَنْ ناصبہ کے سبب نون اعرابی گر گیا ہے (ملاحظہ ہو اَقْسِطُوْا) پ ۱۲ [illegible]

تُقْسِمُوْا۔ تم قسم کھاؤ، اِقْسَامٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اُقْسِمُ) پ ۱۳/۱۲

تَقْشَعِرُّ۔ وہ لرزنے لگتی ہے، اس کا رواں کھڑا ہو جاتا ہے، اِقْشِعْرَارٌ سے، جس کے معنی کانپنے، لرزنے اور رواں کھڑا ہو جانے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مونث غائب، اس کی ترکیب حروف "قَشْعٌ" اور حرف "ر" سے مل کر ہوئی ہے۔ قَشْعٌ عربی میں خشک چمڑے کو کہتے ہیں "ر" کا اضافہ اس لئے کیا گیا ہے کہ فعل رباعی ہو جائے، جس طرح اِقْمَطَرَّ کو قَمْطٌ سے بنایا ہے جس کے معنی مضبوطی سے باندھنے کے ہیں؎ خشک چمڑا چونکہ سکڑا ہوا اور سمٹا ہوا ہوتا ہے اس لئے اِقْشِعْرَارٌ کے معنی سکڑنے اور سمٹنے کے ہوئے، لرزہ اور کپکپی میں بدن کی کھال سکڑتی اور سمٹتی ہے اور بدن کے بال اور رواں رواں کھڑا ہو جاتا ہے، اس لئے اِقْشِعْرَارٌ کا استعمال ان معانی میں بھی ہونے لگا، پ ۲۳ [illegible]

تَقْصُرُوْا۔ تم کوتاہ کرو، تم کم کرو، تم گھٹاؤ، (نَصَرَ) قَصْرٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ان ناصبہ کے سبب نون اعرابی گر گیا ہے، علامہ علی بن محمد خازن بغدادی آیت شریفہ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ (کہ کچھ کم کرو نماز میں سے) یعنی چار کی دو کردو اور یہ ظہر عصر اور عشا کی نمازوں میں ہوگا اور لغت میں "قصر" کے معنی اصل میں "تضییق" یعنی تنگی کرنے کے ہیں، بعض کا قول ہے کہ ھو ضم الشی الی اصلہ (یعنی قصر کے معنی ہیں کسی چیز کا اس کی اصل سے ملا دینا) ابن الجوزی نے "قصر" کی تفسیر نقص یعنی کمی کے ساتھ کی ہے اور میں نے اہل تفسیر ولغت میں سے کسی کو ان کا ہمنوا نہیں پایا، اور بعض نے

له موضح القرآن مائدہ آیت مذکورہ ۳؎ انوار التنزیل قاضی بیضاوی ج ۲ ص ۲۱۵

کہا ہے کہ "قصر الصلاۃ" کے معنی یہ ہیں کہ بموجب رخصت نماز کی بعض رکعتوں یا بعض ارکان کو ترک کرکے نماز کو قصیر (کوتاہ) کرلیا جائے، اسی وجہ سے آیت میں جو نماز کا قصر مذکور ہے اس کی تفسیر میں دو قول ذکر کئے ہیں ایک یہ کہ تعداد رکعات میں قصر ہے یعنی چار رکعت کی نماز کو دو رکعت کی کرلینا، دوسرے یہ کہ قصر سے مراد نماز کی ادائیگی میں تخفیف کرنا ہے، بایں طور کہ رکوع و سجود کی بجائے ایماء و اشارہ پر اکتفا کی جائے "[۱]

خازن پہلے قول کو اصح بتاتے ہیں اور شاہ ولی اللہ صاحب دوسرے قول کو اختیار کرتے ہیں۔ چنانچہ فتح الرحمٰن میں رقمطراز ہیں "مشہور آں ست کہ ایں آیت در صلوٰۃ مسافر نازل شدہ ست و خوف قید اتفاقی ست و انچہ نزد ایں بندہ رجحان یافتہ ست آں ست کہ ایں آیت در صلاۃ خوف نازل شدہ ست و سفر قید اتفاقی ست، و مراد از قصر قصر در کیفیت رکوع و سجود ست کہ بایماء ادامی تواں کرد نہ در کمیت رکعات واللہ اعلم"۔ [۲]

ش ۱۲ [۵]

تَقُصُّ، تو بیان کر، قَصَصٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، یہاں لائے نہی داخل ہے اس لئے فعل نہی ہے (ملاحظہ ہو اُقْصُص) ۱۲/۱۳

تَقْضِيْ، تو حکم کرے گا، قَضَاءٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اقْضِ) ۱۶/۱۲

تُقَطَّعُ، قطع کیا جائے، کاٹا جائے، تَقْطِيْعٌ سے، مضارع کا صیغہ، واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو اُقَطِّعَنَّ) ۹

تَقَطَّعَ، کٹ گیا، ٹوٹ گیا، جدا ہوگیا۔ پارہ پارہ ہوگیا، ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ تَقَطُّعٌ سے جس کے معنی ٹکڑے ٹکڑے ہوجانے کے ہیں ماضی کا صیغہ۔ واحد مذکر غائب ۲/۱

تَقَطَّعَ، پارہ پارہ ہوجائے، ٹکڑے ٹکڑے ہوجائے، تَقَطُّعٌ سے، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، اصل میں تَتَقَطَّعُ تھا، ایک تاء حذف ہوگئی، ۱۱

تَقَطَّعَتْ۔ کٹ گئی، ٹوٹ گئی، پارہ پارہ ہوگئی۔ تَقَطُّعٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب، ۲

تَقَطَّعُوْا۔ انھوں نے کاٹ دیا، انھوں نے

---

[۱] لباب التاویل فی معانی التنزیل ج ۱ ص ۸۶م طبع مصر [۲] فتح الرحمٰن طبع فاروقی دہلی ص ۱۲۶

توڑ دیا، انھوں نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تَقَطُّعٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۱۷ ع ۵

تُقَطِّعُوْا۔ تم کاٹو گے، تم توڑو گے، تم پارہ پارہ کرو گے، تَقْطِیْعٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، اَنْ کے آنے سے نون اعرابی حذف ہو گیا، پ ۲۶

تَقْطَعُوْنَ۔ تم کاٹتے ہو تم قطع کرتے ہو (فَتَحَ) قَطْعٌ سے، جس کے معنی کاٹنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، قطع سبیل کے دو معنی ہیں، ایک چل کر راہ طے کرنا، دوسرے راہ گیروں کو لوٹنا اور رہزنی کرنا آیت شریفہ وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِیْلَ (تم راہ قطع کرتے ہو) میں قطع راہ سے یا تو یہ مراد ہے کہ قزاقی اور رہزنی ان کا دستور تھا یا بدکاری اور لواطت کے ذریعہ لوگوں کی راہ مارتے تھے کہ اس طرف سے ہو کر نہ نکلیں، پ ۲۰ ع ۱۵

تَقَعَ۔ وہ گر پڑے (فَتَحَ) وُقُوْعٌ سے، جس کے معنی کسی چیز کے گرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ ۱۷ ع ۱۶

تَقْعُدُ۔ تو بیٹھ رہے، تو بیٹھ رہیگا (نَصَرَ) قُعُوْدٌ سے، جس کے معنی بیٹھے رہنے اور کھڑے سے بیٹھنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، پ ۱۵ ع ۳ و ۳ لَا تَقْعُدْ (تو نہ بیٹھ تجھے بیٹھنا نہ چاہیئے) فعل نہی ہے، پ ۱۲

تَقْعُدُوْا۔ تم بیٹھو، تم بیٹھا کرو، قُعُوْدٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر چونکہ یہاں لاءِ نہی داخل ہے اس لئے فعل نہی ہے، پ ۵ ع ۱۷ پ ۱۸

تَقْفُ، تو پیچھے چل، تو پیچھے پڑ (نَصَرَ) قَفْوٌ سے جس کے معنی اصل میں تو کسی کے پیچھے چلنے اور درپے ہونے کے ہیں اور اسی لئے اتباع اور پیروی کرنے کے معنی میں آتا ہے، مضارع کا صیغہ، واحد مذکر حاضر یہاں چونکہ لا نہی موجود ہے اس لئے فعل نہی ہے، پ ۱۵ ع ۴

تَقُلْ، تو کہہ، قَوْلٌ سے، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، اصل میں لَا تَقُلْ (تو نہ کہہ) ہے جو فعل نہی ہے (ملاحظہ ہو اَقُلْ) پ ۱۵ ع ۴

تَقَلُّبُ۔ پھرنا، پھر پھر جانا، آنا جانا، الٹنا پلٹنا بروزن تَفَعُّلٌ مصدر ہے۔ پ ۲ ع ۱۱

تُقَلَّبُ۔ اوندھا ڈالا جائے گا، پھیرا جائیگا، تَقْلِیْبٌ سے، جس کے معنی کسی چیز کے ایک حال سے دوسرے حال پر متغیر کرنے اور پلٹنے

کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب ۲۳/۵
تَقَلُّبَكَ، تیرا پھرنا، تیرا آنا جانا، تَقَلُّبُ مضاف
کَ ضمیر واحد مذکر حاضر، مضاف الیہ، ۱۹/۱۵
تُقْلَبُوْنَ، تم پھیرے جاؤ گے (ضَرَبَ) قَلْبٌ
ہے، جس کے معنی پھیرنے اور ایک رخ سے
دوسرے رخ کرنے کے ہیں، مضارع مجہول
کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ۲۰/۱۴
تَقَلُّبَهُمْ۔ ان کی آمد و شد، ان کا چلنا پھرنا
تَقَلُّبِ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب
مضاف الیہ، ۱۴/۱۲ ۲۴/۶
تَقُمْ۔ وہ کھڑی ہووے (نَصَرَ) قِيَامٌ سے
جس کے معنی کھڑے ہونے کے ہیں، مضارع کا
صیغہ، واحد مؤنث غائب، یہاں فَلْتَقُمْ
(پس چاہئے کہ وہ کھڑی ہووے) ہے۔ جو
امر کا صیغہ واحد مؤنث غائب ہے، ۵/۱۲
تَقُمْ، تو کھڑا ہو، قِيَامٌ سے، مضارع کا صیغہ
واحد مذکر حاضر، یہاں لاءِ نہی موجود ہے اس لئے
فعل نہی ہے ۱۱/۲
تَقْنَطُوْا۔ تم آس توڑو، تم ناامید ہو، قُنُوْطٌ
ہے، جس کے معنی خیر سے مایوس ہونے اور
ناامید ہونے کے ہیں، مضارع کا صیغہ،

جمع مذکر حاضر، یہاں لا نہی موجود ہے اس لئے
فعل نہی ہے، علامہ ابو جعفر احمد بن علی البیہقی نے
تاج المصادر میں تصریح کی ہے کہ بجز فَعُلَ
يَفْعُلُ (كَرُمَ يَكْرُمُ) کے، کہ جس میں دونوں
جگہ عین کو پیش ہے، جملہ ابواب اس سے مستعمل
ہیں، اور فَعِلَ يَفْعَلُ (سَمِعَ يَسْمَعُ) کا مصدر
قَنَطٌ اور قَنَاطَةٌ ہے اور فَعَلَ يَفْعَلُ (فَتَحَ
يَفْتَحُ) کہ دونوں میں عین کلمہ کو زبر ہے اور فَعِلَ
يَفْعِلُ (حَسِبَ يَحْسِبُ) کہ دونوں میں عین کلمہ کو
زیر ہے مرکب ہیں اور دو بابوں (یعنی ایک کی
ماضی اور دوسرے کے مضارع سے) مل کر بنے ہیں
تاہم ان لغات میں اعلیٰ یہی ہے کہ اس کو باب
فَعَلَ عین کلمہ کے زبر سے اور يَفْعِلُ عین کلمے
کے زیر (یعنی ضَرَبَ يَضْرِبُ) سے قرار دیا جائے
کیونکہ قاریوں کا اتفاق ہے کہ آیت شریفہ
مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا زبر سے ہے اور مَنْ
يَقْنِطُ یا زیر سے ہے یا زبر سے ہے، ۲۴/۳
تَقُوْلُ۔ تو کہے، تو کہتا ہے، تو کہیگا، قَوْلٌ سے
مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَقُلْ)
۴/۴ ۵/۸ ۱۳/۸ ۱۶/۱۴ ۲۲/۲
تَقُوْلُ۔ وہ کہے، وہ کہتی ہے، وہ کہے گی،

قَوْلٌ سے، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب

پ ۶/۱۱ پ ۲۳/۳ پ ۱۱/۱۷ پ ۲۹/۱۱

تَقَوَّلَ ۔ اس نے بنا لیا، اس نے گڑھ لیا۔ اس نے باندھ لیا۔ تَقَوُّلٌ سے جس کے معنی دل سے گڑھ کر دوسرے کی طرف سے کہدینے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، پ ۲۹/۶

تَقُوْلَنَّ ۔ تو ضرور کہیگا، قَوْلٌ سے، مضارع بانون تاکید کا صیغہ واحد مذکر حاضر، لَا تَقُوْلَنَّ (تو ہرگز نہ کہیو) فعل نہی بانون ثقیلہ ہے پ ۱۵/۱۶

تَقُوْلُوْا ۔ تم کہو، تم کہنے لگو، تم کہتے ہو، تم کہوگے قَوْلٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، نون اعرابی عامل کے آنے سے حذف ہوگیا، پ ۱۵/۵ پ ۷ پ ۶/۱۲ پ ۹/۱۲ پ ۲۵/۷ پ ۲۶/۹ لَا تَقُوْلُوْا (تم نہ کہو) فعل نہی ہے۔ پ ۱/۱۲ پ ۲/۳ پ ۵/۱۰ پ ۶/۳ پ ۲۲/۲۱

تَقُوْلُوْنَ ۔ تم کہتے ہو، تم کہوگے، قَوْلٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱/۹ و ۱۶ پ ۵/۴ پ ۶/۴ پ ۱۱/۱۲ و ۱۲ پ ۱۵/۴ پ ۱۸/۷ و ۱۸ پ ۲۹/۹

تَقَوَّلَهٗ ۔ اس نے اس کو بنا لیا ہے، اس نے اسے گڑھ لیا ہے، اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے، پ ۲۷/۹

تَقُوْمُ ۔ تو کھڑا ہووے، تو اٹھے، تو کھڑا ہوتا ہے، تو کھڑا ہوگا، تو اٹھتا ہے، تو اٹھیگا۔ قِیَامٌ سے۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، پ ۱۱/۲ پ ۱۹/۱۵ و ۱۸ پ ۲۷/۲ پ ۲۹/۱۲

تَقُوْمُ ۔ وہ کھڑی ہوتی ہے، وہ کھڑی ہوگی، وہ قائم ہے، وہ قائم ہوگی، قِیَامٌ سے، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو قِیَام) پ ۲۱/۵ و ۶ و ۹ پ ۲۳/۱۰ پ ۲۵/۳

تَقُوْمُوْا ۔ تم کھڑے ہو، تم قیام کرو، تم قائم رہو قِیَامٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، اَنْ کے آنے سے نون اعرابی حذف ہوگیا ہے پ ۵/۱۹ پ ۲۲/۱۲

تَقْوٰی ۔ پرہیزگاری، بچنا، تقویٰ اِتَّقٰی سے اسم ہے، لغت میں تو تقویٰ کے معنی ہیں نفس کا اس چیز سے بچانا اور حفاظت میں رکھنا کہ جس کا خوف ہو، لیکن کبھی کبھی خوف کو تقویٰ اور تقویٰ کو خوف سے بھی موسوم کرتے ہیں، جس طرح سے کہ سبب بول کر مسبب اور مسبب بول کر سبب مراد لے لیتے ہیں۔ عرف شرع میں تقویٰ نفس کو ہر اس چیز سے بچانے کا نام ہے جو گناہ کی طرف لے جائے

۔ کھڑا

یہ بات ممنوعات کے اجتناب سے حاصل
ہوتی ہے مگر اس کی تکمیل اس وقت ہوتی ہے
کہ بعض مباحات کو بھی ترک کیا جائے۔ چنانچہ
مروی ہے الحلال بیّن والحرام بیّن ومن
رتع حول الحمی یخیق ان یقع فیہ (حلال
کھلا ہوا ہے اور حرام کھلا ہوا ہے اور جو چراگاہ
کے گرد چرائیگا تو (اس کے حال کو دیکھتے ہوئے
یہ خطرہ ہے) درست معلوم ہوتا ہے کہ وہ
اس میں داخل ہوجائے)

علماء نے "تقویٰ" کے تین درجے بتائے
ہیں، ادنیٰ، اوسط اور اعلیٰ۔ ادنیٰ درجہ تقویٰ
کا ایمان ہے کہ جس کے ذریعہ دوزخ کے
دائمی عذاب سے رہائی حاصل ہوتی ہے اور
اوسط درجہ ہر اس چیز کا چھوڑ دینا ہے کہ جس کا
کرنا یا نہ کرنا آدمی کو گنہگار بنادے پس صغائر پر
اصرار نہ ہو اور کبائر سے بالکلیہ اجتناب ہو،
اور اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ باطن کو ہر اس چیز سے
محفوظ رکھا جائے کہ جو ماسوی اللہ میں مشغول
کرے یہ تقویٰ کا حقیقی درجہ ہے۔

یک چشم زدن غافل ازاں شاہ نباشی
شاید کہ نگاہے کند آگاہ نباشی

پ۲ ع۹و۱۵، پ۶ ع۵و۹، پ۸ ع۱۰، پ۱۱ ع۴، پ۱۳ ع۱۴، پ۱۷ ع۱۱و۱۲، پ۲۶ ع۱۱و۱۳
پ۲۸ ع۲، پ۲۹ ع۱۹، پ۳۰ ع۲۱

تَقْوِیْمٍ۔ درست کرنا، ٹھیک کرنا۔ بروزن
تَفْعِیْلٌ مصدر ہے، پ۳۰

تَقْوٰھَا۔ اس کی پرہیزگاری، تَقْوٰی مضاف
ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ پ۳۰ ع۱۶

تَقْوٰھُمْ۔ ان کی پرہیزگاری، ان کا تقویٰ،
تَقْوٰی مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب
مضاف الیہ، پ۲۶

تَقْھَرْ۔ تو دبائے، تو ظلم کرے (فَتْحٌ) قَھْرٌ سے
جس کے معنی دوسرے پر غلبہ کرنے، اس کو
دبانے اور ذلیل کرنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ
واحد مذکر حاضر، واضح رہے کہ قَھْرٌ کے معنی میں
غلبہ اور تذلیل دونوں ایک ساتھ ملحوظ ہیں،
اور ان دونوں میں سے ہر ایک معنی میں بھی علیحدہ
علیحدہ استعمال ہوتا ہے چنانچہ ھُوَ الْقَاھِرُ فَوْقَ
عِبَادِہٖ (وہی غالب ہے اپنے بندوں پر) اور
اِنَّا فَوْقَھُمْ قَاھِرُوْنَ (بلاشبہ ہم ان پر
غالب ہیں) میں محض غلبہ ہی کے معنی میں آیا
ہے، اور فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْھَرْ (سو جو یتیم ہو
اس کو مت دبا) میں محض تذلیل کے معنی میں

استعمال ہوا ہے کہ یتیم کو ذلیل نہ کرو، پ ۳۰ ع ۱۸

تَقِیًّا۔ پرہیزگار، متقی، وِقَایَۃٌ سے جس کے معنی ہر اس چیز سے حفاظت کرنے کے ہیں جو ایذا دے یا ضرر پہنچائے، صفت مشبہ کا صیغہ پ ۱۶ ع ۴، ۵، ۷

تُقٰۃً، بچنا، حفاظت کرنا، پرہیزکرنا، وَقٰی یَقِیْ کا مصدر ہے، دراصل وَقَاۃ تھا، واو کو تا سے بدل لیا، پ ۳ ع ۱۱

تَقِیْکُمْ، وہ تمہیں بچاتی ہے، تَقِیْ وِقَایَۃٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مونث غائب۔ کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر، پ ۱۴ ع ۱۲

تُقِیْمُوْا۔ تم قائم کرو، اِقَامَۃٌ سے، بمعنی بجا آوری حقوق کے مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، حَتّٰی کے آنے سے نون اعرابی ساقط ہو گیا ہے، (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو اَقَامَ۔) پ ۶ ع ۱۱

فصل الکاف

تَکُ، وہ ہووے، وہ ہوتی ہے، وہ ہو گی، کَوْنٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مونث غائب تَکُ اصل میں تَکُوْنُ تھا، اِنْ شرطیہ کے آنے سے واو جو حرف علت تھا حذف ہو گیا اور نون کو بھی خلافِ قیاس حرفِ علت کے مشابہ مان کر کثرتِ استعمال کے سبب تخفیف کے لئے حذف کر دیا گیا، (ملاحظہ ہو اَکُوْنُ) پ ۵ ع ۲

تَکُ۔ تو ہووے، تو ہوتا ہے، تو ہووے گا، کَوْنٌ سے، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، لَا تَکُ (تو نہ ہو، تو مت ہو) صیغہ نہی ہے، لَمْ تَکُ (تو نہ تھا) مضارع نفی جحد بلم ہے، لَمْ کے آنے سے مضارع ماضی منفی کے معنی میں ہو گیا پ ۱۳ ع ۹، پ ۱۴ ع ۲۲، پ ۱۶ ع ۴، پ ۲۱ ع ۱۱، پ ۲۴ ع ۱۰

تَکَاثُرُ۔ بہتات، زیادہ طلبی، دولت وجاہ عزت ومرتبہ مال اور اولاد کی کثرت کے لئے باہم جھگڑنا، بروزن تَفَاعُلٌ مصدر ہے پ ۲۷ ع ۱۹، پ ۳۰ ع ۲۸

تَکَادُ۔ قریب ہے، نزدیک ہے کَوْدٌ سے جس کے معنی چاہنے اور کسی فعل سے نزدیک ہونے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مونث غائب (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو اَکَادُ) پ ۱۶ ع ۷، پ ۲۵ ع ۲، پ ۲۹ ع ۱

تُکَبِّرُوْا۔ تم بڑائی کرو، تم بزرگی سے یاد کرو۔ تَکْبِیْرٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۲ ع ۱۲

تَكْبِيرًا۔ بڑائی کرنا، تعظیم کرنا، بروزن تَفْعِيلٌ مصدر ہے، تکبیر کا استعمال دو معنی میں ہوتا ہے، ایک بڑا سمجھنا، دوسرے اللہ اکبر کہکر اللہ تعالیٰ کی تعظیم کا اظہار کرنا، پ ۱۵/۱۲

تُكْتَبُ۔ لکھی جائے گی، كِتَابَةٌ سے۔ مضارع مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو اُكْتُبْ) پ ۲۵

تَكْتُبُوهُ۔ تم اس کو لکھو، تَكْتُبُوا، كِتَابَةٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، نون اعرابی اَنْ ناصبہ کے آنے سے حذف ہوگیا ہے، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۳

تَكْتُبُوهَا۔ تم اس کو لکھو، اس میں هَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے پ ۳

تَكْتُمُوا۔ تم چھپاؤ (نَصَرَ) كَتْمٌ اور كِتْمَانٌ سے جس کے معنی کسی بات کے چھپانے اور پوشیدہ رکھنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، لَا تَكْتُمُوا (تم نہ چھپاؤ) فعل نہی ہے پ ۳

تَكْتُمُونَ۔ تم چھپاتے ہو، تم چھپاؤ گے كَتْمٌ اور كِتْمَانٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱/۹و۴۳ پ ۳/۱۵ پ ۷/۳ پ ۱۷/۷ پ ۱۸/۱۰

تَكْتُمُونَهٗ۔ تم اس کو چھپاؤ گے، اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے، پ ۴

تُكَذِّبٰنِ۔ تم دونوں (جن وانس) جھٹلاتے ہو تم دونوں جھٹلاؤ گے، تَكْذِيبٌ سے مضارع کا صیغہ تثنیہ مذکر حاضر پ ۲۷/۱۱و۱۲و۱۳

تُكَذِّبُوا۔ تم جھٹلاؤ، تم جھٹلاؤ گے، تَكْذِيبٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر اِنْ شرطیہ کے آنے سے نون اعرابی حذف ہوگیا پ ۲۰/۱۲

تُكَذِّبُونَ۔ تم جھٹلاتے ہو، تم تکذیب کرتے ہو، تَكْذِيبٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ ۱۸/۹ پ ۲۱/۱۵ پ ۲۲/۱۱و۱۹ پ ۲۳/۵ پ ۲۷/۳و۱۶ پ ۲۹/۱۲ پ ۳۰/۷و۸

تَكْذِبُونَ۔ تم جھوٹ بولتے ہو (ضَرَبَ) كِذْبٌ سے جس کے معنی جھوٹ بولنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔

تَكْذِيبٌ۔ جھٹلانا، جھوٹ کی طرف منسوب کرنا بروزن تَفْعِيلٌ مصدر ہے پ ۳۰/۱۰

تُكْرِمُونَ۔ تم عزت کرتے ہو، تم حرمت کرتے ہو، اِكْرَامٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِكْرَام) پ ۳۰/۱۲

تُكْرِهُ۔ تو زبردستی کرتا ہے، تو زور کریگا تو جبر کریگا

اِکْرَاہٌ سے۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر

(ملاحظہ ہو اِکْرَاہَ) ۲/۱۵

تَکْرَهُوْا۔ تم ناپسند کرو، تم مکروہ سمجھو، تم کو نہ بھائے، تم ناخوش ہو، تم کو بری لگے، کُرْہٌ سے جس کے معنی گراں گزرنے دشوار لگنے اور ناپسند ہونے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ۲/۱۴

تُکْرِهُوْا۔ تم زبردستی کرو، تم مجبور کرو، تم جبر کرو اِکْرَاہٌ سے جس کے معنی انسان کو کسی ایسے کام کے کرنے پر مجبور کرنے کے ہیں جو اس کو ناپسند ہو، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر لَا تُکْرِهُوْا (تم زور نہ کرو، تم جبر نہ کرو) صیغہ نہی ہے (ملاحظہ ہو اِکْرَاهِهِنَّ) ۱۸/۲

تَکْسِبُ۔ وہ کماتی ہے، وہ کمائیگی، کَسْبٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب

"کسب" اور "خلق" میں جو فرق ہے اس کے متعلق علامہ مسعود بن عمر تفتازانی رقمطراز ہیں۔

ان صرف العبد بندہ کا فعل کی طرف اپنی قدرتہ وارادتہ الی قدرت وارادہ کا صرف کرنا الفعل کسب وایجاد کسب ہے اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ الفعل عقیب اللہ تعالیٰ کا فعل کو ایجاد کرنا ذلک خلق والمقدور خلق ہے اور ایک ہی مقدور الواحد داخل تحت دو قدرتوں کے تحت داخل قدرتین لکن بجھتین ہے لیکن دو مختلف حیثیتوں مختلفتین فالفعل ہے، پس فعل اللہ تعالیٰ کا مقدور لہ تعالیٰ مقدور ہے باعتبار ایجاد کے بجھۃ الایجاد ومقدور اور بندہ کا مقدور ہے العبد بجھۃ الکسب[۱] باعتبار کسب کے:

(ملاحظہ ہو اِکْتَسَبَ) ۲/۱۳ ۱۲/۱۳ ۱۴/۲

تَکْسِبُوْنَ، تم کماتے ہو، تم کماؤ گے کَسْبٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ۲/۱۱ ۱۱ ۲

تَکْفُرْ۔ تم کافر ہو، کُفْرٌ سے، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، لَا تَکْفُرْ (تو کافر نہ ہو) صیغہ نہی ہے۔ یہاں سحر کے لئے کفر کا لفظ استعمال ہوا ہے اس کے بارے میں علامہ راغب فرماتے ہیں

"جس طرح ہر فعل محمود کو ایمان سے قرار دیا گیا ہے اسی طرح ہر فعل مذموم کو کفر سے قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ سحر کے متعلق ارشاد ہے۔ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ (اور کفر نہیں کیا سلیمان ؑ نے

[۱] شرح عقائد نسفی ص ۷۵ و ۷۶ طبع علوی لکھنؤ ۱۲۹۳ھ

لیکن شیطانوں نے کفر کیا تھا، لوگوں کو جادو سکھاتے تھے) سود خواروں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ (اور اللہ دوست نہیں رکھتا ہر کفر کرنے والے گنہگار کو)۔ حج کے بیان میں وارد ہے وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ (اور اللہ کا حق ہے لوگوں پر حج کرنا اس گھر کا جو کوئی پائے اس تک راہ، اور جو کوئی منکر ہوا تو اللہ کو پرواہ نہیں جہان کے لوگوں کی)۔

(ملاحظہ ہو اُكْفُرُ) پ ۱۲

تَكْفُرُوْا۔ تم کفر کرو، تم منکر ہو، تم کفر کرتے ہو تم منکر ہوتے ہو، تم کفر کرو گے، تم منکر ہوگے اِنْ شرطیہ کے آنے سے نون اعرابی حذف ہوگیا

علامہ احمد بن کی آفندی رومی مجالس الابرار میں فرماتے ہیں۔

"کفر تین قسم کا ہوتا ہے پہلی قسم "کفر جہلی" ہے جس کا سبب آیات و دلائل کی طرف کان نہ لگانا، ان کی طرف التفات نہ کرنا اور ان میں غور و فکر سے کام نہ لینا جیسے عام لوگوں کا کفر ہے کیونکہ اکثر عوام یہ ہی نہیں جانتے کہ ان پر کون کونسے عقائد ایمانی کا سمجھنا واجب ہے بلکہ بعض لوگ تو شہادت کے دونوں کلمے پڑھتے ہیں لیکن ان کے معنی سے یکسر ناواقف ہیں اور اللہ اور اس کے رسول میں تمیز نہیں کرتے ہیں۔

دوسری قسم "کفر جحودی" ہے اور اس کا سبب یا تو خود بینی اور تکبر ہوتا ہے جیسے کہ فرعون اور اس کے سرداروں کا کفر تھا، یا ریاست کے جاتے رہنے کا خوف اور سرداری کے میسر نہ ہونے کا دھڑکا جیسے ہرقل کا کفر تھا یا شرم اور بدنامی کا ڈر جیسے کہ ابو طالب کا کفر تھا۔

تیسری قسم "کفر حکمی" ہے یہ وہ کفر ہے جس کو شریعت نے تکذیب کی نشانی مقرر کی ہے جیسے زنّار کا باندھنا اور بت کو سجدہ کرنا یا ان چیزوں کی حقارت کرنی کہ شرع میں جن کی تعظیم واجب ہے جیسے نعوذ باللہ مصحف کو کوڑی میں ڈالدینا اور علم و علماء اور امور دینی کا مذاق اڑانا یا حرام لعینہ کو جس کی حرمت دلیل قطعی سے ثابت ہو چکی ہو جیسے کہ زنا یا شراب خواری کو حلال سمجھنا اور جو کوئی امور مذکورہ میں سے کسی شے کا بھی مرتکب ہوا اس کے

تمام اعمال سوخت ہوگئے اسے نئے سرے سے نکاح کا کرنا اور اگر توبہ کے بعد مقدور رکھتا ہو تو دوبارہ حج کرنا لازم ہے۔" [۱]

(ملاحظہ ہو اَکْفُرُ) پ۵/۱۶ پ۶/۳ پ۱۳/۱۴ پ۲۳/۱۵

تَكْفُرُوْنَ ۔ تم کفر کرتے ہو، تم کفر کروگے، کُفْرٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۱/۳ پ۲/۲ پ۳/۱۵ پ۴/۱۰ پ۵/۹ پ۶/۹ پ۹/۱۸ پ۲۳/۳ پ۲۴/۱۶ پ۲۶/۲ پ۲۸/۲

تُكَلَّفُ ۔ اسے تکلیف دی جاتی ہے، اسے تکلیف دی جائیگی، تَكْلِيْفٌ سے جس کے معنی کسی شخص سے ایسی چیز کی خواہش کرنے کے ہیں کہ جس میں رنج و محنت ہو، مضارع مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۲/۱۴

تُكَلَّفُ ۔ تجھ کو تکلیف دی جاتی ہے۔ تجھ کو تکلیف دی جائیگی، تَكْلِيْفٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ واحد مذکر حاضر، پ۵/۸

تُكَلِّمُ ۔ تو باتیں کرتا ہے، تو باتیں کریگا، تو بولتا ہے، تو بولیگا، تَكْلِيْمٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اُكَلِّمُ) پ۳/۱۲ پ۷/۵ پ۱۶/۴

تُكَلِّمُ ۔ وہ بولتی ہے، وہ بولیگی، وہ بات کرتی ہے، وہ بات کریگی، تَكَلُّمٌ سے جس کے معنی بولنے اور بات کرنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، اصل میں تَتَكَلَّمُ تھا ایک تاء حذف ہوگئی، پ۱۲/۹

تُكَلِّمُنَا ۔ ہم سے باتیں کریں گے، ہم سے بولیں گے تُكَلِّمُ، تَكْلِيْمٌ سے مضارع کا صیغہ، واحد مؤنث غائب، نَا ضمیر جمع متکلم، عربی کا قاعدہ ہے کہ جب فاعل اسم ظاہر ہو تو فعل کو واحد لاتے ہیں اور جمع مکسر (یعنی جس میں واحد کا وزن سلامت نہ رہے) کا حکم مؤنث غیر حقیقی کا حکم ہے کہ اس کے لئے مذکر اور مؤنث دونوں کا صیغہ استعمال کیا جاسکتا ہے، اگرچہ مؤنث کے صیغہ کا استعمال زیادہ فصیح ہے، یہاں چونکہ تُكَلِّمُ کا فاعل ایدی ہے یَدٌ کی جمع اس لئے فعل کو مؤنث لایا گیا۔ پ۲۳/۳

تُكَلِّمُوْنِ ۔ مجھ سے کلام کرو، مجھ سے بولو، تُكَلِّمُوْا تَكْلِيْمٌ سے، مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم محذوف ہے۔ یہاں لَا تُكَلِّمُوْنِ ہے۔ جو فعل نہی ہے، پ۱۸/۶

---

[۱] مجالس الابرار ص ۸۰، ۹۰، طبع مطلع طفائی ۱۲۸۳ھ

تُكَلِّمُهُمْ وہ ان سے باتیں کرے گی، وہ ان سے بولیگی۔ تَكْلِيْمٌ سے، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ۲۰

تَكْلِيْمًا۔ گفتگو کرنا، کلام کرنا، بروزن تَفْعِيْلٌ مصدر ہے (ملاحظہ ہو اُكَلِّمُ) پ۶

تُكْمِلُوْا۔ تم پورا کرو، تم تمام کرو۔ اِكْمَالٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، نون اعرابی لام کے آنے سے حذف ہو گیا (ملاحظہ ہو اَكْمَلْتَ) پ۲

تَكُنْ۔ وہ ہووے، وہ ہوتی ہے، وہ ہوگی كَوْنٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، اصل میں تَكُوْنُ تھا (ملاحظہ ہو اَكُنْ) پ۳ پ۵ پ۷ پ۸ پ۱۰ پ۱۵ پ۱۸ پ۲۱ پ۲۵

تَكُنْ تو ہو، تو ہو جائے۔ كَوْنٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، لَا تَكُنْ (تو نہ ہو) فعل نہی ہے (ملاحظہ ہو اَكُنْ) پ۳ پ۵ پ۶ پ۱۲ پ۱۴ پ۱۵ پ۲۰ پ۲۱ پ۲۹

تُكِنُّ۔ وہ چھپاتی ہے وہ چھپائیگی وہ پوشیدہ رکھتے ہیں، وہ پوشیدہ رکھیں گے اِكْنَانٌ سے، جس کے معنی دل میں کسی بات کے پوشیدہ رکھنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ یہاں چونکہ تُكِنُّ کا فاعل اسم ظاہر صُدُوْرُ ہے جو جمع مکسر ہے اس لئے فعل کو مؤنث لایا گیا (ملاحظہ ہو تَكْلِمُنَا) پ۲۰ ۱۱۶۲

تَكْنِزُوْنَ۔ تم جمع کرتے ہو، تم ذخیرہ کرتے ہو تم گاڑتے ہو (ضَرَبَ) كَنْزٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ارباب لغت "كنز" کے معنی ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

جعل المال بعضہ علی بعض وحفظہ[1] مال کو تلے اوپر رکھنا اور اس کو محفوظ کرنا۔

"مال مکنوز" جمع کردہ مال کو کہتے ہیں۔ یہ كَنَزْتُ التَّمْرَ فِي الْوِعَاءِ سے ماخوذ ہے جو بار دان میں کھجوریں رکھنے کے لئے آتا ہے كِنَازٌ اس وقت کو کہتے ہیں جب کھجوریں جمع کی جاتی ہیں۔ پُر گوشت ناقہ کو نَاقَةٌ كِنَازٌ بولتے ہیں۔

شریعت کی اصطلاح میں "کنز" اس مال کو کہتے ہیں جس کی زکوٰۃ نہ دی جائے امام بیہقیؒ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں۔

کل ما ادیت زکاتہ ہر وہ مال کہ جس کی زکوٰۃ

[1] مفردات راغب، و تفسیر خازن۔

وان کان تحت — ادا کر دی جائے اگرچہ وہ
سبع ارضین فلیس — ساتوں زمینوں کے نیچے ہو
بکنز وکل مالا تودی — کنز نہیں ہے اور ہر وہ مال
زکاتہ فھو — جس کی زکوٰۃ ادا نہ کی جائے
کنز۔ [1] — وہ کنز ہے۔

جمہور صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین کا یہی مذہب ہے، اگرچہ بعض ارباب زہد جیسے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کنز کے لغوی معنی ہی مراد لیتے ہیں اور ان کے نزدیک زندگی کی گزران اور ایک دن کی قوت سے زائد جو مال بھی ہو اس کا جمع کرنا "کنز" میں داخل ہے جو قابلِ مذمت اور آیت کی وعید میں شامل ہے، لیکن ظاہر ہے کہ یہ حکم زکوٰۃ کی فرضیت سے پہلے کا ہے۔ ورنہ جب مال جمع ہی نہیں کیا جا سکتا تو زکوٰۃ کس مال کی لازم ہوگی۔ پ۱۰/۱۱

تَكُونَ - وہ ہووے، وہ ہوتی ہے، وہ ہوگی کَوْنٌ سے، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو اَكُونَ) پ۳/۸ پ۳/۴و۷ پ۵/۲ پ۶/۱۴ پ۸/۴ پ۹/۱۵و۱۸و۱۹ پ۱۱/۱۳و۱۴ پ۱۴/۱۹ پ۱۵/۱۰ پ۱۶/۱۳ پ۱۷/۱۹

پ۹/۱۸ پ۳۰/۳و۴ پ۲۲/۵ پ۲۶/۱ پ۲۹/۷ پ۳۰/۲۶

تَكُونُ - تو ہووے، تو ہوتا ہے، تو ہوگا، کَوْنٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، پ۲/۹ پ۶/۵و۱۲ پ۱۱/۱۲و۱۵ پ۱۲/۲ پ۱۳/۲ پ۱۴/۲ پ۱۶/۹ پ۱۹/۱۵و۱۶ پ۲۰/۵۔

تَكُونَا - تم دونوں ہوگے، تم دونوں ہو جاؤگے کَوْنٌ سے، مضارع کا صیغہ تثنیہ مذکر حاضر پ۱/۴ پ۸/۹

تَكُونَنَّ - تو ضرور ہو جاتا ہے، تو ضرور ہو جائیگا کَوْنٌ سے مضارع با نون تاکید کا صیغہ واحد مذکر حاضر، لَا تَكُونَنَّ (تو ہرگز نہ ہو) فعل نہی فعل ہے، پ۲/۱ پ۶/۸و۱۰ پ۸/۱ پ۱۱/۱۵و۱۶ پ۹/۱۰و۱۳ پ۲۰/۱۲ پ۲۳/۳

تَكُونُوا - تم ہو، تم ہوتے ہو، تم ہوگے، کَوْنٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، نون اعرابی عامل کے سبب حذف ہو گیا ہے پ۱/۵ پ۲/۱و۱۵ پ۴/۲و۸ پ۵/۸و۱۲ پ۹/۱۴ پ۱۰/۲ پ۱۲/۱۲ پ۱۳/۱۹ پ۱۴/۷و۱۹ پ۱۵/۳ پ۱۶/۱۷ پ۱۹/۱۴ پ۲۱/۷ پ۲۲/۹ پ۲۳/۲و۹ پ۲۴/۱۲ پ۲۸/۶

تَكُونُونَ - تم ہو جاؤ، کَوْنٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۵/۹

[1] فتح الباری ج۳ ص ۲۱۵ طبع امیریہ مصر۔

تَکْوٰی ۔ داغ دیا جائیگا، (ضَرَبَ) کَیٌّ سے جس کے معنی داغ دینے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، پ۱۰

فصل اللام

تَلَاقِ ۔ ایک دوسرے سے ملاقات کرنا۔ باہم جمع ہونا، اصل میں تَلَاقِیٌ تھا جو باب تَفَاعُلٌ کا مصدر ہے، ی جو حرفِ علت ہے آخر سے حذف ہوگئی، پ۲۴

تِلَاوَتِہٖ اس کی تلاوت، اس کا پڑھنا "تلاوت" کا لفظ آسمانی کتابوں کی اتباع اور پیروی کے لئے مخصوص ہے جو کبھی ان کے پڑھنے اور کبھی ان کے مضامین امر و نہی اور ترغیب و ترہیب کے ذہن نشین کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ "تلاوت" "قرارت" سے اخص ہے اسی لئے ہر تلاوت قرارت ہے لیکن ہر قرارت تلاوت نہیں چنانچہ تلوت رقعتك (میں نے تیرے رقعہ کی تلاوت کی) نہیں کہا جائیگا، بلکہ قرآن مجید کے لئے تلاوت کا استعمال ہوگا کیونکہ جب اس کو پڑھا جاتا ہے تو اس کی اتباع واجب ہوجاتی ہے

آیت شریفہ وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُو الشَّیٰطِیْنُ (اور پیچھے پڑے اس کے جو پڑھتے تھے شیاطین) میں جو شیطانوں کے پڑھنے کو تلاوت کہا گیا ہے وہ اس وجہ سے کہ ان کو یہ زعم تھا کہ وہ کتب الٰہیہ کی تلاوت کرتے ہیں "تلاوت" کا فعل جب اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال کیا جائے تو اس کے معنی نازل کرنے کے ہوں گے جیسے ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ (اے محمدؐ ہم تم پر آیتیں اور حکمت والی نصیحت اتارتے ہیں) آیت شریفہ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ میں علم و عمل دونوں میں اتباع کامل مراد ہے، پ۱

تَلَبَّثُوْا ۔ انھوں نے توقف کیا، وہ ٹھیرے انھوں نے درنگ کی، تَلَبُّثٌ سے جس کے معنی ڈھیل کرنے توقف کرنے اور درنگ کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۲۱

تَلْبِسُوْا ۔ تم ملاؤ، تم خلط ملط کرو، تم چھپا دو (ضَرَبَ) لَبْسٌ سے جس کے معنی اصل میں کسی شئے کے چھپا دینے کے ہیں اور اسی مناسبت سے خلط ملط اور مشتبہ کر دینے کے معنی بھی آتے ہیں، مضارع کا صیغہ

جمع مذکر حاضر، یاد رہے کہ لَبْسٌ کا استعمال صرف معانی کے لئے ہوتا ہے، ذواتِ اعیان کے لئے نہیں، یہاں لَاتَلْبِسُوْا (تم نہ ملاؤ تم نہ چھپاؤ) صیغہ نہی ہے ۱/۵

تَلْبِسُوْنَ ۔ تم ملاتے ہو، تم خلط ملط کرتے ہو تم چھپاتے ہو، لَبْسٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ۳/۱۵

تَلْبَسُوْنَهَا ۔ تم اس کو پہنتے ہو تَلْبَسُوْنَ لُبْسٌ سے، جس کے معنی پہننے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، هَا ضمیر واحد مؤنث غائب ۱۴/۲۲

تَلَذُّ ۔ وہ لذت پکڑے، وہ لذت پکڑتی ہے وہ لذت پکڑیگی، (سَمِعَ) لَذَّةٌ سے جس کے معنی لذت پانے اور مزہ لینے کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب ۲۵/۱۲

تَلَظّٰى ۔ وہ بھڑکتی ہے، وہ شعلہ مارتی ہے، تَلَظِّىٌ سے جس کے معنی آگ کے لپٹیں ملنے شعلے بلند کرنے اور بھڑکنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ، واحد مؤنث غائب اصل میں تَتَلَظّٰى تھا۔ ایک تا حذف ہوگئی، ۳۰/۱۶

تَلْفِتَنَا ۔ تو ہم کو پھیر دے، تو ہم کو پھیرتا ہے تو ہم کو پھیرے گا (ضَرَبَ) تَلْفِتُ لَفْتٌ سے، جس کے معنی پھیرنے اور موڑنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ، واحد مذکر حاضر، نَا ضمیر جمع متکلم ۱۱/۱۲

تَلْفَحُ ۔ وہ جھلس دیتی ہے، وہ جھلس دے گی، وہ جلادیتی ہے، وہ جلادیگی، (فَتَحَ) لَفْحٌ سے جس کے معنی جلادینے اور جھلس دینے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب ۹/۱۸

تِلْقَآءَ طرف، لِقَآءٌ سے، جس کے معنی ملاقات کرنے کے ہیں، اسم ہے، ملاقات کرنے اور آمنے سامنے ہونے کی جگہ کو تِلْقَاءَ کہتے ہیں اور اسی اعتبار سے طرف اور جہت کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے، ۸/۱۱ ۵/۱۲ ۸/۲۰

تَلْقَفُ ۔ وہ نگل جاتی ہے، وہ نگل جائیگی (سَمِعَ) لَقْفٌ سے، جس کے معنی کسی چیز کو پھرتی سے لے لینا اور جھٹ اتار لینے کے ہیں خواہ منہ سے نگلنے کی صورت میں ہو یا ہاتھ سے لے لینے کی شکل میں، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، ۹/۴ ۱۳/۱۲ ۱۹/۱۶

تُلْقُوْا ۔ تم ڈالو، اِلْقَاءٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر لَا تُلْقُوْا (تم مت ڈالو تم نہ ڈالو)

صیغہ نہی ہے (ملاحظہ ہو اَلْقِ) پ ۷

تُلْقُوْنَ۔ تم ڈالتے ہو، اِلْقَاءٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ ۲۵

تَلَقَّوْنَہٗ۔ تم اس کو لینے لگے، تَلَقَّوْنَ، تَلَقِّیٌ سے، جس کے معنی کسی چیز کے لینے اخذ کرتے، تلقین پانے اور سامنے ہونے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب، اصل تَتَلَقَّوْنَ تھا۔ ایک تا، حذف ہوگئی، پ ۱۸/۸

تَلْقَوْہُ۔ تم اس سے ملاقات کرو (سَمِعَ) تَلْقَوْ، لِقَاءٌ سے جس کے معنی ملاقات کرنے کسی کے مقابل ہونے اور کسی کو پانے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب، واضح رہے کہ لِقَاءٌ سے کبھی تو مقابل ہونا اور پانا دونوں معنی ایک ساتھ مراد ہوتے ہیں اور کبھی دونوں میں سے صرف ایک ہی معنی میں استعمال ہوتا ہے پ ۲/۵

تُلْقِیَ۔ توڈالتا ہے، توڈالیگا، اِلْقَاءٌ سے مضارع معلوم کا صیغہ واحد مذکر حاضر، (ملاحظہ ہو اَلْقِ) پ ۹/۴ پ ۲۶/۱۲

تُلْقٰی۔ توڈالا جائے گا، اِلْقَاءٌ سے، مضارع مجہول کا صیغہ واحد مذکر حاضر، پ ۱۵/۴

تَلَقّٰی۔ اس نے سیکھ لیا، اس نے پالیا، اس نے تلقین پائی، تَلَقِّیٌ سے، ماضی کا صیغہ، واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو تَلَقَّوْنَہٗ) پ ۱/۴

تُلَقّٰی۔ تجھے تلقین کیا جاتا ہے، تجھے ملتا ہے، تجھے سکھلایا جاتا ہے، تَلَقِّیٌ سے، مضارع مجہول کا صیغہ واحد مذکر حاضر، اصل میں تُتَلَقّٰی تھا، ایک تا، حذف ہوگئی، پ ۱۹/۴

تِلْکَ۔ یہ اسم اشارہ بعید ہے، مفرد مؤنث کے لئے استعمال ہوتا ہے، اصل میں اسم اشارہ تِیْ ہے ل اس پر زیادہ کیا گیا ہے اور کاف حرف خطاب ہے، جس کی حسب احوال مخاطب تذکیر و تانیث اور جمع و تثنیہ میں گردان ہوتی رہتی ہے۔ پ ۱/۱۳و۱۳ پ ۲/۶و۸و۹و۱۳و۱۴ پ ۳/۱ پ ۴/۲و۵و۷و۱۲ پ ۶/۱۲ پ ۹/۳ پ ۱۱/۲ پ ۱۲/۲و۵و۷و۱۱ پ ۱۳/۲و۱۱و۲۰ پ ۱۵/۲ پ ۱۶/۲و۶و۱۰ پ ۱۷/۳ پ ۱۹/۵و۶و۹و۱۲و۱۹ پ ۲۰/۲و۹و۱۲و۱۹ پ ۲۱/۱ پ ۲۵/۱۳و۱۶ پ ۲۷/۵ پ ۲۸/۱و۶و۱۶ پ ۳۰/۳۔

تِلْکُمَا۔ یہ دونوں، اسم اشارہ ہے، تثنیہ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ پ ۸/۹

تِلْکُمْ۔ یہ سب، اسم اشارہ ہے جمع مذکر کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ پ ۸/۱۲

تَلْمِزُوْا تم عیب دو، تم عیب لگاؤ، (ضَرَبَ) لَمْزٌ سے، جس کے معنی عیب چینی کرنے اور عیب لگانے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، یہاں لَا تَلْمِزُوْا (عیب نہ لگاؤ) فعل نہی ہے، ۲۶ پ ۱۱

تَلْوُا - تم پیچ دو، (ضَرَبَ) لَیٌّ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، یہاں لَا نہی موجود ہے اس لئے فعل نہی ہے (ملاحظہ ہو لَیًّا) پ ۵

تَلَوْتُهٗ - میں اس کو پڑھتا۔ تَلَوْتٌ، تِلَاوَۃٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد متکلم ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو تِلَاوَتِہٖ) پ ۱۱

تَلُوْمُوْنِیْ - تم مجھے ملامت کرو، تم الزام دو (نَصَرَ) تَلُوْمُوْا لَوْمٌ سے، جس کے معنی ملامت کرنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ن وقایہ، ی ضمیر واحد متکلم - یہاں لَا نہی موجود ہے اسلئے فعل نہی ہے پ ۱۳

تَلْوٗنَ - تم مڑتے ہو، لَیٌّ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، جب اس کے صلہ میں عَلٰی آتا ہے تو اس کے معنی دوسرے کی طرف مڑنے متوجہ ہونے اور انتظار کرنے کے آتے ہیں فلان لا یلوی علی احد (فلاں کسی کی طرف مڑکر بھی نہیں دیکھتا) سخت ہزیمت کے موقع پر استعمال ہوتا ہے قرآن مجید میں جو اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓی اَحَدٍ (کہ جب تم بھاگا بھاگ چلے جارہے تھے اور کسی کی طرف مڑکر بھی نہ دیکھتے تھے) وارد ہے وہ اسی موقع کے لئے استعمال ہوا ہے، پ ۴

تَلَّهٗ - اس کو پچھاڑا، (نَصَرَ) تَلَّ تَلٌّ سے جس کے معنی زمین پر پچھاڑنے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب، پ ۲۳

تُلْهِكُمْ - وہ تم کو غافل کردے، تُلْہِ اِلْہَاءٌ سے، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر۔ لَا تُلْهِكُمْ (وہ تم کو غافل نہ کردے) صیغہ نہی ہے (ملاحظہ ہو اَلْهٰكُمْ) پ ۲۸

تَلَهّٰى - تو غافل کرتا ہے، تَلَهِّیْ سے جس کے معنی کھیلنے اور کسی چیز میں وقت گزارنے اور مشغول ہونے کے ہیں اور جب اس کے صلہ میں عَنْ آتا ہے تو اس کے معنی تغافل کرنے کے ہوتے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، اصل میں تَتَلَهّٰى تھا۔ ایک تا گر گئی۔ پ ۳۰

تُلْهِيهِمْ۔ وہ ان کو غافل کرتی ہے تُلْهِيْ اِلْهَاءٌ سے، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب، پ ۲۸ ۱۱

تُلِيَتْ، وہ پڑھی گئی، اس کی تلاوت کی گئی تِلَاوَةٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ، واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو تِلَاوَتَهٗ) پ ۹ ۱۵

تَلِيْنُ۔ وہ نرم ہو جاتی ہے، وہ نرم ہو جائیگی (ضَرَبَ) لِيْنٌ سے جس کے معنی نرم ہونے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب لِيْنٌ خُشُوْنَةٌ کی ضد ہے جس کا استعمال اجسام کے لئے ہوتا ہے اور بطور استعارہ معانی میں سے نرم خوئی وغیرہ اخلاق کے لئے بھی مستعمل ہے۔ لین اور خشونت حسب مواقع استعمال کبھی مدح کے لئے اور کبھی مذمت کے لئے لائے جاتے ہیں، پ ۲۳ ۱۷

تَلٰىهَا۔ وہ اس کے پیچھے ہوا، تَلٰى تُلُوٌّ سے جس کے معنی پیچھے پیچھے چلنے کے ہیں، ماضی کا صیغہ، واحد مذکر غائب، هَا ضمیر واحد مؤنث غائب۔ اصل میں تَلٰى کا استعمال کسی چیز کی متابعت اور پیروی کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ پیروی کبھی جسم کے ذریعہ پیچھے پیچھے چل کر ہوتی ہے اور کبھی حکم کی اقتدار کرنے سے اس صورت میں اس کے مصدر تُلُوٌّ اور تِلْوٌ آتے ہیں اور کبھی پیروی پڑھنے اور معنی میں غور کرنے سے حاصل ہوتی ہے اس کے لئے تِلَاوَةٌ کا مصدر استعمال ہوتا ہے، آیت شریفہ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا (اور قسم ہے چاند کی جب آفتاب کے پیچھے آئے) میں اتباع بر سبیل اقتدار اور مرتبہ میں پیچھے ہونا مراد ہے کیونکہ چاند کی روشنی آفتاب سے لی ہوئی ہے اور وہ آفتاب کا بمنزلہ خلیفہ کے ہے پ ۳۰ ۱۶

فصل المیم

تَمَّ، کامل ہوا، پورا ہوا، (ضَرَبَ) تَمَامٌ سے جس کے معنی کامل ہونے تمام ہونے اور پورا ہونے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، پ ۹

تَمَاثِيْلَ۔ صورتیں، مورتیں، تصویریں، تِمْثَالٌ کی جمع، شریعتِ سلیمانی میں مجسمہ تراشی اور مصوری حرام نہیں تھیں، پ ۲۲ ۸

تُمَارِ۔ تو گفتگو کرے، تو جھگڑے، مُمَارَاةٌ سے جس کے معنی کسی ایسی بات میں جھگڑنے اور گفتگو کرنے کے ہیں کہ جس میں شبہ اور تردد ہو، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر لَا تُمَارِ (تو جھگڑا نہ کر)

تو گفتگو نہ کر) فعل نہی ہے، پ ۱۵
تَمَارَوْا۔ انھوں نے جھگڑا کیا، انھوں نے
ٹکرایا، انھوں نے شک کیا، تَمَارِیْ سے، جس
کے معنی شک کرنے اور باہم جھگڑنے کے ہیں
ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب، پ ۲۷
تُمٰرُوْنَہٗ۔ تم اس سے جھگڑتے ہو، تم اس سے
گفتگو کرتے ہو، تم اس کے متعلق شک کرتے ہو
تُمَارُوْنَ مُمَارَاۃٌ سے، مضارع کا صیغہ
جمع مذکر حاضر، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۲۷
تَمَامًا۔ پورا کرنا، پورا ہونا، تمام کرنا، تمام ہونا،
کسی شئے کے تمام کرنے کا مطلب یہ ہے کہ
وہ اس حد تک پہنچ چکی کہ اب کسی خارجی شئے
کی اس کو احتیاج نہیں رہی اور ناقص وہ ہے
جو کسی خارجی شئے کی محتاج ہو، پ ۸
تَمَّتْ۔ پوری ہوئی، پوری ہے، تَمَامٌ سے
ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ ۸ پ ۹ پ ۱۳
تَمُتْ۔ وہ مرتی ہے، وہ مرگئی، مَوْتٌ سے
مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، اصل
میں تَمُوْتُ تھا، مگر لَمْ کے آنے سے واؤ حرف
علت ہے ساقط ہوگیا اور مضارع ماضی منفی
کے معنی دینے لگا۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو
اَمُوْتُ) پ ۲۳
تَمْتَرُنَّ۔ تم شک و شبہ کرو، تم جھگڑا کرو،
اِمْتِرَاءٌ سے، جس کے معنی کسی ایسی چیز کی بابت
حجت کرنے اور جھگڑنے کے ہیں کہ جس میں شک و
شبہ اور تردد ہو، مضارع با نون تاکید کا صیغہ
جمع مذکر حاضر، لَا تَمْتَرُنَّ (تم شک شبہ نہ کرو،
تم حجت نہ کرو) صیغہ نہی ہے، پ ۲۵
تَمْتَرُوْنَ۔ تم شک کرتے ہو، تم تردد کرتے ہو،
اِمْتِرَاءٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر،
پ ۲۵
تَمَتَّعَ۔ اس نے فائدہ اٹھایا، اس نے فائدہ
لیا، تَمَتُّعٌ سے جس کے معنی برتنے، فائدہ اٹھانے
اور مدتِ منفعت میں امتداد ہونے کے ہیں ۔
ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، واضح رہے کہ
آیت میں تمتع سے تمتع عرفی مراد ہے نہ کہ شرعی
اس لئے وہ تمتع اور قرآن دونوں کو شامل ہے پ ۲
تَمَتَّعْ۔ تو فائدہ اٹھا، تو برت لے، تَمَتُّعٌ سے
امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر، قرآن مجید میں جہاں
کہیں تَمَتَّعْ اور تَمَتَّعُوْا کے صیغے وارد ہوئے
ہیں اور دنیا سے تمتع اٹھانے کو کہا گیا ہے
وہ بطور تہدید و زجر و توبیخ ہے کہ تمہیں ڈھیل

دی جارہی برت لو جو برتنا ہے، پ۲۳ ع۱۵

تَمَتَّعُوا۔ تم برت لو، تم فائدہ اٹھا لو، تَمَتُّعٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱۲ ع۶ پ۱۳ ع۱۲ پ۱۴ ع۱۲ پ۱۴ ع۲۷ پ۲۴ ع۲۶

تُمَتَّعُونَ تم کو فائدہ دیا جائیگا۔ تم سے برتوایا جائے گا، تَمَتُّعٌ سے، مضارع مجہول کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، پ۲۱ ع۱۸

تَمَثَّلَ۔ وہ متمثل ہوا، اس نے صورت پکڑی تَمَثُّلٌ سے، جس کے معنی صورت پکڑنے اور کسی دوسری چیز کی مثال پر ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، اس معنی میں جب تمثل کا استعمال ہوتا ہے تو اس کا تعدیہ بذریعہ لام ہوتا ہے پ۱۶ ع۵

تَمُدَّنَّ۔ تو لمبی کر، تو اٹھا، (نَصَرَ) مَدٌّ سے جس کے معنی کھینچنے کے ہیں، مضارع بانون ثقیلہ کا صیغہ واحد مذکر حاضر، آنکھوں کے لئے جب اس کا استعمال ہو تو اس کے معنی نظر اٹھانے کے آتے ہیں، لَا تَمُدَّنَّ (نہ اٹھا، مت پسار) پ۱۴ ع۱۴ پ۱۶ ع۱۶

تُمِدُّونَنِ۔ تم میری مدد کرتے ہو، تم میری رفاقت کرتے ہو، تُمِدُّونَ، اِمْدَادٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم، تحریر میں محذوف ہے (ملاحظہ ہو اَمَدَّ دُنَکُمْ) پ۱۹ ع۱۹

تَمُرُّ۔ وہ چلتی ہے (نَصَرَ) مُرُوْرٌ سے جس کے معنی چلنے، رواں ہونے اور گزرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، پ۲۰ ع۲

تَمْرَحُونَ، تم اتراتے ہو، تم بہت خوش ہوتے ہو مَرَحٌ سے، جس کے معنی اترانے اور بہت زیادہ خوش ہونے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۲۴ ع۱۲

تَمُرُّونَ، تم گزرتے ہو، مُرُوْرٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۲۳ ع۸

تَمْسَسْکُمْ۔ وہ تم کو چھوئے، وہ تم کو پہنچے، (نَصَرَ، ضَرَبَ) تَمْسَسْ مَسٌّ سے جس کے معنی چھونے، ہاتھ لگانے اور پہنچنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر، پ۴ ع۳

تَمْسَسْہُ۔ وہ اس کو چھوئے، اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے پ۱۸ ع۱۱

تَمَسَّکُمْ وہ تم کو چھوئے، وہ تم کو چھوئے گی، تَمَسَّ مَسٌّ سے، مضارع کا صیغہ

واحد مؤنث غائب، یہاں سین کا سین میں
ادغام ہوگیا ہے، کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر، پ۲۷
تُمْسِكُوْا۔ تم پکڑ رکھو، تم روک رکھو، اِمْسَاكٌ
سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، لَا تُمْسِكُوْا
(تم نہ روک رکھو) صیغہ نہی ہے (ملاحظہ ہو
اِمْسَاكٌ) پ۲۸
تُمْسِكُوْهُنَّ۔ ان عورتوں کو روک رکھو،
اس میں هُنَّ ضمیر جمع مذکر غائب ہے پ۲
تَمَسَّنَا۔ وہ ہم کو چھوتی ہے، وہ ہم کو چھوئے گی
تَمَسَّ مَسٌّ سے، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث
غائب، نَا ضمیر جمع متکلم (ملاحظہ ہو تَمَسَّكُمْ)
پ۱ پ۲۳
تُمْسُوْنَ۔ تم شام کرتے ہو، اِمْسَاءٌ سے جس
کے معنی شام کرنے یا شام کے وقت کسی فعل
کے ہونے کے ہیں، مضارع کا صیغہ، جمع
مذکر حاضر، جب اس کا استعمال فعل ناقص
کی حیثیت سے ہوتا ہے تو معنی کان آتا ہے
یعنی ہوجانے کے معنی دیتا ہے، پ۲۱
تَمَسُّوْهَا۔ تم اس کو ہاتھ لگاؤ، تم اس کو چھوؤ
تَمَسُّوْا مَسٌّ سے، مضارع کا صیغہ،
جمع مذکر حاضر، هَا ضمیر واحد مؤنث غائب

لَا تَمَسُّوْا (تم اس کو ہاتھ نہ لگاؤ) فعل نہی ہے
پ۸ پ۱۲ پ۱۹
تَمَسُّوْهُنَّ۔ تم ان (عورتوں) کو ہاتھ لگاؤ
یہاں هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب ہے،
شاہ عبدالقادر صاحبؒ فرماتے ہیں، جب خلوت
ہوچکی تو گویا ہاتھ لگایا، پ۲ پ۲۲
تَمْشِ۔ تو چلے، تو چلتا ہے، تو چلیگا، مَشْیٌ
سے، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، لَا تَمْشِ
(تو مت چل) صیغہ نہی ہے (ملاحظہ ہو اِمْشُوْا)
پ۱۵ پ۲۱
تَمْشُوْنَ۔ تم چلتے ہو، تم چلوگے، مَشْیٌ سے
مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۲۷
تَمْشِیْ۔ وہ چلتی ہے، وہ چلنے لگی، وہ چلے گی
مَشْیٌ سے، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث
غائب۔ پ۱۶ پ۲۰
تَمْكُرُوْنَ۔ تم مکر کرتے ہو، تم حیلے بناتے ہو
تم بداندیشی کرتے ہو، (نَصَرَ) مَكْرٌ سے
مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو مَكْرٌ) پ۱۱
تَمْلِكُ۔ وہ مالک ہوتی ہے، وہ مالک ہوگی
وہ اختیار رکھتی ہے، وہ اختیار رکھے گی،
(ضَرَبَ) مِلْكٌ سے۔ مضارع کا صیغہ

واحد مؤنث غائب، مِلْکٌ کا استعمال دو معنوں میں ہوتا ہے، ایک مالک اور والی ہونا، دوسرے اختیار پانا، خواہ مالک اور والی ہو یا نہ ہو، یہاں دوسرے معنی مراد ہیں پ ۲۲

تَمْلِكُ، تو اختیار رکھتا ہے تو اختیار رکھیگا مِلْکٌ سے، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، پ ۷

تَمْلِكُوْنَ۔ تمہارے ہاتھ میں ہو، تم مالک ہو تم اختیار رکھتے ہو، تم اختیار رکھو گے، مِلْکٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر قرآن مجید میں یہ صیغہ دو جگہ آیا ہے، اول جگہ بمعنی مالک اور والی ہونے کے اور دوسری جگہ بمعنی اختیار پانے کے ہے پ ۱۵، پ ۲۲

تَمْلِكُهُمْ۔ وہ ان پر بادشاہی کرتی ہے، وہ ان پر راج کرتی ہے، وہ ان کی مالک ہے تَمْلِكُ صیغہ واحد مؤنث غائب، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب (ملاحظہ ہو تَمْلِكُ) پ ۱۹

تُمْلٰى۔ وہ لکھوائی جاتی ہے، وہ پڑھی جاتی ہے اِمْلَاءٌ سے بمعنی املا کرانے کے، مضارع مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب، املا کی صورت یہ ہے کہ استاد بولتا اور پڑھتا جائے اور شاگرد لکھتے اور پڑھتے رہیں، پ ۱۸

تَمْنَعُهُمْ، وہ ان کو منع کرتی ہے، وہ ان کو بچاتی ہے، وہ ان کو روکتے ہیں، وہ ان کی حفاظت کرتے ہیں، تَمْنَعُ، مَنْعٌ سے جس کے معنی نہ دینے، روکنے اور حمایت کرنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب (ملاحظہ ہو بُسَّتْ) پ ۲۲

تَمْنُنْ، تو احسان کرے (نَصَرَ) مَنٌّ سے جس کے معنی احسان کرنے اور احسان رکھنے کے آتے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر آیت شریفہ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ (اور ایسا نہ کر کہ احسان کرے اور بدلہ بہت چاہے) میں مَنٌّ سے بعض منت بالقول (زبان سے احسان جتلانا) مراد لیتے ہیں، ان کی رائے میں اس سے ممانعت ہے کہ احسان جتلا کر زیادہ طلب کیا جائے، اور بعض کے نزدیک اس کے معنی یہ ہیں کہ اس غرض سے نہ دو کہ زیادہ لو، لَا تَمْنُنْ فعل نہی ہے، پ ۲۹

تَمُنُّوْا۔ تم احسان رکھو، تم منت رکھو، مَنٌّ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، آیت شریفہ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ

(آپ کہئے تم اپنے مسلمان ہونے کا مجھ پر احسان نہ رکھو بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تم کو ایمان کی طرف ہدایت کی) یہاں ان لوگوں کی طرف سے جو منّت ہے وہ قولی ہے جو مذموم ہے اور اللہ کی طرف سے جو منّت ہے وہ فعلی ہے جو محمود ہے، پ۲۶ ع۱۴

تَمَنَّوُا۔ انھوں نے آرزو کی۔ انھوں نے تمنا کی، تَمَنِّیٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب، تَمَنِّیْ کے معنی ہیں دل میں کسی چیز کا ٹھیرانا اور اس کا تصور باندھنا اور یہ کبھی تو محض ظن و تخمین اور اٹکل پر چلتا ہے اور کبھی غور و فکر کا نتیجہ اور کسی اصل کی بنا پر ہوتا ہے مگر چونکہ تمناؤں اور آرزوؤں کی بنیاد زیادہ تر اٹکل اور تخمینہ پر ہی رکھی جاتی ہے اس لئے جھوٹ کا اس میں بڑا دخل ہوتا ہے اور اسی سبب سے اکثر اوقات تَمَنِّیْ میں بے حقیقت اور ان ہونی چیزوں کا تصور ہوتا ہے، پ۲۸ ع۱۱

تَمَنَّوُا۔ تم آرزو کرو، تم تمنا کرو، تَمَنِّیٌ سے، امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۱ ع۱۱

تَمَنَّوْنَ۔ تم تمنا کرتے ہو، تم آرزو کرتے ہو، تَمَنِّیٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۴ ع۵

تُمْنُوْنَ تم منی ٹپکاتے ہو، اِمْنَاءٌ سے جس کے معنی منی ٹپکانے اور منی ڈالنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۲۷ ع۱۵

تَمُنُّهَا۔ تو اس کا احسان رکھتا ہے تَمُنُّ مَنٌّ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، هَا ضمیر واحد مؤنث غائب، مَنٌّ کی دو صورتیں ہیں، ایک منت بالفعل یعنی نعمت و احسان سے گرانبار کر دینا یہ درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کی صفت ہے۔ کیونکہ جتنی نعمتیں ہیں اسی کی پیدا کی ہوئی ہیں، دوسرے منت بالقول یعنی زبان سے احسان جتلانا جو انسان کے لئے معیوب ہے، یہاں اس کا استعمال اسی دوسرے معنی میں ہوا ہے، پ۱۹ ع۹

تُمْنٰی۔ وہ ٹپکائی جاتی ہے، وہ ڈالی جاتی ہے وہ پیدا کی جاتی ہے، وہ مقدر کی جاتی ہے (ضَرَبَ) مَنْیٌ سے جس کے معنی مقدر کرنے آزمانے اور منی کے باہر آنے کے ہیں مضارع مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب، پ۲۷ ع۷

تَمَنّٰی۔ اس نے خیال باندھا۔ اس نے آرزو کی، اس نے تمنا کی اس نے پڑھا تَمَنِّیٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، آیت شریفہ

أَمْ لِلْإِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى . فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰى (کہیں انسان کو ملتا ہے جو چاہے، بس اللہ ہی کے ہاتھ ہے پچھلا گھر اور پہلا گھر) میں تَمَنّٰى کا استعمال وہی بے حقیقت خیالات باندھنے کے لئے ہوا ہے کہ انسان سوچتا ہے بت کی پوجا سے یہ ملیگا اور وہ ملیگا حالانکہ بت پوجے سے کیا ملتا ہے ملے وہی جو اللہ دے، سورۂ حج کی آیت وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّا اِذَا تَمَنّٰى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (اور جو رسول بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے یا نبی سو جب لگا خیال باندھنے شیطان نے ملا دیا اس کے خیال میں، پھر اللہ مٹاتا ہے شیطان کا ملایا، پھر پکی کرتا ہے اپنی باتیں اور اللہ سب خبر رکھتا ہے حکمت والا ہے) میں تمنّٰی کے مفسرین نے دو معنی بیان کئے ہیں

(۱) اس نے خیال باندھا، اس نے آرزو کی

(۲) اس نے پڑھا، اس نے تلاوت کی، وجہ یہ ہے کہ تمنّٰی کا استعمال دونوں معنی میں ہوتا ہے۔ امام راغبؒ فرماتے ہیں۔

التَّمَنِّيْ تَقْدِيْرُ شَيْءٍ فِي النَّفْسِ وَتَصْوِيْرُهٗ فِيْهَا۔

تمنی کے معنی ہیں دل میں کسی چیز کا ٹھیرنا اور اس کا خیال باندھنا۔

اب آرزو کرنے اور خیال باندھنے میں تو یہ معنی صاف ظاہر ہیں اور قراءت کے لئے تمنی کا استعمال اس بنا پر ہوتا ہے کہ پڑھنے والا بھی الفاظ کا اندازہ رکھتا اور ان کا خیال کرتا ہے اسی لئے اندازے اور اٹکل سے پڑھنے کو تمنی کہتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت کو "تمنی" سے کیوں تعبیر کیا گیا اس کی وجہ خود امام راغب کے الفاظ میں یہ ہے۔

ولما كان النبي صلى الله عليه وسلم كثيرا ما كان يبادر الى ما نزل به الروح الامين على قلبه حتى قيل له لا تعجل بالقرآن الاية ولا تحرك به لسانك لتعجل به سمى تلاوته على ذلك تمنيا ونبه ان للشيطان

اور چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب پر روح الامین جو کچھ لیکر اترتے آپ اس کے متعلق اکثر جلدی فرماتے تھے، یہاں تک کہ آپ کو حکم دیا گیا کہ قرآن کے پڑھنے میں عجلت سے کام نہ لو اور زبان کو اس کی قراءت میں جلدی کرنے کے لئے حرکت نہ دو اس لئے آپ کی اس

تسلط علی مثلہ طرح کی تلاوت کو تمنیٰ
فی امنیتہ (اندازے سے پڑھنا) سے موسوم
وذلک من کیا اور متنبہ کیا کہ اس طرح کے
حیث بین پڑھنے میں شیطان کا دخل
ان العجلۃ ہوتا ہے کیونکہ بیان کردیا
من الشیطن۔ گیا ہے کہ جلدی شیطان
کی طرف سے ہے۔

امام موصوف کی رائے میں یہاں تمنی کا استعمال تلاوت کے لئے ہوا ہے اور اس کی جو توجیہ تفسیر القرآن بالقرآن کے اصول پر انھوں نے بیان فرمائی ہے وہ ان کی امامتِ فن کے شایانِ شان ہے، افسوس ہے کہ بعض مفسرین نے بھی یہاں یہی معنی بیان کئے لیکن ان کی نظر آیت کی تفسیر کرتے وقت امام موصوف کی توجیہ پر نہیں بلکہ ایک موضوع اور جعلی روایت پر تھی جس کو انھوں نے غلطی سے تفسیر کی کتابوں میں داخل کردیا ہے کہ سورۃ النجم کی تلاوت کے وقت جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیتیں تلاوت فرمائیں أَفَرَءَيْتُمُ اللَّٰتَ وَالْعُزَّىٰ وَمَنَوٰةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَىٰ تو سہواً آپ کی زبانِ مبارک سے بتوں کی تعریف میں یہ الفاظ ادا ہوگئے تلک الغرانیق العلی وان شفاعتھن لترتجی (یعنی یہ بت طائران قدس ہیں اور ان کی شفاعت کی امید کی جاسکتی ہے) یا شیطان نے آپ کی آواز میں آواز ملا کر پڑھ دئے چنانچہ جبرئیل علیہ السلام آئے اور انھوں نے خبر دی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بمجرد اطلاع پانے کے سخت ملال ہوا، اس پر آپ کی تسلی کے لئے آیت مذکورہ نازل ہوئی اور آیت میں جو دخلِ شیطانی کا تذکرہ ہے اس سے مراد یہی القائے شیطانی ہے لیکن اس روایت کا جو حال ہے اس کے متعلق شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی نے بالکل صحیح تحریر فرمایا ہے کہ:۔

"این قصہ عقلاً و نقلاً باطل و موضوع ست"[2]

[1] غرانیق جانورانِ آبی کو کہتے ہیں، عُلیٰ کے معنی بلند مرتبت کے ہیں چونکہ بتوں کے متعلق ان کے پجاریوں کا یہ عقیدہ تھا کہ وہ ان کو اللہ سے قریب کرنے والے اور اس کے دربار میں ان کی شفاعت کرتے ہیں، اس لئے طائرانِ بلند پرواز سے ان بتوں کو تشبیہ دی گئی، [2] مدارج النبوت ج ۱ ص ۲۴۴ طبع نولکشور۔

شاہ ولی اللہ صاحبؒ اور ان کے دونوں بیٹوں شاہ رفیع الدین صاحبؒ اور شاہ عبدالقادر صاحبؒ نے "تمنی" کے وہی معنی "آرزو کرنے اور خیال باندھنے" کے لئے ہیں، شاہ ولی اللہ صاحب نے فتح الرحمٰن میں اس آرزو کی مثالیں دی ہیں چنانچہ تحریر فرماتے ہیں۔

مترجم گوید مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بخواب دیدند کہ ہجرت کردند بزمینے کہ نخل بسیار دارد پس وہم بجانب یمامہ و ہجر رفت و در نفس الامر مدینہ بود، و مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بخواب دیدند کہ بمکہ در آمدہ اند و حلق و قصری کنند پس وہم آمد کہ درہماں سال ایں واقع شود و در نفس الامر بعد از سالہای چند متحقق شد و در امثال ایں صورت امتحان مخلصان و منافقان درمیان می آید واللہ اعلم" (ص ۲۵۳)

اور شاہ عبدالقادر صاحب موضح القرآن میں رقمطراز ہیں۔

"نبی کو ایک حکم اللہ سے آتا ہے اس میں ہرگز تفاوت نہیں اور ایک اپنے دل کا خیال، اس میں جیسے اور آدمی کبھی خیال ٹھیک پڑا کبھی نہ پڑا، جیسے حضرت نے خواب میں دیکھا کہ مدینے سے نکلے گئے، عمرہ کیا، خیال میں آیا کہ شاید اب کی برس وہ ٹھیک پڑا اگلے برس، یا وعدہ ہوا کافروں پر غلبہ ہوگا، خیال آیا کہ اب کی لڑائی میں، اس میں نہ ہوا، پھر اللہ جتا دیتا ہے کہ جتنا حکم تھا اس میں تفاوت نہیں" پ۱۷ ع۱۳ آیت۵۲

تَمُوْتُ - وہ مرجائے، اسے موت آئے، وہ مرتی ہے، وہ مرگی، مَوْتٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو اَمُوْتُ) پ۲۱ ع۱۲ آیت۳۴

تَمُوْتُنَّ - تم مرو، مَوْتٌ سے مضارع با نون تاکید کا صیغہ جمع مذکر حاضر لَا تَمُوْتُنَّ (تم نہ مرو تم نہ مرلو) فعل نہی ہے، پ۱ ع۱۶ آیت۱۳۲

تَمُوْتُوْنَ - تم مرتے ہو، تم مروگے، مَوْتٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۸ آیت۲۵

تَمُوْرُ - وہ پھٹتی ہے، وہ پھٹ جائے گی، وہ لرزتی ہے، وہ لرزیگی، وہ جنبش کرتی ہے، وہ جنبش کریگی، وہ پھرتی ہے، وہ پھرگی (نَصَرَ) مَوْرٌ سے جس کے معنی پھرنے اور تیز چلنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۲۹ ع۲ آیت۱۶

تَمْهِيْدًا - ہموار کرنا، تیار کرنا، بروزن تَفْعِيْل مصدر ہے، پ۲۹ ع۱۵ آیت۱۴

تَمِيْدَ۔ وہ ہلے، وہ جھکے، وہ ہلتی ہے، وہ جھکتی ہے، وہ ہلیگی، وہ جھکیگی (ضَرَبَ) مَيْدٌ سے جس کے معنی کسی بڑی چیز کے ہلنے اور حرکت کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مونث غائب ۱۴ پ ۲۱ پ ۲۰ پ

تَمَيَّزُ۔ وہ پھٹ جائے، وہ پھٹ پڑے، تَمَيُّزٌ سے، جس کے معنی ایک دوسرے سے جدا ہونے اور پھٹ جانے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مونث غائب، اصل میں تَتَمَيَّزُ تھا۔ ایک تار حذف ہوگئی، ۲۹ پ

تَمِيْلُوْا۔ تم جھک پڑو، تم کج روی کرو، تم مڑ جاؤ (ضَرَبَ) مَيْلٌ سے، جس کے معنی درمیان سے کسی ایک طرف ہٹ جانے کے ہیں اور اسی مناسبت سے اس کا استعمال ظلم و جور کے لئے ہوتا ہے۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ۵ پ ۱۶ و ۲

فصل النون المعجمة

تَنَابَزُوْا۔ تم چڑ مقرر کرو، تم برے نام نکالو، تم برے نام سے پکارو، تَنَابُزٌ سے جس کے معنی باہم چڑ مقرر کرنے، آپس میں برا نام نکالنے اور ایک دوسرے کو چڑانے اور برے نام سے پکارنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، یہاں چونکہ لا نہی موجود ہے اس لئے فعل نہی ہے، ۲۶ پ

تَنَاجَوْا۔ تم سرگوشی کرو، تم رازداری کرو، تَنَاجِيٌ سے، جس کے معنی باہم رازداری اور سرگوشی کرنے کے ہیں، امر کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، ۲۸ پ

تَنَاجَيْتُمْ۔ تم نے سرگوشی، تم نے رازداری کی، تَنَاجِيٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۲۸ پ

تَنَادِ۔ فریاد کرنا، پکارنا، اصل میں تَنَادِيٌ تھا بر تَفَاعُلٌ، قرآن مجید میں يَوْمَ التَّنَادِ ہے یوم کا مضاف الیہ ہونے کے سبب آخر سے ی جو حرف علت ہے حذف ہوگئی، ۲۴ پ

تَنَادَوْا۔ انھوں نے باہم ایک دوسرے کو پکارا، انھوں نے آپس میں ایک دوسرے کو آواز دی، تَنَادِيٌ سے، ماضی کا صیغہ، جمع مذکر غائب، ۲۹ پ

تَنَازَعْتُمْ۔ تم نے جھگڑا کیا، تم نے نزاع کی، تَنَازُعٌ سے جس کے معنی باہم کشاکشی اور جھگڑا کرنے کے ہیں، ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر،

پ ۱۰ ع ۵

تَنَازَعُوْا ۔ انہوں نے جھگڑا کیا، انھوں نے نزاع کی، تَنَازُعٌ سے ماضی کا صیغہ، جمع مذکر غائب، پ ۱۲

تَنَازَعُوْا ۔ تم جھگڑا کرو، تم نزاع کرو، تَنَازُعٌ سے، امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ ۲

تَنَاصَرُوْنَ ۔ تم ایک دوسرے کی مدد کرتے ہو، تَنَاصُرٌ سے، جس کے معنی آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ ۲۳

تَنَالُوْا ۔ تم پاتے ہو، تم پاؤگے، تم پہنچتے ہو، تم پہنچوگے (تم پہنچوگے) نَیْلٌ سے جس کے معنی پانے اور پہنچنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، پ ۴

تَنَالُهٗ ۔ وہ اس کو پاتی ہے، وہ اس کو پائے گی وہ اس تک پہنچتی ہے، وہ اس تک پہنچے گی، تَنَالُ نَیْلٌ سے، مضارع کا صیغہ، واحد مؤنث غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب، پ ۲

تَنَاوُشُ ۔ لینا، بروزن تَفَاعُلٌ مصدر، پ ۲۲

تَنْبُتُ ۔ وہ اگتی ہے، وہ اگاتی ہے (نَصَرَ) نَبْتٌ سے جس کے معنی اُگنے اور اگانے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، تَنْبُتُ بِالدُّهْنِ (وہ تیل اگاتی ہے) میں بَا حال کے لئے ہے تعدیہ کے لئے نہیں، کیونکہ نَبَتَ خود متعدی ہے مطلب یہ ہے کہ وہ اس طرح اگتی ہے کہ تیل اس میں بالقوہ موجود ہوتا ہے، پ ۱۸

تُنْبِتُ ۔ وہ اگاتی ہے، اِنْبَاتٌ سے مضارع کا صیغہ، واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو اَنْبَتَكُمْ) پ ۲۳

تُنَبِّئَنَّهُمْ ۔ تو ان کو خبر دیگا، تو ان کو جتا دیگا تُنَبِّئَنَّ تَنْبِئَةٌ اور تَنْبِیٌّ سے، جس کے معنی آگاہ کرنے، بتلانے اور خبر دینے کے ہیں مضارع با نون تاکید کا صیغہ واحد مذکر حاضر هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب، پ ۱۳

تُنَبِّئُوْنَ ، تم جتاتے ہو، تم خبر دیتے ہو تَنْبِئَةٌ اور تَنْبِیٌّ سے۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱۱

تُنَبَّؤُنَّ ۔ تمہیں خبر دی جائیگی، تمہیں جتایا جائیگا۔ تَنْبِئَةٌ اور تَنْبِیٌّ سے مضارع مجہول با نون تاکید کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ ۲۸

تُنَبِّئُوْنَهٗ ، تم اس کو خبردار کرتے ہو، تم اس کو جتلاتے ہو، اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب کی، پ ۱۱

تُنَبِّئُهُمْ۔ وہ ان کو جتا دے، وہ ان کو خبردار
کردے، تُنَبِّئُ تَنْبِئَۃً اور تَنْبِیٌّ سے
مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، هُمْ
ضمیر جمع مذکر غائب، پ۱۰
تَنْتَشِرُوْنَ تم چلتے پھرتے ہو، تم پھیلتے اور
منفرق ہوتے ہو، اِنْتِشَارٌ سے مضارع کا صیغہ
جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِنْتَشِرُوْا) پ۲۱
تَنْتَصِرَانِ۔ تم بدلہ لے سکتے ہو، تم بدلہ لیتے
ہو، تم بدلہ لوگے، تم مدد لے سکتے ہو، تم مدد لیتے
ہو، تم مدد لوگے، اِنْتِصَارٌ سے مضارع کا صیغہ
تثنیہ مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِنْتَصَرَ) پ۲۷
تَنْتَهِ تو باز آتا ہے، تو باز آئیگا، اِنْتِهَاءٌ سے
مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، اصل میں تَنْتَهِیْ
تھا۔ لَمْ کے آنے سے ی جو حرف علت ہے
حذف ہو گئی (ملاحظہ ہو اِنْتَهُوْا) پ۱۶ پ۱۹
تَنْتَهُوْا تم باز آتے ہو، تم باز آؤ گے، اِنْتِهَاءٌ
سے۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، اِنْ شرطیہ
اور لَمْ کے آنے سے نون اعرابی آخر سے ساقط
ہو گیا (ملاحظہ ہو اِنْتَهُوْا) پ۹ پ۲۲
تُنَجِّيْكُمْ وہ تم کو نجات دے، وہ تم کو بچائے
وہ تم کو نجات دیتی ہے، وہ تم کو بچا لے گی۔
تُنْجِيْ اِنْجَاءٌ سے، مضارع کا صیغہ، واحد مؤنث
غائب، كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو
اَنْجَيْتَنَا) پ۲۸
تَنْحِتُوْنَ۔ تم تراشتے ہو (ضَرَبَ) نَحْتٌ سے
جس کے معنی تراشنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ
جمع مذکر حاضر، پ۸ پ۱۲ پ۱۹
تُنَزِّلَ۔ تو اتارے، تو اتارتا ہے، تو اتارے گا
اِنْزَالٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر
(ملاحظہ ہو اَنْزَلَ) پ۱ پ۷ پ۸ پ۱۴ پ۲۲
پ۱۵ پ۲۲
تَنْزِعُ۔ وہ اکھاڑ پھینکتی ہے (ضَرَبَ) نَزْعٌ
سے، جس کے معنی کسی چیز کے اپنی جگہ سے
اکھاڑنے اور کھینچ لینے کے ہیں مضارع کا صیغہ
واحد مؤنث غائب، مگر اس معنی میں اس کا
استعمال صرف اعراض کے لئے ہوتا ہے تَنْزِعُ
النَّاسَ (وہ لوگوں کو جگہ سے اکھاڑ پھینکتی ہے)۔
میں بعض نے آندھی کے زور سے ہوا میں اڑجانا
مراد لیا ہے اور بعض نے روحوں کا کھینچنا، مگر
اول معنی متبادر ہیں پ۲۷
تَنْزِعُ۔ تو چھین لیتا ہے، تو اکھاڑ پھینکتا ہے۔
نَزْعٌ سے معنی چھین لینے کے، مضارع کا صیغہ

واحد مذکر حاضر، جب نَزَعَ فلان کذا کہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ فلاں نے فلاں چیز چھین لی۔ پ۳۰/۱۱

تَنَزَّلُ - وہ اترتی ہے، وہ اتریگی، تَنَزُّلٌ سے جس کے معنی اترنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، اصل میں تَتَنَزَّلُ تھا ایک تا حذف ہوگئی، پ۱۹/۱۵، پ۳۰/۲۲

تُنَزِّلَ - تو اتار لائے، تو اتارے، تَنْزِيْلٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۷/۲ پ۱۵/۱۰

تُنَزَّلَ - وہ اتاری جائے، وہ اتاری جاتی ہو، وہ اتاری جائیگی، تَنْزِيْلٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب، پ۳/۱ پ۸/۱۲

تَنَزَّلَتْ - وہ (جماعت) شیاطین اتری تَنَزُّلٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ۔ (ملاحظہ ہو تُبَتِّتُ) پ۱۹/۱۵

تَنْزِيْلٌ - اتارنا، بروزن تَفْعِيْلٌ مصدر ہے "تنزیل" اور "انزال" میں یہ فرق ہے کہ تنزیل میں ترتیب اور یکے بعد دیگرے تفریق کے ساتھ اتارنا ملحوظ ہوتا ہے اور "انزال" عام ہے ایک دم کسی شئے کے اتارنے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اور یکے بعد دیگرے ترتیب سے اتارنے کے لئے بھی آتا ہے پ۱۹/۱۵ پ۲۱/۱۴ پ۲۲/۱۸ پ۲۳/۱۵ پ۲۴/۶،۷،۱۵،۱۹ پ۲۵/۱۶ پ۲۶/۱ پ۲۷/۱۹ پ۲۹/۹

تَنْزِيْلًا پ۱۵/۱۲ پ۱۶/۱۰ پ۱۹/۱ پ۲۹/۲۰

تَنْسَ - تو بھولے، تو فراموش کرے (سَمِعَ) نِسْيَانٌ سے جس کے معنی بھولنے اور فراموش کرنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر نسیان اور فراموشی کے تین سبب ہوتے ہیں (۱) ضعف قلب (۲) غفلت (۳) قصد و ارادہ یعنی خود چاہ کر دل سے بھلا دینا، اللہ تعالیٰ نے جس نسیان کی مذمت فرمائی ہے، وہ یہی نسیان ہے کہ جس میں اپنے قصد و ارادہ کو دخل ہو ارشاد ہے فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ (اب مزہ چکھو جیسا کہ تم نے اس دن کی ملاقات کو بھلا دیا تھا ہم نے تم کو بھلا دیا) اس میں اسی نسیان کا مذکور ہے جو بطریق اہانت اور بقصد و ارادہ ہو، اور جس نسیان میں کہ انسان کو معذور قرار دیا گیا ہے وہ ہے کہ اس کا سبب خود اس کا ارادہ نہ ہو، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے رفع عن امتی الخطاء والنسیان (میری امت سے بھول چوک مرفوع (معاف) ہے) یہ وہی نسیان ہے

کہ جس میں اس کے ذاتی ارادہ کا دخل نہ ہو، اللہ تعالیٰ کی طرف نسیان کی نسبت ہو تو بطور اہانت سزا کے لئے لوگوں کو اپنی رحمت سے محروم کرنے اور ان کو چھوڑ دینے کے معنی ہوں گے، لَا تَنْسَ (تو فراموش نہ کر، تو مت بھول) فعل نہی ہے یہاں بھی نسیان سے نسیانِ ارادی مراد ہے، پ ۳۰/۱۱

تَنْسَوُا۔ تم بھول جاؤ، تم بھلا دو، تم فراموش کرو، نِسْیَانٌ سے، مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، یہاں لا، نہی موجود ہے اس لئے فعل نہی ہے، پ ۳/۱۵

تَنْسَوْنَ۔ تم بھولتے ہو، تم بھولے جاتے ہو، تم بھلا دیتے ہو، تم بھولو گے، تم بھول جاؤ گے، تم بھلا دو گے۔ نِسْیَانٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱/۵ پ ۱۰

تَنْسٰی تو بھولتا ہے، تو بھولے گا۔ نِسْیَانٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، پ ۳۰/۱۲

تُنْسٰی۔ تو بھلا دیا جائیگا، تو فراموش کر دیا جائے گا۔ نِسْیَانٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ ۳۶/۱۶

تَنْشَقُّ۔ وہ پھٹ جائے، وہ شق ہو جائے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو، وہ پھٹتی ہے، وہ شق ہوتی ہے، وہ پھٹ جائے گی، وہ شق ہو جائے گی، اِنْشِقَاقٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو اِنْشَقَّ) پ ۱/۳۰

تَنْصُرُنَّہٗ۔ تم اس کی ضرور مدد کرو گے، تَنْصُرُنَّ نَصْرٌ سے۔ مضارع بانونِ تاکید کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو اُنْصُرْنَا) پ ۳/۱۴

تَنْصُرُوْا۔ تم مدد کرتے ہو، تم مدد کرو گے، نَصْرٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر نون اعرابی عامل کے سبب محذوف ہے پ ۳۶/۵

تُنْصَرُوْنَ۔ تمہاری مدد کی جاتی ہے، تمہاری مدد کی جائے گی، تم مدد دئے جاتے ہو تم مدد دئیے جاؤ گے، نَصْرٌ سے۔ مضارع مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ ۳۰/۱۴ پ ۱۸/۴ پ ۲۴/۲

تَنْصُرُوْہُ۔ تم اس کی مدد کرو گے، اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ پ ۱۰/۱۲

تَنْطِقُوْنَ۔ تم بولتے ہو (نَصَرَ) نُطْقٌ سے جس کے معنی بولنے اور بات کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۲۳ پ ۳۶/۱۳

تَنْظُرُ وہ دیکھے، وہ دیکھ لے، وہ دیکھتی ہے،

وہ دیکھ لیگی، نَظَرٌ سے، مضارع کا صیغہ، واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو اُنْظُرْ) پ۳۰
تَنْظُرُوْنَ۔ تم دیکھتے ہو، تم دیکھو گے نَظَرٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۱ پ۲۷
تُنْظِرُوْنِ۔ تم مجھے ڈھیل دو، تم مجھے مہلت دو، اِنْظَارٌ سے، مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، ی ضمیر واحد متکلم محذوف ہے (ملاحظہ ہو اَنْظِرْنِیْ) پ۹ پ۱۱ پ۱۲
تَنْفُخُ۔ تو پھونک مارتا ہے، تو پھونک ماریگا تو پھونکتا ہے، تو پھونکے گا، نَفْخٌ سے، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اُنْفُخُوْا) پ۷
تَنْفَدَ وہ تمام ہو، وہ نبڑ جائے، وہ تمام ہوتی ہے، وہ تمام ہو جائے گی (سَمِعَ) نَفَادٌ سے جس کے معنی نبڑ جانے، ختم ہو جانے اور تمام ہو جانے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ، واحد مؤنث غائب، پ۱۶
تَنْفُذُوْا تم نکل بھاگو، تم باہر چلے جاؤ نُفُوْذٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر اَنْ ناصبہ کے سبب آخر سے نون اعرابی ساقط ہو گیا ہے (ملاحظہ ہو اُنْفُذُوْا) پ۲۷

تَنْفُذُوْنَ۔ تم نکلتے ہو، تم نکلو گے، نُفُوْذٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۲۷
تَنْفِرُوْا۔ تم نکلو، تم کوچ کرو، تم نکلتے ہو، تم کوچ کرتے ہو، تم نکلو گے، تم کوچ کرو گے، نَفَارٌ اور نُفُوْرٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، لَا تَنْفِرُوْا (تم مت نکلو، تم کوچ نہ کرو) فعل نہی ہے (ملاحظہ ہو اِنْفِرُوْا) پ۱۰
تَنَفَّسَ۔ اس نے سانس لیا، اس نے دم کھینچا تَنَفُّسٌ سے، جس کے معنی سانس کی آمد و شد کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، صبح کے تنفس کا مطلب پو پھٹنا ہے، پ۳۰
تَنْفَعُ۔ وہ نفع دیتی ہے، وہ نفع دیگی، وہ کام آتی ہے، وہ کام آئے گی، وہ فائدہ دیتی ہے وہ فائدہ دیگی (فَتَحَ) نَفْعٌ سے جس کے معنی فائدہ دینے، سود مند ہونے اور کام آنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۱۶ پ۲۲ پ۲۷
تَنْفَعَكُمْ، وہ تمہارے کام آتی ہے، وہ تمہارے کام آئے گی۔ وہ تم کو نفع دیتی ہے، وہ تم کو نفع دے گی۔ اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے۔ پ۲۸

تَنْفَعُهٗ. وہ اس کو نفع پہنچاتی ہے، وہ اس کو نفع پہنچائے گی، وہ اس کے کام آتی ہے، وہ اس کے کام آئے گی، اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے، پ ۳۰/۵

تَنْفَعُهَا۔ وہ اس کو فائدہ دیتی ہے، وہ اس کو فائدہ دیگی، وہ اس کے کام آتی ہے، وہ اس کے کام آئیگی، اس میں هَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے، پ ۱/۱۵

تَنْفَعُهُمْ. وہ ان کو فائدہ دیتی ہے، وہ ان کو فائدہ دیگی، وہ ان کے کام آتی ہے، وہ ان کے کام آئیگی، اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے، پ ۲۹/۱

تُنْفِقُوْا تم خرچ کرو، تم خرچ کرتے ہو، تم خرچ کروگے، اِنْفَاقٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، نون اعرابی عامل کے سبب سے حذف ہوگیا ہے (ملاحظہ ہو اَنْفَاق) پ ۳/۵ پ ۴/۱ پ ۱۰/۱ پ ۲۶/۸ پ ۲۸/۱۴ پ ۲۸/۱۲

تُنْفِقُوْنَ. تم خرچ کرتے ہو، تم خرچ کروگے اِنْفَاقٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ ۳۰/۵

تُنْقِذُ۔ تو نجات دلاتا ہے، تو نجات دلائیگا۔ تو چھڑاتا ہے، تو چھڑائیگا، تو رہا کراتا ہے، تو رہا کرائیگا، اِنْقَاذٌ سے، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، (ملاحظہ ہو اَنْقَذَكُمْ) پ ۲۳/۱۲

تَنْقُصُ، وہ گھٹاتی ہے، وہ کم کرتی ہے، نَقْصٌ سے، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو اُنْقُصُوْا) پ ۲۶/۱۵

تَنْقُصُوْا، تم گھٹاؤ، تم کم کرو، نَقْصٌ سے مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، یہاں لا نہی داخل ہے اس لئے فعل نہی ہے، پ ۱۲/۸

تَنْقُضُوْا تم توڑو (نَصَرَ) نَقْضٌ سے بمعنی توڑنے کے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، یہاں چونکہ لا نہی موجود ہے، اس لئے فعل نہی ہے اصل میں نَقْضٌ کے معنی ہیں عمارت یا رسی یا ہار کی گرہ اور بندش کھولنے اور پراگندہ کرنے کے۔ اِبْرَامٌ کی ضد ہے اور اسی لئے بطور استعارہ "نقض" کا استعمال عہد شکنی کے لئے بھی ہوتا ہے۔ پ ۱۴/۱۹

تَنْقَلِبُوْا۔ تم پھر جاتے ہو، تم پھر جاؤ گے، تم پلٹ جاتے ہو، تم پلٹ جاؤ گے اِنْقِلَابٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِنْقَلَبَ) پ ۴/۸

تَنْقِمُ. تو بیر کرتا ہے، تو انکار کرتا ہے، تو

عیب دیتا ہے، تو بیر کریگا، تو انکار کرے گا، تو عیب دیگا، (ضَرَبَ و سَمِعَ) نَقْمٌ سے جس کے معنی غصہ ہونے ناپسند کرنے اور انکار کرنے کے ہیں خواہ اس کا اظہار زبان سے ہو یا سزا دیکر، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، پ۹

تَنْقِمُوْنَ. تم انکار کرتے ہو، تم بیر رکھتے ہو، تم عیب دیتے ہو، تم انکار کروگے، تم بیر کروگے، تم عیب دوگے، نَقْمٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۶/۱۴

تَنْكِحَ. وہ نکاح کرے، وہ وطی کرے، نِكَاحٌ سے، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب یہاں نکاح کا استعمال وطی اور دخول کے معنی میں ہوا ہے (ملاحظہ ہو اَنْكِحُوْ) پ۲/۱۴

تَنْكِحُوْا. تم نکاح کرو، تم عقد کرو، نِكَاحٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، یہاں لا، نہی موجود ہے اس لئے فعل نہی ہے پ۲/۱۱

پ۴/۱۳ پ۵/۱۶ پ۲۲/۴
تُنْكِحُوْا. تم نکاح کردو، تم عقد کرادو، اِنْكَاحٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اُنْكِحَكَ) پ۲/۱۱

تَنْكِحُوْهُنَّ. تم ان سے نکاح کرو، تم ان سے عقد کرو، اس میں هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب ہے، پ۲۸/۸

تُنْكِرُوْنَ. تم انکار کرتے ہو، تم انکار کروگے اِنْكَارٌ سے، جس کے معنی انکار کرنے اور نہ پہچاننے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، "انکار" "عرفان" کی ضد ہے، اصل میں اس کے معنی نہ پہچاننے یعنی قلب پر کسی ایسی چیز کے وارد ہونے کے ہیں کہ جو اس تصور میں نہ ہو، یہ جہالت کی ایک قسم ہے جیسے فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ (جب وہ اس کے پاس آئے تو اس ان کو پہچان لیا اور وہ اس کو نہیں پہچانتے تھے) اور کبھی زبان سے انکار کرنے کے لئے بھی اس کا استعمال ہوتا ہے زبان سے انکار کا سبب وہی دل کا انکار ہے، لیکن بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ دل میں اس کی صورت موجود ہوتی ہے اور زبان سے انکار ہوتا رہتا ہے، اس صورت میں خلافِ واقع انسان جھوٹ بولتا ہے کہ دل میں اقرار اور زبان پر انکار ہوتا ہے چنانچہ یہاں بھی زبان کی جھٹلانا

اور نہ ماننا مراد ہے، پ۲۴ ع۱۴

تَنكِصُوْنَ۔ تم بھاگتے ہو، تم پھرے جاتے ہو، (ضَرَبَ) نُكُوْصٌ سے، جس کے معنی کسی چیز سے پھرے جانے اور باز رہنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۱۸ ع۴

تَنكِيلًا۔ رسوا کرنا، عذاب دینا، سزا دینا، ضعیف اور عاجز بنا دینا، قید کر دینا، بروزن تَفْعِيلٌ مصدر ہے، پ۵ ع۸

تَنُوْءُ۔ وہ بھاری ہوتی ہے، وہ جھکتی ہے (نَصَرَ) نَوْءٌ سے، جس کے معنی بھاری ہونے اور بوجھ کے مارے گرے جانے کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۲۰ ع۱۱

تَنُّوْرٌ۔ تنور، جس میں روٹی پکائی جاتی ہے علامہ خازن بغدادی تفسیر لباب التاویل میں رقمطراز ہیں۔

"تنور فارسی زبان کا لفظ ہے، مُعرّب ہے، چونکہ اہل عرب اس کے دوسرے نام سے واقف نہیں اس لئے قرآن مجید میں یہی لفظ استعمال ہوا اور جس لفظ کو وہ جانتے تھے وہی بتایا اور بعض کا قول ہے کہ تنور فارسی اور عربی دونوں میں اسی طرح ہے (اس لئے یہ عربی بھی ہے اور فارسی بھی)

اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اصل میں تو "تنور" عجمی لفظ ہے پھر عربوں نے اس کو بولنا شروع کیا تو عربی ہو گیا جیسے دیباج وغیرہ الفاظ ہیں

یہاں "تنور" سے کیا مراد ہے اس بارے میں اختلاف ہے، عکرمہ اور زہری کا بیان ہے کہ سطح زمین مراد ہے کیونکہ نوح علیہ السلام سے کہا گیا تھا کہ جب تم پانی کو سطح زمین پر ابلتا ہوا دیکھو تو کشتی پر سوار ہو جانا بس اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تنور کے جوش مارنے (یعنی سطح زمین کے ابلنے) کو نوح علیہ السلام کے لئے اس حادثہ عظیم کی علامت قرار دی گئی تھی، حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ فار التنور کے معنی ہیں طلع الفجر ونور الصبح (یعنی پو پھٹ گئی اور صبح روشن ہو گئی) صبح کی روشنی کو تنور میں سے آگ نکلنے کے ساتھ تشبیہ دی گئی

حسن بصری، مجاہد اور شعبی کہتے ہیں کہ تنور وہی ہے جس میں روٹی پکائی جاتی ہے یہی اکثر مفسرین کا قول ہے اور یہی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایک روایت میں منقول ہے اور یہی قول زیادہ صحیح ہے کیونکہ لفظ جب حقیقت اور مجاز میں دائر ہو تو اس کا حقیقت ہی پر حمل کرنا اولیٰ ہوتا ہے اور لفظ تنور اس جگہ کے نام کے لئے کہ جہاں

روٹی پکائی جاتی ہے حقیقت ہے۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ الف لام "التنور" میں ہے وہ عہد کا ہے اور یہاں پہلے سے سامع کے نزدیک کوئی چیز متعین نہیں، لہذا تنور کا کسی اور معنی پر محمول کرنا ضروری ہے اور وہ معاملہ کے شدت اختیار کر جانے کے معنی ہیں پس معنی یہ ہوں گے کہ جب پانی شدت سے ابلنے لگے اور زور کرے تو اپنے آپ کو اور اپنے ساتھیوں کو بچاؤ

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بعید نہیں کہ نوح علیہ السلام کو وہ تنور معلوم ہو، حسن بصریؒ کا بیان ہے کہ وہ تنور پتھر کا تھا اور حضرت حوا، اس میں روٹیاں پکاتی تھیں، پھر وہ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آگیا تھا اور ان سے کہہ دیا گیا تھا کہ جب تم دیکھو کہ پانی تنور سے ابل رہا ہے تو اپنے ساتھیوں کو لیکر کشتی میں سوار ہو جانا۔[1] پ ۱۲/۴ پ ۱۸/۲

تَنْهَرْ ۔ تو ڈانٹے، تو جھڑکے (فَتَحَ) نَهْرٌ سے، جس کے معنی سختی کے ساتھ ڈانٹنے اور جھڑکنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، یہاں لاء نہی موجود ہے اس لئے فعل نہی ہے پ ۳۰/۱۸،

تَنْهَرْهُمَا ۔ تو ان دونوں کو جھڑکے، تو ان دونوں کو ڈانٹے، اس میں هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب ہے، پ ۱۵/۳

تَنْهَوْنَ ۔ تم منع کرتے ہو، تم روکتے ہو نَهْيٌ سے، مضارع معروف کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَنْهٰكُمْ) پ ۴

تُنْهَوْنَ ۔ تم کو منع کیا جاتا ہے، تم کو روکا جاتا ہے، نَهْيٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ ۵/۲

تَنْهٰى ۔ وہ روکتی ہے، وہ منع کرتی ہے نَهْيٌ سے، مضارع کا صیغہ، واحد مؤنث غائب۔ پ ۲۱/۱

تَنْهٰنَا ۔ تو ہم کو منع کرتا ہے، تو ہم کو روکتا ہے تَنْهٰى نَهْيٌ سے، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر نَا ضمیر جمع متکلم، پ ۱۲/۲

تَنِيَا ۔ تم دونوں سستی کرو، تم دونوں سست ہو، (ضَرَبَ) وَنْيٌ سے جس کے معنی سست ہونے اور سستی کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ تثنیہ مذکر حاضر، یہاں لاء نہی موجود ہے اس لئے فعل نہی ہے، پ ۱۶/۱۱

[1] لباب التاویل ج ۳ ص ۱۸۹ طبع مصر ۱۳۳۱ھ

فصل الواو

تَوَّابٌ۔ پھر آنے والا، توبہ کرنے والا، معاف کرنے والا، توبہ قبول کرنے والا، بروزن فَعَّالٌ مبالغہ کا صیغہ ہے، تَوْبَۃٌ سے مشتق ہے لغت میں توبہ کرنے والے اور توبہ قبول کرنے والے دونوں کو "تواب" کہا جاتا ہے، بندہ توبہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے اس لئے اس کا استعمال اللہ اور بندہ دونوں کے لئے ہوتا ہے، جب بندہ کی صفت میں آئے تو اس کے معنی کثرت سے توبہ کرنے والے بندہ کے ہوں گے چنانچہ جب وہ یکے بعد دیگرے گناہوں کو مسلسل ہر وقت چھوڑتے چھوڑتے بالکل تارک الذنوب ہو جاتا ہے تو "تواب" کہلاتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کی صفت میں استعمال ہوتا ہے تو اس کے معنی کثرت سے مسلسل بار بار بندوں کی توبہ قبول فرمانے والے کے ہیں، امام ابو سلیمان خطابی فرماتے ہیں۔

التواب ھوالذی یتوب علی عبادہ — تواب وہ ہے کہ جو اپنے بندوں پر مہربانی فرما کر ان کی توبہ کو قبولیت بخشے کہ جتنی دفعہ توبہ دہرائی جائے اتنی ہی بار قبولیت کی تکرار ہو۔

فیقبل توبتھم کلما تکررت التوبۃ تکرر القبول[1]

قرآن مجید میں تواب کا لفظ جتنی جگہ آیا ہے، اللہ تعالیٰ کی صفت کے لئے آیا ہے، پ ۱ ع ۴ و ۶ و ۱۵، پ ۲ ع ۳، پ ۵ ع ۱۶، پ ۲۶ ع ۱۴۔

تَوَّابًا۔ پ ۵ ع ۳، پ ۵ ع ۵، پ ۳۰ ع ۳۵۔

تَوَّابِیْنَ۔ توبہ کرنے والے، تَوَّابٌ کی جمع، بحالت نصب وجر، پ ۲ ع ۱۲۔

تُؤَاخِذْنَا۔ تو ہم کو پکڑے، تُؤَاخِذُ مُؤَاخَذَۃٌ سے، جس کے معنی گناہ پر پکڑنے اور گرفت کرنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر نَا ضمیر جمع متکلم، یہاں چونکہ لائے نہی ہے اس لئے فعل نہی ہے، پ ۳ ع ۸۔

تُؤَاخِذْنِیْ۔ تو مجھے پکڑے، اس میں ن وقایہ، ی ضمیر واحد متکلم ہے، یہ بھی صیغہ نہی ہے، پ ۱۵ ع ۱۲۔

تَوَارَتْ۔ وہ چھپ گیا، وہ پوشیدہ ہوگیا وہ چھپ گئی، وہ پوشیدہ ہوگئی، تَوَارِیٌ سے، جس کے معنی پوشیدہ ہونے اور چھپ

[1] کتاب الاسماء والصفات امام بیہقی طبع انوار احمدی الہ آباد ۱۳۱۳ھ ص ۵۹

جانے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مؤنث
غائب، واضح رہے کہ توارت کا فاعل شمس
ہے جو یہاں مضمر ہے اور شمس یعنی آفتاب
عربی میں مؤنث مستعمل ہوتا ہے پ۲۳ ۱۲

تَوَاصَوْا۔ انھوں نے وصیت کی، وہ کہہ
مرے، انھوں نے تاکید کی، تَوَاصِیٌ سے
جس کے معنی ایک دوسرے کو باہم نصیحت
کرنے اور کہہ مرنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ
جمع مذکر حاضر، پ۲۷ ۲ پ۳۰ ۲۸/۱۵

تَوَاعَدْتُمْ۔ تم نے وعدہ مقرر کیا، تَوَاعُدٌ
سے، جس کے معنی آپس میں ایک دوسرے
سے وعدہ کرنے کے ہیں، ماضی کا صیغہ
جمع مذکر حاضر، پ۱

تُوَاعِدُوْهُنَّ۔ تم ان سے وعدہ کرو
تُوَاعِدُوْا مُوَاعَدَةٌ سے جس کے معنی
کسی سے وعدہ کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ
جمع مذکر حاضر، هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب
یہاں لا نہی موجود ہے اس لئے فعل نہی
ہے۔ پ۲ ۱۲

تَوْبٌ۔ توبہ کرنا، تَابَ یَتُوْبُ کا مصدر ہے پ۲۴ ۱۲

تَوْبَةٌ۔ توبہ کرنا، گناہ سے باز آنا، توبہ کی توفیق
دینا، توبہ قبول فرمانا، یہ بھی تَابَ یَتُوْبُ کا
مصدر ہے، لازم اور متعدی دونوں طرح
مستعمل ہوتا ہے، تَابَ اللّٰهُ عَلَى الْعَبْدِ
جب بولا جاتا ہے تو اس کے معنی آتے ہیں
اللہ نے بندہ کو توبہ کی توفیق دی اور تاب
العبد کے معنی ہیں بندہ نے توبہ کی، ارشاد ہے
ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا (پھر ان کو توبہ کی
توفیق دی تاکہ وہ توبہ کریں، یا پھر ان پر مہربان ہوا
تاکہ وہ باز آجائیں) غرض جب علی کے ساتھ
استعمال ہوتا ہے تو متعدی ہوتا ہے، اور
مہربان ہونے اور توبہ کی توفیق دینے کے
معنی ہوتے ہیں اور بغیر علی کے آتا ہے تو لازم
ہوتا ہے اور توبہ کرنے کے معنی ہوتے ہیں،
امام خطابی فرماتے ہیں معنی التوبۃ عود العبد
الی الطاعۃ بعد المعصیۃ[1]۔ (توبہ کے معنی
گناہ کے بعد بندہ کا نیکی کی طرف پلٹنا)۔

علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں۔

• گناہ کے با حسن وجوہ چھوڑ دینے کا نام توبہ ہے
یہ معذرت کی سب سے اچھی شکل ہے کیونکہ معذرت

[1] الاسماء والصفات لامام بیہقی ص ۵۹۔

کی تین ہی صورتیں ہیں، یا تو عذر بیان کرنیوالا یوں کہیگا کہ میں نے کیا ہی نہیں یا یہ بیان کریگا کہ میں نے اس وجہ سے کیا، یا میں نے کیا تو سہی لیکن برا کیا۔ اور میں باز آیا، اس کے سوا چوتھی صورت نہیں، بس یہ اخیر صورت توبہ ہے، شریعت میں توبہ کا مطلب ہے (۱) گناہ کو بُرا سمجھکر چھوڑ دینا (۲) جو کچھ غلطی ہو گئی اس پر نادم ہونا۔ (۳) دوبارہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرنا (۴) جن اعمال کا اعادہ کے ذریعہ تدارک ہو سکتا ہے ان کا جہاں تک ممکن ہو تدارک کرنا[1] جب یہ چاروں باتیں جمع ہوں گی تب توبہ کی شرطیں پوری ہوں گی۔

پ۴ ع۱۱، پ۵ ع۱۰، پ۱۱ ع۴، پ۲۵ ع۴، پ۲۸ ع۲۰

تَوْبَتُهُمْ۔ ان کی توبہ، تَوْبَةٌ، مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ آیت شریفہ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ (بیشک جو لوگ اپنے ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے اور پھر کفر میں بڑھتے رہے ان کی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی) میں جو عدم قبولیت کے لئے فرمایا گیا ہے اس کی صورت یہ ہے کہ ان کو توبہ کرنا ہی نصیب نہ ہوگا کہ قبول ہو، پ۳ ع۱۶

تُوْبُوْا۔ تم توبہ کرو، تم باز آجاؤ، تم رجوع کرو تَوْبَةٌ سے، امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۱ ع۶

پ۱۱ ع۱۲، پ۱۲ ع۵، پ۱۴ ع۸، پ۱۸ ع۱۰، پ۲۸ ع۲۰

تُؤْتُوْا۔ تم دو، اِیْتَاءٌ سے، جس کے معنی دینے اور لانے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر چونکہ یہاں لا نہی موجود ہے اس لئے فعل نہی ہے پ۴ ع۱۲

تُؤْتُوْنِ۔ تم مجھ کو دو، اس میں نون وقایہ، ی ضمیر واحد متکلم محذوف ہے، پ۱۳ ع۲

تُؤْتُوْهُنَّ۔ تم ان کو دیتے ہو، تُؤْتُوْنَ اِیْتَاءٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب، پ۵ ع۱۶

تُؤْتَوْهُ۔ تم کو وہ دیا جائے تُؤْتَوْا، اِیْتَاءٌ سے، مضارع مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب، پ۶ ع۷

تُؤْتُوْهَا۔ تم اس کو دو، اس میں هَا ضمیر

[1] اگر حق العبد ہے تو اس کا تدارک ادا کرنے سے ہوگا اور اگر حق اللہ ہے اور قضا مشروع ہے تو قضا کرنے سے ورنہ محض توبہ ہے۔ ۱۲ منہ

واحد مؤنث غائب ہے۔ پ۳۵

تُؤْتِیْ۔ تو دیتا ہے، تو دیگا۔ اِیْتَاءٌ سے۔
مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، پ۳/۱۱

تُؤْتِیْ۔ وہ دیتی ہے، وہ لاتی ہے، اِیْتَاءٌ سے
مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، پ۱۳/۱۴

تُؤْثِرُوْنَ۔ تم اختیار کرتے ہو، تم پسند کرتے ہو، تم ترجیح دیتے ہو، اِیْثَارٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اٰثَرَ) پ۳۰/۱۲

تَوْجَلْ۔ تو ڈر (سَمِعَ) وَجَلٌ سے، جس کے معنی ڈر محسوس کرنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، یہاں لا نہی موجود ہے، اس لئے فعل نہی ہے، پ۱۴/۴

تَوَجَّهَ۔ وہ متوجہ ہوا، اس نے رخ کیا۔ تَوَجُّہٌ سے جس کے معنی متوجہ ہونے، کسی طرف رخ کرنے اور باہر نکلنے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، پ۲۰/۹

تَوَدُّ۔ وہ چاہیگی، وہ آرزو کریگی، وہ دوست رکھے گی (سَمِعَ) وُدٌّ سے، جس کے معنی دوست رکھنے اور آرزو کرنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۳/۱۱

تُؤَدُّوْا۔ تم ادا کردو، تم پہنچادو، تَأْدِیَۃٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر اَنْ ناصبہ کے آنے سے آخر سے نون اعرابی ساقط ہو گیا ہے (ملاحظہ ہو اَدّٰی) پ۵/۵

تَوَدُّوْنَ۔ تم چاہتے ہو، تم دوست رکھتے ہو تم آرزو کرتے ہو، وُدٌّ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۹/۱۵

تُؤْذُوْا۔ تم ایذا دو، تم تکلیف پہنچاؤ، اِیْذَاءٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اٰذٰی) پ۲۲/۴

تُؤْذُوْنَنِیْ۔ تم مجھے ستاتے ہو، تم مجھے ایذا دیتے ہو تُؤْذُوْنَ۔ اِیْذَاءٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، نون وقایہ، ی ضمیر واحد متکلم ہے، پ۲۸/۹

تُوْرُوْنَ۔ تم سلگاتے ہو، تم روشن کرتے ہو، اِیْرَاءٌ سے، جس کے معنی چقماق سے آگ نکالنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۲۷/۱۵

تَوْرٰىۃ۔ توریت، اس آسمانی کتاب کا نام ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی، علامہ زمخشری کی رائے میں توراۃ اور انجیل دونوں عجمی لفظ ہیں چنانچہ سابق میں

لفظ "انجیل" کے تحت ان کی تصریح مرقوم ہو چکی ہے، قاضی بیضاوی نے بھی انہی کی تحقیق کو مسلم رکھا ہے اور علامہ شیخ زادہ حواشی تفسیر بیضاوی میں رقمطراز ہیں۔

لوگوں کا ان دونوں لفظوں کے متعلق اختلاف ہے کہ آیا یہ اشتقاق اور تصریف کے تحت آسکتے ہیں یا نہیں کیونکہ یہ دو مقدس کتابوں کے دو عجمی عبرانی نام ہیں، مصنف (قاضی بیضاوی) نے اسی دوسرے خیال کو اختیار کیا ہے، اور جو لوگ ان کے اشتقاق کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ تورات وری الزند سے مشتق ہے جس کا استعمال چقماق کی لکڑی کے سلگ کر آگ دینے کے لئے ہوتا ہے، چنانچہ وری الزند (چقماق کی لکڑی سلگ اٹھی) اور اوریتہ انا (میں نے اس کو سلگا کر آگ جلا دی) دونوں طرح مستعمل ہے، ارشاد الٰہی ہے اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِي تُوْرُوْنَ (بھلا دیکھو تو آگ جو تم سلگاتے ہو) اس کا ثلاثی (وری) لازم ہے اور رباعی (اوری) متعدی ہے ہمارا تعالیٰ فرماتا ہے فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا پھر قسم ہے آگ نکالنے والوں کی پتھر جھاڑ کر) پس چونکہ تورات میں وہ ضیاء و نور تھا، جس کے ذریعہ انسان ضلالت سے نکل کر ہدایت پر آجاتا ہے جس طرح کہ اندھیرے سے اجالے میں نکل آتا ہے اس لئے یہ کتاب تورات سے موسوم ہوئی اور اس کی تائید ارشاد خداوندی وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَاۗءً (اور ہم نے دی تھی موسیٰؑ اور ہارونؑ کو فیصلہ کرنے والی اور روشنی) سے ہوتی ہے۔ یہی فراء اور جمہور کا قول ہے، فراء کا بیان ہے کہ اس کا وزن تَفْعِلَةٌ عین کے زیر سے ہے۔ پھر زیر کو زبر سے تبدیل کر لیا گیا۔ یہ طائی تلفظ یعنی بنی طے کی زبان ہے چنانچہ وہ ناصیۃ کو ناصاۃ اور جاریۃ کو جاراۃ اور ناحیۃ کو ناحاۃ بولتے ہیں اور بعض نے اس کا وزن تَفْعَلَةٌ عین کے زبر سے بتایا ہے۔"[1]

راغب اصفہانی کہتے ہیں کہ اس کا وزن فَوْعَلَةٌ بتایا گیا ہے اور تَفْعَلَةٌ اس لئے قرار نہیں دیا گیا کہ اس کا وجود کم ہے اور تا واؤ کا بدل ہے جس طرح کہ تَيْقُوْرٌ ہے کیونکہ اس کی اصل وَيْقُوْرٌ تھی۔ تا کو واؤ سے بدل لیا گیا۔

[1] حواشی شیخ زادہ ج ۱ ص ۶۰۱ طبع قسطنطنیہ ۱۲۸۳ھ

واضح رہے کہ تورات وہ کتاب ہے جو خاص حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی پس موجودہ کتاب جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد تصنیف ہوئی اور جس میں کچھ مضامین اصلی تورات کے بھی بطور یادداشت درج کرکے اس کا نام "تورات" رکھ دیا گیا ہے، قطعی وہ تورات نہیں جس کا ذکر قرآن مجید میں کیا گیا ہے ٣/٩و١٣و١٦ ٣/١ ٦/١٠و١٣و١٤و١٣ ٦/٥ ٩/٩ ٣/١٣ ٢٦/١٢ ٣٠/١١

تَؤُزُّھُمْ وہ (شیطانوں کی ٹولی) ان کو ابھارتی ہے، وہ ان کو اچھالتی ہے، وہ ان کو بھڑکاتی ہے (نصر) تَؤُزُّ، اَزٌّ سے، جس کے اصل معنی تو دیگ کے جوش مارنے کے ہیں اور پھر اسی مناسبت سے ورغلانے، ابھارنے، آپس میں گتھ جانے، اور اچھال دینے کے بھی آتے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب، ٦/٩

تُوَسْوِسُ۔ وہ وسوسہ ڈالتی ہے، وہ خیال ڈالتی ہے، وَسْوَسَۃٌ سے جس کے معنی بری بات کے جی میں ڈالنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، ٢٦/١٦

تُوْصُوْنَ۔ تم وصیت کرتے ہو، تم وصیت کروگے، اِیْصَاءٌ سے، مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَوْصٰنِیْ) ٣/١٢

تَوْصِیَۃٌ۔ وصیت کرنا، کہہ مرنا، بروزن تَفْعِلَۃٌ باب تَفْعِیْل کا مصدر ہے ٢٣/٢

تُوْعِدُوْنَ۔ تم ڈراتے ہو، اِیْعَادٌ سے جس کے معنی ڈرانے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ١/١٨

تُوْعَدُوْنَ۔ تم سے وعدہ کیا جاتا ہے، وَعْدٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر، (ملاحظہ ہو تَعِدُنَآ اِنِّیْ) ٨/٢ ١٧/٢ ٢٠/٣ ٣٣/٣و١٣ ٣٤/١٨ ٢٦/١٧و١٨ ٣٩/١٢و٢١

تُوْعَظُوْنَ۔ تمہیں نصیحت کی جاتی ہے، وَعْظٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ، جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَعِظُکَ اور تَعِظُوْنَ) ٢٨/١

تَوَفَّتْہُ۔ اس (فرشتوں کی جماعت) نے اس کو قبض کیا، اس کو اٹھالیا، تَوَفَّتْ، تَوَفِّیْ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو نَتَوَفَّیَنَّکَ) ٦/٧

تَوَفّٰھُمْ۔ اس (فرشتوں کی جماعت) نے ان کو قبض کیا، اس نے ان کو اٹھالیا، اس میں ھُمْ

ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ ۲۶:۳

تُؤْفَكُوْنَ۔ تم پلٹائے جاتے ہو، تم پھیرے جاتے ہو، اَفْكٌ سے، جس کے معنی کسی شے کے اپنے اصلی رخ سے پھرنے کے ہیں، مضارع مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر، یہاں اعتقاد میں حق سے باطل کی طرف اور قول میں راستی سے دروغ بیانی کی طرف اور فعل میں نکوکاری سے بدکاری کی طرف پھیرا جانا مراد ہے، ۱۸:۶ ۱:۵ ۱۲:۲۳ ۱۲:۲۳

تَوَفَّنَا۔ تو ہم کو اٹھالے، تو ہم کو قبض کرلے، تَوَفَّ تَوَفِّیْ سے امر کا صیغہ، واحد مذکر حاضر نَا ضمیر جمع متکلم (ملاحظہ ہو تَتَوَفّٰهُمُ) ۱۲:۹ ۹:۳

تَوَفَّنِیْ۔ تو مجھے اٹھالے، تو مجھے قبض کرلے اس میں نون وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ہے ۱۵:۱۳

تُوَفَّوْنَ۔ تم کو پورا دیا جائیگا۔ تَوْفِيَةٌ سے جس کے معنی پورا پورا دینے کے ہیں، مضارع مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ۳:۴

تُوَفّٰى۔ پورا دیا جائیگا۔ تَوْفِيَةٌ سے، مضارع مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب، ۹:۳ ۱۲:۳ ۱۲:۷

تَوَفَّيْتَنِیْ۔ تونے مجھے اٹھالیا، تونے مجھے قبض کیا، تَوَفَّيْتَ، تَوَفِّیْ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر، ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ہے، یہاں آسمان پر اٹھایا جانا مراد ہے، واضح رہے کہ تَوَفِّیْ کے اصل معنی لغت میں کسی چیز کو پورا لینے اور اس پر پورے طور پر قبضہ کرنے کے ہیں، نیند کی حالت میں ہوش کو پورے طور پر اٹھالیا جاتا ہے۔ موت کے وقت روح پورے طور پر قبض کرلی جاتی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی زندگی ہی میں حسب تصریح آیت کریمہ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ، وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا، بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ (انہوں نے نہ اس کو مارا ہے نہ سولی پر چڑھایا لیکن وہی صورت بن گئی ان کے آگے، اور جو لوگ اس کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ اس جگہ شبہ میں ہیں ان کو اس کی کچھ خبر نہیں صرف اٹکل پر چل رہے ہیں، یقیناً اس کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اس کو اپنی طرف اٹھالیا) آسمان پر مع جسم کے پورے طور پر اٹھالیا گیا تھا۔ اس لئے

تینوں صورتوں کے لئے قرآن مجید میں "توفّی" کا استعمال ہوا ہے کیونکہ پورے طور پہ لے لینا اور قبض کر لینا تینوں صورتوں میں موجود ہے۔ یعنی "توفی" جنس ہے اور روح کھینچ لینا، ہوش چھین لینا اور جسم سمیت اٹھا لینا، یہ تینوں اس کی انواع ہیں، قاضی بیضاوی فرماتے ہیں۔

والتوفی اخذ الشئ وافیا والموت نوع منه [1]
توفی کے معنی ہیں کسی چیز کو پورے طور پہ لے لینا اور موت اس کی ایک قسم ہے۔

علامہ گازرونی حاشی تفسیر بیضاوی میں لکھتے ہیں۔

انه (ای التوفی) لمستعمل مجازا للنوم لانه قبض فی الجملة [2]
توفی کا نیند کے لئے مجازًا استعمال ہوا ہے کیونکہ وہ بھی ایک طرح کا قبض کرنا ہے۔

جن لوگوں کا مذاقِ عربیت پختہ نہیں وہ جب دیکھتے ہیں کہ عام لوگ توفی کا استعمال روح قبض کرنے اور مار ڈالنے کے لئے کرتے ہیں تو وہ روح قبض کرنے ہی کو توفی کے حقیقی معنی سمجھ لیتے ہیں جو سراسر غلط ہے، بلاغت کے نکتہ شناس جانتے ہیں کہ محاورات بلغا میں اس کا استعمال ہمیشہ اس کے حقیقی معنی یعنی پورا لینے اور قبض کرنے کے اعتبار سے ہوتا ہے اور چونکہ موت اور نیند میں بھی یہ بات موجود ہے اس لئے ان دونوں کے لئے بھی اسی اعتبار سے توفی کا لفظ بولا جاتا ہے علامہ ابو البقاء کفوی حنفی کلیات میں رقمطراز ہیں۔

التوفی الاماتة وقبض الروح وعليه استعمال العامة او الاستيفاء واخذ الحق وعليه استعمال البلغاء [3]
توفی یعنی موت دینا اور روح قبض کرنا اور یہ عام لوگوں کا محاورہ ہے، یا پورا لے لینا اور حق وصول کر لینا یہ بلیغوں کا محاورہ ہے۔

جس طرح ہم اپنی زبان میں بھی کسی کی خبر مرگ سناتے وقت کہتے ہیں "فلانا پورا ہو گیا" یا اس کا کام تمام ہوا" جو توفی فلاں اور قضی نحبه کا ٹھیٹ ترجمہ ہے، اسی طرح

---

[1] تفسیر انوار التنزیل ج، ص ۲۳ طبع میمنیہ مصر۔ [2] حواشی گازرونی بر تفسیر بیضاوی ج ۲ ص ۱۹۹ طبع مصر
[3] کلیات ابو البقاء طبع ایران ۱۲۸۶ھ

عربی میں توفی کا استعمال موت کے لئے ہوجاتا ہے جو اس کے حقیقی معنی نہیں ہیں، چنانچہ امام راغب فرماتے ہیں۔

وقد عبر عن الموت والنوم بالتوفی۔ اور موت اور نیند کی بھی توفی سے تعبیر کی گئی ہے۔

امام موصوف نے وقد عبر کے الفاظ اسی لئے استعمال کئے ہیں کہ موت اور نیند کو کوئی اس کے حقیقی معنی نہ سمجھے بلکہ یہ مرادی اور تعبیری معنی ہیں، اب آپ خود غور فرماسکتے ہیں کہ وہ شخص اردو زبان کا کتنا بڑا ادیب ہوسکتا ہے جو "پورا ہونے" اور "کام تمام ہونے" کا مطلب صرف مرنا اور روح قبض ہونا ہی سمجھے، اور ان کے حقیقی اور مجازی معنی میں فرق نہ کرسکے۔

واضح رہے کہ یہاں توفی سے "توفی رفع" یعنی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بحفاظت تمام مع جسد اطہر کے اٹھایا جانا مراد ہے، علامہ خازن بغدادی لکھتے ہیں۔

فالمراد به وفاة الرفع لا الموت[1] اس سے مراد پورے طور پر اٹھا لینا ہے موت نہیں ہے۔

اور یہی "توفی" کے حقیقی معنی ہیں چنانچہ علامہ موصوف فرماتے ہیں۔

من قولهم توفيت الشئ واستوفيته اذا اخذته وقبضته تاما۔[2] یہ معنی عرب کے محاورہ توفیت الشئ واستوفیته سے ماخوذ ہیں جو پورے طور پر اٹھالینے اور قبضہ کر لینے کے لئے بولتے ہیں۔

(مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تَتَوَفّٰهُمُ) ۔

تَوْفِيْقًا۔ ملاپ، موافقت کرنی، توفیق کے معنی ہیں اصل میں دو چیزوں میں مطابقت کرنا، اسی لئے عرف میں تقدیر کے موافق اچھے اعمال سرزد ہونے کا نام "توفیق" ہے یہاں اصلاح باہمی اور ملاپ کے معنی ہیں ۔

تَوْفِيْقِيْ۔ مجھ سے بن آنا، میری توفیق، تَوْفِيْق مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ، یہاں دین اللہ کی دین سے اچھے اعمال بن آنے کے معنی ہیں، ۔

تَوَفَّتْهُمْ۔ اس (فرشتوں کی جماعت) نے ان کو قبض کیا، اس نے ان کو اٹھایا، وہ ان کو اٹھاتی ہے۔ وہ ان کو قبض کرتی ہے تَوَفّٰی

[1] لباب التاویل ج ۲ ص ۹۳ طبع مصر ۱۳۳۱ھ [2] ایضاً ج ۲ ص ۲۹۹

تَوَفِّیٌ سے ماضی کا صیغہ بھی ہو سکتا ہے، اور مضارع کا بھی، مضارع ہونے کی صورت میں اس کی اصل تَتَوَفّٰی تھی ایک تا، حذف ہوگئی، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب، پ۱۱

تُوْقِدُوْنَ۔ تم آگ سلگاتے ہو، تم آگ روشن کرتے ہو، اِیْقَادٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَوْقِدْ) پ۱۳

تُوَقِّرُوْهُ۔ تم اس کی توقیر کرو، تم اس کا ادب کرو، تُوَقِّرُوْا، تَوْقِیْرٌ سے، جس کے معنی تعظیم کرنے اور ادب رکھنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب، پ۲۶

تُوْقِنُوْنَ۔ تم یقین کرو، تم یقین کرنے لگو، تم یقین کرتے ہو، تم یقین کروگے، اِیْقَانٌ سے، جس کے معنی یقین کرنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۱۳

تَوَکَّلْ۔ تو بھروسا کر، تو اعتماد کر، تو توکل کر، تَوَکُّلٌ سے جس کے معنی کسی پر بھروسہ کرنے اور اعتماد کرنے کے ہیں، امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر، اس کا تعدیہ بذریعہ علیٰ ہوتا ہے

شاہ ولی اللہ صاحبؒ توکل علی اللہ کی تعریف ان الفاظ میں فرماتے ہیں۔

التوکل وھو ان یغلب	"توکل یہ ہے کہ بندہ پر یقین
علیہ الیقین حتی	اتنا غالب ہو کہ جلب منفعت
یفتر سعیہ فی جلب	اور دفع مضرت میں اسباب
المنافع ودفع المضا	کے متعلق اس کی کوششیں
من قبل الاسباب	سرد پڑجائیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ
ولکن یمشی علی ما	نے اپنے بندوں میں جو کسب
سنہ اللہ تعالیٰ فی	کے طریقے مقرر فرما دیئے ہیں
عبادہ من الاکتساب	بغیر اس کے کہ ان پر اعتماد
من غیر اعتماد	ہو ان طریقوں پر گامزن
علیھا۔ سلہ	رہے۔

امام حافظ الدین ابن البزاز کردری حنفی صاحبِ فتاوی بزازیہ رقمطراز ہیں۔

"توکل کی دو قسمیں ہیں ایک وہ کہ جس کو حضور علیہ السلام نے سابقین کی صفت بتلایا ہے چنانچہ ارشاد ہے

ھم الذین لا یرقون ولا یسترقون ولا یکوون ولا یکتوون وعلی ربھم یتوکلون (یہ وہ لوگ ہیں جو نہ منتر کہتے ہیں نہ منتر کراتے ہیں، نہ داغتے ہیں نہ داغ لگواتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں)

سلہ حجۃ اللہ البالغہ ج ۲ ص ۶۹ طبع خیریہ مصر ۱۳۲۲ھ

یہ توکل جو کچھ قضائے الٰہی ہو چکی اس پر دل کو مطمئن ہو جانے کا نام ہے، بغیر اس کے کہ نفع کے فوت ہونے یا مضرت کے پہنچ جانے کی پروا یا اضطراب ہو، بندے کے نزدیک وصول (ملنا) و حرمان (نہ ملنا) میں برابری نہ ہونا توکل کی اس قسم کے منافی ہے، اسی طرح اسباب پر متوجہ ہونا اور ان میں مشغول ہونا اس توکل کو ختم کر دیتا ہے اور اسی کی طرف حضور علیہ السلام نے حدیث لو توکلتم علی اللہ[1] میں اشارہ فرمایا ہے کیونکہ معلوم ہے کہ پرندے حصولِ منفعت یا دفع مضرت کی طرف متوجہ نہیں ہوتے اور ملنے نہ ملنے کی پروا نہیں کرتے، پس حضور علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ اگر تم اس صفت پر ہو کہ ملنے نہ ملنے کی پرواہ نہ کرو اور جیسا توکل کا حق ہے اسی طرح توکل کرو تو بغیر بوئے جوتے جو کچھ تمہاری قسمت میں آیا ہے تمہیں ضرور مل جائے، یہ وہ توکل ہے جس کی تحریص کی گئی ہے، اور دعوت دی گئی ہے۔

توکل کی دوسری قسم وہ ہے جس کی اجازت دی گئی ہے دعوت نہیں دی گئی جو مضرت اور مکروہات کے دفعیہ اور حدود کی نگرانی اور آفات سے بچاؤ کے لئے ہوتا ہے کیونکہ یہ بھی توکل ہے اگرچہ ناقص ہے۔ چنانچہ عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ نے جب حضور علیہ السلام سے عرض کیا کہ اارسل ناقتی و اتوکل ام اقیدہا و اتوکل (کہ کیا میں ناقہ کو چھوڑ دوں اور توکل کروں یا باندھ دوں اور توکل کروں) تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بل قیدہا و توکل (بلکہ باندھ اور توکل رکھو) کیونکہ عمرو توکل کے ذریعہ گم شدگی سے حفاظت چاہتے تھے، نہ کہ جو کچھ قضائے الٰہی میں ہو چکا ہے اس پر مطمئن ہونا، پس حضور علیہ السلام نے ان کو اسی نوع کا حکم دیا جس کے متعلق مشورہ تھا کیونکہ جس سے مشورہ لیا جاتا ہے وہ امین ہوتا ہے، اسی کے مثل وہ ہے جو حضور علیہ السلام نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا جو کہ غزوۂ تبوک سے رہ جانے والے تین اشخاص میں سے ایک تھے کہ تم اپنا کچھ مال رہنے دو، جبکہ انھوں نے یہ

---

[1] پوری حدیث یہ ہے لو توکلتم علی اللہ حق توکلہ لرزقتم کما ترزق الطیر تغدو خماصاً و تروح بطاناً (اگر تم اللہ پر اس طرح توکل کرو جس طرح کہ توکل کا حق ہے تو تمہیں اسی طرح رزق ملے جس طرح کہ پرندوں کو ملتا ہے کہ صبح کو خالی پیٹ اٹھتے ہیں اور شام کو بھرے پیٹ جاتے ہیں۔

کہا تھا کہ میری توبہ یہ ہے کہ میں اپنے مال سے الگ ہو جاؤں اور بلال رضی اللہ عنہ کو یہ ہدایت کی تھی کہ انفق بلال ولا تخش من ذی العرش اقلالا (بلال خرچ کرو عرش والے سے کم دینے کا خوف نہ کرو) نیز حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے جب حضور علیہ السلام کے لئے کچھ کھجوریں چھپا کر رکھدی تھیں تو ارشاد کیا تھا اما تخشی ان یخسف اللہ بہ فی نار جھنم (تو ڈرتا نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے سبب سے جہنم کی آگ میں دھنسادے) وجہ یہ تھی کہ حضور علیہ السلام کا توکل کامل تھا جو پروردگار کی طرف سے آپ کے لئے مقدر تھا اس پر مطمئن تھے۔ حظ نفس کی طرف التفات نہ تھا اور دوسروں کا مقصد مکروہات سے احتراز اور دفع مضرت کی تدبیر تھی۔ پ۲۸ پ۲۹ پ۳۰ پ۱ پ۳ پ۱۰ پ۱۵ پ۲ پ۲۱ پ۲۵

تَوَكَّلْتُ۔ میں نے بھروسہ کیا، میں نے اعتماد کیا، میں نے توکل کیا، تَوَكُّلٌ سے ماضی کا صیغہ، واحد متکلم پ۱۱ پ۱۲ پ۱۲ پ۱۳ پ۲۵

تَوَكَّلْنَا۔ ہم نے بھروسہ کیا، ہم نے اعتماد کیا، تَوَكُّلٌ سے، ماضی کا صیغہ، جمع متکلم، پ۹ پ۱۱ پ۲۸ پ۲۹

تَوَكَّلُوْا۔ تم بھروسہ کرو، تم توکل کرو، تَوَكُّلٌ سے، امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۶ پ۱۱

تَوْكِيْدِهَا۔ اس کی پختگی، اس کی مضبوطی، تَوْكِيْدٌ بروزن تَفْعِيْلٌ مصدر ہے۔ بمعنی استوار کرنا، پختہ کرنا، مضاف ہے، هَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ پ۱۴

تَوَلَّ۔ تو پھر آ۔ تو ہٹ جا، تو منہ پھیر لے، تَوَلِّیْ سے، امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر، تَوَلِّیْ کا تعدیہ جب بلاواسطہ ہوتا ہے تو اس کے معنی کسی سے دوستی رکھنے، کسی کام کو اٹھانے کا والی و حاکم ہونے کے ہوتے ہیں جیسے وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ (جو کوئی تم میں ان سے دوستی کرے وہ ان ہی میں سے ہے اور وَالَّذِیْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ (اور جس نے کہ اٹھایا اس بڑی بات کو) اور فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ (پھر تم سے یہ توقع ہے کہ اگر تم والی ہو) اور جب عَنْ کے ساتھ متعدی ہوتا ہے

[1] ملاحظہ ہو مناقب امام اعظم مصنفہ امام کردری ج ۱ ص ، طبع دائرۃ المعارف ۱۳۲۱ھ

خواہ عن لفظوں میں مذکور ہو یا پوشیدہ ہو تو منہ پھیرنے اور نزدیکی چھوڑنے کے معنی آتے ہیں جس طرح کہ یہاں اسی معنی میں استعمال ہوا ہے، پھر منہ پھیرنے کی بھی دو صورتیں ہیں ایک وہاں سے ٹل جانا دوسرے توجہ نہ کرنا، اور حکم نہ ماننا،

تَوَلَّاهُ ۔ وہ اس کا رفیق ہوا، اس نے اس سے دوستی کی، تَوَلٰی تَوَلِّیٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب، یہاں تَوَلِّی کا استعمال دوستی کرنے کے معنی میں ہوا ہے،

تُوْلِجُ ۔ تو داخل کرتا ہے، تو لے آتا ہے اِیْلَاجٌ سے، جس کے معنی داخل کرنے اور لے آنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر،

تَوَلَّوْا ۔ انھوں نے پشت پھیری، انھوں نے منہ موڑا، تَوَلِّیٌ سے، ماضی کا صیغہ، جمع مذکر غائب۔ یہاں چونکہ تعدیہ بذریعہ عن ہے جو مقدر ہے اس لئے پشت پھیرنے اور منہ پھیرنے کے معنی ہوں گے، آیت سورہ مجادلہ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ (کیا تو نے نہ دیکھا ان لوگوں کی طرف کہ دوستی کرتے ہیں اس قوم سے کہ جن پر اللہ غصہ ہوا) میں تَوَلِّی بمعنی دوستی کے ہیں۔

تَوَلَّوْا ۔ تم پھر جاؤ گے۔ تَوَلِّیٌ سے بمعنی منہ پھیرنے کے۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، اصل میں تَتَوَلَّوْا تھا، ایک تا حذف ہو گئی لَا تَوَلَّوْا (مت پھرو) صیغہ نہی ہے،

تَوَلَّوْا ۔ تم رخ کرو، تم پھر جاؤ، تَوْلِيَةٌ سے مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، نون اعرابی عامل کے سبب حذف ہو گیا ہے، تَوْلِيَةٌ لغات اضداد میں سے ہے منہ کرنے اور منہ پھیرنے دونوں معنی کے لئے آتا ہے، چنانچہ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ (کہ تم اپنے منہ کرو) میں پہلے معنی کے لئے، اور بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ (جب تم جا چکو گے پیٹھ پھیر کر) میں دوسرے معنی کے لئے استعمال ہوا ہے،

تُوَلُّوْنَ تم منہ موڑو گے، تم پھر جاؤ گے، تَوْلِيَةٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر،

تُوَلُّوْهُمْ ۔ تم ان سے منہ موڑو، یہاں لَا نہی موجود ہے اس لئے فعل نہی ہے، هُمْ ضمیر

جمع مذکر غائب، پ ۹/۱۶

تَوَلَّوْهُمْ۔ ان سے دوستی کرنے لگو، تَوَلَّوْا تَوَلِّیٌ سے بمعنی دوستی کرنے کے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب، پ ۲۸/۸

تَوَلّٰی۔ اس نے منہ موڑا، اس نے پیٹھ پھیر دی اس نے اٹھایا، وہ متولی ہوا، وہ پھر گیا، تَوَلِّیٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو تَوَلِّ) پ ۹/۲، پ ۱۴/۳، پ ۱۴/۵، پ ۸ و ۱۴/۱۵، پ ۱۴/۶، پ ۱/۹، پ ۴/۱۳، پ ۱۱ و ۱۳/۱۶، پ ۸/۱۸، پ ۶/۲۰، پ ۱ و ۹ و ۷/۲۷، پ ۶ و ۱۸/۲۹، پ ۵ و ۱۳ و ۱۷ و ۲۱/۳۰

تَوَلَّیْتُمْ۔ تم پھر گئے، تم نے منہ موڑا، تم والی ہوئے، تم حاکم ہوئے، تَوَلِّیٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۸ و ۱۰/۱، پ ۲/۷، پ ۶/۱۰، پ ۱۴/۱۱، پ ۷ و ۱۰/۲۶، پ ۱۶/۲۸

تُؤْمَرُ۔ تجھکو حکم دیا جاتا ہے، اَمْرٌ سے، مضارع مجہول کا صیغہ واحد مذکر حاضر، (ملاحظہ ہو اٰمُرُ) پ ۷/۲۳

تُؤْمَرُوْنَ۔ تم کو حکم دیا جاتا ہے، اَمْرٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ ۸/۱، پ ۵/۱۴

تُؤْمِنْ، تو ایمان لایا، تو یقین لایا، اِیْمَانٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ لَمْ کے آنے سے مضارع ماضی منفی کے معنی میں ہو گیا ہے (ملاحظہ ہو اٰمَنَ) پ ۳/۴

تُؤْمِنَ۔ وہ ایمان لائے۔ وہ ایمان لاتی ہے۔ وہ ایمان لائیگی، اِیْمَانٌ سے، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، پ ۲/۷، پ ۱۱/۱۱

تُؤْمِنُنَّ۔ تم ضرور ایمان لاؤگے، اِیْمَانٌ سے مضارع با نون تاکید صیغہ، جمع مذکر حاضر، نون اعرابی عامل کے سبب سے حذف ہو گیا ہے، پ ۷/۱۴

تُؤْمِنُوْا۔ تم ایمان لاتے ہو، تم ایمان لاؤگے اِیْمَانٌ سے مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر نون اعرابی عامل کے سبب سے حذف ہو گیا ہے۔ پ ۱۶/۳، پ ۹/۴، پ ۱۲/۱۵، پ ۷/۲۴، پ ۱۲/۲۵، پ ۲۶، پ ۱۴/۲۷، پ ۱ و ۷/۲۸

تُؤْمِنُوْنَ۔ تم ایمان لاتے ہو، تم ایمان لاؤگے اِیْمَانٌ سے۔ مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر پ ۱، پ ۲/۴، پ ۵/۵، پ ۷/۱۵، پ ۱۴/۲۷، پ ۱۰/۲۸، پ ۹/۲۹

تُؤْوِیْ۔ تو جگہ دے، تو جگہ دیتا ہے۔ تو جگہ دیگا، اِیْوَاءٌ سے، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اٰوٰی) پ ۴/۲۲

تُؤْوِیْهِ۔ وہ جگہ دیتی ہے، وہ فرودگش کرتی ہے وہ ٹھکانہ دیتی ہے، تُؤْوِیْ اِیْوَاءٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۷/۲۹

فصل الھاء

تُھَاجِرُوْا۔ تم وطن چھوڑ جاؤ، مُھَاجَرَۃٌ سے جس کے معنی کسی سے قطع تعلق کرنے، چھوڑنے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ ہجرت کر جانے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ۴/۸۹

تَھْتَدُوْا۔ تم راہ پاؤ، تم راہ پاتے ہو، تم راہ پاؤ گے، اِھْتِدَاءٌ سے، مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، نون اعرابی عامل کے سبب سے حذف ہو گیا ہے (ملاحظہ ہو اِھْتَدَوْا) ۲/۱۳۵ ۳/۲۰ ۱۶/۱۸

تَھْتَدُوْنَ۔ تم راہ پاؤ، تم راہ پاتے ہو، تم راہ پاؤ گے، اِھْتِدَاءٌ سے۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ۲/۵۰ ۲/۵۳ ۲/۱۵۰ ۳/۱۰۳ ۶/۹۷ ۷/۱۵۸ ۲۵/...

تَھْتَدِیْ۔ وہ راہ پاتی ہے، وہ راہ پائے گی، اِھْتِدَاءٌ سے مضارع کا صیغہ، واحد مؤنث غائب، ۲۷/۴۱

تَھْتَزُّ۔ وہ ہلتی ہے، وہ پھنپھناتی ہے، وہ بل کھاتی ہے۔ اِھْتِزَازٌ سے مضارع کا صیغہ، واحد مؤنث غائب، (ملاحظہ ہو اِھْتَزَّتْ) ۲۷/۱۰ ۲۸/۳۱

تَھَجَّدْ۔ تو جاگ اٹھ، تو بیدار ہو جا، تو تہجد پڑھ تَھَجُّدٌ سے۔ جس کے معنی سونے اور جاگ اٹھنے دونوں کے آتے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر، یہاں نماز تہجد ادا کرنا مراد ہے شیخ سلام اللہ دہلوی لکھتے ہیں۔

"تہجد کے معنی ہیں نماز کے لئے ہجود یعنی نیند کو چھوڑ دینا جیسے تاثم کے معنی ہیں اثم یعنی گناہ کو چھوڑ دینا۔ پھر خود اس نماز ہی کے لئے اس کا استعمال ہو گیا۔ اور سونے کو بھی تہجد کہتے ہیں لہذا یہ اضداد میں سے ہے[1] ۱۵/۹

تَھْجُرُوْنَ۔ تم چھوڑتے ہو، تم بیہودہ بکتے ہو، ھُجْرٌ سے۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ھَجْرٌ کے معنی چھوڑنے اور ہذیان بکنے دونوں کے آتے ہیں اور یہاں دونوں صحیح ہیں، ۲۳/۶۷

تَھْدُوْا۔ تم راہ پر لاؤ، ھِدَایَۃٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ہدایت کا استعمال راہ پر لانے اور راہ بتانے دونوں معنی کے لئے ہوتا ہے پہلی صورت میں مطلوب تک پہنچنا ضروری ہے دوسری میں نہیں، یہاں دوسرے معنی مراد ہیں (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ھُدًی) ۵/۹

[1] اکمالین علی الجلالین صہ ۲۳۵ طبع نول کشور

تَھْدِیْ ۔ توراہ دیتا ہے، توراہ بتاتا ہے، تو راہ پرلائیگا، توراہ دکھائیگا، ھِدَایَۃٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، پ ۱۱ پ ۲۰ پ ۲۵

تَھْلُکَۃِ ۔ ہلاکت میں ڈالنا، ھَلَکَ، یَھْلِکُ کا مصدر ہے، پ ۲

تُھْلِکُنَا ۔ تو ہم کو ہلاک کرتا ہے، تو ہم کو ہلاک کرے گا، تُھْلِکُ اِھْلَاکٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، نَا ضمیر جمع متکلم، پ ۹

تَھِنُوْا ۔ تم سست ہوجاؤ، تم بودے ہوجاؤ، تم سستی کرو، وَھْنٌ سے مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، یہاں چونکہ لاء نہی موجود ہے اس لئے فعل نہی ہے (ملاحظہ ہو وَھْنٌ) پ ۴ پ ۵ پ ۲۶

تَھْوِیْ ۔ وہ گرتی ہے، وہ گریگی، وہ پھینک دیتی ہے وہ پھینک دیگی (ضَرَبَ) یہ صیغہ قرآن مجید میں دو جگہ استعمال ہوا ہے ایک سورہ حج میں تَھْوِیْ بِہِ الرِّیْحُ (اس کو ہوا پھینکدیتی ہے، اس کو ہوا گرادیتی ہے) یہ ھَوِیٌّ سے مشتق ہے جس کے معنی اوپر سے نیچے گرنے اور جلد گزرجانے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب ہے۔ دوسرے سورہ ابراہیم میں فَاجْعَلْ اَفْئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَھْوِیْ اِلَیْھِمْ (سو رکھ بعض لوگوں کے دل ان کی طرف جھکتے ہوئے) اصمعی کہتے ہیں ھَوَیٰ یَھْوِیْ ھَوِیًّا کا استعمال اوپر سے نیچے کی طرف گرنے کے لئے ہوتا ہے، فراء تَھْوِیْ اِلَیْھِمْ کے معنی تُرِیْدُ ھُمْ بتاتے ہیں یعنی وہ ان کا ارادہ کریں وہ ان کو چاہیں چنانچہ بولتے ہیں رائیت فلانًا یھوی نحوك (میں نے فلانے کو تیرا ارادہ کرتے ہوئے دیکھا) کہ یھوی یعنی یرید (وہ ارادہ کرتا ہے) ہے، نیز فراء نے تھوی کے معنی تسرع الیھم کے بتائے ہیں یعنی ان کی طرف تیزی سے آئیں، ابن الانباری اس کے معنی تنحط الیھم و تنحدر و تنزل (وہ ان کی طرف فروکش ہوں، اتریں اور نزول کریں) بیان کرتے ہیں، یہ ارباب لغت کا بیان ہے مفسرین میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما مشتاق ہونے کے معنی کہتے ہیں، سدی مائل ہونا اور قتادہ تیزی سے روانہ ہونا بتلاتے ہیں[۱] پ ۱۳ پ ۱۷

تَھْوٰی ۔ وہ خواہش کرتی ہے، وہ خواہش کریگی وہ چاہتی ہے، وہ چاہیگی (سَمِعَ) ھَوًی سے جس کے معنی خواہش کی طرف نفس کے مائل

[۱] تفسیر خازن ج ۳ ص ۱۴۱

ہونے کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو نُبِّتَتْ) پ۱ پ۱۲ پ۲۹

فصل الیاء المثناۃ

تَایْئَسُوْا. تم ناامید ہو، (یَئِسَ) یَأسٌ سے، جس کے معنی ناامید ہونے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، یہاں چونکہ لا نہی موجود ہے اس لئے فعل نہی ہے، پ۱۳

تَیَسَّرَ. وہ آسان ہوا، وہ میسر ہوا، تَیَسُّرٌ سے جس کے معنی آسان ہونے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، پ۲۹

تَیَمَّمُوْا. تم قصد کرو، تم ارادہ کرو، تم تیمم کرو، تَیَمُّمٌ سے، امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر، "تیمم" کے معنی لغت میں مطلق قصد کرنے کے ہیں اور شریعت کی اصطلاح میں پاک مٹی یا اس چیز کا جو پاک مٹی کے قائم مقام ہو (جیسے پتھر چونہ وغیرہ) قصد کرنا اور طہارت کی نیت سے دونوں ہاتھ مٹی پر مار کر چہرہ اور دونوں ہاتھوں پر مسح کرنا مراد ہے، پ۳ پ۵ پ۶

تِیْنِ. انجیر، قاضی بیضاوی لکھتے ہیں۔

"انجیر اور زیتون، اللہ تعالیٰ نے پھلوں میں خصوصیت کے ساتھ ان ہی دو کی قسم کھائی ہے، کیونکہ انجیر ایک عمدہ میوہ ہے جس میں فضلہ نہیں ہوتا، اور غذائے لطیف سریع الہضم اور کثیر النفع ہے طبیعت کو نرم کرتا ہے اور بلغم کو تحلیل کرتا ہے گردوں کو صاف کرتا ہے، ریگ مثانہ کو نکالتا ہے، جگر اور تلی کے سدے کھولتا ہے، بدن کو فربہ کرتا ہے اور حدیث میں ہے کہ یہ بواسیر کا قاطع اور نقرس کو نافع ہے۔ اور زیتون پھل کا پھل، سالن کا سالن اور دوا کی دوا ہے اس کا تیل لطیف ہوتا ہے جس کے فائدے بہت ہیں باوجودیکہ پہاڑی قسم کے علاقہ میں ہوتا ہے جہاں دہنیت نہیں ہوتی ہے، بعض کا قول ہے کہ تین اور زیتون سے مراد ارض مقدس کے دو پہاڑ ہیں یا دمشق اور بیت المقدس دو مسجدیں یا دو خاص شہر مراد ہیں"[1] پ۳۰

[1] انوار التنزیل تفسیر سورہ والتین۔

بابُ الثاء المثلثة

فصل الالف

ثَابِتٌ۔ ثابت، استوار، محکم، مضبوط، ثَبَاتٌ اور ثُبُوتٌ سے بمعنی استوار ہونے اور ثابت رہنے کے، اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر پ۱۳/۱۳

ثَاقِبٌ۔ چمکنے والا، درخشندہ، جلا دینے والا، ثُقُوبٌ سے، جس کے معنی آگ کے روشن ہونے کے ہیں، اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر، پ۲۳/۵ پ۳۰/۱۱

ثَالِثُ۔ تیسرا، اسم عدد ہے۔ مذکر کے لئے آتا ہے پ۶/۱۲ پ۲۲/۱۹

ثَالِثَةَ۔ تیسری، اسم عدد ہے، مؤنث کے لئے آتا ہے، پ۲۷/۵

ثَامِنُهُمْ۔ ان کا آٹھواں، ثَامِنٌ، اسم عدد مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ، پ۱۵/۱۵

ثَانِيَ دوسرا، اسم عدد ہے، مذکر کے لئے آتا ہے پ۱۰/۱۲

ثَانِيَ۔ موڑنے والا (ضَرَبَ) ثَنْیٌ سے جس کے معنی موڑنے کے، اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر پ۱۷/۸

ثَاوِيًا۔ مقیم، باشندہ، رہنے والا، (ضَرَبَ) ثُوَاءٌ سے، جس کے معنی اقامت گزیں ہونے اور رہنے بسنے کے ہیں، اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر، پ۲۰

فصل الباء الموحدة

ثُبَاتٍ۔ متفرق، جدا جدا، گروہ گروہ، ثُبَةٌ کی جمع جس کے معنی جماعت اور گروہ کے ہیں پ۵

ثَبِّتْ۔ تو ثابت رکھ، تو قائم رکھ، تو ٹھیرا دے تَثْبِيْتٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر، (ملاحظہ ہو تَثْبِيْتًا) پ۲/۱۷ پ۹

ثَبَّتْنٰكَ۔ ہم نے تجھے ثابت رکھا، ہم نے تجھے ٹھیرا رکھا، ثَبَّتْنَا تَثْبِيْتٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم كَ ضمیر واحد مذکر حاضر، پ۱۵/۸

ثَبِّتُوْا۔ تم ثابت رکھو، تم استوار کرو۔

تم قائم رکھو، تَثْبِیْتٌ سے، امر کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، پ ۱۹

ثَبَّطَهُمْ۔ ان کو باز رکھا، ان کو روک دیا، ثَبَّطَ تَثْبِیْطٌ سے، جس کے معنی روک دینے اور باز رکھنے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب، پ ۱۰

ثُبُوْتِهَا۔ اس کا جما، اس کا استوار ہونا، اس کا ثابت ہونا، ثُبُوْتٌ مضاف، هَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ، ثُبُوْتٌ ثَبَتَ یَثْبُتُ کا مصدر ہے جس کے معنی جمنے، استوار ہونے اور ثابت رہنے کے ہیں، پ ۱۴

ثُبُوْرًا۔ ہلاکت، موت، ہلاک ہونا، مرجانا، ثَبَرَ یَثْبُرُ کا مصدر ہے، پ ۱۸ پ ۳۰

فصل الجیم المعجمة

ثَجَّاجًا۔ زور شور کے ساتھ برسنے والا، ثَجٌّ سے جس کے معنی زور شور کے ساتھ پانی کے برسنے اور بہنے کے ہیں بروزن فَعَّالٌ مبالغہ کا صیغہ ہے پ ۳۰

فصل الراء المهملة

ثَرٰی۔ خاک نمناک، گیلی مٹی، سیلی زمین، اسم ہے پ ۱۶

فصل العین المهملة

ثُعْبَانٌ۔ اژدہا، اسم ہے، مذکر اور مؤنث دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے، پ ۹ پ ۱۹

فصل القاف

ثِقَالٍ۔ بھاری، گراں بار، بوجھل، ثَقِیْلٌ کی جمع (ملاحظہ ہو اِثَّاقَلْتُمْ) پ ۸ پ ۱۳

ثِقَالًا۔ پ ۱۰ آیت شریف اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا (نکلو ہلکے اور بوجھل) میں خفاف اور ثقال سے کیا مراد ہے۔ بعض جوان اور بوڑھے مراد لیتے ہیں، بعض مفلس اور تونگر بتلاتے ہیں بعض مسافر اور مقیم کہتے ہیں اور بعض چست اور سست بیان کرتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ یہ سب معانی عموم آیہ میں داخل ہیں کیونکہ آیت کا مقصود جہاد فی سبیل اللہ میں نکلنے کی دعوت ہے کہ ہر حال میں اللہ کی راہ میں نکلنا چاہیئے خواہ دشواری اٹھانی پڑے یا آسانی ہو، شاہ ولی اللہ صاحب فتح الرحمٰن میں فرماتے ہیں۔

• یعنی در سالیکہ اسباب وحشم بسیار دارید

یا بجز قدر ضروری بدست شما نباشد و بایں توجیہ آیت محکم باشد غیر منسوخ واللہ اعلم۔

ثَقِفْتُمُوْهُمْ۔ تم نے ان کو پایا، (سَمِعَ) ثَقِفْتُمُوْا ثَقْفٌ سے جس کے معنی کسی چیز کے پانے اور اس پر کامیاب ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر، واو اشباع کا ہے هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب، اصل میں تو ثَقْفٌ کے معنی ہیں کسی شے کا ادراک کر لینے کے نیز اس کے کرنے اور انجام دینے میں مہارت اور حذاقت کے پائے جانے کے اور اسی لئے نظر کی مشاقی کی بدولت کسی چیز کو نگاہ سے پالینے کے لئے اس کا استعمال ہوتا ہے، پھر مجازاً بغیر اس کے کہ حذاقت و مہارت ملحوظ ہو صرف پانے اور ادراک کرنے کے لئے بولنے لگے، چنانچہ قرآن مجید میں اس کا استعمال اسی معنی میں ہوا ہے، ۵/۹

ثُقِفُوْا۔ وہ پائے گئے۔ ثَقْفٌ سے، ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب ۲۲ / ۵

ثَقَلٰنِ۔ دو بھاری چیزیں، دو بوجھل خلقتیں یعنی انسان اور جن، ثَقَلٌ کا تثنیہ، انسان اور جن کا نام "ثقلان" یا تو اس لئے ہوا کہ یہ زمین پر بھاری ہیں یا اس لئے کہ یہ گرانقدر و منزلت ہیں یا اس لئے کہ یہی تکلیف شرعیہ سے گرانبار ہیں، ۲۷/۱۲

ثَقُلَتْ۔ وہ بھاری ہوئی، (کَرُمَ) ثِقَلٌ سے، جس کے معنی گرانبار ہونے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو اِثَّاقَلْتُمْ) ۹/۱۳ ۳۰/۲۶

ثَقِيْلًا۔ گراں، بھاری، ثَقِيْلٌ بروزن فَعِيْلٌ صفت مشبہ کا صیغہ ہے قَوْلًا ثَقِيْلًا (بھاری بات) سے مراد دعوت و تبلیغ اسلام ہے، ۲۹/۱۸، ۲۰

فصل اللام

ثَلٰثٌ۔ تین، اسم عدد ہے، مؤنث کے لئے آتا ہے، ۱۶/۴ ۱۸/۱۲ ۲۳/۱۵ ۲۹/۲۱

ثُلٰثَ۔ تین تین، اسم ہے، ثَلٰثَةٌ ثَلٰثَةٌ سے معدول ہے، ۴/۱۲ ۲۲/۱۳

ثُلُثٌ۔ تہائی، تیسرا حصہ، اسم ہے، ۴/۱۳

ثُلُثَا۔ دو تہائی، ثُلُثٌ کا تثنیہ، بحالت رفع نون تثنیہ اضافت کے سبب سے گر گیا ہے، ۴/۱۳

ثُلُثَانِ۔ دو تہائی، ثُلُثٌ کا تثنیہ بحالتِ رفع، پ ۶/۴

ثَلٰثَةِ تین، اسم عدد ہے، مذکر کے لئے استعمال ہوتا ہے، پ ۶/۴و۱۲، ۷/۴، ۳/۱، ۸/۹و۱۲، ۷/۴، ۱۱/۴، ۱۲/۶، ۱۵/۵، ۲۶/۱۲، ۲۸/۱و۱۷

ثَلٰثَ مِائَةٍ تین سو، ثَلٰثَ مضاف مِائَةٍ مضاف الیہ، پ ۱۵/۱۶

ثَلٰثُوْنَ تیس، اسمِ عدد ہے، بحالت رفع "ثلاثون" آتا ہے، پ ۲۶/۴

ثُلُثَهٗ اس کا تہائی، ثُلُثَ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ، پ ۲۹/۱۱

ثُلُثَيِ۔ دو تہائی، ثُلُثٌ کا تثنیہ بحالت نصب و جر، نون تثنیہ اضافت کے سبب حذف ہوگیا ہے، پ ۲۹/۱۴

ثَلٰثِيْنَ تیس، اسم عدد ہے، نصب و جر کی حالت میں "ثلاثین" آتا ہے، پ ۹/۷

ثُلَّةٌ انبوہِ کثیر، بڑی جماعت، اصل میں ثُلَّةٌ لغت میں اون کے گچھے کو کہتے ہیں اور کثرتِ اجتماع کی مناسبت سے انبوہِ کثیر کے لئے ثُلَّةٌ کا استعمال ہوتا ہے، پ ۲۷/۱۲و۱۵

فصل المیم

ثَمَّ۔ وہاں، وہیں، اس جگہ، اسم اشارہ ہے، مکان بعید کے لئے آتا ہے اور باعتبار اصل کے ظرف ہے، پ ۱/۱۴، ۸/۱۹، ۱۹/۱۹، ۲۹/۹، ۳۰/۶

ثُمَّ۔ پھر، حرف عطف ہے، ماقبل سے مابعد کے متاخر ہونے پر دلالت کرتا ہے، خواہ یہ متاخر ہونا بالذات ہو یا باعتبار مرتبہ کے یا وضع کے لحاظ سے ہو، پ ۱/۲و۳و۶و۹و۱۰و۱۱، ۲/۷و۱۶، ۳/۳و۴و۶و۱۳و۱۶، ۴/۷و۸و۱۱و۱۶، ۵/۱۱و۱۳و۱۷، ۶/۲و۹و۱۰و۱۳، ۷/۲و۳و۴و۷و۸و۹و۱۰و۱۱و۱۲و۱۳و۱۶، ۷/۱۲و۱۷و۱۹، ۸/۶و۷و۹و۱۲، ۹/۲و۳و۴و۹و۱۲و۱۸، ۱۰/۳و۷و۹و۱۰، ۱۱/۱و۲و۳و۵و۷و۸و۹و۱۰و۱۲و۱۳و۱۴و۱۶، ۱۲/۲و۳و۵و۶و۹و۱۰و۱۶، ۱۳/۳و۴و۷و۱۱، ۱۴/۲و۱۳و۱۵و۱۸، ۱۴/۱۳و۲۱و۲۲، ۱۵/۱و۲و۴و۷و۸و۱۰و۱۳و۱۷، ۱۶/۲و۳و۸و۱۰و۱۱و۱۳، ۱۶/۱۳و۱۴و۱۶، ۱۷/۱و۵و۸و۹و۱۱و۱۳و۱۴و۱۵و۱۶، ۱۸/۱و۲و۳و۱۳، ۱۹/۲و۹و۱۰و۱۳و۱۵و۱۶و۱۷و۱۹، ۲۰/۱و۶و۱۰و۱۳و۱۵، ۲۱/۲و۴و۵و۶و۷و۹و۱۱و۱۲و۱۴، ۲۱/۱۵و۱۸، ۲۲/۳و۵و۹و۱۱و۱۲و۱۴و۱۵و۱۶، ۲۳/۶و۷و۸، ۲۳/۱۲و۱۵و۱۶و۱۷، ۲۴/۲و۳و۴و۶و۱۳و۱۶و۱۸، ۲۵/۱و۲، ۲۵/۷و۱۳و۱۶و۱۷و۱۸و۱۹، ۲۶/۲و۳و۸و۱۱و۱۳

پ ۲۶ ع ۵ و ۷ و ۱۵ و ۱۷ و ۱۹ و ۲۰ ، پ ۲۸ ع ۲ و ۵ و ۱۱ و ۱۳ ، پ ۲۹ ع ۳ و ۵
پ ۲۹ ع ۲ و ۷ و ۹ و ۱۵ و ۱۷ و ۱۸ و ۲۱ ، پ ۳۰ ع ۳ و ۵ و ۷ و ۸ و ۹
پ ۳۰ ع ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۲۰ و ۲۷

ثَمَانِي - آٹھ۔ اسم عدد ہے، مؤنث کے لئے آتا ہے، پ ۲۳

ثَمَانِيَةَ - آٹھ، اسم عدد ہے مذکر کے لئے آتا ہے، پ ۸ ، پ ۱۵ ، پ ۲۹

ثَمَانِيْنَ اسّی۔ اسم عدد ہے۔ بحالتِ نصب و جر استعمال ہوتا ہے، پ ۱۸

ثَمَرُ - پھل، میوے، اس کا واحد، ثَمَرَةٌ اور جمع ثِمَارٌ اور ثَمَرَاتٌ ہے، پ ۱۵

ثَمَرَاتٌ - پھل، میوے، ثَمَرٌ کی جمع پ ۱ ع ۳ و ۱۵، پ ۲ ، پ ۳ ، پ ۸ ، پ ۹ ، پ ۱۳ ع ۸ و ۱۵ ، پ ۱۴ ، پ ۱۶ ، پ ۲۰ ، پ ۲۵ ، پ ۲۶

ثَمَرَةٍ - پھل، میوہ، واحد ہے، پ ۱

ثَمَرِهٖ - اس کے پھل، اس کے میوے، ثَمَرِ مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ ۸ ، پ ۹ ، پ ۲۳

ثَمَنٌ - مول، قیمت، اسم ہے بیچنے والا جو کچھ فروخت شدہ چیز کے مقابلہ میں لیتا ہے خواہ زر نقد ہو یا سامان اس کا نام "ثمن" ہے اور ہر وہ چیز جو کسی چیز کے عوض میں حاصل ہو وہ اس کا "ثمن" کہلاتا ہے، پ ۱۲

ثَمَنًا پ ۱ ، پ ۲ ، پ ۴ ، پ ۵ ، پ ۶ ، پ ۷ ، پ ۱۰ ، پ ۱۱ ، پ ۱۴

ثُمُنُ - آٹھواں حصہ، اسمِ عدد ہے، پ ۴

ثَمُوْد - حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کا نام ہے۔ لفظ "ثمود" کو بعض عجمی بتاتے ہیں اور بعض عربی اور چونکہ یہ قبیلہ کا نام ہے اس لئے غیر منصرف پڑھتے ہیں، عربی ہونے کی صورت میں یہ ثَمَدٌ سے مشتق ہے بروزن فَعُوْلٌ، ثَمَدٌ بارش کے اس تھوڑے پانی کو کہتے ہیں جو گڑھے میں جمع ہو جاتا ہے، سردی میں باقی رہتا ہے اور گرمی میں سوکھ جاتا ہے ابو عمرو بن العلاء نے جو لغت و عربیت کے امام ہیں تصریح کی ہے۔

سمیت ثمود لقلۃ ماءھا والثمد الماء القلیل وکانت مساکنھم الحجر بین الحجاز والشام	چونکہ اس قوم میں پانی کی کمی تھی اس لئے وہ "ثمود" کے نام سے موسوم ہوئی، ثَمَد تھوڑے پانی کو کہتے ہیں ان کی آبادیاں حجر میں حجاز و شام

الیٰ وادی القریٰ کے درمیان وادی القریٰ تک
واقع تھیں۔ [1]

قاضی بیضاوی ثمود کی وجہ تسمیہ یہ بیان کرتے ہیں۔

سموا باسم ابیہم اپنے مورث اعلیٰ ثمود بن
الاکبر ثمود بن عابر عابر بن ارم بن سام بن
بن ارم بن سام بن نوح کے نام پر پوری قوم
نوح [2] کا نام پڑ گیا ہے۔

مولانا سید سلیمان صاحب ندوی کی تحقیق اس بارے میں جداگانہ ہے وہ فرماتے ہیں۔

"ثمود کی لغوی تحقیق شاید عربی میں صحیح نہ ملے ثمد عربی زبان میں آب قلیل کو کہتے ہیں، لیکن اس سے کوئی خاص مناسبت نہیں معلوم ہوتی، عبری میں ایک لفظ تامید ہے جس کے معنی "دائم" اور "خالد" کے ہیں، عربی کی "ث" اور عبری کی "ت" ایک چیز ہے، عبری میں ث نہیں ہے اس لئے اکثر وہ الفاظ جو عربی میں "ث" سے ہیں، عبری میں "ت" ہیں، اس بنا پر ثمود کے معنی عام سامی زبان میں وہی ہوں گے جو عربی میں خالد کے معنی ہیں اور بہت قبائل عرب کے نام ہیں [3]

قوم ثمود، سامی اقوام ہی کی ایک شاخ ہے سامی اقوام کو عرب مورخین "امم بائدہ" (ہلاک شدہ قومیں) کہتے ہیں، کیونکہ وہ انقلابات وحوادث کی نذر ہو کر فنا ہو گئیں، اور "عرب عاربہ" بھی کہتے ہیں کیونکہ وہ عرب کے خالص النسل باشندے تھے جن میں غیر قوموں کا پیوند نہیں لگا تھا اور بعض یہود کی غلط اتباع میں ان کو عمالیق بھی کہتے ہیں ان امم بائدہ یا عرب عاربہ کا سلسلۂ نسب تمام مورخین کے بیان کے مطابق ارم بن سام بن نوح پر منتہی ہوتا ہے۔

تحقیقات جدیدہ یعنی الکشافات عصریہ اور قدیم تاریخ دونوں کا متفقہ فیصلہ ہے کہ عرب کے قدیم باشندے یعنی امم سامیہ بڑی پرشکوہ اور باعظمت قومیں تھیں، جنہوں نے بابل واسیریا، مصر وشام اور قرطاجنہ میں بڑی بڑی متمدن سلطنتیں قائم کیں اور

[1] معالم التنزیل امام بغوی ج ۲ ص ۲۰۸ طبع مصر ۱۳۳۱ھ [2] انوار التنزیل بیضاوی ج ۱ ص ۲۵۰ طبع مصر ۱۳۳۰ھ [3] ارض القرآن ج ۱ ص ۱۸۸ طبع معارف اعظم گڑھ۔

مدت دراز تک ان ممالک کو اپنے زیر نگیں رکھا عرب مورخین ان ہی امم سامیہ کو عرب بائدہ یا عرب عاربہ اوران کے مختلف قبیلوں کو عاد، ثمود اور طسم وجدیس کہتے ہیں اندرون عرب میں حضر موت سے سواحل خلیج فارس کے طول میں عراق تک عاد، حجاز سے حدودِ سینا تک ثمود یمامہ میں طسم وجدیس اور یمن میں اہل معین حکمراں تھے۔

ثمود کا دورِ ترقی ہلاکت عاد اولیٰ کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد سے پہلے پہلے ختم ہو جاتا ہے۔ ثمود شمالی عرب کی ایک زبردست اور پرشوکت قوم تھی، عاد کی طرح فنِ تعمیر میں اسے بھی ید طولیٰ حاصل تھا۔ پہاڑوں کو تراش کر سربفلک عمارتیں اور بلند ورفیع مقبرے تیار کرنا ان کا بھی دستور تھا۔ ان کی یادگاریں اب تک موجود ہیں۔

بت پرستی ان کا مذہب تھا، اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی عبادت سے منہ موڑ کر ستاروں کی ہیکلوں کے پرستار بن گئے تھے، چنانچہ سنتِ الہیہ کے مطابق حضرت صالح علیہ السلام ان کی طرف مبعوث ہوئے، اور انھوں نے ان کو دینِ حق کی دعوت دی لیکن بدبخت قوم نے قبول نہ کیا اور معجزہ کی طالب ہوئی۔ آخر ناقۃ اللہ معجزہ کی شکل میں ظاہر ہوئی۔ اور حضرت صالح علیہ السلام نے صاف صاف اعلان کر دیا کہ اب تمہارا مطالبہ پورا ہو چکا، یہ اونٹنی اللہ کی ایک آیت اور نشانی ہے، اسے نہ چھیڑو، اور زمین پر چرنے دو، چشمہ کا پانی ایک دن تم پینا اور ایک دن یہ پئے گی، اگر اس اونٹنی کو کسی طرح کا گزند پہنچا تو پھر خیر نہیں۔ عذابِ الٰہی کا آنا حتمی اور یقینی ہے، لیکن بدنصیب قوم نے آپ کے فرمان پر دھیان نہ کیا۔ قوم میں ایک مختصر سی محدود اور کمزور جماعت آپ پر ایمان لاچکی تھی، اس نے آپ کی دعوت کو لبیک کہا لیکن کافروں میں نو اشخاص نے جو قوم میں سربرآوردہ اور بڑے مفسد تھے یہ سازش کی کہ حضرت صالح علیہ السلام اوران کے خاندان پر شبخون مارا جائے۔ انھوں نے اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں۔ آخر عذاب الٰہی نے ایک ہولناک زلزلہ کی صورت میں ظاہر ہو کر بارہ تذہ، صالح اور مومنین صالح تمام قوم کو

فلک کے گھاٹ اتار دیا، قرآن مجید میں حضرت صالح علیہ السلام کی دعوتِ تبلیغ اور ثمود کی سرکشی و عدوان اور بالآخر عبرتناک طور پر عذابِ الٰہی سے ان کی ہلاکت کا بیان نہایت تفصیل سے مذکور ہوا ہے۔

یہ واضح رہے کہ ان کے طریقِ ہلاک کو قرآن مجید نے کہیں رجفہ (زلزلہ) کہیں صاعقہ (کڑک) کہیں صیحہ (چیخ) سے تعبیر کیا ہے، اور کہیں صرف عذاب بتایا ہے۔ یہ ایک ہی حقیقت کی مختلف تعبیرات ہیں، ایک کوندتی اور گرجتی ہوئی بجلی جب پوری قوت کے ساتھ لرزہ فگن انداز میں کسی مقام پر گرے تو بیک وقت زلزلہ، کڑک اور چیخ سب کچھ ہے، بعض مفسرین نے یہاں زلزلہ مراد لیا ہے اس لئے قرینِ قیاس ہے کہ یہ آتش فشاں زلزلہ ہو، کیونکہ جغرافیہ دانانِ قدیم و جدید کا اس پر اتفاق ہے کہ ارضِ ثمود آتش فشاں مادہ سے بھری ہوئی ہے (ملاحظہ ہو اَصْحٰبُ الْحِجْرِ، صَالِحٌ، نَاقَةُ اللّٰهِ، وَادِ) پ۸/۱۴

پ۱۲/۱۵ پ۱۲/۶و۸ پ۱۳/۱۲ پ۱۵/۶ پ۱۷/۱۳ پ۱۹/۳و۱۲و۱۸ پ۲۰/۱۶ پ۲۳/۱۰

پ۲۴/۹و۱۲ پ۲۶/۵ پ۲۷/۹و۱۸ پ۲۹/۵ پ۳۰/۱۰و۱۱و۱۳

فصل الواو

ثَوَابٌ ، ثواب، انعام، جزا، بدلا، ثَوَابٌ ثَوْبٌ سے مشتق ہے جس کے معنی کسی شے کے اپنی پہلی حالت کی طرف جس پر کہ وہ تھی یا اس حالت کی طرف کہ جو اول مرتبہ انسانی ذہن میں اس شے کے متعلق قائم ہوتی ہے لوٹنے اور رجوع کرنے کے ہیں اس لئے انسان کے اعمال کی جو جزا اس کی طرف راجع ہوا سے "ثواب" کہا جاتا ہے، اور لغوی حیثیت سے گو ثواب کا استعمال اچھے اور برے دونوں قسم کے اعمال کی جزا کے لئے ہوتا ہے لیکن عرف میں زیادہ تر یہ نیک اعمال کی جزاء کے لئے مستعمل ہے، پ۴/۹و۱۱ پ۵/۱۶ پ۱۵/۱۹ پ۳۰/۱۱

ثُوِّبَ - بدلا دیا گیا، تَثْوِیْبٌ سے جس کے معنی بدلہ دینے کے ہیں، ماضی مجہول کا صیغہ، واحد مذکر غائب، ثُوِّبَ کا استعمال قرآن مجید میں برے اعمال کی جزا ہی کے لئے ہوا ہے۔ ب

فصل الیاء المثناة

ثِیَابٌ - کپڑے، پوشاک، ثَوْبٌ کی جمع۔ جس کے

معنی کپڑے کے ہیں، اس کی جمع اَثْوَابٌ بھی آتی ہے، ۹/۱۱ ۲۹/۱۹ ثِیَابًا ۱۹/۵

ثِیَابَكَ. تیرے کپڑے، ثِیَابَ مضاف کَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ، آیت شریفہ وَثِیَابَكَ فَطَهِّرْ (اور اپنے کپڑے پاک کر) میں بعض نے "ثیاب" سے اس کے حقیقی معنی (کپڑے) مراد لئے ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ "ثیاب" نفس سے کنایہ ہے یعنی اپنی جان کو پاک رکھ جیسے شاعر کہتا ہے ؎ ثیاب بنی عوف طهاری نقیۃ (بنی عوف کے دل پاک صاف ہیں) کہ یہاں "ثیاب" سے مراد ان کے نفوس، دل اور جانیں ہیں۔ ۲۹/۱۵

ثِیَابَكُمْ تمہارے کپڑے، تمہاری پوشاک ثیاب مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر، مضاف الیہ، ۱۸/۱۴

ثِیَابَهُمْ. ان کے کپڑے، ان کی پوشاک ثِیَابَ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ، ۱۱/۹ ۲۹/۹

ثِیَابَهُنَّ، ان کے کپڑے، ان کی پوشاک ثِیَابَ مضاف هُنَّ ضمیر جمع مونث غائب مضاف الیہ ۱۸/۱۱

ثَیِّبَاتٍ. بیاہی ہوئیں، بیوہ عورتیں، ثَیِّبٌ کی جمع، جس کے معنی بیاہی ہوئی اور نیز اس عورت کے ہیں جس کے خاوند نے اسے طلاق دیدی ہو یا وہ مر چکا ہو۔ ۲۸/۱۹

بَابُ الْجِیْمِ الْمُعْجَمَةِ

فصل الالف

جَآءَ۔ وہ آیا (ضَرَبَ) مَجِیْءٌ سے، جس کے معنی آنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ، واحد مذکر غائب عربی میں جس معنی میں اِتْیَانٌ آتا ہے وہی معنی مَجِیْءٌ کے ہیں، لیکن مَجِیْءٌ اس سے زیادہ عام ہے کیونکہ اِتْیَانٌ کے معنی بسہولت آنے کے ہیں۔ علاوہ ازیں اِتیان کا استعمال کبھی صرف ارادہ کے اعتبار سے ہی ہو جاتا ہے، اگرچہ اس کا حصول نہ ہو، اور مجیء کا استعمال اس کے حصول کے اعتبار سے ہوتا ہے، جَآءَ کا استعمال اعیان اور معانی اور خود آنے اور کسی کے حکم سے آنے، سب کے لئے ہوتا ہے، نیز کسی جگہ یا کام یا وقت کا قصد کرنے کے لئے بھی آتا ہے، جب اس کے صلہ میں با آئے تو یہ متعدی ہو جاتا ہے اور لانے کے معنی ہوتے ہیں۔ ۵/۴، ۶/۶، ۷/۱۲و۱۴، ۸/۱۱، ۹/۴و۷، ۱۰/۱۳و۱۸، ۱۱/۱۰، ۱۲/۲و۳و۵و۶و۷و۸و۹، ۱۳/۲و۳و۵، ۱۴/۵و۱۲، ۱۶/۱و۹، ۱۶/۲، ۱۸/۲و۳و۹، ۱۹/۷و۱۸، ۲۰/۲و۵و۶و۱۲و۱۴، ۲۱/۱۸، ۲۲/۱۲و۱۴، ۲۳/۶و۷، ۲۴/۱۳، ۲۶/۱۴و۱۹، ۲۷/۱۰و۱۸، ۲۸/۱۲، ۲۹/۵و۶، ۳۰/۱۲و۲۵

جَآءَتْ۔ وہ آئی، مَجِیْءٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب، ۶/۱۹، ۸/۱۲و۱۳، ۱۲/۷و۱۲، ۱۹/۱۸، ۲۰/۱۹، ۲۶/۱۶، ۳۰/۴و۵

جَآءَتْكَ۔ وہ تیرے پاس آئی، اس میں کَ ضمیر واحد مذکر حاضر ہے ۲۴/۲

جَآءَتْكُمْ۔ وہ تمہارے پاس آئی، اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے ۲/۴، ۸/۱۴و۱۸، ۱۱/۱۱، ۲۱/۱۸

جَآءَتْنَا۔ وہ ہمارے پاس آئی، اس میں نَا ضمیر جمع متکلم ہے، ۹/۴

جَآءَتْهُ۔ وہ اس کے پاس آئی۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے، ۲/۱۰، ۱۲/۱۱، ۲۰/۹

جَآءَتْهَا۔ وہ اس کے پاس آئی۔ اس میں ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے ۱۱/۸

جَآءَتْهُمْ۔ وہ ان کے پاس آئی، اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے، پ۲/۱۰ پ۳/۱ پ۶/۲و۹ پ۷/۱۰و۱۵ پ۸/۲و۱۱ پ۹/۳و۲ پ۱۱/۶و۱۵ پ۱۳/۱۲ پ۱۹/۱۶ پ۲۱/۳ پ۲۳/۱۵ پ۲۳/۱۲و۱۹ پ۲۶/۴ پ۳۰/۲۳

جَآءَكَ۔ وہ تیرے پاس آیا۔ اس میں كَ ضمیر واحد مذکر حاضر ہے (ملاحظہ ہو جَآءَكُمْ) پ۱/۱۲ پ۲/۱ پ۳/۱۲ پ۶/۱۱ پ۷/۱۰و۱۲ پ۱۲/۱۰ پ۱۳/۱۱ پ۲۸/۸و۱۲

جَآءَكُمْ۔ وہ تمہارے پاس آیا۔ اس میں كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے پ۱/۱۰ پ۳/۱۰ پ۶/۳و۴و۷ پ۷/۱۹ پ۸/۶و۱۵و۱۶ پ۹/۱۶ پ۱۱/۵و۱۳و۱۶ پ۲۲/۱۰و۱۶ پ۲۳/۹ پ۲۶/۱۲ پ۲۸/۷و۸

جَآءَنَا۔ وہ ہمارے پاس آیا۔ اس میں نَا ضمیر جمع متکلم ہے پ۷/۱ پ۱۶/۱۲ پ۲۳/۹ پ۲۵/۱۰ پ۲۹/۱

جَآءَنِیْ۔ وہ میرے پاس آیا۔ اس میں نونِ وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ہے، پ۱۶/۶ پ۱۹/۱ پ۲۴/۱۲

جَآءُوْ۔ وہ آئے۔ مَجِیْءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۱۰/۴ پ۹/۲ پ۱۲/۱۲ پ۱۸/۸و۱۹ پ۳۰/۲ پ۲۸/۴

جَآءُوْكَ۔ وہ تیرے پاس آئے، اس میں كَ ضمیر واحد مذکر حاضر ہے پ۵/۹ پ۷/۱۰ پ۷/۹ پ۲۸/۲

جَآءُوْكُمْ۔ وہ تمہارے پاس آئے۔ اس میں كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے، پ۵/۹ پ۶/۱۲ پ۲۱/۱۸

جَآءُوْهَا۔ وہ اس کے پاس آئے، اس میں هَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے، پ۲۴/۵و۱۷

جَآءُوْهُمْ۔ وہ ان کے پاس آئے، اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے پ۱۱/۱۲ پ۲۱/۸

جَآءَهٗ۔ وہ اس کے پاس آیا، اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے پ۱۲/۱۷ پ۱۶/۱۱ پ۲۰/۹ پ۲۱/۳ پ۳۰/۵

جَآءَهَا۔ وہ اس کے پاس آیا۔ اس میں هَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے، پ۱۹/۱۲ پ۲۲/۱۹

جَآءَهُمْ۔ وہ ان کے پاس آیا۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے پ۱/۱۲ پ۳/۱۰و۱۷ پ۴/۲ پ۵/۸ پ۶/۱۲ پ۷/۷و۱۱ پ۸/۸ پ۱۱/۸و۱۵ پ۱۳/۹ پ۱۴/۲۱ پ۱۵/۱۱و۱۲و۲۰ پ۱۸/۳ پ۱۹/۱۵ پ۲۰/۷و۸و۱۶ پ۲۱/۲ پ۲۲/۱۱و۱۷ پ۲۳/۱۰ پ۲۴/۸و۱۹ پ۲۵/۲و۹و۱۱و۱۲و۱۳و۱۸ پ۲۶/۲و۱۵ پ۲۷/۵و۸ پ۲۸/۹

جَابُوْا۔ انھوں نے تراشا، (نَصَرَ) جَوْبٌ سے جس کے معنی تراشنے اور قطع کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب، پ۳۰/۱۴

جٰثِمِیْنَ۔ اوندھے پڑنے والے، زانو کے بل گرنے والے، جُثُوْمٌ سے جس کے معنی سینہ کے بل اوندھے منہ زمین پر پڑنے کے ہیں، اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر، جَاثِمٌ کی جمع، پ۸/۱۷ پ۹/۱ پ۱۲/۶و۸ پ۳۰/۱۶

جَاثِیَۃٌ۔ زانو پر بیٹھنے والی، زانو پر گرنے والی، جُثُوٌّ اور جُثِیٌّ سے، جس کے معنی زانو پر بیٹھنے کے ہیں۔ اسمِ فاعل کا صیغہ، واحد مؤنث غائب، یہاں لفظ "جاثیہ" جمع کی جگہ پر استعمال ہوا ہے جیسے جَمَاعَۃٌ قَائِمَۃٌ یا جَمَاعَۃٌ قَاعِدَۃٌ بولتے ہیں، ۲۵/۳

جَادَلْتُمْ۔ تم نے جھگڑا کیا، تم جھگڑے، مُجَادَلَۃٌ سے جس کے معنی جھگڑا کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو جِدَال) ۵/۱۴

جَادَلْتَنَا۔ تو نے ہم سے جھگڑا کیا۔ جَادَلْتَ مُجَادَلَۃٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر نَا ضمیر جمع متکلم، ۱۲/۳

جَادَلُوْا۔ انھوں نے جھگڑا کیا۔ مُجَادَلَۃٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب، ۲۴/۹

جَادَلُوْكَ۔ انھوں نے تجھ سے جھگڑا کیا، اس میں کَ ضمیر واحد مذکر حاضر ہے ۱۷/۱۶

جَادِلْهُمْ۔ تو ان سے جھگڑا کر، تو ان کو الزام دے، تو ان سے مناظرہ کر، جَادِلْ مُجَادَلَۃٌ سے، امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب، ۱۴/۲۲

جَارٌ۔ پڑوسی، ہمسایہ، جو پڑوس میں رہے وہ جار کہلاتا ہے، یہ اسماءِ متضائفہ میں سے ہے جس طرح کہ اَخٌ (بھائی) اور صدیق (دوست) ہیں کہ جس کا یہ پڑوسی وہ اس کا پڑوسی، کبھی کبھی مجازاً "جارٌ" بمعنی مددگار، حمایتی اور رفیق کے بھی آتا ہے۔ چنانچہ اِنِّیْ جَارٌ لَّکُمْ میں یہی معنی مجازی مراد ہیں، ۵/۲ ۱۰/۲

جٰرِیٰتٌ۔ چلنے والیاں جَرْیٌ سے جس کے معنی پانی کی روانی کی طرح تیز چلنے کے ہیں اسمِ فاعل کا صیغہ جمع مؤنث، جَارِیَۃٌ کی جمع، ۲۶/۱۸

جَارِیَۃٌ۔ کشتی، چلنے والی، بہنے والی، رواں جَرْیٌ سے، اسمِ فاعل کا صیغہ، واحد مؤنث چونکہ کشتی سطحِ آب پر چلتی ہے، اس لئے جَارِیَۃ کہلاتی ہے، ۲۹/۱۲ ۳۰/۱۲

جَازٍ۔ کفایت کرنے والا، کام آنے والا، بدلہ دینے والا، جَزَاءٌ جس کے معنی کام آنے، کافی ہونے، اور بدلہ دینے کے ہیں، اسمِ فاعل کا صیغہ واحد مذکر، ۲۱/۱۲

جَاسُوْا۔ وہ گھس پڑے، وہ داخل ہوگئے (قصہ) جَوْسٌ سے، جس کے معنی لوٹ مار کے لئے

گھس پڑنے کے ہیں، ماضی کا صیغہ، جمع مذکر غائب، پ۱۵

جَاعِلٌ۔ بنانے والا، کرنے والا، رکھنے والا، جَعْلٌ سے، اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر۔ (ملاحظہ ہو جَعَلَ) پ۱ پ۳ پ۲۲

جَاعِلُكَ۔ تجھکو بنانے والا، تجھکو کرنے والا، تجھے رکھنے والا، جَاعِلُ مضاف، كَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ، پ۱

جَاعِلُونَ۔ بنانے والے، کرنے والے، رکھنے والے، جَعْلٌ سے، اسم فاعل کا صیغہ، جمع مذکر جَاعِلٌ کی جمع۔ پ۱۵

جَاعِلُوهُ، اس کو کرنے والے، اس کو بنانے والے، جَاعِلُو مضاف، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ، اضافت کے سبب سے نون جمع گر گیا ہے (ملاحظہ ہو جَعَلَ) پ۲۰

جَالُوتَ۔ ایک کافر بادشاہ کا نام ہے، یہ عجمی لفظ ہے، عربی میں اس کی کچھ اصل نہیں بحرِ روم کے کنارے کنارے مصر و فلسطین کے درمیان جو عمالقہ آباد تھے ان ہی میں سے تھا۔ بڑے زور و قوت کا فرمانروا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد ایک مدت تک بنی اسرائیل کا کام بنا رہا، پھر جب ان کی نیت بگڑی، دینداری میں فتور آیا تو غنیم مسلط ہوا، یہی جالوت ان پر چڑھ دوڑا ان کے اطراف کے شہر چھین لئے، بڑی لوٹ مار مچائی اور بہت قتل و غارت کیا، اور توارت کو فنا کر ڈالا، جو معزز اور سردار تھے ان کو گرفتار کر کے ساتھ لیتا تھا اور باقی کو رعایا بنا کر ان پر خراج مقرر کیا، جو لوگ باقی بچے وہ بھاگ کر بیت المقدس میں جمع ہوئے اور پیغمبرِ وقت سے درخواست کی کہ کوئی با اقبال بادشاہ ہم پر مقرر کر دیا جائے۔ چنانچہ بارگاہِ الٰہی سے طالوت ان پر بادشاہ مقرر کیا گیا، اور طالوت کی سرکردگی میں بنی اسرائیل کی ایک مختصر سی جماعت جو تین سو تیرہ نفوس پر مشتمل تھی، جالوت کی فوج کے مقابل ہوئی، جالوت خود مقابلہ کو نکلا اور حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھ سے مارا گیا، اور اس کے لشکر نے شکستِ فاش اٹھائی، جالوت اور طالوت کی جنگ اور جالوت کے قتل کا قصہ قرآن مجید سورۂ بقرہ میں تفصیل سے مذکور ہے۔

جَامِدَۃً۔ جمی ہوئی، ٹھیری ہوئی، جُمُودٌ سے، جس کے معنی جمنے اور ٹھیرنے کے ہیں، اسم فاعل کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۲۰/۲

جَامِعٌ۔ جمع کرنے والا، اکٹھا کرنے والا، جَمْعٌ سے جس کے معنی جمع کرنے اور اکٹھا کرنے کے ہیں۔ اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر، پ۳، پ۵/۱۴، پ۱۹/۱۵

جَانٌّ۔ جن، سانپ، جنّ کی جمع ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس طرح ابوالبشر (سارے انسانوں کے باپ) کا نام آدم ہے، اسی طرح ابوالجن (جنوں کے باپ) کا نام جانّ ہے، قتادہ کا بیان ہے کہ جان ابلیس ہی ہے اور بعض علماء کا خیال ہے کہ جان ابوالجن اور ابلیس ابوالشیاطین ہے، جن مسلمان بھی ہوتے ہیں اور کافر بھی۔ جس طرح بنی آدم کھاتے پیتے اور مرتے جیتے رہتے ہیں، یہی حال ان کا ہے، اور شیاطین مسلمان نہیں ہوتے نہ ابلیس کے مرنے سے پہلے ان کو موت آئے گی۔[15] راغب کی رائے میں جان جن کی ایک خاص نوع ہے۔ سانپ کی شکل جو بہت لہراتی اور پھنپھناتی ہوئے بھی عربی میں جان کہتے ہیں پ۱۴/۳، پ۱۹/۱۶، پ۲۰/۷، پ۲۷/۱۱و۱۲و۱۳

جَانِبٌ، جانب، کنارہ، طرف، کروٹ، رخ اصل میں جَنْبٌ پہلو کو کہتے ہیں، عرب کی عادت ہے کہ وہ اعضاء و جوارح ہی کو بطور استعارہ سمتوں کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ یمین و شمال اصل میں دائیں بائیں ہاتھ کا نام ہے اور دائیں بائیں سمتوں کے لئے بھی استعمال ہوتے ہیں۔ اسی طرح پہلو کی سمت کو جَنْبٌ اور جَانِبٌ بولتے ہیں پ۱۵/۷، پ۱۶/۷و۱۲، پ۲۰/۷و۸، پ۲۳/۵

جَانِبِہٖ۔ اس کا بازو، اس کی کروٹ، اس کی جانب، جَانِبِ مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ۱۵/۹، پ۲۵/۱

جَاوَزَا۔ وہ دونوں آگے چلے، وہ دونوں گزرے، مُجَاوَزَۃٌ سے جس کے معنی کسی چیز سے گزر جانے اس کو پار کرنے اور آگے بڑھنے کے ہیں، ماضی کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب، پ۱۵/۲۱

جَاوَزْنَا۔ ہم نے پار کرایا۔ ہم نے پار اتارا مُجَاوَزَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم، پ۹، پ۱۱/۱۴

[15] تفسیر خازن ج ۴ ص ۵۳۔

جَاوَزَہٗ۔ وہ اس کے پار اترا، وہ اس کے پار ہوا
جَاوَزَ مُجَاوَزَۃٌ سے، ماضی کا صیغہ، واحد مذکر
غائب، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب، پ۲/۱۷
جَاھِدْ۔ تو جہاد کر، تو لڑائی کر، مُجَاھَدَۃٌ سے
امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر، مجاہدہ زبان اور
ہاتھ دونوں سے ہوتا ہے (ملاحظہ ہو مُجَاھِدُوْنَ)
پ۱۰/۱۶ پ۲۸/۲۰
جَاھَدَ۔ اس نے جہاد کیا، اس نے جنگ کی
مُجَاھَدَۃٌ سے، ماضی کا صیغہ، واحد مذکر
غائب، پ۹ پ۲۰/۱۳
جَاھَدَاکَ۔ وہ دونوں تجھ سے لڑے، انھوں
نے تجھ پر زور ڈالا، ان دونوں نے تجھ پر
کوشش کی، جَاھَدَ مُجَاھَدَۃٌ سے،
ماضی کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب، کَ ضمیر
واحد مذکر حاضر پ۲۰/۱۲ پ۲۱/۱۱
جَاھَدُوْا۔ انھوں نے جہاد کیا، انھوں نے
محنت کی، وہ لڑے، مُجَاھَدَۃٌ سے، ماضی
کا صیغہ، جمع مذکر غائب، پ۲/۱۱ پ۳/۵ پ۱۰/۹،۸،۶،۵
پ۱۳/۳ پ۱۴/۳ پ۲۶/۱۳
جَاھِدُوْا۔ تم محنت کرو، تم لڑو، تم جہاد کرو،
مُجَاھَدَۃٌ سے، امر کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، پ۶/۱۲،۱۰
پ۱۴/۱۴ پ۱۷/۱۴
جَاھِدْھُمْ۔ تو ان سے جہاد کر، تو اُن سے
مقابلہ کر، جَاھِدْ فعل امر، ھُمْ ضمیر جمع
مذکر غائب، پ۱۹/۳
جَاھِلٌ۔ جاہل، بے خبر، نادان، جَھَالَۃٌ سے
اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر (ملاحظہ ہو جَھَالَۃٌ)
پ۳/۵
جَاھِلُوْنَ۔ نادان، جاہل، ان سمجھ، جَاھِلٌ
کی جمع، بحالت رفع، اسم فاعل کا صیغہ،
جمع مذکر، پ۱۳/۳ پ۱۹/۳ پ۲۳/۴
جَاھِلِیَّۃٌ۔ جاہلیت، نادانی، حالتِ جہل
اسم ہے، جَھْلٌ سے مشتق ہے، قبل از اسلام
کے حالات اور زمانے کو جاہلیت سے تعبیر کیا
جاتا ہے۔ بیضاوی لکھتے ہیں۔

والمراد بالجاھلیۃ	جاہلیت سے مراد
الملۃ الجاھلیۃ	ملت جاہلیت یعنی
التی ھی متابعۃ	اپنی خواہش پر چلنا
الھوٰی۔ ؎	ہے۔

پ۴/۷ پ۶/۱۱ پ۲۲/۲ پ۲۶/۱۱

؎ انوار التنزیل ج ۱ ص ۱۹۶۔

جٰھِلِیْنَ . جاہل، نادان، بے عقل . جَاھِلٌ کی جمع بحالتِ نصب وجر، اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر، ۷/۱۹۹، ۶/۳۵، ۱۱/۴۶، ۱۲/۳۳، ۲/۶۷، ۲۸/۵۵

جَآئِرٌ . کج . ٹیڑھا . جَوْرٌ سے، جس کے معنی راہ سے ہٹنے اور کج ہونے کے ہیں . اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر، ۱۶/۹

فصل الباء الموحدة

جُبٌّ . وہ گہرا کنواں، جس کی کوئی تعمیر نہ کی گئی ہو، اسم ہے . ۱۲/۱۵

جَبَّارٌ . سرکش، زور کرنے والا، زبردست دباؤ والا، خود اختیار، جَبْرٌ سے، مبالغہ کا صیغہ اہلِ لغت کی تصریح کے مطابق "جبر" کے معنی اصل میں ایک طرح کی زبردستی کے ساتھ کسی شئے کی اصلاح کرنے کے ہیں لیکن جبر کا استعمال صرف اصلاح یا محض زبردستی کے لئے بھی ہوتا ہے، انسانوں میں جبّار وہ شخص کہلاتا ہے کہ جو اپنے نقص کو علوِ مرتبت کے اس ادعا سے پورا کرنا چاہے جس کا وہ مستحق نہیں ہے، بایں معنی "جبار" کا استعمال بطورِ مذمت ہی ہوتا ہے، کبھی کبھی جبّار اس کو بھی کہتے ہیں جس کا دوسرے پر دباؤ اور زور ہو جیسے وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ (اور تیرا ان پر دباؤ نہیں، اور تو ان پر زور کرنے والا نہیں) .

صفتِ باری تعالیٰ میں جو وصف جبّار مذکور ہے جیسے اَلْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ . اس سلسلہ میں دو قول ہیں، ایک یہ کہ چونکہ باری تعالیٰ اپنے فیضانِ نعمت سے سب لوگوں کی حالتیں درست کرتا اور ان کے نقصانات پورے فرماتا ہے اس لئے اس کا نام "جبّار" ہے، یعنی نقصانات کا پورا کرنے والا احوال درست کرنے والا، عرب والے بولتے ہیں جبرت الفقیر یعنی میں نے فقیر کی حالت درست کر دی اُسے تونگر کر دیا .

دوسرے یہ کہ چونکہ اللہ تعالیٰ اپنے ارادہ کے آگے سب کو مجبور کر دیتا ہے اس لئے وہ جبّار سے موسوم ہے، امام بیہقی کتاب الاسماء والصفات میں محمد بن کعب سے روایت کرتے ہیں .

انما یسمی الجبار لانہ یجبر الخلق علی ما اراد (ص۳۳)	وہ "جبار" اس لئے موسوم ہے کہ مخلوق کو اپنے ارادہ کے آگے مجبور کر دیتا ہے .

اس توجیہ پر دو اعتراض کئے گئے ہیں، ایک
بحیثیتِ لفظ، دوسرا بحیثیت معنی۔ لفظی حیثیت
سے تو بعض اربابِ لغت نے یہ اعتراض
کیا ہے کہ مجبور کرنے کے معنی میں اِجْبَارٌ
آتا ہے نہ کہ جَبْرٌ اور باب اِفْعَالٌ سے
مبالغہ کا صیغہ بروزن فَعَّالٌ نہیں آسکتا،
پس جَبَّار کا صیغہ باب اِجْبَارٌ سے نہیں
بن سکتا، اس کا جواب یہ ہے کہ یہ جَبْرٌ
سے بنا ہے، اِجْبَارٌ سے نہیں اور جَبْرٌ کے
معنی بھی مجبور کرنے کے آتے ہیں، چنانچہ مروی
ہے لا جبر و لا تفویض (نہ مجبور کرنا ہے،
نہ سونپ دینا)۔ ابو النجم بیہقی نے تاج المصادر
میں تصریح کی ہے کہ باب اِجْبَارٌ ہی سے ہے
مگر خلاف قیاس ہے۔

دوسرا اعتراض معنوی حیثیت سے معتزلہ
کی ایک جماعت نے کیا ہے، چنانچہ وہ اس
معنی کو تسلیم کرنے سے انکار کرتی اور یہ کہتی ہے
کہ اللہ کی شان اس سے بالاتر ہے کہ وہ
بندوں کو مجبور کرے، حالانکہ یہ انکار کی بات
ہی نہیں کیونکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے اپنی حکمتِ الٰہیہ کے اقتضاء کے مطابق
بندوں کو بہت سی ایسی چیزوں پر مجبور کر رکھا
ہے کہ جن سے ان کو رہائی نہیں مل سکتی۔
نادان اور گمراہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ایسا نہیں
سو یہ نرا وہم ہے، بیماری، موت، حشر پر سب
مجبور ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو خاص صنعت
اور خاص طریقۂ اعمال و اخلاق پر مسخر فرمایا
ہے کہ بس اسی کی انجام دہی میں مصروف
اور اسی کی دھن میں لگا ہوا ہے، بندہ مجبور
بصورتِ مختار ہے۔ چنانچہ جو کوئی جس دھن
میں لگا ہوا ہے اسی میں مگن ہے اسے چھوڑنا
نہیں چاہتا اور کوئی کسی کام سے بیزار ہے
کڑھتا رہتا ہے مگر اس طرح کئے چلا جا رہا ہے
کہ گویا اس کے بدلہ کوئی اور کام اس کو ملتا
ہی نہیں، اسی کے متعلق ارشاد الٰہی فَتَقَطَّعُوٓا
اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ
فَرِحُوْنَ (انھوں نے اپنا کام آپس میں پھوٹ
کر ٹکڑے ٹکڑے کرلیا، اور ہر فرقہ جو ان کے
پاس ہے اس پر ریجھ رہے ہیں) اور نَحْنُ
قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ
(ہم نے دنیا کی زندگی میں ان کے درمیان

ان کی روزی کو تقسیم کیا اور بعض کو بعض
پر بلند مرتبہ کیا ہے) اور اسی اعتبار سے اللہ
کی صفت قَاهِرٌ ہے کیونکہ اس کا قہر اسی
پر ہوتا ہے جس پر قہر کرنے کی اس کی حکمت
مقتضی ہوتی ہے۔ [1]

امام حلیمی فرماتے ہیں۔

کہ جو لوگ اس کو جَبْرٌ سے جو کَرْہٌ کی نظیر ہے
قرار دیتے ہیں وہ اس لئے کہ اس کے مفہوم میں
کسی شے کا نیست سے ہست کرنا داخل ہے
کیونکہ جب کسی شے کے ہونے کو چاہا اور وہ ہوگئی
اور ہونے میں اور اس کے چاہنے میں دیر نہ لگی
اور جو چاہا اس کے سوا دوسری بات کا ہونا ممکن
نہیں تو اس طرح پر اس کا کسی چیز کو کرنا گویا جبر
ہی ہے، کیونکہ مراد کے حاصل ہونے میں جو رکاوٹ
ہو اس کے دفع کرنے کا طریقہ جَبْر کہلاتا ہے
پس جب یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ جو
چاہے اُسے کوئی نہ روک سکے تو یہ صورت
میں جبر ہی ہوا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
ثُمَّ اسْتَوٰى إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ
فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا
قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ ۝ (پھر وہ متوجہ ہوا آسمان
کی طرف اور وہ دھواں ہو رہا تھا تو کہا اس کو اور
زمین کو آؤ تم دونوں خوشی سے یا زور سے وہ بولے
ہم آئے خوشی سے) جَبَّار کے، اس کے علاوہ
اور معانی بھی کئے گئے ہیں۔ پس جو اس باب
سے "جبار" کو ملاتا ہے وہ ابداع اور جبر
میں فرق نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ کے بدیع
ہونے کے اقرار ہی کو اس کے جبار ہونے کا
اقرار قرار دیتا ہے۔"

امام ابو سلیمان خطابی فرماتے ہیں۔

الجبار الذی جبر　جبار وہ ذات ہے جس نے
الخلق علی ما اراد　اپنی مخلوق کو اپنے امر
من امرہ و نھیہ یقال　نہی پر جس طرح چاہا مجبور
جبرہ السلطان و　کر دیا، چنانچہ بولتے ہیں جبر
اجبرہ بالالف و　السلطان واجبرہ الف
یقال ھو الذی جبر　کے ساتھ یعنی بادشاہ نے
مفاقر الخلق و کفاھم　اپنے حکم ماننے پر مجبور کر دیا،
اسباب المعاش　اور بعض کا قول ہے جبار وہ
والرزق و یقال　ذات ہے کہ جس نے اپنی مخلوق
بل الجبار　کی حاجتوں کو پورا کیا اور ان کے

[1] مفردات راغب۔

العالی فوق معاش اور روزی کے اسباب کو کافی
خلقه من ہوا اور بعض کہتے ہیں بلکہ جبار کے
قولهم معنی اس ذات کے ہیں جو اپنی مخلوق
تجبّر النبات سے اوپر ہو کیونکہ سبزہ جب بلند ہو جاتا
اذا علا۔[1] ہے تو تجبر النبات بولتے ہیں۔

علامہ خازن بغدادی نے تصریح کی ہے
کہ جبار ذات باری کے لئے وصفِ مدح ہے
اور انسانوں کے حق میں صفتِ ذم۔[2] پ۱۳/۵

پ۱۳/۱۸ پ۲۴/۹ پ۲۶/۱۴ پ۲۹/۹

جَبَّارًا پ۱۶/۴ و ۵ پ۳۰/۵

جَبَّارِیْنَ۔ گردن کش، زور آور، زبردست، جَبَّارٌ کی جمع بحالت نصب وجر۔ پ۶/۸ پ۱۹/۱۱

جِبَالٌ۔ پہاڑ، جَبَلٌ کی جمع ہے۔ پ۲/۱۲ پ۹/۱۲ پ۱۳/۴

پ۱۳/۱۰ و ۱۹ پ۱۴/۴ و ۱۵ و ۱۶ پ۱۵/۴ و ۱۸ پ۱۶/۹ و ۱۵ پ۱۷/۶ و ۹ پ۱۸/۱۲

پ۱۹/۱۲ پ۲۰/۲ پ۲۲/۶ و ۸ و ۱۹ پ۲۳/۱۱ پ۲۷/۲ و ۴ پ۲۹/۵ و ۷ و ۱۲ و ۲۱

پ۳۰/۱ و ۲ و ۶ و ۱۳ و ۳۶

جِبَاهُهُمْ ان کی پیشانیاں، ان کے ماتھے
جِبَاہٌ جَبْهَةٌ کی جمع، جس کے معنی پیشانی کے
ہیں مضاف ہے، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب
مضاف الیہ۔ پ۱۰/۱۱

جِبْتِ، بت، راغب لکھتے ہیں۔
"جبت اور جبس اس دہودن کو کہتے ہیں جو
کسی کام کا نہ ہو اور کہا گیا ہے کہ تاسین ہی کا
بدل ہے، نیز ہر وہ چیز جس کے سوائے خدا کی پوجا
کی جائے "جبت" کہلاتی ہے اور جادو اور کاہن
کو بھی "جبت" کہتے ہیں۔"

اصل میں جبت کے معنی میں علماء کا اختلاف
ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ "جبت" کے معنی
جادو کے بتلاتے ہیں۔ عکرمہ کا قول ہے کہ "جبت"
حبشی زبان میں شیطان کو کہتے ہیں[3]، ابن ابی
حاتم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
سے بھی یہی روایت کیا ہے[4]۔ طبری نے مجاہد
سے جادو کے اور سعید بن جبیر اور ابو العالیہ کی
جادوگر اور قتادہ سے شیطان اور حضرت

---

[1] حلیمی اور خطابی کے اقوال کے لئے ملاحظہ ہو کتاب الاسماء والصفات امام بیہقی ص ۳۲۔ طبع انوار احمدی
الہ آباد ۱۳۱۳ھ۔ [2] لباب التاویل ج ۷ ص ۹۲۔
[3] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورہ نساء، باب قولہ وان کنتم مرضیٰ او علیٰ سفر [4] اتقان ج ۱ ص ۱۳۹ طبع مصر۔

ابنِ عباسؓ سے بت کے معنی نقل کئے ہیں۔[1] بغوی نے ابنِ سیرینؒ اور مکحولؒ کا قول نقل کیا ہے کہ جبت کاہن کو کہتے ہیں۔ ابو عبیدہ کا بیان ہے کہ ہر وہ معبود جس کی اللہ کے سوائے عبادت کی جائے "جبت" ہے[2]، امام ابنِ جریر طبری کا فیصلہ اس سلسلہ میں نہایت صاف ہے جس سے ان تمام مختلف اقوال میں توفیق ہو جاتی ہے، فرماتے ہیں۔

ان المراد بالجبت والطاغوت جنس من کان یعبد من دون اللہ سواء کان صنما او شیطانا جنیا او آدمیا فیدخل فیہ الساحر والکاھن واللہ اعلم[3]

یقیناً جبت اور طاغوت سے وہ جنس مراد ہے جس کی اللہ تعالیٰ کے سوائے پوجا کی جائے خواہ وہ بت ہو یا شیطان آدمی ہو یا جن، پس اس میں جادوگر اور کاہن بھی آجاتے ہیں۔ واللہ اعلم

صحیح ابوداؤد میں حضرت قبیصہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العافیۃ والطیرۃ والطرق من الجبت۔[4]

میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ پرندوں کو اڑا کر شگون لینا اور بدفال لینا اور رمالوں کا خط کھینچنا "جبت" میں داخل ہے۔

ج ب ر ل

جِبْرِیْلَ۔ جبریل علیہ السلام، اللہ تعالیٰ کے ایک مقرب فرشتے کا نام ہے، جبریل کے تلفظ میں تیرہ لغات ہیں، جن کی قرارت کی گئی ہے لیکن بیشتر قراتیں شاذ ہیں، ابوحیان نے البحر المحیط میں اور سمین نے اعراب القرآن میں ان سب کو ذکر کیا ہے جو حسب ذیل ہیں (۱) جِبْرِیل جیم کے زیر سے (۲) جَبْرِیل جیم کے زبر سے (۳) جَبْرَئِیْلُ بروزن خَنْدَرِیس (۴) جَبْرَئِل ہمزہ کے بعد یا نہیں (۵) جَبْرَئِلّ اس میں لام پر تشدید ہے (۶) جِبْرَائِیل (۷) جِبْرَائِل (۸) جَبْرَال (۹) جَبْرِیل۔ (۱۰) جِبْرَایِیل اس میں دو یا ہیں پہلی پر زیر ہے (۱۱) جَبْرِین (۱۲) جِبْرِین (۱۳) جَبْرَائِین ان میں سات کو امام جمال الدین بن مالکؒ نے

[1] ملاحظہ ہو فتح الباری ج ۸ ص ۱۸۹ و ۱۹۰ طبع امیریہ مصر [2] معالم التنزیل ج ۱ ص ۴۵۲ طبع مصر۔
[3] فتح الباری ج ۸ ص ۱۹۰۔ [4] سنن ابی داؤد ج ۱ ص ۱۸۹ طبع نولکشور لکھنؤ

اور بقیہ چھ کو امام سیوطیؒ نے نظم کیا ہے ابن مالک کا شعر ہے۔

جبریل جبریل جبرائیل جبرئل
وجبرئیل وجبرال وجبرین

سیوطیؒ کہتے ہیں۔

جبرئل وجبرایل مع بدل
جبرائل دبیاء ثم جبرین

"مع بدل" سے جبرائین کی طرف اشارہ ہے، کیونکہ یا کو ہمزہ سے بدلا گیا ہے اور لام کو نون سے۔"

علامہ ابن الجنی المحتسب میں فرماتے ہیں کہ "عرب جب کسی عجمی لفظ کا تلفظ کرتے ہیں تو گڑبڑ کرتے ہیں، اصل میں یہ نام گوریال تھا، گ ہے جو کاف اور قاف کے درمیان ہے، اس کے بعد طولِ استعمال کی بنا پر اس میں وہ تبدیلی آگئی کہ جس نے اس قدر تفاوت تک اس کو لا ڈالا، اور "جبرئیل" کے معنی "عبداللہ" بندۂ خدا کے بتائے گئے ہیں، کیونکہ جبر بمنزلہ رجل یعنی مرد کے ہے، اور سوا اللہ کا بندہ ہوتا ہے اور ایل سریانی زبان میں اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ اور جبر کا استعمال بھی بمعنی مرد صرف ابن احمد ہی کے اس شعر میں ہوا ہے:

اشرب برادوق جیبت بہ
وانعم صباحا ایھا الجبر"

علامہ ابوحیان کا بیان ہے۔

"جبریل" عجمی لفظ ہے جو علمیت اور عجمہ کی بنا پر غیر منصرف ہے اور ان لوگوں نے بڑی دور کی کہی جو اس طرف گئے کہ وہ جبروت اللہ سے مشتق ہے، یا اس طرف کہ وہ مرکب اضافی ہے، نیز جس نے یہ کہا کہ جبر بندہ اور ائل اللہ دونوں سے مل کر بنا ہے اور حضرموت کی طرح سے مرکب امتزاجی ہے۔" [۲]

حافظ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری میں لکھتے ہیں۔

"یہ اگرچہ سریانی لفظ ہے۔ لیکن معنی کے اعتبار سے عربی زبان سے موافقت واقع ہوگئی ہے، کیونکہ جبر کے معنی بگڑی ہوئی چیز کی اصلاح کے ہیں اور جبریل بھی وحی پر مقرر ہیں جس کے ذریعہ اصلاحِ عام حاصل ہوتی ہے۔" [۳]

[۱] لیکن اس اعتبار سے "جبرئیل" کے معنی بجائے بندۂ خدا کے مردِ خدا ہونے چاہئیں۔ [۲] ان تمام حوالوں کیلئے ملاحظہ ہو تنویر الحوالک علی موطا مالک للسیوطی ج ۱ ص ۱۴۱ طبع مصر ۱۳۴۳ھ [۳] فتح الباری ج ۶ ص ۲۱۷

تفسیر ابن جریر میں جبرئیل کے معنی کے متعلق سلف سے حسب ذیل اقوال مروی ہیں۔

• عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، جبرئیل کے معنی عبداللہ، میکائیل کے معنی عبید اللہ، جس اسم میں ایل ہو، اس کے معنی اللہ کے بندگی کرنے والے کے ہیں۔

• عکرمہ، سعید، معنی عبد (بندہ) اور ایل اللہ ہے،

عبداللہ بن الحارث البصری، عبرانی میں "ایل" اللہ کو کہتے ہیں۔

علی بن الحسین زین العابدینؒ، جبرئیل کا نام عبداللہ میکائیل کا عبید اللہ اور اسرافیل کا عبدالرحمٰن ہے جس اسم میں ایل ہو وہ اللہ کا بندگی کرنے والا ہے

دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوعاً یہی روایت کی ہے۔[1]

حافظ ابن حجر فتح الباری میں ان روایات کو نقل کرکے فرماتے ہیں۔

• اور اس کے بالکل برعکس بھی معنی کئے گئے ہیں یعنی ایل کے معنی تو بندہ کے ہیں اور اس سے پہلے جو لفظ ہو وہ اللہ کا نام ہے جیسے عبداللہ، عبدالرحمٰن اور عبدالرحیم ہیں کہ لفظ عبد تو نہیں بدلتا اور اس کے بعد کے الفاظ بدلتے رہتے ہیں اگرچہ معنی ایک ہی رہتے ہیں، نیز اس بات کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ عربی کے علاوہ اور زبانوں میں اسم مضاف میں اکثر مضاف الیہ مضاف سے پہلے ہوتا ہے۔[2]

علامہ سیوطیؒ حافظ صاحب کی اس عبارت کو ذکر کرکے فرماتے ہیں۔

قلت ھذا ارجح — میں کہتا ہوں یہ زیادہ راجح ہے

والاثار السابقۃ — اور آثار سابقہ اس کی شہادت

تشھد لہ[3] — دیتے ہیں۔

بہر حال معنی چاہے کچھ بھی ہوں یہ خیال رہے کہ فرشتوں کے نام عام آدمیوں کی طرح سے نہیں ہوتے کہ جو جی میں آیا نام رکھدیا، زنگی کا نام کافور اور فاسق کا صالح، بلکہ ان کے نام توقیفی یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کئے ہوئے ہیں (بلا تشبیہ عرض ہے کہ) جس طرح سے بادشاہوں کی طرف سے امیروں کو القاب اور خطابات بخشے جاتے ہیں جو ان کے منصب اور مرتبے پر دلالت کرتے ہیں، اسی طرح فرشتوں کے اسماء ہیں جو ان کے

---

[1] و [3] تنویر الحوالک ج ص ۱۴ و ۱۵۔ [2] فتح الباری ج ۸ ص ۲۲۶

مرتبہ کمال کو بتلاتے ہیں۔

قرآن مجید نے جبریل امین کو روح القدس (پاک روح) روح الامین (فرشتہ معتبر) رسولِ کریم (پیغامبر گرامی قدر) ذو مرۃ (زور آور یا حسین) ذی قوۃ (صاحبِ طاقت) شدید القوی (سخت قوتوں والا) مکین (مرتبہ والا) مطاع (سب کا مانا ہوا) امین (با امانت) جیسے گرانقدر اوصاف سے متصف کیا ہے، اور ان سے عداوت کو خدا سے عداوت کا سبب بتایا ہے۔

طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریلؑ کو دریافت فرمایا تم کون سے کاموں پر مقرر ہو تو انھوں نے بتایا ہوا اور لشکروں پر یعنی ہواؤں کا چلانا، اور لشکروں کی فتح و شکست کا کام ان کے سپرد ہے[1]۔ صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو ان کی اصلی شکل پر دیکھا، ان کے چھ سو پر تھے۔

حضرت جبریل علیہ السلام کی پیدائش حضرت آدم علیہ السلام سے قبل ہوئی اور وفات ملک الموت کی موت سے پہلے ہوگی یہ امر متفق علیہ ہے کہ جبریل، میکائیل، اسرافیل ملک الموت علیہم السلام سب فرشتوں کے افسر اور ان سب میں اشرف ہیں، اور ان چاروں میں جبریل اور اسرافیل علیہما السلام ہیں اور ان دونوں کی تفضیل میں توقف ہے، جس کا سبب روایات کا اختلاف ہے، طبرانی کی معجم کبیر میں ایک حدیث آئی ہے افضل الملائکۃ جبریل (سب فرشتوں میں جبریل بڑھکر ہیں) لیکن اس کی سند ضعیف نیز اس کے معارض روایت موجود ہے اس لئے اس بارے میں توقف ہی اولیٰ ہے[2]۔ حافظ ابو الشیخ کی کتاب العظمۃ فرشتوں کے ذکر پر مشتمل ہے اور اس میں ان کے متعلق بہت سی حدیثیں اور آثار مروی ہیں[3]۔ شاہ عبدالعزیز صاحب نے بھی تفسیر فتح العزیز سورۂ بقر میں زیر آیت مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَ

۱؎ فتح الباری ج ۶ ص ۲۱۸ ۲؎ تنویر الحوالک ج ۱ ص ۱۵۔ ۳؎ فتح الباری ج ۶ ص ۲۱۸۔

میکال فَإِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ. حضرت جبریل علیہ السلام کے حالات میں بہت سی حدیثیں ذکر کی ہیں، تفصیل کے لئے ان کا مطالعہ کافی ہے، پ۱ ۱۲/۹۸

جَبَل۔ پہاڑ، اسم ہے، پ۳ ۲/۲۶۰ پ۸ ۹/۱۴۳ پ۱۲ ۴/۴۲ پ۱۳ ۹/۳۱ پ۲۸ ۶/۲۱

جِبِلًّا۔ خلق، بڑی جماعت، جَبَلٌ یعنی پہاڑ کے معنی میں چونکہ بڑائی اور عظمت کا تصور موجود ہے اس لئے بڑی جماعت کو جِبِلّ کہنے لگے، یعنی ایسی جماعت جو اپنی بڑائی میں مثل پہاڑ کے ہو، پ۲۳ ۳/۶۲

جِبِلَّةَ۔ خلقت، خلائق، یہاں اس کا استعمال بطور مبالغہ ہوا ہے، پ۱۹ ۱۲/۱۸۴

جَبِيْنِ۔ پیشانی، ماتھا، اسم ہے، پ۲۳ ۷/۱۰۳

فصل الثاء المثلثة

جِثِيًّا۔ زانو پر گرے ہوئے، اوندھے گرے ہوئے جَاثٍ کی جمع ہے جس کے معنی زانو کے بل گرنے والے کے ہیں پ۱۶ ۸/۶۸

فصل الحاء المهملة

جَحَدُوْا۔ انہوں نے انکار کیا، وہ منکر ہوئے (فتح) جَحْدٌ اور جُحُوْدٌ سے، جس کے معنی دل میں جس چیز کا اثبات ہو اس کی نفی اور جس کی نفی ہو اس کا اثبات کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب، پ۱۲ ۵/۵۹ پ۱۹ ۱۶/۱۴

جَحِيْم۔ دوزخ، دہکتی ہوئی آگ، جَحْمٌ کے معنی آگ کے سخت بھڑکنے کے ہیں، جَحِيْمٌ اسی سے مشتق ہے، فَعِيْلٌ بمعنی فاعل ہے، امام ابن جریج سے مروی ہے کہ دوزخ کے سات طبقے ہیں (۱) جہنم (۲) لظٰی (۳) حطمہ (۴) سعیر (۵) سقر (۶) جحیم (۷) ہاویہ۔[1] پ۱ ۱۴/۱۱۹ پ۶ ۵/۱۰ پ۶ ۱۴/۸۶ پ۷ ۳/۱۱۳ پ۱۷ ۱۴/۵۱ پ۱۹ ۹/۹۱ پ۲۳ ۶،۷،۹/۲۳، ۵۵، ۶۴، ۶۸، ۹۷، ۱۶۳ پ۲۵ ۹/۴۷ پ۲۵ ۱۹/۵۶ پ۲۷ ۲، ۱۹، ۱۸/۹۴ پ۲۹ ۵/۳۱ پ۳۰ ۲، ۷، ۸، ۹، ۱۰/۳۶، ۳۹، ۴۷، ۵۹، ۱۲۷ ۔ **جَحِيْمًا** پ۲۹ ۱۲/۱۲

فصل الدال المهملة

جَدُّ۔ شان، عزت، فیض، اسم مصدر ہے پ۲۹ ۱۱/۳

جِدَارُ۔ دیوار، اسم ہے، پ۱۶ ۱/۷۷ جِدَارًا پ۱۶ ۱/۸۲

جِدَال۔ جھگڑا کرنا، باب مُفَاعَلَةٌ کا مصدر ہے، باہم جھگڑنے اور ایک دوسرے پر چھا جانے کے لئے گفتگو کرنے کو جدال یعنی

[1] معالم التنزیل ج ۳ ص ۵۵۔

دھاندلی کرنا کہتے ہیں۔ یہ جَدَلتُ الحبلَ سے ماخوذ ہے۔ جس کا استعمال رسی بٹنے کے لئے ہوتا ہے، چونکہ جھگڑا کرنے میں بھی بڑے پیچ وتاب کھانے پڑتے ہیں اور ہر ایک دوسرے کی رائے کو اپنے ہی پیچ میں لانا چاہتا ہے، اس لئے اس طرح کی گفتگو کو جدال کہا جاتا ہے، بعض علماء کا قول ہے کہ اصل میں جدال کے معنی کشتی لڑنے اور مقابل کو زمین پر دے پٹکنے کے ہیں، جَدَالَۃٌ سخت زمین کو کہتے ہیں جدال اسی سے لیا گیا ہے ۹/۴

جَدَالُنَا۔ ہم سے جھگڑنا، جِدَالَ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ، ۳۲/۱۲

جُدَدٌ۔ راستے، گھاٹیاں، جُدَّۃٌ کی جمع۔ جس کے معنی کھلے ہوئے راستے کے ہیں، ۲۲/۱۹

جُدُرٍ۔ دیواریں، جِدَارٌ کی جمع، ۲۸/۵۹

جَدَلًا۔ سخت جھگڑنا (باب سَمِعَ کا مصدر) ہے جس کے معنی شدید خصومت کرنے کے آتے ہیں اور جَدَلٌ اسم بھی ہے سخت جھگڑنے کے معنی میں آتا ہے، ۱۵/۵ ۲۵/۱۲

جَدِیْدٍ۔ نیا، جَدٌّ سے، جس کے معنی قطع کرنے کے ہیں، بروزن فَعِیْلٌ بمعنی مَفْعُوْلٌ ہے اصل میں کٹے ہوئے کپڑے کو ثوبِ جدید کہتے ہیں اور چونکہ جس کپڑے کو کاٹا جاتا ہے وہ عموماً نیا ہوتا ہے اس لئے ہر نئی چیز کو جدید کہنے لگے ۱۵/۵ ۱۴/۱۳ ۱۵/۵ ۱۹/۶ جَدِیْدًا۔ ۱۵/۵

فصل الذال المعجمۃ

جُذَاذًا۔ ریزہ ریزہ، ٹکڑے ٹکڑے، بروزن فُعَالٌ بمعنی مَفْعُوْلٌ ہے جَذٌّ سے مشتق ہے جس کے معنی کاٹنے اور توڑنے کے ہیں، ۶۶/۲۴

جِذْعِ۔ تنا، ٹہنا، شاخ، جُذُوْعٌ کا مفرد ہے، ۲۵/۱۹

جَذْوَۃٍ۔ چنگاری، انگارا، شعلہ جُذًی اور جِذًی جمع، ۲۰/۲۹

جُذُوْعِ۔ تنے، شاخیں، جِذْعٌ کی جمع ہے ۲۰/۱۶

فصل الراء المهملۃ

جَرَادٌ۔ ٹڈے، ٹڈیاں، ملخ، اسم جنس، جَرَادَۃٌ اس کا واحد جس کے معنی ٹڈی کے ہیں، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ اصل ہو اور اسی سے جَرِدَ الارض (زمین کو ٹڈیاں صاف کر گئیں) مشتق ہو، اور یہ بھی ممکن ہے یہ خود جَرْدٌ سے

مشتق ہو، جس کے معنی ننگا کرنے اور کھال اتار لینے کے ہیں اور چونکہ ٹڈیاں کھیتوں کو برباد اور درختوں کو چاٹ کر صاف کر دیتی اور ان کے پوست کھا کر زمین ننگی کر دیتی ہیں اس لئے ان کو جَرَادٌ کہا جاتا ہے۔ ۹/۷، ۲۷/۵۴

جَرَحْتُمْ۔ تم نے کمایا (فَتَحَ) جَرْحٌ سے، جس کے معنی زخمی کرنے، کمانے اور کسی میں طعن کرنے کے ہیں، ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر، یہاں کمانے کے معنی میں استعمال ہوا ہے ۶/۱۴

جُرُزًا۔ بنجر، چٹیل، جَرْزٌ سے جس کے معنی کاٹ دینے اور کھا کر صاف کر دینے کے ہیں صفتِ مشبہ کا صیغہ ہے، یعنی وہ زمین جس کے درخت اور گھاس چھانٹ دیئے گئے ہوں، اور چونکہ چٹیل میدان اور بنجر زمین درختوں اور گھاس سے خالی ہوتی ہے اس لئے جُرُزٌ کہلاتی ہے، ۳۲/۲۱ - جُرُزًا ۱۵/۸

جُرُفٍ۔ کھائیاں، اصل میں نالہ یا نہر کا وہ کنارہ جس کو پانی کے بہاؤ نے کاٹ کر کھوکھلا کر دیا ہو اور وہ گرنے کے قریب ہو جُرْفَۃٌ کہلاتا ہے جُرُفٌ اس کی جمع ہے، ۹/۲

جَرَمَ کے لئے ملاحظہ ہو لَا جَرَمَ، ۱۱/۲۲، ۱۶/۱۰۹، ۱۶/۶۲، ۲۰/۱۱، ۳۰/۴۳

جُرُوْحَ۔ زخم، جُرْحٌ کی جمع ہے، جس کے معنی زخم کے ہیں، ۵/۱۱

جَرَيْنَ۔ وہ چلیں، وہ جاری ہوئیں، جَرْیٌ سے، جس کے معنی رواں ہونے کے ہیں، ماضی کا صیغہ جمع مؤنث غائب، ۱۱/۸

فصل الزاء المعجمة

جُزْءٌ۔ حصہ، اَجْزَاءٌ جمع، ۱۴/۴۴

جُزْءًا ۲/۳۴، ۲۵/۱۵

جَزَآءً۔ جزا دینا، بدلہ دینا، سزا دینا، وہ معاوضہ یا بدلہ جو مقابلہ سے مستغنی کر دے خیر کے بدلے میں خیر اور شر کے بدلہ میں شر جزا کہلاتا ہے، مصدر ہے ۱/۷، ۸/۲، ۶/۹، ۳/۷، ۱۰/۱۰، ۸/۱۱، ۱۲/۱۳، ۱۴/۱۶، ۱۱/۲۴، ۱۸/۳۳، ۵/۲۵، ۱۳/۲۴، ۵/۲۹

جَزَآءٌ۔ ۱۰/۶، ۱۴/۱۰، ۱/۱۱، ۲/۱۶، ۱۴/۱۷، ۱۵/۲۱، ۲/۲۶، ۱۳/۲۸، ۱/۲۹، ۲/۳۰

جَزَآؤُكُمْ۔ تمہاری جزا، تمہاری سزا، تمہارا بدلہ، جَزَآءٌ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر

مضاف الیہ، پ۱۱

جَزَآؤُهٗ. اس کی جزا، اس کی سزا، اس کا بدلہ، جَزَآءُ مضاف ٗہ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ۱۳

جَزَآؤُهُمْ، ان کی سزا، ان کی جزا، ان کا بدلہ، جَزَآءُ مضاف، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۷ پ۸ پ۱۵ پ۱۶ پ۲۲

جَزَاهُمْ، ان کو بدلہ دیا، ان کو جزا دی، (ضَرَبَ) جَزٰی جَزَاءٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، واضح رہے کہ قرآن مجید میں جَزٰی ہی کا استعمال ہوا ہے جَازٰی کا نہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ مُجَازَاۃٌ کے معنی مکافات کے ہیں اور اس میں دونوں طرف کا مقابلہ ہوتا ہے، مکافات کے معنی ہیں برابر کا بدلہ کرنے کے یعنی ہر نعمت کے مقابلہ میں ویسی ہی نعمت دینا اور اللہ کی نعمتیں ایسی نہیں ہوتیں کہ جن کے مقابلہ میں کوئی چیز آسکے اس لئے ظاہر ہے کہ اللہ عز وجل کے لئے مکافات کا لفظ کس طرح استعمال کیا جاسکتا ہے، پ۲۹

جَزِعْنَا ہم نے بیقراری کی، ہم نے اضطراب کیا، (سَمِعَ) جَزْعٌ سے جس کے معنی بے صبری کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع متکلم، پ۱۳

جَزُوْعًا گھبرا جانے والا، اضطراب کرنے والا جَزْعٌ سے بروزن فَعُوْلٌ صفت مشبہ کا صیغہ، پ۲۹.

جِزْيَةَ، وہ رقم جو ذمیوں سے لی جاتی ہے، جزیہ کے معنی لغت میں جزاء کے ہیں، یہ کافر کے قتل کا بدلہ ہے کہ اگر جزیہ نہ دیتا تو قتل کیا جاتا اس کی جمع جُزٰی ہے جیسے لِحْيَةٌ کی لحی "جزیہ" کی دو قسمیں ہیں، جزیہ صلحی اور جزیہ قہری جو جزیہ بطور صلح متعین ہوا ہو وہ جزیہ صلحی ہے اس کی کوئی مقدار مقرر نہیں ہوتی، باہمی رضامندی سے جو طے ہو جائے وہی لیا جاتا ہے اور اس میں کمی بیشی یا تبدیلی روا نہیں ہے کیونکہ اس کو بدل ڈالنا عہد شکنی ہے، اور جو جزیہ کہ کافروں کے مغلوب ہو جانے کے بعد اور ان کو ان کی املاک پر قائم رکھنے کے بعد لیا جائے وہ جزیہ قہری ہے، یہ جزیہ ہر کھانے والے محتاج سے جو زر و سیم کے کمانے پر قادر ہو ہر ماہ میں ایک درم یعنی تخمینا پانچ آنے (۵ر) مہینہ، اور متوسط الحال سے جو نہ

فقیر ہو نہ غنی ہو ہر ماہ میں دو درم یعنی دس آنے مہینہ اور غنی کثیر المال سے ہر ماہ میں چار درم یعنی سوا روپیہ مہینہ لیا جائیگا، امام ابوالحسن کرخیؒ نے تصریح کی ہے کہ جو ذمی دس ہزار درم یا زیادہ کا مالک ہو وہ غنی ہے اور جو دو سو درم یا زیادہ کا مالک ہو وہ متوسط الحال ہے۔ اور جو دو سو درم سے کمتر کا مالک ہو، یا کسی چیز کا مالک نہ ہو وہ فقیر اور محتاج ہے اور امام ابوجعفر طحاویؒ نے عرف کو معتبر رکھا ہے یعنی جس کو اہلِ شہر غنی یا متوسط یا فقیر کہتے ہوں وہی معتبر ہے نابالغ بچہ، عورت غلام، مدبر، مکاتب، ام ولد کے لڑکے اپاہج اندھے اور اس فقیر پر جو کما تا نہ ہو جزیہ نہیں ہے۔[1] پ۱۰

جَزَيْنٰهُمْ۔ میں نے ان کو بدلہ دیا، میں نے ان کو جزا دی، جَزَيْتُ جَزَاءً سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے پ۱۰

جَزَيْنٰهُمْ۔ ہم نے ان کو بدلا دیا، ہم نے ان کو سزا دی، جَزَيْنَا جَزَاءً سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ۲۲

فصل السین المهملة

جَسَدًا۔ دھڑ، بدن، جسد کے معنی جسم ہی کے ہیں مگر یہ اس سے اخص ہے کیونکہ جسدٌ وہ ہے جس میں رنگ ہو اور جسم کا استعمال اس کے لئے بھی ہوتا ہے جس کا رنگ ظاہر نہ ہو جیسے پانی اور ہوا، اَجْسَادٌ جمع پ۱۶ پ۱۷ پ۲۳

جِسَامِ۔ جسم، بدن، جس میں لمبائی چوڑائی اور گہرائی پائی جائے وہ جسمٌ کہلاتا ہے اَجْسَامٌ جمع، پ۲۸

فصل العین المهملة

جَعَلَ۔ اس نے کیا، اس نے بنایا، اس نے ٹھیرایا، جَعْلٌ سے جس کے معنی کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، امام راغب لکھتے ہیں۔

جَعَلَ ایسا لفظ ہے جو تمام افعال کے لئے عام ہے، یہ فَعَلَ، صَنَعَ اور اس قسم کے تمام افعال سے اعم ہے، اس کا استعمال پانچ طرح پر ہوتا ہے۔

[1] ملاحظہ ہو در مختار کتاب الجہاد فصل فی الجزیہ

(۱) صار اور طفق (ہو گیا، لگا) کی جگہ استعمال ہو۔ اس وقت متعدی نہیں ہوتا، جیسے جعل زید یقول کذا (زید یہ کہنے لگا) شاعر کہتا ہے۔

وقد جعلت قلوص بنی سھیل

من الاکوار مرتعھا قریب

(بنی سہیل کی اونٹنی ایسی ہو گئی کہ گلوں سے اس کی چراگاہ قریب ہے)۔

(۲) اوجد (اس نے ایجاد کیا، اس نے پیدا کیا) کی بجائے آتا ہے، اس صورت میں اس کا تعدیہ ایک مفعول کی طرف ہوتا ہے جیسے وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ (اور اس نے پیدا کیا اندھیرا اور اجالا) اور جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ (اور اس نے بنا دیئے تمہارے واسطے کان اور آنکھیں اور دل)

(۳) ایک شے کو دوسری شے سے پیدا کرنے اور بنانے کے لئے جیسے وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا (اور اللہ نے بنا دیں تمہارے لئے تمہاری قسم سے عورتیں) اور وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا (اور بنا دیں تمہارے واسطے پہاڑوں میں چھپنے کی جگہیں) اور وَجَعَلَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا (اور رکھ دیں تمہارے واسطے اس میں راہیں)۔

(۴) کسی شے کو دوسرے حالت کی بجائے ایک حالت پر کر دینے کے لئے جیسے جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا (اس نے کیا تمہارے واسطے زمین کو بچھونا) اور وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا (اور اللہ نے کئے تمہارے واسطے اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں کے سایے) اور وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا (اور کیا چاند کو ان میں روشن) اور اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا (بیشک ہم نے کیا ہے اس کو عربی قرآن)۔

(۵) کسی چیز کے متعلق کسی بات کا تجویز کرنا خواہ وہ حق ہو یا باطل، حق کی مثال جیسے اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ (ہم اس کو تیری طرف پھیر لانے والے اور اس کو پیغمبروں میں سے کرنے والے ہیں) اور باطل کی مثال جیسے وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا (اور اللہ کی پیدا کی ہوئی کھیتی اور مویشی میں اللہ کا ایک حصہ ٹھیرایا) اور وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ (اور مقرر کرتے ہیں اللہ کے واسطے بیٹیاں) اور الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ (انھوں نے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کیا)۔

پ، پ ۱۴/۱۶، پ ۵/۹، پ ۲/۸و۱۳، پ ۶/۴و۷و۱۸، پ ۹/۱۱، پ ۱۰/۱۲
پ ۱۱/۶و۱۲، پ ۱۲/۱۰، پ ۱۳/۴و۷، پ ۱۴/۱۹و۱۷، پ ۱۵/۱۱، پ ۱۶/۵و۱۱، پ ۱۶/۷
پ ۱۸/۱۶، پ ۱۹/۴و۲، پ ۲۰/۱و۴و۱۰و۱۲، پ ۲۱/۲و۹و۱۴و۱۷، پ ۲۲/۳و۳
پ ۲۳/۱۰و۱۵، پ ۲۴/۱۲و۱۳و۱۴، پ ۲۵/۴و۷و۱۹، پ ۲۶/۱۱و۱۲و۱۹، پ ۲۸/۱۲
پ ۲۹/۲و۹و۱۸

جُعِلَ. مقرر کیا گیا، ٹھیرایا گیا، لازم کیا گیا، جَعْلٌ سے، ماضی مجہول کا صیغہ، واحد مذکر غائب، پ ۲۴/۱۲

جَعَلَا. ان دونوں نے ٹھیرایا، ان دونوں نے مقرر کیا، جَعْلٌ سے، ماضی کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب، پ ۹/۱۲

جَعَلْتُ. میں نے کیا، میں نے بنایا، میں نے پیدا کیا. جَعْلٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم پ ۲۹/۱۵

جَعَلْتُمْ. تم نے کیا، تم نے ٹھیرایا. تم نے بنایا، جَعْلٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۷/۹، پ ۱۱/۱۹، پ ۱۴/۱۹

جَعَلَتْهُ. اس نے اس کو کر دیا، اس نے اس کو بنا دیا، جَعَلَتْ جَعْلٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ہُ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۲۷/۱

جَعَلَكُمْ. اس نے تم کو کیا، اس نے تم کو بنایا، جَعَلَ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر، پ ۸/۶و۱۱، پ ۹/۷و۱۴و۱۷، پ ۱۴/۱۹
پ ۲۲/۱۴و۱۷، پ ۲۷/۱۷

جَعَلْنَا. ہم نے کیا، ہم نے کر دیا، ہم نے ٹھیرایا، ہم نے مقرر کیا، جَعْلٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم، پ ۱/۱۵، پ ۵/۲و۹، پ ۶/۷و۱۱، پ ۷/۹، پ ۸/۱و۲و۸و۱۰
پ ۱۲/۷، پ ۱۳/۱۲، پ ۱۴/۲و۵، پ ۱۵/۲و۳و۵و۶و۱۳و۱۷و۱۹و۲۰
پ ۱۶/۹، پ ۱۷/۴و۵و۱۹، پ ۱۸/۱۷، پ ۱۹/۱و۲و۳، پ ۲۰/۳و۱۵، پ ۲۱/۳و۱۹
پ ۲۲/۸و۱۷و۱۸، پ ۲۳/۴و۷، پ ۲۵/۹و۱۰، پ ۲۶/۳، پ ۲۷/۲۰، پ ۲۹/۱۵، پ ۳۰/۱

جَعَلْنٰكَ ہم نے تجھ کو کیا، ہم نے تجھ کو رکھا اس میں کَ ضمیر واحد مذکر حاضر ہے پ ۱۹/۷، پ ۲۲/۱۱، پ ۲۵/۱۸

جَعَلْنٰكُمْ، ہم نے تم کو کیا، ہم نے تم کو بنایا، اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے پ ۲/۷، پ ۱۱/۷، پ ۲۶/۱۴

جَعَلْنٰهُ. ہم نے اس کو کیا، ہم نے اس کو بنایا ہم نے اس کو مقرر کیا، ہم نے اس کو کر ڈالا، ہم نے اس کو رکھا، اس میں ہُ ضمیر واحد مذکر غائب ہے، واضح رہے کہ فرق مبتدعہ، جہمیہ، معتزلہ، امامیہ اور بعض زندیہ اور بعض خوارج نے جو خلقِ قرآن کے قائل ہیں آیت شریفہ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا (ہم نے رکھا اس کو قرآن عربی زبان کا) کو اپنے دعویٰ کی دستاویز سمجھ رکھا ہے جس کو ہمیشہ برہانِ جلی کے طور پر

اپنے مدعا کے اثبات میں پیش کیا جاتا رہا ہے چنانچہ ربیع الاول ۲۱۸ھ میں جب خلیفہ مامون الرشید عباسی نے اپنے عقیدہ خلق قرآن کی حمایت میں حکومت کی طاقت سے کام لینا چاہا اور گورنر بغداد، اسحٰق بن ابراہیم خزاعی کو ایک مبسوط خط کے ذریعہ حکم دیا کہ وہ تمام علمائے وقت کو جمع کر کے خلق قرآن کے مسئلہ میں ان کے خیالات دریافت کرے اور جو لوگ اس کے منکر ہوں انھیں سخت سے سخت سزا دی جائے، تو اسی آیت سے استدلال کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

وقد قال الله تعالیٰ — اور خداوند عالم اپنی کتاب
فی محکم کتابہ الذی — محکم میں جس کو اس نے سینوں
جعلہ لما فی الصدور — کی بیماریوں کے لئے شفا اور
شفآء و للمؤمنین — اہل ایمان کے لئے رحمت و
رحمة وھدی — ہدایت قرار دیا ہے، ارشاد
اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا — فرماتا ہے "ہم نے کیا ہے اس کو
فکل ما جعلہ الله — عربی قرآن" پس ہر وہ چیز جو
فقد خلقہ وقال — خدا کی کی ہوئی ہے اس کو مخلوق
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ — ہے چنانچہ فرمایا "حمد ہے اس
خَلَقَ السَّمٰوٰتِ — اللہ کے لئے جس نے خلق
وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ — کیا زمین اور آسمان اور بنایا
الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ[1] — تاریکی اور روشنی کو"

بشر مریسی نے عبد العزیز بن یحییٰ مکی سے مناظرہ میں اسی آیت کو پڑھکر کہا تھا کہ "یہ قرآن کے مخلوق ہونے میں نص ہے" ہمیں قادیانیوں پر ہی تعجب ہوتا تھا کہ وہ جب اپنے مدعا پر کسی آیت کو دلیل گردانتے ہیں تو ان کی عربی دانی پر بے اختیار ہنسی آنے لگتی ہے۔ مگر ان واقعی عربی دانوں سے بھی جب اس قسم کی حرکت سرزد ہو تو پھر غیروں کا کیا شکوہ؟ بے شک جَعَلَ کا استعمال پیدا کرنے کے لئے بھی ہوتا ہے لیکن کتنا پوچ ہے یہ دعویٰ کہ کل ما جعلہ الله فقد خلقہ یعنی جہاں جعل الله ہو پیدا کرنے ہی کے معنی ہیں" ہم پوچھتے ہیں فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ پھر کر ڈالا ان کو جیسے بھس کھایا ہوا یہاں کس کا خلق مراد ہے اور وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَ جَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً (اور نوح کی قوم نے جب رسولوں کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو غرق کیا

[1] تاریخ الامم والملوک ابن جریر طبری ج ۱۰ ص ۲۸۴ طبع مصر

اور لوگوں کے حق میں نشانی کر دیا) اب یہاں
غرق کرنے کے بعد پھر ان کو پیدا کیا گیا تھا
حقیقت یہ ہے کہ جس طرح "توفی" کے معنی سمجھنے
میں منکرینِ حیاتِ مسیح نے غوطے کھائے ہیں
اسی طرح ان بدعت پرستوں کو جَعَلَ کے معنی
سمجھنے میں دہوکہ ہوا ہے، جس کا اصلی سبب
قرآن مجید کے محاورات اور عرب کے استعمالات
پر غور نہ کرنا ہے، ہمارا دعویٰ ہے کہ ایک جگہ بھی
قرآن یا غیر قرآن میں جعل بمعنی خَلَقَ نہیں ہے
وہ ایک عام مفہوم ہے بمعنی کرنے کے جو بحیثیت
مصداق کبھی تصیر یعنی کر دینے کبھی ایجاب یعنی
لازم کرنے کبھی حکم لگانے کبھی کہنے اور موسوم کرنے
اور کبھی پیدا کرنے وغیرہ پر منطبق ہوتا ہے، چنانچہ
امام راغب کی تصریحات سابق میں منقول
ہو چکی ہیں۔ آیتِ مذکورہ میں بھی جَعَلَ کا استعمال
بمعنی تصییری ہے، ذرا سے غور سے معلوم
ہو سکتا ہے کہ اگر صرف جَعَلْنٰهُ ہوتا تو بیشک
پیدا کرنے کے معنی بن سکتے تھے لیکن ایسا نہیں
بلکہ جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا ارشاد ہے جس کے
معنی اس کے عربی قرآن کر دینے کے ہیں نہ کہ

پیدا کرنے کے، شیخ الاسلام امام ابنِ تیمیہ اپنے
ایک فتویٰ[1] میں جو مسئلہ کلام باری کے متعلق ہے
تحریر فرماتے ہیں

قوله جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا | ارشادِ الٰہی ہے جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا
لم يقل جعلنه فقط حتى | عَرَبِيًّا صرف جَعَلْنٰهُ
يظن انه بمعنى خلقنه | نہیں فرمایا کہ گمان ہوتا بمعنی
ولكن قال جَعَلْنٰهُ | خلقناہ ہے بلکہ جَعَلْنٰهُ
قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا اى صيرناه | قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا فرمایا یعنی
عربيا لانه قد كان | ہم نے اس کو عربی قرآن رکھا
قادرا على ان ينزله | کیونکہ اللہ کو اس پر قدرت تھی
عجميا وينزله عربيا | کہ وہ اس کو عجمی زبان فرماتا یا
فلما انزله عربيا كان | عربی نازل کرتا پس جب اس کو
قد جعله عربيا دون | عربی نازل کیا تو اس کو عربی
عجمى (ص ۲۳) | رکھا عجمی نہیں

پ ۴، پ ۱۵/۱، پ ۱۱/۱۵، پ ۲۳/۱۹، پ ۳۵/۱۲،۷،۶، پ ۲۷/۱۵، پ ۲۹/۲،۹،۱۹
جَعَلْنٰهُمْ ہم نے اس کو بنایا، ہم نے ان کو کر دیا
ہم نے ان کو کیا، اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب
ہے، پ ۱۳/۱۱، پ ۱۷/۲،۱، پ ۱۸/۳،۱، پ ۲۰/۲، پ ۲۵/۱۱
جَعَلْنٰهُنَّ. ہم نے ان کو کیا، ہم نے ان کو بنایا
اس میں هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب ہے، پ ۲۴/۱۴

[1] یہ فتویٰ لاہور میں ۱۲۹۶ھ میں چھپا ہے۔

جَعَلَنِیْ۔ اس نے مجھ کو کیا، اس نے مجھ کو بنایا، اس نے مجھ کو ٹھیرایا، اس میں نون وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ہے، پ۱/۵ پ۱۹/۵ پ۲۳/۱

جَعَلُوْا۔ انھوں نے کیا، انھوں نے کرلیا، انھوں نے ٹھیرایا، انھوں نے مقرر کیا جَعْلٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب، امام بیہقی مقاتل سے روایت کرتے ہیں کہ جَعَلُوْا کی تفسیر دو طرح پر ہے۔[1]

(۱) جَعَلُوْا لِلّٰہِ یعنی وصفوا اللہ یعنی انھوں نے اللہ کے لئے بنایا، انھوں نے اللہ کے لئے بیان کیا، چنانچہ سورہ انعام میں اللہ فرماتا ہے وَجَعَلُوْا لِلّٰہِ شُرَکَآءَ (اور انھوں نے اللہ کے لئے شریک بنائے) اور سورہ زخرف میں ارشاد ہے۔ وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا (اور انھوں نے حق تعالیٰ کے لئے اس کے بندوں میں سے ایک جز یعنی اولاد بتائی) نیز وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِیْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا (اور انھوں نے فرشتوں کو جو رحمٰن کے بندے ہیں عورت بنایا)

(۲) جَعَلُوْا یعنی تدخلوا بالفعل یعنی انھوں نے اپنے عمل کے ذریعہ کر ڈالا، چنانچہ سورہ انعام میں ارشادِ الٰہی ہے وَجَعَلُوْا لِلّٰہِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِیْبًا (اور انھوں نے اللہ کے لئے اس نے جو کھیتیاں اور مویشی پیدا کئے ان میں اس کا ایک حصہ لگایا) یعنی انھوں نے اپنے عمل سے اس کے لئے ایک حصہ لگایا۔ پ۸/۱۵ پ۱۸/۱ پ۳/۸ پ۱۳/۸و۱۱و۱۴ پ۹/۲ پ۱۸/۱۹ پ۹/۲۳ پ۲۵/۷و۸ پ۹/۲۹

جَعَلَهٗ۔ اس نے اس کو کیا۔ اس نے اس کو کر ڈالا، اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے پ۴/۲ پ۹/۷و۱۵ پ۱۶/۲ پ۱۹/۳ پ۲۹/۳ پ۳۰/۱۲

جَعَلَهَا۔ اس نے اس کو کیا، اس نے اس کو کر دیا، اس میں هَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے پ۱۳/۵ پ۲۵/۹

جَعَلَهُمْ۔ اس نے ان کو کیا، اس نے ان کو کر ڈالا، اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے پ۱۶/۴ پ۲۵/۲ پ۳۰/۳۰

فصل الفاء

جُفَآءً ناکارہ، ناچیز، وہ جھاگ اور کوڑا جو

[1] کتاب الاسماء والصفات ص ۱۰۳

نالہ کے بہاؤ میں دونوں کناروں پر آکر جم جاتا ہے، یا دیگچی کے ابھان کے ساتھ اوپر آکر رہ جاتا ہے، اسم ہے، ۱۳/۱۷

جِفَانٍ۔ لگن، جَفْنَةٌ کی جمع، جس کے معنی لگن کے ہیں، ۱۳/۲۲

فصل اللام

جَلَاۤءَ۔ جلاوطنی، جلاوطن ہونا، اجڑنا، جَلَا یَجْلُوْ کا مصدر ہے، ۳/۵۹

جَلَابِیْبِهِنَّ۔ ان کی بڑی چادریں۔ جَلَابِیْبُ جِلْبَابٌ کی جمع، جس کے معنی بڑی چادر کے ہیں جو قمیص اور کرتے وغیرہ پر اوڑھی جاتی ہے، مضاف ہے، هِنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مضاف الیہ، ۳۳/۵۹

جَلَالِ۔ بزرگی، عظمت، بلند مرتبہ ہونا، جَلَّ یَجِلُّ کا مصدر ہے، جَلَالَةٌ کے معنی عظمتِ قدر یعنی بلند مرتبہ ہونے اور جَلَالٌ کے معنی عظمتِ قدر کی انتہا کے ہیں اور اسی لئے یہ اللہ کی مخصوص صفت ہے، چنانچہ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ اسی کو کہا جاتا ہے دوسرے کیلئے استعمال نہیں کیا جاسکتا ۲۷/۲۷، ۱۲، ۱۳

جَلْدَةً۔ درہ مارنا، کوڑے مارنا، کھال پر مارنا جَلَدَ یَجْلِدُ کا مصدر ہے، ۴/۲

جُلُوْد۔ کھالیں، چمڑے، جِلْدٌ کی جمع ہے، جس کے معنی کھال کے ہیں، آیت شریفہ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ کِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِیَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِیْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰی ذِکْرِ اللّٰهِ (اللہ نے اتاری بہتر بات، یکساں کتاب ہے، دوہرائی جانے والی، اس سے ان لوگوں کی کھال پر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں، پھر ان کے چمڑے اور ان کے دل اللہ کی یاد پر نرم ہوجاتے ہیں) میں جُلُوْدُ سے مراد بدن اور قُلُوْب سے مراد نفوس اور جانیں ہیں، ۲۳/۳۹، ۴/۵۶

جُلُوْدًا ۵۶ـ

جُلُوْدُکُمْ۔ تمہارے چمڑے، تمہاری کھالیں جُلُوْدُ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ ۲۲/۴۱

جُلُوْدُهُمْ۔ ان کے چمڑے، ان کی کھالیں جُلُوْدُ مضاف، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۵۶ ۲۰/۴۱

جَلّٰهَا۔ اس کو روشن کیا، اس کو ظاہر کیا، جَلّی تَجْلِيَةٌ سے جس کے معنی ظاہر کرنے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب هَا ضمیر واحد مؤنث غائب ۳۰ پ

فصل المیم

جَمًّا۔ جی بھر کر، بہت، مصدر ہے، بہت کی کثرت اور زیادتی کے لئے آتا ہے، ۳۰ پ

جَمَالٌ۔ رونق، جمال، آبرو، خوبی کا ہونا، مصدر ہے، حسنِ کثیر یعنی بہت خوبی کو جمال کہتے ہیں، اس کی دو قسمیں ہیں (۱) وہ خوبی جو انسان کی ذات یا اس کے بدن یا اس کے فعل سے مخصوص ہو (۲) وہ خوبی جو اس سے دوسرے کو پہنچے۔ چنانچہ حدیث شریف میں جو وارد ہے ان اللہ جمیل یحب الجمال (بیشک اللہ خوبیوں والا ہے اور خوبی کو دوست رکھتا ہے) اس میں اسی بات کو بتلایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی سے ساری خوبیاں جاری ہوتی ہیں اس لئے جو خوبیوں سے متصف ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوتا ہے، ۱۴ پ

جِمٰلَتٌ، اونٹ، جِمَالَةٌ کی جمع، اور جِمَالَةٌ جَمَلٌ کی جمع ہے، جَمَلٌ اس اونٹ کو کہتے ہیں جس کی کھونٹیاں نکل آئی ہوں، امام راغب کی رائے میں ممکن ہے کہ جَمَلٌ جَمَالٌ ہی سے ماخوذ ہو، کیونکہ عرب اونٹوں کے ہونے کو اپنے لئے آبرو اور رونق سمجھتے تھے چنانچہ قرآن مجید نے بھی ان کے اس خیال کی طرف اشارہ فرمایا ہے، ارشاد ہے وَلَكُمْ فِيهَا جَمَالٌ حِينَ تُرِيحُونَ وَحِينَ تَسْرَحُونَ (اور تم کو ان سے رونق ہے جب شام کو پھیر لاتے ہو اور جب چراتے ہو) ۱۴ پ

جَمْعٌ۔ اکٹھا ہونا، جمع ہونا، اکٹھا کرنا، جمع کرنا، جماعت، فوج، جَمَعَ يَجْمَعُ کا مصدر ہے معنی جماعت اور فوج کے بھی آتا ہے، اس کی جمع جُمُوْعٌ ہے، ۵ پ ۲۰ پ ۱۵ پ

جَمْعًا ۱۶ پ ۱۱ پ ۲۵ پ

جَمَعَ۔ اس نے جمع کیا، اس نے فراہم کیا اس نے اکٹھا کیا، جَمْعٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، ۱۱ پ ۲۹ پ ۳۰ پ ۲۹

جُمِعَ۔ وہ اکٹھا کیا گیا، وہ جمع کیا گیا، جَمْعٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب، ۱۹ پ ۲۹ پ

جَمْعٰنِ، دوگروہ، دوفوجیں، دوجماعتیں،
جَمْعٌ کا تثنیہ، بحالتِ رفع
جُمُعَۃِ جمعہ، چونکہ اس دن سب مسلمان
نماز کے لئے ایک جگہ جمع ہوتے ہیں اس لئے
"جمعہ" کہلاتا ہے۔
جَمْعُکُمْ۔ تمہارا جمع کرنا، تمہاری جمعیت
جَمْعٌ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر
مضاف الیہ
جَمَعْنٰکُمْ ہم نے تم کو جمع کیا، جَمَعْنَا
جَمْعٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع متکلم، کُمْ ضمیر
جمع مذکر حاضر، ۲۹/۲۱
جَمَعْنٰھُمْ ہم نے ان کو جمع کیا، ہم نے
ان کو اکٹھا کیا، اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر
غائب ہے،
جَمَعُوْا وہ جمع ہوئے، وہ اکٹھے ہوگئے۔ جَمْعٌ
سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب،
جَمْعَہٗ، اس کا جمع کرنا، اس کا اکٹھا کرنا
جَمْعٌ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب
مضاف الیہ ۲۹/۱۷
جَمَعَھُمْ اس نے ان کو جمع کیا، اس نے
ان کو اکٹھا کیا، جَمَعَ صیغہ ماضی، ھُمْ ضمیر

جمع مذکر غائب،
جَمْعِھِمْ ان کو اکٹھا کرنا، ان کو جمع کرنا،
جَمْعِ مصدر مضاف، ھُمْ ضمیر جمع مذکر
غائب مضاف الیہ،
جَمَلٌ۔ اونٹ، اس کا استعمال زیادہ تر
مذکر کے لئے ہوتا ہے (ملاحظہ ہو جِمٰلَتٌ)
جُمْلَۃً۔ اکٹھا، سارا، جُمْلٌ سے مشتق ہے۔
جس کے معنی اکٹھا ہونے کے ہیں،
جَمِیْعٌ سب، سارے، جَمْعٌ سے، بروزن
فَعِیْلٌ بمعنی مَجْمُوْعٌ ہے
جَمِیْعًا
جَمِیْلٌ بہتر، خوبتر، جَمَالٌ سے بروزن فَعِیْلٌ
صفت مشبہ کا صیغہ
جَمِیْلًا

فصل النون

جَنَّ۔ اس نے ڈھانپ لیا، اس نے چھپا لیا،
(نَصَرَ) جَنٌّ سے جس کے معنی کسی چیز کے

حواس سے چھپ جانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، ب ث

جِنٌّ جن، اور مخلوقات کی طرح یہ بھی اللہ تعالیٰ کی مستقل مخلوق ہیں ان کی پیدائش آگ سے ہوئی ہے، لیکن ان کی تخلیق کی تفصیلی کیفیت سے ہم کو آگاہی نہیں ہے، ہماری طرح یہ بھی احکامِ شرعیہ کے مکلف ہیں ان میں توالد و تناسل کا سلسلہ بھی ہے اور نیک و بد بھی ہیں، جَنَّ سے مشتق ہے چونکہ یہ عام طور پر نظروں سے غائب رہتے ہیں، اس لئے ان کا نام "جن" ہوا۔ امام راغب فرماتے ہیں:-

ولفظ "جن" کا استعمال دو طرح پر ہوتا ہے، ایک بمقابلہ انسان ان تمام روحانیوں کے لئے جو حواس سے پوشیدہ ہیں، اس صورت میں فرشتہ اور شیاطین بھی اس میں آجاتے ہیں، پس ہر فرشتہ جن ہے لیکن ہر جن فرشتہ نہیں، اور اسی اعتبار سے ابو صالح نے کہا ہے کہ سب فرشتے جن ہیں اور بعض کا قول ہے کہ نہیں بلکہ جن روحانیوں کی ایک قسم ہیں کیونکہ روحانیوں کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) اخیار، یعنی نیک ہی نیک، یہ فرشتے ہیں،

(۲) اشرار، یعنی سرتاسر بد، یہ شیاطین ہیں،

(۳) اوسط، یعنی درمیانی، ان میں نیک بھی ہیں اور شریر بھی یہ "جن" ہیں، چنانچہ ارشاد الٰہی قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ سے لیکر وَاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَ مِنَّا الْقَاسِطُوْنَ (یعنی ہم میں حکمبردار بھی ہیں اور بے انصاف بھی) اس بات کو بتلا رہا ہے [له]

تمام اربابِ مذاہب کے نزدیک جو کسی آسمانی مذہب کے قائل ہیں "جن" کا وجود مسلم ہے، لیکن بعض دانش فروشوں نے ان کے ماننے سے انکار کر دیا ہے، حالانکہ عقلاً کوئی وجہ انکار نہیں، سوائے اس کے کہ وہ ہماری نظروں سے اوجھل ہیں اور ہمیں دکھائی نہیں دیتے۔ لیکن کسی چیز کا ہم کو نظر نہ آنا یا اس کی کیفیت کا ہمیں معلوم نہ ہونا اس کے نہ ہونے کی دلیل کب ہے، قرآن مجید و احادیث متواترہ کے نصوص جب صراحت کے ساتھ "جن" کے وجود کو ثابت کر رہے ہیں اور بہت سی حدیثوں میں رویتِ جن کا ذکر بھی ہے تو پھر کسی مسلمان کا ان کو ماننے سے انکار کرنا

[له] مفردات امام راغب۔

کیا معنی، خصوصاً جبکہ ہر زمانے میں بکثرت ایسے سچے لوگ بھی موجود ہیں جو بیان کرتے ہیں کہ ہم نے جن کو مختلف صورتوں میں دیکھا ہے، ایسی صورت میں ان کے وجود سے وہی شخص انکار کرے گا جو بدیہیات کو جھٹلائے اور دیدہ و دانستہ ہٹ دھرمی پر اتر آئے۔

ابن حبان اور حاکم نے ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنوں کی تین قسمیں ہیں، ایک قسم کے پر ہیں وہ ہوا میں اڑتی ہے، دوسری سانپ اور بچھوؤں کی ہے، تیسری قسم (ایک مقام پر کچھ عرصہ) اترتی اور چل دیتی ہے۔[1]

حافظ الحدیث قاضی بدر الدین شبلی حنفیؒ المتوفی ۷۶۹ھ کی کتاب آکام المرجان فی احکام الجان جنوں کے حالات میں ایک مستقل تصنیف ہے جو چھپ کر شائع ہو چکی ہے۔ جن کے متعلق تفصیلی معلومات کے لئے اس کا مطالعہ کافی ہے، قادیانیوں نے قرآن میں جہاں جہاں "جن" کا ذکر ہے اس سے انسان ہی مراد لئے ہیں جس کی وجہ سے ان کو جگہ جگہ ایسی تاویلیں کرنی پڑیں کہ ان کو پڑھ کر بے اختیار ہنسی آنے لگتی ہے اتنا نہیں سمجھتے کہ قرآن میں ان کی تخلیق شعلۂ آتش سے بیان کی گئی ہے تو کیا انسان بھی آگ سے پیدا ہوئے ہیں حالانکہ حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق صاف تصریح موجود ہے، خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ (اللہ نے آدم کو مٹی سے پیدا کیا) پھر یہ آگ سے پیدا شدہ انسان کون سے آدم کی نسل سے ہیں، پ ۷/۱۸، پ ۸/۱ و ۲ و ۳ و ۱۱، پ ۹/۱۲، پ ۱۵/۱۰ و ۱۹، پ ۱۹/۱۶ و ۱۸، پ ۲۲/۸ و ۱۱، پ ۲۳/۱۶ و ۱۸، پ ۲۶/۲ و ۳، پ ۲۷/۲ و ۱۲، پ ۲۹/۱۱

جَنًا۔ میوہ، جو عمدہ چیز پھل یا سونا، یا شہد وغیرہ کی جنس سے حاصل کی جائے، وہ جَنًا کہلاتی ہے یہاں میوہ مراد ہے، اَجْنَاءٌ اور اَجْنٍ جمع ہے، پ ۲۷/۱۲

جَنّٰتٍ، جنتیں، بہشتیں، باغات، جَنَّةٌ کی جمع، حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جَنّٰتٍ بلفظ جمع اللہ تعالیٰ نے اس لئے ارشاد فرمایا ہے کہ جنتیں سات ہیں (۱) جنۃ الفردوس (۲) عَدْن (۳) جنۃ النعیم (۴) دار الخلد (۵) جنۃ الماوی (۶) دار السلام

[1] فتح الباری ج ۶ ص ۲۴۶۔

(۷) علیین[1]۔ پ۲/۴ پ۳/۱۰ پ۴/۵ و ۱۱ و ۱۳ پ۵/۱ و ۵ پ۶/۷ و ۱۳ پ۷/۱ و ۶ و ۱۸ پ۸/۴ پ۱۰/۹ و ۱۵ و ۱۶ پ۱۱/۳ و ۹ پ۱۳/۷ و ۹ و ۱۹ پ۱۴/۶ و ۱۰ پ۱۵/۱۹ پ۱۶/۳ و ۷ و ۱۲ پ۱۷/۹ و ۱۰ و ۱۴ پ۱۸/۷ پ۱۹/۸ و ۱۱ و ۱۲ پ۲۱/۱۰ و ۱۵ پ۲۲/۱۹ پ۲۳/۳ و ۷ و ۱۲ پ۲۴/۹ پ۲۵/۳ و ۱۳ و ۱۶ پ۲۶/۶ و ۹ و ۱۰ و ۱۵ و ۱۸ پ۲۷/۳ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۵ پ۲۸/۳ و ۱۰ و ۱۵ و ۱۶ و ۲۰ پ۲۹/۳ و ۷ و ۹ و ۱۶ پ۳۰/۱ و ۱۰ و ۲۳

جُنَاحٌ۔ گناہ، جُنُوْحٌ سے ماخوذ ہے جس کے معنی ایک طرف مائل ہونے کے ہیں، اس لئے وہ گناہ جو انسان کو حق سے مائل کر دے اور دوسری طرف جھکا دے "جناح" سے موسوم ہوا اور پھر ہر گناہ کے لئے اس کا استعمال ہونے لگا، پ۲/۳ و ۹ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ پ۳/۷ پ۴/۱۵ پ۵/۱ و ۱۴ و ۱۹ پ۶/۲ پ۱۰/۱۰ و ۱۳ پ۲۱/۱۷ پ۲۲/۳ و ۹ پ۲۸/۸

جَنَاحَ۔ بازو، اَجْنِحَةٌ جمع "جناح" پرندہ کا پر کسی شے کی جانب اور پہلو اور بازو اور ہاتھ، تینوں معنی کے لئے آتا ہے پہلے معنی کی مثال وَلَاطٰٓئِرٍ یَّطِیْرُ بِجَنَاحَیْہِ (اور نہ پرندہ کہ اڑتا ہے اپنے دو پروں سے) دوسرے کی مثال وَاضْمُمْ یَدَكَ اِلٰی جَنَاحِكَ (اور ملا لے اپنا ہاتھ اپنے پہلو سے) اور تیسرے کی مثال وَاضْمُمْ اِلَیْكَ جَنَاحَكَ (اور ملا اپنی طرف اپنا ہاتھ) ہے، اور قرآن مجید میں جو وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ (اور ان دونوں کے لئے ذلت کا بازو مہربانی سے بچھا دے) وارد ہے یہ استعارہ ہے، کیونکہ ذلت کی دو قسمیں ہیں ایک ذلت انسان کو گراتی ہے اور دوسری بڑھاتی ہے اور یہاں چونکہ دوسری قسم کی ذلت مقصود ہے، جس سے اس کا مرتبہ بجائے گھٹنے کے بڑھتا ہے اس لئے جناح کا لفظ بطور استعارہ استعمال کیا گیا ہے یعنی ان کے سامنے ذلت اختیار کر کے رحم و کرم کا وہ برتاؤ پیش کر کہ جو تجھ کو اڑا کر اللہ کی رحمت کے بلند مقام پر پہنچا دے، پ۱۵/۱۳

جَنَاحِكَ۔ تیرا بازو، تیرا ہاتھ، تیرا پہلو، جَنَاحَ مضاف كَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ، پ۱۴/۵ پ۱۶/۱۲ پ۱۹/۱۵ پ۲۰/۷

جَنَاحَیْہِ۔ اس کے دونوں بازو جَنَاحَیْ جَنَاحٌ کا تثنیہ ہے، اضافت کے سبب نون تثنیہ حذف ہو گیا ہے ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ، پ۷/۴

[1] مفردات راغب

جَنْبِ۔ طرف، پہلو، "الصاحب بالجنب" سے پہلو کا رفیق یعنی قریبی دوست مراد ہے ارشاد الٰہی اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ یّٰحَسْرَتٰی عَلٰی مَا فَرَّطْتُّ فِیْ جَنْۢبِ اللّٰہِ (ایسا نہ ہو کہ کوئی نفس کہنے لگے اے افسوس اس پر کہ میں نے کمی کی اللہ کی طرف سے) میں جَنْب سے مراد اللہ کا حکم اور اس کی وہ حد ہے جو اس نے ہمارے لئے مقرر فرمائی ہے (ملاحظہ ہو جَانِبْ) پ۲۴ ع۳

جُنُبٌ۔ دور، اجنبی، جنبی، جَنْبٌ سے فعل کا استعمال معنی کے لئے ہوتا ہے ایک اپنے پہلو پر چل دینا یعنی دور کرنا دور ہونا۔ دوسرے اپنے پہلو پر جھکنا یعنی مائل اور مشتاق ہونا، یہاں جُنُبٌ اول معنی کے اعتبار سے بمعنی مخاطب ہے یعنی دور، ایک طرف مذکر مؤنث، مفرد جمع سب کے لئے استعمال ہوتا ہے، جنبی جسے جنابت لاحق ہو، یعنی جس پر غسل واجب ہو اجنبی کو "جُنُب" اس لئے کہا جاتا ہے کہ جب تک وہ غسل نہ کرے نماز اور مسجد سے دور رہتا ہے۔ پ۵ ع۴

جُنُبًا پ۵ ع۷

جَنْبِہٖ۔ اس کا پہلو، جَنْبِ مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ (ملاحظہ ہو جَانِب) پ۱۱

جُنَّۃٌ۔ سپر، ڈھال، آڑ، پردہ، جُنَنٌ جمع جَنٌّ سے مشتق ہے، چونکہ ڈھال سے بدن کو چھپایا جاتا ہے، اس لئے اس کو جُنَّۃٌ کہتے ہیں۔ پ۲۸

جَنَّۃٌ۔ بہشت، جنت، باغ، جَنٌّ سے مشتق ہے، درختوں والا ہرہ بھرا باغ جس کے درخت زمین کو چھپالیں جنت کہلاتا ہے، جنت کو جنت یا تو دنیوی باغات سے تشبیہ دیکر کہا گیا اگرچہ دونوں میں بہت بعید ہے یا اس لئے کہ جنت کی نعمتیں ہماری آنکھوں سے مستور ہیں، ارشاد ہے فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَھُمْ مِّنْ قُرَّۃِ اَعْیُنٍ (پس کسی کو معلوم نہیں جو آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے واسطے چھپائی گئی ہے) پ۱ ع۴و۱۳و۲۵ پ۲ ع۱۰و۱۹ پ۳ ع۱۴ پ۴ ع۱و۵و۱۴

پ۵ ع۱۵ پ۶ ع۱۴ پ۸ ع۳و۱۰و۱۲و۱۳ پ۱۰ ع۳و۸ پ۱۲ ع۲و۹ پ۱۳ ع۱۱

پ۱۴ ع۱۰ پ۱۵ ع۲ پ۱۶ ع۷و۱۴ پ۱۸ ع۱۶و۱۷ پ۱۹ ع۱و۹ پ۲۲ ع۲ پ۲۳ ع۱و۲

پ۲۴ ع۵و۱۰و۱۶ پ۲۵ ع۲و۱۲ پ۲۶ ع۱و۱۰و۱۶ پ۲۷ ع۵و۱۰و۱۹

پ۲۸ ع۲و۵و۶ پ۲۹ ع۲و۱۵و۱۸و۱۹ پ۳۰ ع۲و۹و۱۳

جِنَّةٌ ۔ جنون، سودا، دیوانگی، جَنٌّ سے مشتق ہے، چونکہ دیوانگی عقل کو چھپا دیتی ہے اس لئے اسے جِنَّۃٌ کہتے ہیں،

جِنَّةِ ۔ جنوں کی جماعت، جِنِّیٌّ کی جمع،

جَنَّتَانِ ۔ دو جنتیں، دو بہشتیں، دو باغ، جَنَّۃٌ کا تثنیہ بحالت رفع،

جَنَّتَكَ ۔ تیرا باغ، جَنَّۃَ مضاف كَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ،

جَنَّتَهُ ۔ اس کا باغ، جَنَّۃَ مضاف، ہُ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ،

جَنَّتِيْ ۔ میری جنت، میری بہشت، جَنَّۃَ مضاف۔ ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ

جَنَّتَيْنِ ۔ دو جنتیں، دو بہشتیں، دو باغ، جَنَّۃٌ کا تثنیہ بحالت نصب وجر،

جَنَّتَيْهِمْ ۔ ان کے دو باغ، جَنَّتَيْ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ن تثنیہ اضافت کے سبب سے حذف ہو گیا ہے

جَنَحُوْا ۔ وہ جھکے، جُنُوْحٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب (ملاحظہ ہو اِجْنَحْ)

جُنْدٌ ۔ لشکر، فوج، جَنَدٌ سے ماخوذ ہے، جَنَدٌ اس سخت زمین کو کہتے ہیں جس میں پتھروں کا ڈھیر ہو، پھر ہر گروہ اور جماعت کو جُنْدٌ کہنے لگے، جُنْدًا

جُنْدَنَا ۔ ہمارا لشکر، ہماری فوج، جُنْدَ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ،

جَنَفًا ۔ ظلم، کجی، طرفداری، فیصلہ میں ایک طرف جھک پڑنا مصدر ہے،

جُنُوْبُكُمْ ۔ تمہارے پہلو، جُنُوْبُ، جَنْبٌ کی جمع مضاف ہے، كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ (ملاحظہ ہو جَنْبٌ اور جَانِبٌ)

جُنُوْبُهَا ۔ ان کے پہلو، جُنُوْبُ مضاف هَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ

جُنُوْبُهُمْ ان کے پہلو، جُنُوْبُ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ

جُنُوْدٌ ۔ لشکر، فوجیں، جُنْدٌ کی جمع

جُنُوْدًا ۔

جُنُوْدِهٖ ۔ اس کے لشکر، اس کی فوجیں، جُنُوْدِ مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ

جُنُودَهُمَا، ان دونوں کے لشکر، ان دونوں کی فوجیں، جُنُودَ مضاف، هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب مضاف الیہ ہے۔ پ۲۰

جَنِيًّا، تازہ چنا ہوا میوہ جَنِیٌ سے، بروزن فَعِیلٌ صفت مشبہ کا صیغہ ہے، پ۱۶

فصل الواو

جَوِّ۔ ہوا، جِوَاءٌ اور اَجْوَاءٌ جمع، پ۱۴

جَوَابَ، جواب، جَوْبٌ سے مشتق ہے جس کے معنی قطع کرنے کے ہیں چونکہ جواب بھی فضا کو قطع کرکے کہنے والے کے منہ سے سننے والے کے کانوں تک پہنچتا ہے، اس لئے جواب کہلاتا ہے، اَجْوِبَةٌ جمع لیکن جواب ابتدائی گفتگو کے لئے نہیں بلکہ بعد کے کلام کے ساتھ مخصوص ہے جو سوال کے مقابلہ میں واقع ہو۔ پ۸ پ۱۹ پ۲۰

جَوَابِ تالاب، حوض، جَابِيَةٌ کی جمع ہے جس کے معنی بڑے حوض کے ہیں، پ۲۲

جَوَارِ کشتیاں، جہاز، جَارِيَةٌ کی جمع (ملاحظہ ہو جَارِيَة) پ۲۵ پ۲۷ پ۳۰

جَوَارِحِ۔ شکاری جانور، زخمی کرنے والے جَارِحَةٌ کی جمع جس کے معنی شکاری جانور کے ہیں خواہ پرندہ ہو یا درندہ جَرْحٌ سے مشتق ہے جس کے معنی زخمی کرنے کے ہیں، "جوارح" کو جوارح اسی لئے کہا جاتا ہے کہ وہ زخمی کردیتے ہیں، پ۶

جُودِيِّ۔ ایک پہاڑ کا نام ہے جو ملکِ شام میں ہے، مجاہد سے صحیح بخاری میں روایت ہے کہ جودی جزیرہ میں ایک پہاڑ ہے۔[1] پ۱۲

جُوْعِ، بھوک، پ۲ پ۱۴ پ۲۱ پ۳۰

جَوْفِهِ اس کے اندر، اس کا پیٹ، اندرونی حصہ جو خالی ہو جَوْفٌ کہلاتا ہے، مضاف ہے ہ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ، پ۲۱

فصل الہاء

جِهَادِ۔ جہاد، اللہ کی راہ میں لڑنا، محنت کوشش، جَاهَدَ يُجَاهِدُ کا مصدر ہے، دشمن کے مقابلہ میں جو کچھ بن سکے کر گزرنے کا نام جہاد ہے۔ جہاد تین طرح کا ہوتا ہے، دشمنانِ دین سے، شیطان سے، اور نفس سے اور

[1] صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب قول اللہ تعالیٰ ولقد ارسلنا نوحًا الی قومہ۔

تین چیزوں سے کیا جاتا ہے زبان سے ہاتھ سے اور دل سے، پ۹ جِهَادًا پ۱۹ پ۲۸

جِهَادِهٖ۔ اس کی محنت، اس کا جہاد، جِهَادِ مضاف ہ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ۱۷

جِهَارًا۔ پکارنا، بلند آواز کرنا، علی الاعلان، کھلم کھلا، برملا، جَاهَرَ يُجَاهِرُ کا مصدر ہے۔ پ۲۹

جَهَازِهِمْ۔ ان کا سامان، ان کا اسباب، جس سازوسامان کی تیاری کی جائے جَهَاز کہلاتا ہے، اَجْهِزَةٌ جمع ہے مضاف ہے، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ، پ۱۳ ع۲ و ۳

جَهَالَةٍ۔ نادانی۔ جَهِلَ يَجْهَلُ کا مصدر ہے۔ جہالت کی تین قسمیں ہیں (۱) علم سے خالی ہونا، یہ اصل معنی ہیں (۲) کسی شئے کے متعلق غلط اعتقاد رکھنا (۳) کسی فعل کے انجام دینے کا جو حق ہے اس طرح انجام نہ دینا خواہ اس فعل کے متعلق اعتقاد صحیح ہو یا غلط مثلاً دیدہ و دانستہ نماز کا چھوڑ دینا، آیت شریف وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ۭ قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ۭ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ (اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم کو اللہ فرماتا ہے تم کو ذبح کرو ایک گائے، بولے کیا تو پکڑتا ہے ہم کو ٹھٹھے میں، کہا پناہ اللہ کی اس سے کہ میں ہوں نادانوں میں) میں جو ٹھٹھے کو جہالت قرار دیا گیا وہ اسی اعتبار سے ہے کہ ٹھٹھے کے طور پر گائے کی قربانی کے لئے کہہ دینا ایک نازیبا فعل ہے جو جہالت میں داخل ہے، یہ بھی واضح رہے کہ جَاهِل کا لفظ ہمیشہ مذمت ہی کے لئے نہیں آتا بلکہ کبھی کبھی بغیر مذمت کے بھی اس کا ذکر ہوتا ہے جیسے يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ (جاہل نہ مانگنے کے سبب سے ان کو دولتمند سمجھے) کہ سیاق بتلاتا ہے کہ یہاں جاہل کی مذمت مقصود نہیں ہے پ۱۴ ع۱۳ پ۱۴ ع۱۴ پ۲۶ ع۱۲

جَهْدَ۔ انتہائی، پوری کوشش، طاقت، مشقت جَهَدَ يَجْهَدُ کا مصدر ہے، اس کے معنی پورے طور پر کوشش و مشقت کرنے کے ہیں، اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ (یعنی انہوں نے پوری کوشش سے قسمیں کھائیں) پ۶ ع۱۹ پ۷ ع۱۲

پ۱۴ ع۱۴ پ۱۸ ع۱۷

جُهْدَهُمْ۔ ان کی مشقت، ان کی محنت جُهْدَ مضاف، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۱۰ ع۱۹

جَهْرَۃً۔ زور سے کہنا، ظاہر کرنا، اصل میں کسی کے دیکھنے یا سننے میں کسی چیز کے کھلم کھلا ظاہر ہونے کا نام جہر ہے

جَهْرًا۔

جَهَرَ۔ اس نے ظاہر کیا۔ اس نے زور سے کہا جَهْرٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب،

جَهْرِكُمْ۔ تمہارا ظاہر کرنا، تمہارا زور سے کہنا، تمہارا کھلا، جَهْرَ مضاف، كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ،

جَهْرَةً۔ آشکارا، روبرو، کھلم کھلا، جَهَرَ یَجْهَرُ کا مصدر ہے،

جَهَّزَهُمْ۔ اس نے ان کے لئے تیار کر دیا جَهَّزَ تَجْهِیْزٌ سے، جس کے معنی سامان تیار کر دینے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب

جَهَنَّمَ۔ جہنم۔ دوزخ کے ایک طبقہ کا نام ہے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ اصل میں فارسی لفظ تھا۔ جہنام معرب کر لیا گیا ہے،

جَهُوْلًا۔ بڑا نادان، بڑا جاہل، جَهْلٌ اور جَهَالَۃٌ سے بروزن فَعُوْلٌ مبالغہ کا صیغہ،

فصل الیاء المثناۃ

الْجِیَادُ۔ خاصے، تیز رو، جَوَادٌ کی جمع جَوَادٌ اس تیز رو گھوڑے کو کہتے ہیں جو اپنی پوری دور ختم کر ڈالے۔

جَیْبِكَ۔ تیرا گریبان، جَیْبٌ بمعنی گریبان مضاف ہے، كَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ

جِئْتَ۔ تو لایا، تو آیا، مَجِیْءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو جاءَ)

جِئْتِ۔ تو لائی، تو آئی، مَجِیْءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث حاضر،

جِئْتُكَ۔ میں تیرے پاس لایا، میں تیرے پاس آیا، جِئْتُ مَجِیْءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم كَ ضمیر واحد مذکر حاضر

جِئْتُكُمْ۔ میں تمہارے پاس لایا، میں تمہارے پاس آیا، اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے

۱۳/۱۳، ۹/۳، ۲۵/۱۲

جِئْتُمْ۔ تم آئے، تم لائے، مَجِیْئٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ۱۱/۳، ۲۶/۹

جِئْتُمُوْنَا۔ تم ہمارے پاس آپہنچے، اس میں واو اشباع کا، نَا ضمیر جمع متکلم ہے، ۴/۱۴، ۱۵/۱۸

جِئْتَنَا۔ تو ہمارے پاس آیا، تو ہمارے پاس لایا جِئْتَ ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر، نَا ضمیر جمع متکلم ہے، ۹/۱۹، ۹/۵، ۱۱/۱۲، ۱۲/۵، ۱۶/۱۲، ۱۴/۱۶، ۳۶/۳

جِئْتَهُمْ۔ تو ان کے پاس آیا، تو ان کے پاس لایا، اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے، ۳۱/۹، ۶/۵

جِیْدِهَا، اس کی گردن جِیْدٌ معنی گردن، جُیُوْدٌ اور اَجْیَادٌ جمع، جِیْدِهَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ ۳۰/۳۶

جُیُوْبِهِنَّ، ان کے گریبان، جُیُوْبٌ جَیْبٌ کی جمع مضاف ہے، هِنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مضاف الیہ ۱۸/۱۰

جِیْءَ، وہ لایا گیا، مَجِیْئٌ سے، ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب، ۲۳/۳، ۳۰/۱۲

جِئْنَا۔ ہم آئے، مَجِیْئٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم

۵/۲، ۸/۱۲، ۱۳/۴، ۱۳/۱۸، ۱۵/۱۲، ۱۶/۴، ۲۵/۱۲

جِئْنٰكَ۔ ہم تیرے پاس لائے ہیں، ہم تیرے پاس آئے ہیں، اس میں كَ ضمیر واحد مذکر حاضر ہے

۱۳/۵، ۱۴/۱۱، ۱۹/۱

بابُ الحاءِ المهملة

فصل الالف

حَاجَّ۔ اس نے جھگڑا کیا، مُحَاجَۃٌ سے جس کے معنی باہم حجت کرنے یعنی ہر ایک کے دوسرے کو اس کی دلیل اور راہ سے ہٹانے کی خواہش کرنے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۳

حَاجٌّ۔ حاجی، حج کرنے والے، اسم جمع ہے بمعنی حُجَّاجٌ کے، ۱۰

حَاجَۃٌ، حاجت، ضرورت، خواہش، خطرہ، کام، غرض، حَوَائِجُ اور حَاجَاتٌ جمع۔ ۱۳ ۱۳ ۲۵

حَاجَجْتُمْ۔ تم نے جھگڑا کیا، تم نے حجت کی مُحَاجَّۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ۳

حَاجِزًا۔ حجاب، پردہ، اوٹ، روک، آڑ، حَجْزٌ سے جس کے معنی دو چیزوں کو آڑ کے ذریعہ ملنے سے روک دینے کے ہیں، اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر، ۲۰

حَاجِزِیْنَ۔ بازرکھنے والے، روکنے والے حَاجِزٌ کی جمع بحالت نصب و جر، ۲۹

حَاجَّكَ۔ اس نے تجھ سے جھگڑا کیا، حَاجَّ مُحَاجَّۃٌ سے، ماضی کا صیغہ كَ ضمیر واحد مذکر حاضر، ۳

حَاجُّوْكَ۔ انھوں نے تجھ سے جھگڑا کیا، حَاجُّوا مُحَاجَّۃٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب كَ ضمیر واحد مذکر حاضر، ۳

حَاجَّہٗ۔ اس نے جھگڑا کیا، حَاجَّ ماضی کا صیغہ ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب، ۱۵

حَادَّ۔ وہ مخالف ہوا، اس نے مقابلہ کیا۔ مُحَادَّۃٌ سے جس کے معنی لڑنے اور مخالفت کرنے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، ۲۸

حٰذِرُوْنَ۔ ڈرنے والے، خطرہ رکھنے والے مسلح، ہتھیار لگانے والے، حَذَرٌ سے جس کے معنی کسی خوفناک بات سے بچنے کے ہیں۔ اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر، حَاذِرٌ کی جمع ہے

حَاذِرُونَ کے معنی اصل میں خطرہ سے بچنے والے کے ہیں اور چونکہ ہتھیار خطرہ سے بچنے ہی کے لئے باندھتے ہیں اس لئے ہتھیار بند اور مسلح کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے یہاں دونوں معنی بن سکتے ہیں، ۱۹ پ

حَارَبَ۔ اس نے جنگ کی، وہ لڑا۔ مُحَارَبَۃٌ سے، جس کے معنی باہم جنگ کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۱۱ پ

حَاسَبْنٰهَا۔ ہم نے اس سے حساب لیا، حَاسَبْنَا مُحَاسَبَۃٌ سے، جس کے معنی باہم حساب کرنے کے ہیں، ماضی کا صیغہ، جمع متکلم ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب، ۲۸ پ

حَاسِبِیْنَ۔ حساب لینے والے، حِسَابٌ سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر، حِسَابٌ کی جمع بحالت نصب و جر (ملاحظہ ہو حساب) ۱۷ پ ۱۴ پ

حَاسِدٍ۔ حسد کرنے والا، ہونے والا، حَسَدٌ سے، اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر (ملاحظہ ہو تَحْسُدُوْنَنَا) ۳۰ پ

حَاشَ۔ حاشا، پاک ہے، دور ہے۔ امام راغب فرماتے ہیں۔

"ابوعبیدہ کا بیان ہے کہ حاش کا مطلب تنزیہ اور استثنا ہے، ابوعلی فسوی کہتے ہیں کہ حاش اسم نہیں ہے کیونکہ حرف جر اس جیسے لفظ پر نہیں آتا اور نہ حرف ہے کیونکہ حرف جب تک مضاعف نہ ہو اس میں سے حذف نہیں ہوتا۔ حالانکہ حاش اور حاشٰی دونوں طرح بولتے ہیں، پس بعض تو حاش کو اس کے باب کی اصل قرار دیکر لفظ حوش (یعنی وحشی) سے مشتق ملتے ہیں جس سے کہ حوشی الکلام (کلام وحشی) ہے . . . اور بعض اس پر محمول کرتے ہیں کہ یہ حشی کا مقلوب ہے جس سے "حاشیہ" بنا ہے [۱]

امام جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں۔

"ارشاد الٰہی حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْٓءٍ (پاکی ہے اللہ کے لئے ہم نہیں جانتے اس پر کچھ برائی) اور حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا (پاکی ہے اللہ کے واسطے نہیں یہ شخص آدمی) میں "حاشا" اسم ہے فعل اور حرف نہیں ہے، دلیل یہ ہے کہ بعض کی قرات حَاشًا لِلّٰهِ تنوین کے ساتھ ہے۔ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرات حَاشَا اللّٰهِ اضافت کے ساتھ ہے جیسے معاذ اللہ اور

[۱] مفردات امام راغبؒ۔

بحاش اللہ نیز وہ قرأت سبعہ میں لام پر داخل ہوا ہے، حالانکہ جار جار پر داخل نہیں ہوتا اور قرأت سبعہ میں جو تنوین متروک ہے وہ اس سبب سے ہے کہ چونکہ وہ "حاشا" حرفیہ سے لفظوں میں مشابہ ہے اس لئے مبنی ہے۔ اس کے مبنی ہونے کی بنا پر ہی ایک جماعت کا خیال ہے کہ یہ اسم فعل ہے جس کے معنی ابترا لو اور تبرأت کے ہیں یعنی میں بیزار ہوں لیکن اس خیال کو اس بنا پر رد کر دیا گیا کہ وہ بعض لغات میں مُعْرَب بھی استعمال ہوا ہے اور مُبَرِّد اور ابن جنی نے اس کو فعل سمجھا ہے اور آیت کے معنی کئے ہیں جانب یوسف المعصیۃ لاجل اللہ (یوسف اللہ کے لئے معصیت کی دور ہے) مگر "حاش اللہ" کے یہ معنی دوسری آیت میں نہیں بن سکتے۔ فارسی کا بیان ہے کہ حاشا فعل ہے حَشًا سے بنا ہے جس کے معنی ناحیہ یعنی طرف کے ہیں اس اعتبار سے اس کے معنی ہوئے صار فی ناحیۃ (وہ ایک طرف رہا) یعنی جو الزام ان کو لگایا گیا اس سے دور اور علیحدہ رہے اور نہ اس فعل کا ارتکاب کیا اور نہ اس سے ملوث ہوئے۔ قرآن مجید میں حاشا بہر حال استثنائیہ ہی ہے۔[1] پ ۱۲/۱۴، ۱۷

حٰشِرِیْنَ۔ نقیب، اکٹھے کرنے والے، جمع کرنے والے، حَشْرٌ سے، اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر، بحالت نصب و جر۔ ملاحظہ ہو اُحْشُرُوْا پ ۹/۱۴، ۱۹/۸

حَاصِبًا۔ باد سنگبار، پتھروں کا مینہ، ہوا کا پتھراؤ۔ سخت آندھی، نیز وہ پتھراؤ جو تند ہوا میں ہو حاصب کہلاتا ہے، حَصْبَاءٌ کی مشتق ہے۔ حصبا کنکریوں کو کہتے ہیں۔ اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر پ ۱۵/۱۶، پ ۲۰/۹، پ ۲۹/۲

حَاضِرًا۔ حاضر، سامنے، روبرو، حُضُوْرٌ سے جس کے معنی حاضر ہونے اور سامنے موجود ہونے کے ہیں، اسم فاعل کا صیغہ، واحد مذکر پ ۱۵/۱۸

حَاضِرَةَ الْبَحْرِ۔ لب دریا، سمندر کے کنارے حَاضِرَۃ حُضُوْرٌ سے، اسم فاعل کا صیغہ واحد مؤنث مضاف ہے اَلْبَحْرِ مضاف الیہ بحر قلزم مراد ہے، پ ۹/۱۱

حَاضِرِی باشندے، رہنے والے، حَضَارَۃٌ سے جس کے معنی شہر میں رہنے کے ہیں۔

---

[1] اتقان فی علوم القرآن ج ۱ ص ۱۶۱ و ۱۶۲ طبع مصر [2] صحیح البخاری کتاب بدؤ الخلق باب صفۃ النار وانہا مخلوقۃ

اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر، اصل میں حَاضِرِیْنَ تھا، اضافت کے سبب نون جمع حذف ہوگیا۔ پ۲

حَافِرَۃ۔ پہلی حالت، الٹے پاؤں، زمین، حَفْرٌ سے جس کے معنی زمین کھودنے کے ہیں۔ اسم فاعل کا صیغہ واحد مؤنث، عرب میں "حافرہ" الٹے پاؤں لوٹنے اور پہلی حالت پر پلٹنے کے لئے ضرب المثل ہوگیا ہے انسان جس راستہ آیا الٹے پاؤں اسی راستہ پلٹا تو چلنے کے سبب قدموں کے نشانات سے جو زمین کھدی اسی نسبت سے "حافرہ" کہلائی، یا قابل کو فاعل سے تشبیہ دیکر "حافرہ" کہدیا، امام بغوی لکھتے ہیں۔

"اور بعض کا قول ہے کہ "حافرہ" کے معنی روئے زمین کے ہیں جس میں ان کی قبریں کھدتی ہیں، اس کا نام حافرہ بمعنی محفورہ ہے جیسے عیشۃ راضیۃ بمعنی مرضیہ کے ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ "حافرہ" یوں نام پڑا کہ وہ مستقر حوافر ہے یعنی سموں اور کھروں کے ٹکنے کی جگہ ہے۔"[1]

پ۳۰

حَافِظٌ۔ نگہبان، حفاظت کرنے والا حِفْظٌ سے، اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر، "حفظ" کبھی تو اس ہیئتِ نفس کو کہا جاتا ہے، جس کے ذریعہ جو چیز سمجھ میں آتی ہے قائم رہتی ہے اور کبھی دل میں یاد رکھنے کو کہتے ہیں جس کی ضد نسیان ہے اور کبھی قوتِ حافظہ کے کام میں لانے کے لئے استعمال ہوتا ہے، نیز ہر قسم کی جستجو اور نگہبانی اور نگرانی کے لئے بھی بولا جاتا ہے اور یہاں یہی اخیر معنی مراد ہیں پ۳۰

حَافِظًا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں استعمال ہوا ہے۔ امام حلیمی نے اس کے معنی لکھے ہیں الصائن عبدہ عن اسباب الهلكة فی دینه ودنیاه (جو اپنے بندے کو دینی اور دنیوی معاملات میں ہلاکت کے اسباب سے بچائے)[2] پ۱۳

حٰفِظٰتٌ۔ نگہبانی کرنے والیاں، حَافِظَۃٌ کی جمع، حِفْظٌ سے اسم فاعل کا صیغہ، جمع مؤنث، پ۵ پ۲۲

حَافِظُوْا۔ تم خبردار رہو، تم محافظت کرو تم نگرانی رکھو۔ مُحَافَظَۃٌ سے جس کے معنی

۱؎ معالم التنزیل ج ۷، ص ۱۸۱ طبع مصر۔ ۲؎ کتاب الاسماء والصفات امام بیہقی ص ۴۲ طبع انوار احمدی الہ آباد

کسی چیز کی نگہداشت اور نگرانی کرنے کے ہیں، امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ ۲۵/۱۵

حَافِظُوْنَ ۔ نگرانی کرنے والے، نگاہ رکھنے والے، حفاظت کرنے والے، نگہبان حَافِظٌ کی جمع حِفْظٌ سے اسم فاعل کا صیغہ، جمع مذکر بحالت رفع پ ۱۱/۴ پ ۱۲/۱۲ پ ۱۳/۲ پ ۱۴/۱ پ ۱۸/۱ پ ۱۹/۱

حَافِظِيْنَ ۔ نگہبانی کرنے والے، حفاظت کرنے والے۔ حَافِظٌ کی جمع بحالت نصب و جر پ ۱۳/۴ پ ۱۷/۱۶ پ ۲۲/۲ پ ۳۰/۶ و ۸

حَافِّيْنَ ۔ گرداگرد، گھیرنے والے، حَفٌّ سے جس کے معنی اردگرد سے گھیر لینے کے ہیں، اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر، پ ۲۴/۵

حَاقَ ۔ اس نے گھیر لیا، وہ الٹ پڑا، وہ نازل ہوا، (ضَرَبَ) حَيْقٌ سے، جس کے معنی گھیر لینے اور نازل ہونے کے ہیں، ماضی کا صیغہ، واحد مذکر غائب، بعض کا خیال ہے کہ یہ اصل میں حَقَّ تھا جو بدل کر حَاقَ ہو گیا۔ جیسے زَلَّ اور زَالَ اور ذَمَّ اور ذَامَ، پ ۷ پ ۱۱/۱ پ ۱۴/۱۰ پ ۱۷/۳ پ ۲۴/۱۲ و ۱۴ پ ۲۵/۲۰ پ ۲۶/۳

حَاقَّةٌ ۔ حق ہونے والی، ثابت ہونے والی حَقٌّ سے، جس کے معنی حق اور ثابت ہونے کے ہیں۔ اسم فاعل کا صیغہ واحد مؤنث، یہاں روزِ قیامت مراد ہے، پ ۲۹/۵

حَاكِمِيْنَ ۔ حکم کرنے والے، فیصلہ کرنے والے حُكْمٌ سے بمعنی فیصلہ کرنے کے اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر، پ ۸ پ ۱۱/۱۶ پ ۱۲/۳ پ ۱۳/۴ پ ۳۰/۲۰

حَالَ ۔ وہ حائل ہو گیا، وہ بیچ میں آ پڑا (نَصَرَ) حَوْلٌ سے جس کے معنی کسی شے کے متغیر ہونے اور دوسرے سے جدا ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، اور چونکہ حائل ہونے اور بیچ میں آ پڑنے میں دوسرے سے جدائی ضروری ہے، اس لئے اس معنی میں بھی اس کا استعمال ہوتا ہے، پ ۱۲/۴

حَامٍ ۔ حامی، جنوانے والا اونٹ، شاہ عبدالقادر صاحب موضح القرآن میں فرماتے ہیں، "جس اونٹ کی پشت سے دس بچے پورے ہوتے لائق سواری کے اور بوجھ کے اس باپ کو لادنا موقوف کرتے اور چارے پانی پر سے نہ ہانکتے وہ "حامی" تھا، پ ۷/۴

حَامِدُوْنَ ۔ تعریف کرنے والے، شکر کرنے والے، سراہنے والے۔ حَمْدٌ سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر، حَامِدٌ کی جمع (ملاحظہ ہو حَمْدٌ) پ ۱۱/۳

حٰمِلٰتِ ۔ اٹھانے والیاں، حَامِلَۃٌ کی جمع
حَمْلٌ سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مؤنث)
(ملاحظہ ہو تَحْمِلُ اور حَمْلًا) ۲۶/۱۸

حَامِلِیْنَ اٹھانے والے، حَامِلٌ کی جمع،
حَمْلٌ سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر ۲۰/۱۲

حَامِیَۃً دہکتی ہوئی، جلتی ہوئی، حَمْیٌ
سے جس کے معنی دہکنے اور گرم ہونے کے ہیں
اسم فاعل کا صیغہ واحد مؤنث، ۳۰/۱۳،۱۶

فصل الباء الموحدۃ

حُبُّ ۔ محبت، حَبَّ یَحِبُّ کا مصدر ہے، جو
چیز پسند ہو یا جو شے اچھی معلوم ہو اس کے
چاہنے کا نام حُبّ اور محبت ہے، محبت
کی تین صورتیں ہیں یا تو کسی لذت کے سبب
سے ہوتی ہے جیسے مرد کا عورت سے محبت کرنا
آیت شریفہ یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ
مِسْکِیْنًا (اور اس کی محبت میں محتاج کو کھانا
کھلاتے ہیں) میں اسی محبت کا ذکر ہے، یا
کسی نفع کے باعث جس طرح کہ نفع دینے والی
چیزوں سے محبت کرتے ہیں، آیت شریفہ
وَاُخْرٰی تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ
(اور ایک بات جس کو تم چاہتے ہو مدد اللہ کی
طرف سے اور فتح نزدیک) میں یہی محبت
مراد ہے، یا کسی فضیلت کی بنا پر جس طرح
کہ اہلِ علم باہم علم کی وجہ سے محبت رکھتے
ہیں، اللہ تعالیٰ کے بندے سے محبت کرنے کا
مطلب اس پر انعام و نوازش فرمانا ہے اور بندے
کے اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کے معنی اس کا
قرب طلب کرنے کے ہیں ۲/۴ ۳/۱۰ ۲۳/۱۲ ۳۰/۲۵
حُبًّا ۲/۳ ۱۲/۱۲ ۳۰/۱۲

حَبُّ ۔ دانہ، غلّہ، اناج، گندم اور جو وغیرہ
اناج کے دانہ کو حَبٌّ اور حَبَّۃٌ کہتے ہیں
حُبُوْبٌ جمع، ۷/۱۸ ۲۶/۱۵ ۲۷/۱۱
حَبًّا ۔ ۷/۱۸ ۲۳/۲ ۳۰/۱و۵
حَبَّۃٍ ۳/۲ ۷/۱۳ ۱۴/۲ ۲۱/۱۱

حِبَالُهُمْ ۔ ان کی رسیاں، حِبَالٌ حَبْلٌ
کی جمع ہے جس کے معنی رسی کے ہیں مضاف، ہم
ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۱۶/۱۲ ۱۹/۹

حَبَّبَ ۔ اس نے محبت ڈالی، اس نے پیارا
کر دیا۔ اس نے محبوب بنا دیا، تَحْبِیْبٌ سے
جس کے معنی دوست بنا دینے اور محبوب کر دینے
کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، ۲۶/۱۳

حَبِطَ۔ وہ اکارت ہوا، وہ ضائع ہوا، وہ نابود ہوا، وہ مٹ گیا، (س م ع) حَبْطٌ سے، جس کے معنی کام کے اکارت ہونے اور ضائع ہو جانے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو اَحْبَطَ) پ ع پ پ

حَبِطَتْ۔ وہ اکارت ہو گئے، وہ مٹ گئے وہ ضائع ہو گئے، حَبْطٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو حَبِطَتْ) پ پ پ پ پ پ

حُبُكُ۔ راہیں، یا تو حَبِيكَةٌ کی جمع ہے جیسے طَرِيقَةٌ اور طُرُقٌ ہے یا حِبَاكٌ کی جمع ہے جیسے مثال اور مُثُلٌ ہے۔ حَبِيكَةٌ اور حِبَاكٌ دونوں کے معنی ستاروں کی راہ کے آتے ہیں، پ

حَبْلٌ۔ رسی، عہد، پیمان، حَبْلٌ کے معنی اصل میں تو رسی کے ہیں مگر مجازاً عہد و پیمان کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے، پ پ

حَبْلُ الْوَرِيدِ۔ رگِ جان۔ شہ رگ، دھڑکتی رگ، گردن کی رگ مراد ہے جس میں جان بھرتی ہے، دل سے دماغ تک اس کے کٹنے سے موت ہے[1]۔ چونکہ رگ بھی ہیئت میں رسی سے ملتی جلتی ہے اس لئے شہ رگ کو حبل الورید کہتے ہیں۔ پ

حُبِّهٖ۔ اس کی محبت، حُبِّ مضاف ہ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ، پ پ

فصل التاء المثناۃ

حَتْمًا۔ ضرور، لازم، قضا، مقدر، یعنی طے شدہ فیصلہ الٰہی کا نام حتم ہے، پ

حَتّٰی، جب تک، یہاں تک، علامہ سیوطی لکھتے ہیں حَتّٰی حرف جر ہے اِلٰی کی طرح انتہا، غایت کے لئے آتا ہے مگر چند باتوں میں دونوں الگ ہو جاتے ہیں، منجملہ ان کے حَتّٰی جن باتوں میں جدا ہے وہ یہ ہیں کہ وہ صرف اسم ظاہر اور اس اسم آخر کو جر دیتا ہے کہ جس سے پہلے ذی اجزاء یعنی تقسیم ہونے والا ہو اور یہ اس سے ملا ہوا ہو جیسے سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ (سلامتی ہے وہ یہاں تک کہ فجر طلوع ہو) اور اس کے پہلے جو فعل تھا اس کے خاذ ادا کرکے ختم ہو جانے کا پتہ دیتا ہے اور ابتداء غایت کے مقابل استعمال

[1] موضح القرآن

نہیں ہوتا اور اس کے بعد مضارع جو اَنْ مقدرہ کے سبب منصوب ہو واقع ہوتا ہے اور دونوں مصدر مجرور کے معنی میں ہوتے ہیں۔ اس صورت میں حَتّٰی تین معنی میں آتا ہے (۱) اِلیٰ (تک) کے ہم معنی ہوتا ہے جیسے لَنْ نَّبْرَحَ عَلَیْہِ عٰکِفِیْنَ حَتّٰی یَرْجِعَ اِلَیْنَا مُوْسٰی (ہم اسی پر لگے بیٹھے رہیں گے جب تک موسیٰ ہمارے پاس پھر کر آئے) کہ اِلیٰ رجوعہ (اس کی واپسی تک کے معنی ہیں (۲) کَیْ تعلیلیہ (تاکہ) کے ہم معنی جیسے وَلَا یَزَالُوْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ حَتّٰی یَرُدُّوْکُمْ (اور وہ تو لگے ہی رہتے ہیں تم سے لڑنے کو یہاں تک کہ تم کو پھیر دیں) اور لَا تُنْفِقُوْا عَلٰی مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ حَتّٰی یَنْفَضُّوْا (مت خرچ کرو ان پر جو پاس رہتے ہیں رسول اللہ کے یہاں تک کہ بھاگ جاویں) اور کسی جگہ دونوں کے معنی بن سکتے ہیں جیسے فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰی تَفِیْٓءَ اِلٰٓی اَمْرِ اللّٰہِ (تو سب لڑو اس چڑھائی والے سے جب تک کہ پھر آئے اللہ کے حکم کی طرف) (کہ یہاں اِلیٰ اور کَیْ دونوں کے معنی صحیح ہیں)

(۳) اِلَّا کے ہم معنی استثنا میں ابن مالک وغیرہ نے اس کی مثال وَمَا یُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰی یَقُوْلَآ (اور وہ دونوں کسی کو نہیں سکھاتے یہاں تک کہ کہہ دیتے ہیں) کو قرار دیا ہے۔

حَتّٰی ابتدائیہ بھی ہوتا ہے یعنی ایسا حرف کہ جس کے بعد جملوں کی ابتدا ہوتی ہے۔ چنانچہ اسمیہ، فعلیہ، مضارعیہ، ماضیہ سب پر آتا ہے جیسے حَتّٰی یَقُوْلُ الرَّسُوْلُ (لام کے) پیش کے ساتھ اور حَتّٰی عَفَوْا وَّقَالُوْا۔ اور حَتّٰٓی اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ۔ ابن مالک نے یہ ادعا کیا ہے کہ وہ اس آیت میں اِذَا کا اور اگلی دو آیتوں میں اَنْ مضمرہ کا جار واقع ہوا ہے لیکن اکثر کی رائے اس کے برخلاف ہے اور حتّٰی عاطفہ بھی آتا ہے مگر میرے علم میں قرآن کے اندر عطف کے لئے نہیں آیا ہے، کیونکہ اس کے ذریعہ عطف بہت کم ہوتا ہے اسی لئے کوفہ والوں نے تو سرے سے اس کے عاطفہ ہونے ہی سے انکار کر دیا ہے"۔ لہ

۱ ب ۱۲:۲۶، ۱۳:۱۳، ۱۴:۱۳ — ۲ ب ۸:۱۰۴، ۱۰:۱۱، ۱۲:۱۲، ۱۲:۱۳، ۱۳:۱۴ — ۳ ب ۱:۹۷
۴ ب ۱۰:۲۹، ۱۲:۱۲، ۱۳:۱۴ — ۵ ب ۲:۶۲، ۱۵۹:۹ — ۶ ب ۲:۸، ۱۲ — ۷ ب ۱۰:۲۹، ۱۱:۱۲

لہ اتقان ج ۱ ص ۱۶۲ طبع مصر۔

پ۸ ۲و۵و۶و۱۱و۱۲و۱۳و۱۸ پ۹ ۲و۱۶ پ۱۰ ۳و۵و۶و۹
پ۱۰ ۷و۹و۱۰و۱۳ پ۱۱ ۳و۸و۱۳و۱۵و۱۶ پ۱۲ ۳و۱۲
پ۱۳ ۲و۴و۶و۸و۱۰ پ۱۴ ۱و۴ پ۱۵ ۲و۴و۱۰و۲۱و۲۲
پ۱۶ ۱و۲و۸و۱۳ پ۱۷ ۲و۳و۷و۱۳ پ۱۸ ۲و۱و۶و۱۰و۱۱و۱۵و۱۷
پ۱۹ ۱۵و۱۸ پ۲۰ ۳و۶و۹ پ۲۲ ۹ پ۲۳ ۲و۹و۱۳ پ۲۴ ۵و۹و۱۷
پ۲۵ ۱و۹و۱۰و۱۳ پ۲۶ ۲و۵و۶و۸و۱۳ پ۲۷ ۱و۳و۱۸ پ۲۸ ۷و۱۳و۱۷
پ۲۹ ۸و۱۲و۱۹ پ۳۰ ۲۲و۲۳و۲۷

یہ بھی واضح رہے کہ اگر حَتّٰی کے بعد دخولِ غایت کے لئے کوئی دلیل موجود ہو تب تو اس پر عمل ظاہر ہی ہے اور اگر کوئی دلیل موجود نہ ہو تو اصح یہ ہے کہ غایت داخل سمجھی جائیگی۔

فصل الثاء المثلثة

حَثِیْثًا۔ دوڑتا ہوا، شتاب، جلد، حَثٌّ سے، جس کے معنی کسی کام پر ابھارنے اور رغبت دلانے کے ہیں، بروزن فَعِیْلٌ بمعنی فاعل یعنی حَاثٌّ (رغبت کرتے ہوئے) یا بمعنی مفعول یعنی مَحْثُوْثٌ (جسے رغبت دلائی گئی ہو) صفتِ مشبہ کا صیغہ ہے جس کا استعمال سریع یعنی جلد اور شتاب کے معنی میں ہوتا ہے، پ۸ ۱۳

فصل الجیم المعجمة

حَجَّ۔ حج کرنا۔ حَجَّ یَحُجُّ کا مصدر ہے، اصل لغت میں حج قصد زیارت کو کہتے ہیں، اور اصطلاح شرع میں حج کی نیت سے اول احرام باندھ کر طواف اور وقوف کو اوقات مخصوصہ میں ادا کرنا اس کا نام حج ہے۔

پ۲ ۸و۹ پ۴ ۱۰ پ۱۷ ۱۱

حِجٌّ۔ حج کرنا، حج، یہ بھی مصدر ہے، اور اسم ہو کر بھی مستعمل ہوتا ہے، پ۳ ۱

حَجَّ۔ اس نے حج کیا، حَجَّ اور حَجَّتْ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۲ ۲

حِجَابٌ۔ پردہ، اوٹ، ملنے سے روکنا، مصدر ہے، حُجُبٌ جمع، آیت شریفہ وَبَیْنَهُمَا حِجَابٌ (اور دونوں کے بیچ میں پردہ ہے) میں حجاب سے ایسا پردہ مراد نہیں ہے جو دیکھنے سے روک دے، بلکہ وہ آڑ مراد ہے جو جنت کی لذت و نعمت کو دوزخیوں تک پہنچنے سے مانع ہے اور وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْیًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ (اور کسی آدمی کی طاقت نہیں کہ اللہ اس سے بات کرے

مگر اشارہ سے یا پردہ کے پیچھے) میں حجاب سے وہ پردہ مراد ہے جو رویت سے مانع ہو۔
پ ۲/۱۲ ۲۲/۴ ۲۳/۱۲ ۲۴/۱۵ ۲۵/۶ حِجَابًا پ ۱۵/۵ پ ۱۶/۵

حِجَارَۃ۔ پتھر، حَجَرٌ کی جمع، پ ۱/۲ پ ۹/۱۸ پ ۱۳/۷ پ ۱۴/۵ پ ۱۵/۵ پ ۲۷/۱ پ ۲۹/۲۹ پ ۳۰/۳۰

حُجَّتُنَا۔ ہماری دلیل۔ حُجَّۃٌ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ (ملاحظہ ہو حُجَّۃ) پ ۷/۱۶

حُجَّتُھُمْ۔ ان کی دلیل، حُجَّۃٌ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۲۵/۱۹ و ۳

حِجَجٍ۔ برس، سال، حِجَّۃٌ کی جمع ہے، جس کے معنی سال کے ہیں، پ ۲۰/۶

حَجَرٌ۔ پتھر، اَحْجَارٌ اور حِجَارَۃٌ جمع پ ۱/۷ پ ۹

حِجْرٌ۔ ممنوع، عقل، اصل میں جس مکان کا احاطہ پتھروں سے بنایا جائے وہ "حِجر" کہلاتا ہے۔ اسی لئے ثمود کی آبادیاں چونکہ پتھروں کو تراش کر بنائی گئی تھیں "حِجر" کہلائیں۔ ارشاد ہے کَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِیْنَ (حِجر والوں نے رسولوں کو جھٹلایا) ۹ھ ہجری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبوک جاتے ہوئے اس شہر سے گزرے تھے۔ دولتِ عثمانیہ کے زمانہ میں یہ حجاز ریلوے کا اسٹیشن تھا۔ اور چونکہ پتھروں کے احاطے سے مقصود حفاظت اور روک تھام ہوتی ہے اور عقل بھی انسان کی حفاظت کرتی اور اس کو روکتی رہتی ہے اس لئے اس کو بھی "حِجر" کہا جاتا ہے، ارشاد ہے هَلْ فِیْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِیْ حِجْرٍ (کیا ان میں عقل والوں کے لئے قسم ہے)، اور اسی وجہ سے وہ چیز جس سے روکا اور منع کیا جائے "حِجر" کہلاتی ہے جیسے هٰذِهٖۤ اَنْعَامٌ وَّ حَرْثٌ حِجْرٌ (یہ مویشی اور کھیتی منع ہے) اور حِجْرًا مَّحْجُوْرًا (اوٹ روکی ہوئی) پ ۸/۲ پ ۱۹/۲ پ ۲۴/۶ ۔ حِجْرًا، پ ۱۹/۱ و ۳

حُجُرٰتِ۔ حجرے، گھروں کی چار دیواری حُجْرَۃٌ کی جمع، پ ۲۶/۱۲

حُجُوْرِكُمْ۔ تمہاری گودیاں، حُجُوْرٌ، حِجْرٌ کی جمع، جس کے معنی حفاظت کے ہیں اور چونکہ گود میں بھی بچہ کی حفاظت ہوتی ہے اس لئے اس کو حجر کہتے ہیں۔ مضاف ہے کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۴

حُجَّۃ۔ دلیل، حجت، حُجَجٌ جمع، پ ۲/۲ پ ۶/۴ پ ۸/۵ پ ۲۵/۴

فصل الدال المهملة

حِدَادٍ۔ تیز۔ حَدِیْدٌ کی جمع، پ۲۱/۱۸

حَدَائِقَ۔ باغات، حَدِیْقَۃٌ کی جمع جس کے معنی اس باغ کے ہیں جس کے گرد چار دیواری کھنچی ہو، باغ کا نام حدیقہ اس مناسبت سے رکھا گیا کہ وہ اپنی ہیئت و شکل میں حدقہ یعنی آنکھ کی پتلی کے مشابہ ہے جس طرح وہ گھری ہوئی اور بارونق اور با آب و تاب ہوتی ہے اسی طرح حدیقہ ہوتا ہے، پ۲۰/۱ پ۳۰/۲ و ۵

حَدَبٍ۔ اونچان، بلندی، مصدر ہے، حَدِبَ الرجل اس وقت بولتے ہیں جبکہ آدمی کبڑا ہوجائے اور اس کی کمر اوپر کو اٹھ آئے اسی بات سے تشبیہ کی بنا پر اونچی اور بلند زمین کو حَدَبٌ کہتے ہیں پ۱۷/۶

حَدِّثْ۔ تو بیان کر، تُحَدِّثُ سے جس کے معنی بیان کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر، پ۳۰/۱۸

حُدُوْدُ۔ حدیں۔ حَدٌّ کی جمع۔ حد اس آڑ اور روک کو کہتے ہیں جو دو چیزوں کو آپس میں ملنے سے روکے، حدود اللہ سے مراد احکام الٰہی ہیں، پ۲/۱۳ و ۱۴ پ۴/۱۴ و ۱۸ پ۲۸/۱۴ و ۱۵

حُدُوْدَہٗ، اس کی حدیں، حُدُوْدَ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ۴/۱۳

حَدِیْثٌ۔ بات (ملاحظہ ہو اَحَادِیْث) پ۵/۴ پ۶/۱۲ پ۹/۱۳ پ۱۵/۱۲ پ۱۶/۱۰ پ۲۱/۱۰ پ۲۲/۱۲ پ۲۳/۱۲ پ۲۵/۱۲ پ۲۶/۱۹ پ۲۷/۲ و ۱۶ پ۲۹/۲ و ۳ پ۳۰/۲ و ۱۰ و ۱۳

حَدِیْثًا پ۵/۲ و ۸ پ۱۳/۶ پ۲۸/۹

حَدِیْدٌ۔ تیز، لوہا، حدید لوہے کو بھی کہتے ہیں اور نیز ہر وہ چیز جو بذاتہ باریک ہو، خواہ باعتبار خلقت کے خواہ باعتبار معنی کے حدید کہلاتی ہے، اس صورت میں یہ حِدَّۃٌ سے جس کے معنی تیز ہونے کے ہیں۔ بروزن فَعِیْلٌ صفت مشبہ کا صیغہ ہے، پ۱۶/۲ پ۱۴/۹ پ۲۲/۸ پ۲۶/۱۶ پ۲۷/۱۱ **حَدِیْدًا** پ۱۵/۵

فصل الذال المعجمة

حَذَرَ۔ ڈر، ڈرنا، حَذِرَ یَحْذَرُ کا مصدر ہے پ۱/۲ پ۲۸/۱۴

حِذْرَکُمْ۔ تمہارا بچاؤ، جس کے ذریعہ بچاؤ ہو حذر کہلاتا ہے، مضاف ہے، کُمْ ضمیر

جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ
حِذْرَهُمْ۔ ان کا بچاؤ۔ حِذْرَ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ، پ

فصل الراء المهملة

حُرٌّ۔ آزاد۔ اَحْرَارٌ جمع، پ
حَرِّ۔ گرمی، حُرُورٌ جمع پ پ حَرًّا پ
حَرَامٌ، حرام، حرمت والا، ممنوع، حُرُمٌ جمع، امام راغب لکھتے ہیں۔

"جس چیز سے منع کردیا جائے وہ حرام ہے، خواہ بتسخیر الٰہی ممنوع ہو یا بر منع قہری یا عقل کی رو سے یا شرع کی طرف سے یا اس شخص کی وجہ سے جس کا حکم مانا جاتا ہے"۔

تسخیر الٰہی کے سبب سے حرام ہونے کی مثال وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ (اور ہم نے دائیوں کا دودھ اس پر حرام کردیا) ہے کہ اللہ نے اپنی تسخیر سے دائیوں کا دودھ پینے سے روک دیا، اور منع قہری سے حرمت کی مثال اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكَافِرِيْنَ (بیشک اللہ نے ان دونوں کو کافروں پر حرام کیا ہے) یعنی بزور و قوت کافروں کو اس سے محروم کردیا،

باقی وجوہ حرمت کی مثالیں ظاہر ہیں، ماہ حرام کو بھی حرام اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان وقتوں میں بعض ان چیزوں کو حرام کردیا ہے جو دوسرے اوقات میں حلال ہیں، اسی طرح بیت الحرام اور مشعر الحرام ہو (ملاحظہ ہو بَیْتُ الْحَرَامِ) پ پ پ پ پ پ پ پ پ پ پ
پ حَرَامًا پ

حَرْبٌ۔ لڑائی، جنگ، حُرُوبٌ جمع۔
پ پ پ پ

حَرْثٌ۔ کھیتی، زراعت، حَرَثَ یَحْرُثُ کا مصدر ہے۔ اس کے معنی بیج ڈالنے اور کھیتی کرنے کے ہیں اور کھیت کو بھی کہتے ہیں آیت شریفہ نِسَاۗؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ (تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہیں) میں عورتوں کو بطور تشبیہ کھیتی سے تعبیر کیا گیا ہے کہ جس طرح کھیت میں بیج ڈالنے سے غلہ پیدا ہوتا ہے اسی طرح رحم میں نطفہ قرار پانے سے اولاد پیدا ہوتی ہے پ پ پ پ پ پ
حَرْثَكُمْ۔ تمہاری کھیتی حَرْثَ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ پ

حَرْثِهٖ اس کی کھیتی، حَرْثِ مضاف، ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ، ۲۵/۴

حَرَجٌ تنگی، مضائقہ، گناہ، تنگ، اصل میں تو "حرج" کے معنی کسی چیز کے مجتمع ہونے کی جگہ کے ہیں اور ایک جگہ جمع ہونے میں چونکہ تنگی کا تصور موجود ہے، اس لئے تنگی اور گناہ کو حرج کہا جاتا ہے ۱۷/۱۴ ۱۰/۱۸ ۸/۸ ۶/۶ ۱۵/۱۴ ۲۲/۲۲ ۲۶/۱۰ **حَرَجًا** ۵/۶ ۸/۲

حَرْدٍ تیزی اور غصہ کے ساتھ روکنا۔[1]

امام بغوی لکھتے ہیں۔

"حرد کے معنی لغت میں قصد کرنے روکنے اور غصہ ہونے کے ہیں، حسن، قتادہ، اور ابو العالیہ نے سعی و کوشش سے تفسیر کی ہے، قرظی، مجاہد اور عکرمہ نے اس طے شدہ معاملہ کو بتایا ہے جس کی باہم قرارداد کر لی ہو، یہ دونوں تفسیریں قصد کے معنی پر بنی ہیں کیونکہ جس کسی چیز کا ارادہ رکھتا ہو وہ کوشش سے کام لیتا اور معاملہ کے متعلق طے کر لیتا ہے، ابو عبیدہ، قتیبی کا بیان ہے کہ (غَدَوْا عَلٰی حَرْدٍ) یعنی مسکینوں کو روکنے کے لئے اپنے گھر سے سویرے چلے، چنانچہ بارش نہ ہو تو عرب والے بولتے ہیں حاردت السنۃ (یعنی امسال پانی رک گیا) اور جب ناقہ کے دودھ نہ رہے تو کہتے ہیں حاردت الناقۃ (اونٹنی نے دودھ روک دیا) شعبی اور سفیان نے مسکینوں پر گھٹنے اور غصہ کرنے کے معنی کئے ہیں۔[2] ۲۹/۳

حَرَسًا پاسبان، چوکیدار، حَارِسٌ کی جمع جس کے معنی پاسبان اور چوکیدار کے ہیں حَرْسٌ اور حِرْزٌ کے جس طرح الفاظ ملتے جلتے ہیں ایسے ہی معنی بھی ملتے جلتے ہیں، فرق اتنا ہے کہ حِرْزٌ کا استعمال سامان اور اسباب کی حفاظت کے لئے ہوتا ہے اور حَرْسٌ کا مکان کی پاسبانی اور چوکیداری کے لئے۔ ۲۹/۱۱

حَرَصْتَ تو للچایا، تو نے حرص کی۔ حِرْصٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو تَحْرِصْ) ۱۳/۵

حَرَصْتُمْ تم نے حرص کی، تم نے لالچ کیا، حِرْصٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ۵/۱۶

حَرِّضْ تو رغبت دلا، تو تاکید کر، تَحْرِیْضٌ سے جس کے معنی کسی کام پر رغبت دلانے اور ابھارنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۸/۵ ۱۰/۵

---

[1] مفردات راغب۔ [2] معالم التنزیل ج ۷، ص ۱۱۲ طبع مصر ۱۳۳۲ھ

حَرَضًا مضمحل، بیمار، بیکار، جو چیز نکمی اور بیکار ہوجائے اور در خور اعتنا نہ رہے "حرض" کہلاتی ہے۔ یہ اصل میں مصدر ہے، ۱۳ / ۱۳

حَرْفٍ۔ کنارہ، طرف، رخ، اَحْرُفٌ اور حُرُوْفٌ جمع، ۱۷ / ۹

حَرِّقُوْهُ۔ اس کو جلاؤ، حَرِّقُوْا تَحْرِيْقٌ سے جس کے معنی اچھی طرح سے جلا دینے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ہ ضمیر واحد مذکر غائب ۱۷ / ۵ ، ۲۰ / ۱۵

حَرَّمَ۔ اس نے حرام کیا، اس نے منع کیا، تَحْرِيْمٌ سے جس کے معنی حرام کر دینے اور سختی سے روک دینے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو حَرَام) ۲ / ۵ ، ۳ / ۶ ، ۴ / ۱ ، ۶ / ۱۴ ، ۸ / ۱۴،۱۵،۱۶ اور ۲۱ ، ۱۰ / ۱۰ و ۱۱ ، ۱۴ / ۲۱ ، ۱۵ / ۱۴ ، ۱۹ / ۴

حُرِّمَ۔ حرام کیا گیا، منع کیا گیا تَحْرِيْمٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب ۳ / ۱۳ ، ۱۵ / ۴ ، ۴ / ۲

حُرُمٌ۔ احرام باندھنے والے، حرام، ادب والے، حَرَامٌ کی جمع۔ چونکہ حالتِ احرام میں انسان کو بہت سی باتوں سے رکنا پڑتا ہے اس لئے اس کو حرام کہتے ہیں، اسی طرح ماہِ حرام ہے (ملاحظہ ہو حَرَام) ۶ / ۵ ، ۴ / ۳ ، ۱۰ / ۱۱

حُرُمًا ۲ / ۲

حَرَمًا۔ حرم، پناہ کی جگہ، ادب کا مقام مکہ معظمہ کا ایک مخصوص حصہ جس کی حدود میں اللہ تعالیٰ نے اس کے ادب کی وجہ سے بعض چیزوں کو حرام کر دیا ہے۔ علامہ ابن ملقن نے حدودِ حرم کو نظم کیا ہے فرماتے ہیں۔

وللحرم التحدید من ارض طیبۃ
ثلثۃ امیال اذا رمت اتقانہ

حرم کی حد مدینہ طیبہ کی جانب سے تین میل ہے جبکہ اے مخاطب تو اس کے حفظ کا قصد کرے

وسبعۃ امیال عراقٌ وطائفٌ
وجُدّۃ عشر ثم تسع جعرّانہ

اور سات میل عراق اور طائف کی طرف سے ہے اور جدہ کی طرف سے دس میل ہے پھر جعرانہ کی طرف سے نو میل ہے۔

ومن یمن سبع بتقدیم سینھا
وقد کملت فاشکر لربک احسانہ[1]

[1] الدر المختار، کتاب الحج،

اور یمن کی طرف سے سات میل ہے اور البتہ حدود حرم کی پوری ہوگئیں سو تو اپنے رب کے احسان کا شکر ادا کر۔ (ناظم نے کہا کہ اخیر شعر سبع بتقدیم سین ہے تاکہ تسع سے مشتبہ نہ ہو (ملاحظہ ہو تبت الحرام) ۔

حُرُمٰتُ ۔ حرمتیں، بزرگیاں، حُرْمَۃٌ کی جمع، حرمت اس چیز کو کہتے ہیں جس کا ادب ضروری ہو۔

حُرِّمَتْ وہ حرام کی گئی، تحریم سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب ۔

حَرَّمْنَا ہم نے حرام کر دیا۔ تحریم سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ۔

حَرَّمُوْا ۔ انھوں نے حرام ٹھیرایا، تحریم سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب، یہ واضح رہے کہ جو چیز اللہ کی طرف سے حرام نہ ہو اس کی تحریم لائے معنی ہے، ۔

حَرَّمَهَا اس کو حرمت دی، اس کا ادب رکھا حَرَّمَ فعل ماضی ہے، ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب ۔

حَرَّمَهُمَا ۔ اس نے ان دونوں کو حرام کر دیا۔ اس میں ھُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب ہے، ۔

حَرُوْرٌ ۔ لُو، دھوپ، گرم ہوا، اسم ہے ۔

حَرِيْرٌ، ریشم، اسم ہے حَرِيْرًا ۔

حَرِيْصٌ ۔ حرص کرنے والا، تلاش رکھنے والا، حِرْصٌ سے بروزن فَعِيْلٌ صفتِ مشبہ کا صیغہ (ملاحظہ اَحْرَصَ اور تَحْرِيْصٌ) ۔

حَرِيْقٌ ۔ آگ، جلانے والا، جلا ہوا، حَرْقٌ سے جس کے معنی جلانے کے ہیں۔ بروزن فَعِيْلٌ صفت مشبہ کا صیغہ، فاعل اور مفعول دونوں کے معنی دیتا ہے، یہاں بمعنی فاعل آگ کے معنی میں ہے، ۔

فصل الزاء المعجمة

حِزْبٌ ۔ گروہ، جماعت، اَحْزَابٌ جمع۔ ۔

حِزْبُهٗ ۔ اس کا گروہ، اس کی جماعت، حِزْبٌ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ، ۔

حِزْبَيْنِ، دو فرقے، دو جماعتیں، دو گروہ، حِزْبٌ کا تثنیہ بحالت نصب و جر، ۔

حُزْنٌ ۔ غم، بیقراری، رنج، اندوہ اَحْزَانٌ جمع۔ ۔

حَزَنَ۔ رنج، اندوہ، بیقراری، غم، اَحْزَانٌ جمع، ۔ حَزَنًا

حُزْنِیْ۔ میرا غم، میرا رنج، میری بیقراری حُزْنِ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ

فصل السین المہملۃ

حِسَابٌ۔ حساب، شمار، گننا۔ حَسَبَ یَحْسُبُ کا مصدر ہے، آیت شریفہ وَاللّٰهُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ (اور اللہ روزی دیتا ہے جس کو چاہے بے شمار) کے متعلق امام راغب نے حسب ذیل وجہیں لکھی ہیں (۱) استحقاق سے زیادہ عطا فرماتا ہے۔ (۲) عطا فرماتا ہے اور لیتا نہیں (۳) اس قدر عطا فرماتا ہے کہ بشر کے لئے اس کی عطاؤں کا شمار ناممکن ہے (۴) بلا مضائقہ اور بغیر کسی تنگی کے دیتا ہے (۵) انسان کے گمان سے زیادہ دیتا ہے (۶) جس قدر اپنی مصلحت سمجھتا ہے، عطا فرماتا ہے انسانوں کے حساب پر نہیں رکھتا۔ (۷) مومن کو دیتا ہے اور دے کر حساب نہیں لیتا (۸) اللہ تعالیٰ قیامت میں ایمان والوں کو ان کے استحقاق سے زیادہ ان کو بدلہ عطا فرمائیگا، اسی طرح جہاں اور مقامات پر قرآن مجید میں بِغَیْرِ حِسَابٍ واقع ہے سمجھنا چاہئے، ۔ حِسَابًا

حِسَابَكَ۔ تیرا حساب، حساب مضاف کَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ،

حِسَابُهٗ۔ اس کا حساب، حساب مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ،

حِسَابَهُمْ۔ ان کا حساب، حساب مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔

حِسَابِيَهْ۔ میرا حساب، حسابُ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ، اور ہ اس میں وقف کی ہے جیسے مَالِیَهْ اور سُلْطَانِیَهْ میں ہے۔

حِسَانٌ۔ خوبصورت، حسین، نفیس، عمدہ حَسَنٌ، حَسِیْنٌ، حَسَنَةٌ اور حَسْنَآءُ کی واحد،

حَسِبَ۔ گمان کیا، سمجھا، خیال کیا، (ماضی اور مضارع دونوں میں عین کلمہ کو کسرہ) حُسْبَانٌ سے جس کے معنی گمان کرنے اور سمجھ بیٹھنے کے

ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، راغب لکھتے ہیں۔

حِسْبَانٌ یہ ہے کہ دو نقیضوں میں سے کسی ایک کے متعلق اس طرح رائے قائم کر لی جائے کہ بس اسی کا گمان ہو اور اسی پر انگلی اٹھے، دوسری کا دل میں خطرہ بھی نہ آنے پائے اور اس میں شک پیدا ہونے کی گنجائش رہے۔ ظن بھی اس کے قریب قریب ہی ہے لیکن ظن کے اندر دل میں دونوں نقیضوں کا خیال موجود ہوتا ہے، اور ایک کا خیال دوسرے پر غالب رہتا ہے۔

پ ۲۶ / ۴، پ ۲۰ / ۱۲، پ ۲۵ / ۱۸، پ ۲۷ / ۸

حُسْبَانٌ، حساب، شمار، حَسَبَ یَحْسُبُ کا مصدر ہے، آیتِ شریفہ وَیُرْسِلَ عَلَیْهَا حُسْبَانًا (اور بھیج دے اس پر عذاب) میں حُسْبَان کی دو تفسیریں کی گئی ہیں، ایک آگ یا بھبو کا، دوسرے عذاب اور حقیقت میں حساب کے مطابق سزا مراد ہے پ ۲۴ / ۱۱ حُسْبَانًا پ ۲۷ / ۱۸ پ ۱۵ / ۱۷

حَسِبْتَ، تو نے سمجھا، تو نے گمان کیا حِسْبَانٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر، پ ۱۵ / ۴

حَسِبْتُمْ تم نے گمان کیا، تم نے جانا حِسْبَانٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ ۲ / ۵ پ ۴

پ ۲۲ / ۹، پ ۱۹ / ۹

حَسِبَتْهُ۔ اس کو خیال کیا، اس کو گمان کیا اس کو جانا، حَسِبَتْ حِسْبَانٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب

پ ۱۹ / ۱۸

حَسِبْتَهُمْ۔ تو نے ان کو جانا، تو نے ان کو خیال کیا، تو نے ان کو گمان کیا، اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے، پ ۲۹ / ۱۹

حَسْبُكَ۔ تجھ کو کفایت ہے، تجھ کو بس ہے، حَسْبٌ حَسَبَ یَحْسُبُ کا مصدر ہے مگر بمعنی کافی ہونے کے استعمال ہوتا ہے مضاف ہے، كَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ، پ ۱۰ / ۴

حَسْبُنَا۔ ہم کو کافی ہے، ہم کو بس ہے، حَسْبُ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ، پ ۴ / ۹

پ ۱۰ / ۴، پ ۲ / ۱۲

حَسِبُوْا۔ انھوں نے جانا، انھوں نے گمان کیا۔ حِسْبَانٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۶ / ۱۴

حَسْبُهٗ۔ اس کو بس ہے، اس کو کفایت ہے حَسْبُ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ، پ ۲ / ۹ پ ۲۸ / ۱

حَسْبُهُمْ۔ ان کو بس ہے، ان کو کافی ہے حَسْبُ

مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ
پ۱۵ ۲۵/۲

حَسْبِیَ۔ مجھ کو بس ہے، مجھ کو کافی ہے ،
حَسْبُ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ
پ۱۱ ۲۳/۵

حَسَدَ۔ اس نے حسد کی، اس نے جلنا، حَسَدٌ
سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو
تَحْسُدُوْنَنَا) پ۲۶ ۳۰/۲

حَسَدًا۔ جلنا، حسد کرنا، حَسَدَ یَحْسُدُ
کا مصدر ہے، پ۱ ۱۲

حَسَرٰتٍ۔ افسوس، پشیمانیاں، حَسْرَةٌ کی
جمع ہے، پ۲ ۲۲/۱۲

حَسْرَتَنَا۔ ہماری پشیمانی، ہمارا افسوس،
حَسْرَةَ مضاف، نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ
پ۷ ۱۰

حَسْرَتٰی وادر لیغا۔ اے افسوس، حَسْرَةَ
مصدر ہے، اور ی مدبہ کی ہے جیسے لَهْفٰی اور
وَیْلَتٰی میں ہے، پ۲۴ ۳/۲

حَسْرَةً۔ افسوس، پشیمانی، پچھتاوا، حَسِرَ یَحْسَرُ
کا مصدر ہے، پ۸ ۴/۸ پ۹ ۹/۱۸ پ۵ ۱۶/۵ پ۳ ۳۳/۱ پ۶ ۲۹/۶

حُسْنُ۔ اچھا ہونا، عمدہ ہونا، حَسُنَ یَحْسُنُ
کا مصدر ہے پ۱۰ ۳/۱ پ۲۶ ۳/۹ پ۲۰ ۱۳/۱۰ پ ۲۳/۱۱،۱۲،۱۳

حُسْنًا پ۱ ۱۵/۱۳ پ۲ ۱۶/۲ پ۱۹ ۹/۱۹ پ۱۲ ۳/۱۲ پ۴ ۲۵/۴

حَسُنَ خوب ہوا، اچھا ہوا، حُسْنٌ سے
ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، پ۶ ۵.

حَسَنٍ، اچھا، عمدہ، خوب، حُسْنٌ سے
صفت مشبہ کا صیغہ، ہر خوش کن اور پسندیدہ چیز
"حسن" کہلاتی ہے اس کی تین قسمیں ہیں (۱)
وہ چیز جو عقل کے اعتبار سے مستحسن ہو (۲) وہ جو
خواہش کے لحاظ سے پسندیدہ ہو، (۳) وہ جو
محسوس ہونے میں عمدہ معلوم ہو پ۱۲ ۴۲

حَسَنًا پ۱۹ ۲/۱۹ پ۱۲ ۳/۱۲ پ۷ ۲/۷ پ۱۹ ۹/۱۹ پ۱۷ ۱/۱۷ پ۸ ۱۲/۸ پ۱۵،۱۹ ۱۳/۱۵،۱۹
پ۱۳ ۱۵/۱۳ پ۱۲ ۱۶/۱۲ پ۱۴ ۱۴/۱۴ پ۱۰ ۳۰/۱۰ پ۱۴ ۳۲/۱۴ پ۱۰ ۲۶/۱۰ پ۱۸ ۲۴/۱۸ پ۱۹ ۲۵/۱۹ پ۱۲ ۲۹/۱۲

حَسَنٰتٍ خوبیاں، بھلائیاں، نعمتیں، نیکیاں
حَسَنَةٌ کی جمع، پ۱۱ ۹ پ۱۰ ۱۲

حَسُنَتْ، وہ اچھی ہوئی، وہ خوب ہوئی حُسْنٌ
سے، ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۱۹ ۱۵/۱۹

حَسَنَةٌ۔ خوبی، بھلائی، نیکی، نعمت، ہر وہ نعمت
جو انسان کو اس کی جان یا بدن یا حالات
میں حاصل ہو کر اس کے لئے مسرت کا سبب
بنے، "حسنہ" کہلاتی ہے "سیئہ" اس کی
ضد ہے، یہ دونوں اسم جنس ہیں جن کے

تحت مختلف انواع داخل ہیں چنانچہ ارشاد ہے وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ (اور اگر ان کو کچھ بھلائی پہنچتی ہے تو کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے) یہاں حسنہ سے مراد فصل کی عمدگی اور فراخی و کامیابی ہے اور وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ (اور اگر پہنچتی ہے ان کو برائی) میں "سیئہ" سے قحط تنگی اور ناکامی مراد ہے، اسی طرح مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ (اور جو تجھ کو بھلائی پہنچے سو اللہ کی طرف سے) میں "حسنۃ" سے ثواب اور وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ (اور جو تجھ کو برائی پہنچے سو تیرے نفس کی طرف سے) میں سیئہ سے عتاب مراد ہے، حَسَنٌ حَسَنَةٌ اور حُسْنٰی میں فرق یہ ہے کہ "حَسَنٌ" اعیان (ذوات واشخاص) اور احداث (معاملات واقعات) دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے، اسی طرح "حسنۃ" جبکہ صفت ہو کر مستعمل ہو تو دونوں کے لئے بولی جاتی ہے اور اسم ہو کر مستعمل ہو تو صرف احداث ہی میں اس کا استعمال متعارف ہے اور "حسنٰی" کا استعمال صرف احداث میں ہوتا ہے، اعیان میں نہیں ہوتا، پ۲ ۹، پ۳ ۲، پ۵ ۳و۸، پ۸ ۱۴، پ۹ ۲و۳و۹، پ۱۰ ۳، پ۱۳ ۷و۹، پ۱۴ ۱۰و۱۲و۲۳، پ۱۹ ۱۹، پ۲۰ ۳و۹و۱۳، پ۲۱ ۱۹، پ۲۳ ۸، پ۲۴ ۱۹، پ۲۵ ۳، پ۲۸ ۴۔

حُسْنُهُنَّ۔ ان کا حسن، ان کی خوبصورتی، حُسْنٌ مضاف، هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مضاف الیہ، پ۲۲ ۴۔

حُسْنٰی۔ اچھی، عمدہ، بروزن فُعْلٰی حُسْنٌ سے۔ افعل التفضیل کا صیغہ واحد مؤنث پ۵ ۷، پ۹ ۶و۱۲، پ۱۱ ۳و۸، پ۱۳ ۸، پ۱۴ ۱۴، پ۱۵ ۱۲، پ۱۶ ۳و۱۰، پ۱۷ ۵، پ۲۵ ۱، پ۲۷ ۶و۱۷، پ۲۸ ۹، پ۳۰ ۱۴۔

حُسْنَيَيْنِ۔ دو اچھی چیزیں (یعنی فتح یا شہادت) حُسْنٰی کا تثنیہ، پ۱۰ ۱۲۔

حُسُوْمًا۔ سخت نحس، جڑ سے کاٹنے والے جڑ سے کاٹ دینا عرب کے محاورے میں جو نحوست جڑ سے اکھیڑ دے "حسوم" کہلاتی ہے یہ حَسَمَ يَحْسِمُ کا مصدر بھی ہو سکتا ہے، جس کے معنی جڑ سے کاٹ دینے اور زخم کو مسلسل داغ دینے کے ہیں اور حَاسِمٌ کی جمع بھی جو اسم فاعل کا صیغہ ہے جیسے شَاهِدٌ کی جمع شُهُوْدٌ ہے، اس صورت میں اس کے دو ترجمے کئے گئے ہیں ایک "جڑ کاٹنے والے"

دوسر لگا مارنا اس معنی میں یہ دلغنے کے تسلسل کے اعتبار سے استعمال ہوتا ہے، ۵/۹۶

حَسِيْبًا۔ حساب لینے والا، حساب کرنیوالا، حِسَابٌ سے بروزن فَعِيْلٌ بمعنی فاعل ہے حسیبا اسمار حسنیٰ کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کی صفت میں استعمال ہو تو امام حلیمی لکھتے ہیں اس کے معنی ہیں بغیر حساب لگائے ان اجزا اور مقداروں کا ادراک کرنے والا جن کو بندے اپنے حساب سے معلوم کرتے ہیں کیونکہ حساب کرنے والا تو اجزا کو کلنے کے بعد دیگرے ادراک کرتا جاتا ہے اور حساب کے ختم پر جملہ میزان معلوم کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کا علم کسی چیز کی بابت کسی بات کے واقع ہونے اور حالت کے پیدا ہونے پر موقوف نہیں، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حَسِيْبٌ بمعنی کافی ہے فَعِيْلٌ بمعنی مُفْعِلٌ ہے۔ عرب والے کہتے ہیں نزلت بفلان فاکرمنی واحسبنی یعنی میں فلاں کے پاس اترا تو اس نے میری عزت کی اور مجھے اتنا دیا کہ جو مجھے کافی ہوگیا اور میں کہہ اٹھا کہ بس ہے۔[1] ۴/۶، ۴/۸۶، ۳۳/۳۹، ۴/۳۳

حَسِيْرٌ۔ تھکا ہوا، درماندہ، حَسْرٌ سے، جس کے معنی تھکنے اور عاجز ہونے کے ہیں۔ بروزن فَعِيْلٌ صفت مشبہ کا صیغہ بمعنی فاعل بھی ہو سکتا ہے یعنی تھکنے والا اور عاجز اور بمعنی مفعول بھی یعنی تھکا ہوا اور درماندہ، ۶۷/۴

حَسِيْسَهَا۔ اس کی آواز، اس کا کھٹکا، اس کی آہٹ، حرکت اور آہٹ کو حسیس کہتے ہیں۔ مضاف ہے، هَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ، ۲۱/۱۰۲

حَشْرٌ۔ لوگوں کا اکٹھا کرنا، ان کو گھیرنا۔ حَشَرَ يَحْشُرُ کا مصدر ہے (ملاحظہ ہو احْشُرُوْا) ۵۹/۲، ۵۰/۴۴

حَشَرَ۔ اس نے اکٹھا کیا، اس نے جمع کیا۔ حَشْرٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۷۹/۲۳

حُشِرَ۔ اکٹھا کیا گیا، جمع کیا گیا، حَشْرٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب، ۴۶/۶، ۸۱/۵، ۱۷/۵۹

حُشِرَتْ۔ وہ اکٹھی کی گئی، وہ جمع کی گئی، وہ اکٹھے کئے گئے، وہ جمع کئے گئے۔ حَشْرٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب، (ملاحظہ ہو بُعْثِرَتْ) ۸۱/۵

---

[1] کتاب الاسماء والصفات امام بیہقی ص ۴۴ طبع انوار احمدی / الہ آباد۔

حَشَرْتَنِیْ. تونے مجھے اٹھایا. تونے مجھے گھیر بلایا
حَشَرْتَ حَشْرٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر
حاضر، ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم، پ ۱۶/۱۶

حَشَرْنَا. ہم نے اکٹھا کیا، ہم نے جمع کیا حَشْرٌ
سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم، پ

حَشَرْنٰهُمْ. ہم نے ان کو اٹھایا، ہم نے
ان کو گھیر بلایا، اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر
غائب ہے، ۱۵/۱۸

فصل الصاد المهملة

حَصَادِهٖ. اس کی کٹائی، اس کا کاٹنا حَصَادٌ
حَصَدَ یَحْصُدُ کا مصدر ہے جس کے معنی
کھیتی کاٹنے کے ہیں مضاف ہے، ہٖ ضمیر
واحد مذکر غائب مضاف الیہ، پ ۸

حَصَبُ ایندھن، ۱۷

حَصْحَصَ وہ کھل گیا، وہ ظاہر ہو گیا.
حَصْحَصَةٌ سے جس کے معنی ظاہر و ہویدا
ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۱۲

حَصَدْتُّمْ، تم نے کاٹا، حَصَادٌ سے،
ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ۱۳/۱۲

حَصِرَتْ. وہ تنگ ہو گئی، وہ رک گئی، وہ
تنگ ہو گئے، وہ رک گئے، (سمع) حَصْرٌ سے
جس کے معنی تنگ ہونے اور پہنچنے کے ہیں
ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب، پ ۵

حُصِّلَ. وہ حاصل کیا گیا، وہ ظاہر کیا گیا
تَحْصِیْلٌ سے، جس کے معنی چھلکے میں سے
گودہ نکالنے کے ہیں جیسے کان میں سے سونا
نکالنا یا خوشہ میں سے گندم نکالنا. ماضی مجہول
کا صیغہ، واحد مذکر غائب، ۳۰/۲۵

حَصُوْرًا عورت کے پاس جانے والا، عورتوں
سے بے رغبت، رکنے والا، جو عورت کے
پاس نہ جائے، خواہ نامردی کے باعث خواہ
پاکبازی اور عفت کی وجہ سے وہ "حصور"
ہے. آیت میں دوسرے معنی مراد ہیں کیونکہ
یہ لفظ مقام مدح میں استعمال ہوا ہے،
حَصْرٌ سے بروزن فَعُوْلٌ مبالغہ کا صیغہ
ہے، ۳/۱۲

حُصُوْنُهُمْ، ان کے قلعے، حُصُوْنٌ
حِصْنٌ کی جمع، جس کے معنی قلعہ کے
ہیں، مضاف ہے، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب
مضاف الیہ، ۲۸/۲۵

حَصِیْدٌ کھیتی کٹی ہوئی. جڑ سے کٹا ہوا،

حَصَادٌ سے بروزن فَعِیلٌ بمعنی مفعول
صفتِ مشبہ کا صیغہ ہے، پ۹ پ۱۵ پ۲۶

حَصِیدًا۔ پ۱۲ پ۱۷

حَصِیْرًا۔ زندان خانہ، قید خانہ، تبدی خانہ
حَصُرَ سے بروزن فَعِیْلٌ صفتِ مشبہ کا
صیغہ بمعنی فاعل بھی ہو سکتا ہے کیونکہ قید خانہ
روکنے والا ہوتا ہے اور بمعنی مفعول بھی،
کیونکہ وہ رکا ہوا ہوتا ہے، پ۱۵

فصل الضاد المعجمة

حَضَرَ۔ وہ آیا، وہ حاضر ہوا۔ (نَصَرَ) حُضُورٌ
سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب (ملاحظہ
ہو حَاضِرًا) پ۱ پ۴ پ۵ پ۱۲ پ۱۴

حَضَرُوْهُ۔ وہ اس کے پاس آئے حَضَرُوا
حُضُوْرٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب
ہ ضمیر واحد مذکر غائب پ۲۶

فصل الطاء المهملة

حُطَامًا۔ ریزہ ریزہ، چورا، روندن، جو چیز چورا
ہو کر ریزہ ریزہ ہو جائے اور روندی جانے لگے
"حطام" کہلاتی ہے، حَطْمٌ سے مشتق ہے جس
کے معنی توڑنے کے ہیں، پ۲۳ پ۲۷

حَطَبٌ۔ لکڑی، ایندھن، ہیزم، اَحْطَابٌ
جمع، پ۳۰۔ حَطَبًا پ۲۹

حِطَّةٌ۔ ہم بخشش مانگتے ہیں، تو ہمارے گناہ
جھاڑ، گناہ اتر ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں
"اس کلمہ کے معنی میں اختلاف ہے، بعض کہتے
ہیں یہ (اترنے) کی ہیئت کا نام ہے (یعنی اتار یہ
حَطٌّ سے مشتق ہے (جس کے معنی بلندی سے
کسی چیز کے نیچے اترنے کے ہیں) جیسے جِلْسَةٌ
(بیٹھک) ہے اور بعض کہتے ہیں اس کے معنی
توبہ کے ہیں چنانچہ شاعر کہتا ہے۔
فاز بالحطة التی جعل اللّٰہ بہا ذنب عبدہ مغفورا
(وہ اس توبہ پر فائز ہوا کہ جس کے ذریعہ اللہ نے
اپنے بندے کے گناہ کو بخشدیا) اور بعض کا قول ہے
کہ اس کے معنی معلوم نہیں محض امتثال امر مقصود
تھا۔ اور ابن ابی حضرت عبداللہ بن عباس
رضی اللہ عنہما وغیرہ سے روایت کی ہے کہ
ان سے کہا گیا تھا کہ تم مغفرت مانگو" [1]
پ۱ پ۹

---

[1] فتح الباری ج ۸ ص ۲۲۹ طبع امیریہ مصر

حُطَمَۃِ۔ روندنے والی، حَطْمٌ سے مشتق ہے دوزخ کے ایک طبقہ کا نام ہے۔

فصل الظاء المعجمۃ

حَظِّ حصہ، نصیب، مقررہ حصہ کو حظ کہتے ہیں۔ حُظُوظٌ جمع اور احظظہ۔

حَظًّا۔ یہ ہے

فصل الفاء

حَفَدَۃً۔ پوتے، حَافِدٌ کی جمع ہے جو حَفْدٌ سے ہے۔ جس کے معنی خدمت کے لئے دوڑتے ہوئے حاضر ہونے کے ہیں اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر ہے۔ ہر وہ شخص جو خوشی سے دوڑتے ہوئے خدمت کے لئے حاضر ہو خواہ رشتہ دار ہو یا اجنبی حافد کہلاتا ہے، مفسرین کا بیان ہے کہ حفدۃ سے پوتے وغیرہ مراد ہیں کیونکہ ان کی خدمت زیادہ بھی ہوتی ہے،

حُفْرَۃٍ۔ گڑھا۔ حَفْرٌ سے مشتق ہے جس کے معنی زمین کھودنے کے، حُفَرٌ جمع،

حَفِظَ۔ اس نے نگرانی کی، اس نے حفاظت کی، حِفْظٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ (ملاحظہ ہو حَافِظًا)

حِفْظًا۔ بچاؤ، حفاظت، حَفِظَ یَحْفَظُ کا مصدر ہے (ملاحظہ ہو حَافِظًا)

حَفِظْنٰهَا۔ ہم نے اس کو محفوظ رکھا، ہم نے اس کو بچائے رکھا، حَفِظْنَا حِفْظٌ سے ماضی کا جمع متکلم، هَا ضمیر واحد مؤنث غائب،

حَفَظَۃً۔ نگہبان، حفاظت کرنے والے، حَافِظٌ کی جمع ہے،

حِفْظُهُمَا۔ ان دونوں کی حفاظت، ان دونوں کی نگرانی، حِفْظُ مصدر مضاف ہے، هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب،

حَفَفْنٰهُمَا۔ ہم نے ان دونوں کو گھیر لیا، ہم نے ان دونوں کے گرداگرد پیدا کر دیا، (نصر) حَفَفْنَا حَفٌّ سے، جس کے معنی گرداگرد گھیر لینے اور ہر طرف سے گھیرے میں لینے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع متکلم، هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب۔

حَفِیٌّ۔ بحث کرنے والا، متلاشی، کسی چیز سے پورے طور پر باخبر، بڑا مہربان۔ حَفَاوَۃٌ سے جس کے معنی تلاش کے ساتھ کسی کا حال پوچھنے اور کسی کام میں مہربان ہونے کے ہیں

صفت مشبہ کا صیغہ ہے حَفِیًّا۔
حَفِیظٌ۔ نگہبان۔ حفاظت کرنے والا۔ یاد رکھنے والا، حِفظٌ سے بروزن فَعِیلٌ بمعنی فاعل ہے، اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے کیونکہ وہ کل کا نگہبان ہے۔ حَفِیظًا

فصل القاف

حَقٌّ۔ حق۔ حق کے اصلی معنی مطابقت اور موافقت کے ہیں اور اس کا استعمال چار طرح پر ہوتا ہے (۱) اس ذات کے لئے جو اپنی حکمت کے اقتضاء کی بنا پر کسی شے کی ایجاد فرمائے، اللہ تعالیٰ کو اسی لئے حق کہا جاتا ہے۔ ارشاد ہے وَرُدُّوْا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ (اور پھیرے جائیں گے اللہ کی طرف جو ان کا مالک حق ہے) اور فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ (سو یہی ہے اللہ تمہارا پروردگار حق) (۲) وہ چیز جو حکمت کے مقتضیٰ کے مطابق ایجاد کی گئی ہو، اسی اعتبار سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کل فعل حق ہیں، چنانچہ ارشاد ہے هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ (وہی ہے جس نے بنایا سورج کو روشن اور چاند کو اجالا، اور اس کی منزلیں مقرر کیں تاکہ برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کرو، یہ سب اللہ نے نہیں بنایا مگر حق کے ساتھ) یعنی چونکہ سورج کی چمک، چاند کی دمک اور اس کی منزلوں کا تقرر تاکہ برسوں کا حساب اور شمار معلوم ہو سکے، یہ سب حکمتِ الٰہی کے مقتضیٰ کے مطابق بنایا گیا ہے اس لئے سب حق ہے (۳) کسی شے کے متعلق وہ اعتقاد رکھنا جو نفس الامر کے مطابق ہو، چنانچہ ہم کہتے ہیں کہ فلاں کا اعتقاد حق ہے، ارشاد ہے فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ (پھر اللہ نے اپنے ارادہ سے ایمان والوں کو اس حق بات کی ہدایت فرمائی جس میں وہ جھگڑ رہے تھے) (۴) وہ قول یا فعل جو اسی طرح واقع ہو جس طرح پر کہ اس کا ہونا ضروری ہے اور اسی مقدار اور اسی وقت میں ہو کہ جس مقدار اور جس وقت میں اس کا ہونا واجب ہے۔ چنانچہ قولِ حق اور فعلِ حق

اسی اعتبار سے کہا جاتا ہے ارشاد ہے لٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ (لیکن یہ بات میری طرف سے ثابت ہوگئی کہ مجھ کو دوزخ بھرنی ہے)۔

آیتِ شریفہ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ (اور اگر پیروی کرے حق ان کی خواہشوں کی تو آسمان اور زمین اور جو کوئی ان کے بیچ میں ہیں خراب ہوجائیں) یں حق سے ذات باری تعالیٰ بھی مراد لی جاسکتی ہے اور وہ حکم بھی جو حکمتِ الٰہی کے مقتضیٰ کے مطابق ہو، یہ بھی واضح رہے کہ حق کا استعمال واجب، لازم اور جائز کے معنی میں بھی ہوتا ہے جیسے وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ (اور ہم پر ایمان والوں کی مدد لازم ہے) اور كَذٰلِكَ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ (اسی طرح ذمہ ہمارا ہے ہم ایمان والوں کو بچاویں گے)

۱/۲و۵و۷و۸و۱۱و۱۳و۱۴ ، ۲/۱و۲و۵و۱۰و۱۷
۳/۷و۹و۱۱و۱۴و۱۵و۱۷ ، ۴/۲و۳و۷و۱۰ ، ۵/۱۳
۶/۲و۳و۹و۱۱و۱۴ ، ۷/۱و۲و۶و۷و۹و۱۴و۱۲و۱۵و۱۷
۸/۱و۲و۸و۱۰و۱۱و۱۲و۱۳ ، ۹/۱و۳و۲و۶و۷و۱۰و۱۱و

۹/۱۲و۱۵و۱۸ ، ۱۰/۱۰و۱۱و۱۳ ، ۱۱/۶و۸و۹و۱۰و۱۱و۱۳و۱۵و۱۶
۱۲/۱۹ ، ۱۳/۲و۴و۶و۷و۱۰و۱۷ ، ۱۴/۸و۹و۱۵و۱۶ ، ۱۳/۱و۳و
۱۴/۵و۶و۷و۳۱ ، ۱۵/۲و۶و۹و۱۲و۱۴و۱۵و۱۶و۱۷و۲۰
۱۶/۶و۱۵ ، ۱۷/۲و۵و۷و۸و۹و۱۳و۱۴و۱۵و۱۷
۱۸/۳و۴و۵و۶و۹و۱۲ ، ۱۹/۱و۴ ، ۲۰/۲و۴و۷و۸و۹و۱۷
۲۱/۳و۶و۹و۱۲و۱۳و۱۴و۱۷ ، ۲۲/۴و۷و۹و۱۱و۱۲و
۲۳/۱۳و۱۵و۱۶و۱۸ ، ۲۴/۶و۱۰و۱۱و۱۳و۱۴و۱۵و۱۶
۲۴/۱و۴و۶و۷و۸و۱۱و۱۲و۱۴و۱۷ ، ۲۵/۱و۳و۴و۵و
۲۵/۹و۱۳و۱۵و۱۷و۱۹و۲۰ ، ۲۶/۱و۳و۴و۵و۱۲و۱۵و
۲۶/۱۴و۱۷و۱۸ ، ۲۷/۶و۱۴و۱۸و۲۰ ، ۲۸/۷و۹و۱۵ ، ۲۹/۶و۷
۳۰/۲و۲۸ حَقًّا ۲/۶و۱۵ ، ۵/۱۵ ، ۶/۱ ، ۸/۱۲ ، ۹/۱۵
۱۰/۹ ، ۱۱/۳و۶و۱۵ ، ۱۳/۵ ، ۱۴/۱۱ ، ۲۶/۲ ، ۲۱/۸و۱۰

حَقَّ۔ حق ہوا، ثابت ہوا، مطابق ہوا۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۱۰/۲۰ ، ۲۱/۱۵

حُقُبًا۔ مدتہائے دراز، برسوں، قرنوں، حُقُبٌ زمانے کو کہتے ہیں اس کی جمع اَحْقَابٌ ہے (ملاحظہ ہو اَحْقَابًا) ۱۵/۲۱

حَقَّتْ۔ ثابت ہوئی، ٹھیک پڑی، مطابق ہوئی: حَقَّ سے، ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ۹/۱۵و۹ ، ۱۳/۱۱ ، ۲۴/۵و۶ ، ۳۰/۹

حُقَّتْ۔ وہ اسی لائق ہے، وہ ثابت کی گئی

وہ مطابق کی گئی، وہ لائق بنائی گئی، حَقٌّ سے، ماضی مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔

. . . .

. . . .

. . . .

حَقَّهٗ۔ اس کا حق، حَقٌّ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ۔

حَقِيقٌ۔ سزاوار، لائق، ثابت، قائم، حَقٌّ سے، بروزن فَعِيلٌ صفتِ مشبہ کا صیغہ۔

فصل الکاف

حُكَّامِ۔ حاکم۔ فیصلہ کرنے والے، حَاكِمٌ کی جمع۔

حُكْمٌ۔ حکم، حکم کرنا، حَكَمَ يَحْكُمُ کا مصدر ہے کسی چیز کے متعلق فیصلہ کرنے کا نام "حکم" ہے۔ خواہ وہ فیصلہ دوسرے کے لئے لازم کردیا جائے یا نہ کیا جائے۔ حُكْمًا۔

حَكَمَ۔ اس نے حکم کیا، وہ فیصلہ کرچکا (نَصَرَ) حُكْمٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔

حَكَمًا۔ منصف، فیصلہ کرنے والا، حُكْمٌ سے صفتِ مشبہ کا صیغہ، واحد اور جمع سب کے لئے مستعمل ہے۔ خصوصی فیصلہ کرنے والے کو حَكَمٌ کہتے ہیں، اس لئے یہ حاکم سے زیادہ بلیغ ہے۔

حَكَمْتَ۔ تونے حکم کیا، تونے فیصلہ کیا حُكْمٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔

حَكَمْتُمْ۔ تم نے حکم کیا، تم نے فیصلہ کیا۔ حُكْمٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔

حِكْمَةَ۔ حکمت، دانش، سمجھ، علم، پکی باتیں تدبیر، علم و عقل کے ذریعہ حق بات کے دریافت کرلینے کا نام "حکمت" ہے، اس لحاظ سے حکمتِ الٰہی کا مطلب اشیاء کی معرفت اور ان کو نہایت ہی درست طریقہ پر ایجاد کرنا ہے، اور انسان کی حکمت موجودات کو پہچاننا اور نیک کاموں کا سرانجام دینا ہے آیتِ شریفہ وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ (اور ہم نے دی ہے لقمان کو عقلمندی) میں حضرت لقمان کو اسی حکمت کے ساتھ موصوف کیا گیا ہے، آیاتِ شریفہ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ (ان کو سکھاتا ہے کتاب اور عقلمندی)

اور وَاذْکُرْنَ مَا یُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِکُنَّ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰہِ وَالْحِکْمَۃِ (اور یاد کیا کرو جو پڑھی جاتی ہیں تمہارے گھروں میں اللہ کی باتیں اور عقلمندی کی، حکمت سے علم نبوت مراد ہے، حِکَمٌ جمع

پ ۱/۱۵ پ ۲/۱۳ و ۱۴ پ ۳/۵ و ۱۳ و ۱۷ پ ۴/۸ پ ۵/۵ و ۱۳ پ ۶/۵ پ ۱۴/۲۳

پ ۱۵/۲ پ ۲۱/۱۱ پ ۲۲/۲ پ ۲۳/۱۱ پ ۲۵/۱۲ پ ۲۶/۸ پ ۲۸/۱۱

حُکْمِہٖ۔ اس کا حکم، اس کا فیصلہ، حُکْم مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ ۱۳/۱۱ پ ۱۲/۳ پ ۱۵/۵ پ ۲۵/۲

حُکْمِہِمْ۔ ان کا حکم، ان کا فیصلہ، حُکْم مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ، پ ۱۷/۵

حَکِیْمٌ۔ حکمت والا، بروزن فَعِیْلٌ صفت مشبہ کا صیغہ، اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔ کیونکہ اصل حکمت اسی کی حکمت ہے، پ ۱/۴ و ۱۵ پ ۲/۹ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۵ پ ۳/۳ و ۹ و ۱۰ و ۱۳ پ ۴/۴

پ ۵/۴ پ ۶/۱۰ پ ۷/۲ و ۳ پ ۸/۱۵ پ ۹/۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ پ ۱۰/۵ و ۶ و ۱۴

پ ۱۱/۶ و ۸ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ پ ۱۲/۱ و ۲ و ۳ و ۶ و ۱۴ پ ۱۳/۱۱ پ ۱۴/۲ و ۵ و ۱۳ پ ۱۵/۲ و ۱۳

پ ۱۸/۷ و ۸ و ۱۳ پ ۱۹/۱۹ پ ۲۰/۱۵ و ۱۹ پ ۲۱/۹ و ۱۰ و ۱۳ پ ۲۲/۷ و ۹ و ۹

پ ۲۲/۱۳ و ۱۸ پ ۲۳/۱۵ پ ۲۴/۹ و ۱۹ پ ۲۵/۲ و ۶ و ۹ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۷ و ۲۰

پ ۲۶/۱ و ۱۳ و ۱۹ پ ۲۷/۱۴ پ ۲۸/۳ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۹ و ۱۹

حَکِیْمًا پ ۳/۱۳ و ۱۴ پ ۵/۱ و ۲ و ۱۰ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۶ پ ۶/۲ و ۳

پ ۲۱/۱۴ پ ۲۶/۹ و ۱۱ پ ۲۹/۲۰

فصل اللام

حِلٌّ۔ حلال، حلال ہونا، حَلَّ یَحِلُّ کا مصدر ہے، پ ۵/۴ پ ۶/۵ پ ۶/۶ پ ۳۰/۱۸۔ حِلًّا پ ۴

حَلَّافٍ۔ بڑا قسمیں کھانے والا، حَلْفٌ سے جس کے معنی قسم کھانے کے ہیں بروزن فَعَّالٌ مبالغہ کا صیغہ، پ ۲۹/۳

حَلَالٌ۔ حلال، حلال ہونا، حَلَّ یَحِلُّ کا مصدر ہے، پ ۱۴/۲۱ حَلٰلًا پ ۲/۵ پ ۷/۲ پ ۱۰/۵ پ ۱۱/۱۱ پ ۱۴/۲۱

حَلَائِلُ۔ بیویاں، جوروئیں، حَلِیْلَۃٌ کی جمع، جس کے معنی زوجہ کے ہیں۔ حَلِیْلَۃٌ بروزن فَعِیْلَۃٌ حَلٌّ سے مشتق ہے، جس کے معنی گرہ کھولنے، اترنے اور حلال ہونے کے ہیں، چونکہ شوہر اور بیوی ایک دوسرے کی ازار کھولتے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ اترتے ہیں اور ایک دوسرے کے لئے حلال ہیں اس لئے حَلِیْلٌ اور حَلِیْلَۃٌ کہلاتے ہیں پ ۴/۱۵

حَلَفْتُمْ۔ تم نے قسم کھائی، حَلْفٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ ۷/۲

حُلْقُوْمَ۔ حلق، گلا، حَلَاقِیْمُ جمع، پ ۲۷/۱۶

حَلَلْتُمْ۔ تم حلال ہو، احرام سے نکلو، حِلٌّ

اور حَلال سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر

حُلُم، بلوغ، عقل، اَحلام جمع،

حُلُّوا۔ ان کو پہنایا گیا، تَحلِیَۃ سے جس کے معنی زیور پہنانے کے ہیں، ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب،

حَلِیم، بردبار، تحمل والا، باوقار، حِلم سے جس کے معنی جوش غضب سے نفس اور طبیعت کو روکنے یعنی بردباری اور تحمل کرنے کے ہیں بروزن فَعِیل صفت مشبہ کا صیغہ اللہ کے اسماء حسنی میں ہے کیونکہ اصل حلم اسی کا ہے۔ حَلِیمًا

حُلِیِّھِم۔ ان کے زیورات، ان کے گہنے حُلِیّ حَلْی کی جمع ہے جیسے ثُدِیّ ثَدْی کی جمع ہے، حَلْی کے معنی زیور اور گہنے کے ہیں حُلِیّ مضاف، ھُم ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ،

فصل المیم

حٰمٓ۔ حا، میم، حروف مقطعات میں (ملاحظہ ہو الٓرٰ)

حَمَاٍ۔ گارا، کیچڑ،

حِمَار۔ گدھا، حَمِیر اور حُمُر جمع،

حِمَارِکَ۔ تیرا گدھا، حِمَار مضاف، کَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ،

حَمَّالَۃَ۔ خوب اٹھانے والی، حَمْل سے بروزن فَعَّالَۃ مبالغہ کا صیغہ، حَمَّالَۃَ الحَطَبِ (ایندھن سر پر لئے پھرنے والی) ابولہب کی جورو کی صفت ہے، اس کا نام اروی بنت حرب ہے کنیت ام جمیل اور لقب عوراء (کانی) ہے اپنے بدبخت شوہر ابولہب کی طرح اس شقیہ کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سخت ترین عداوت تھی۔ حاکم نے بسند ثقات حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک مرتبہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر چند روز تک وحی نازل نہ ہوئی تو ابولہب کی جورو بولی اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے تو اس کے سوا کچھ نظر نہیں آتا کہ تیرا شیطان تجھ کو چھوڑ گیا۔ تب سورۂ والضحیٰ نازل ہوئی۔[1] ایندھن سر پر لئے پھرنے کو

[1] فتح الباری ج ۳ ص ۷، طبع امیریہ مصر۔

بعض نے تو حقیقت پر محمول کیا ہے، ان لوگوں کا بیان ہے کہ وہ خست کے مارے ایندھن جنگل میں سے آپ لاتی تھی اور کانٹے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں ڈال دیتی تھی تاکہ آتے جاتے چبھیں، اور بعض نے کہا ہے کہ سخن چینی سے استعارہ ہے، چونکہ وہ چغلخوری کے سبب قبیلہ میں لڑائی کی آگ بھڑکاتی تھی، اس لئے قرآن مجید نے اس کو حمالۃ الحطب کہا، پ۳۰/۳۰

حَمْدٌ. تعریف، خوبی، اللہ تعالیٰ کی فضیلت اور ثنا کو حمد کہتے ہیں، یہ مدح سے خاص اور شکر سے عام ہے کیونکہ مدح ان افعال پر بھی ہوتی ہے جو انسان سے اس کے اپنے اختیار سے سرزد ہوتے ہیں اور ان اوصاف پر بھی جو بہ تسخیرِ الٰہی اس میں موجود ہیں چنانچہ جس طرح انسان کی مدح طول قامت اور رخِ صبیح پر ہوتی ہے اسی طرح مال کے خرچ کرنے اور سخاوت و حصولِ علم پر بھی ہوتی ہے، اور حمد صرف ان امور پر ہی ہوتی ہے جو بہ تسخیرِ الٰہی ہوں اور شکر وہ ہے جو نعمت کے مقابلہ میں ہو پس ہر شکر حمد ہے اور ہر حمد شکر نہیں ہے، اور ہر حمد مدح ہے لیکن ہر مدح حمد نہیں ہے۔ پ۱/۱ و ۱۱، پ۸/۱۲، پ۱۱، پ۱۳/۱۸، پ۱۳/۹ و ۱۴، پ۱۵/۱۲ و ۱۳، پ۱۶/۱۶، پ۱۸/۲، پ۱۹/۱۴ و ۲۰، پ۲۰/۲ و ۵، پ۲۱/۲ و ۵ و ۱۲ و ۱۵، پ۲۲/۶ و ۱۲ و ۱۷، پ۲۳/۹ و ۱۶، پ۲۴/۵ و ۹ و ۱۱ و ۱۲، پ۲۵/۲ و ۲۰، پ۲۶/۱۶، پ۲۸/۲، پ۲۸/۱۵، پ۳۰/۲۵

حَمْدِكَ. تیری تعریف، تیری خوبیاں حَمْدِ مضاف كَ ضمیر واحد مذکر حاضر، مضاف الیہ، پ۱/۴

حَمْدِهٖ. اس کی تعریف، اس کی خوبیاں حَمْدِ مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب، مضاف الیہ، پ۱۳/۸، پ۱۵/۵، پ۱۹/۲

حُمُرٌ. گدھے، حِمَارٌ کی جمع، پ۲۹/۱۹

حُمْرٌ. سرخ، اَحْمَرُ کی جمع پ۲۲/۱۴

حٰمٓ عٓسٓقٓ، حا، میم، عین، سین، قاف حروف مقطعات ہیں (ملاحظہ ہو الٓمٓ) پ۲۵/۲

حَمْلٌ، حمل، پیٹ کا بچہ، اَحْمَالٌ جمع (ملاحظہ ہو تَحْمِلُ) پ۱۴/۸، پ۲۶/۱۴

حَمْلًا پ۹/۱۳

حِمْلٌ. بوجھ، اَحْمَالٌ اور حُمُوْلَةٌ جمع (ملاحظہ ہو تَحْمِلُ) پ۱۳/۳

حِمْلًا پ۱۶/۱۳

حَمَلَ۔ اس نے اٹھایا، حِمْلٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، پ ۱۵

حُمِّلَ۔ اٹھوایا گیا، بوجھ رکھا گیا، تَحْمِیْلٌ سے جس کے معنی بار کرانے اور بوجھ رکھنے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۱۴

حَمَلَتْ۔ اس نے اٹھالیا، حَمْلٌ اور حُمْلٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو تَحْمِلُ) پ ۹ پ ۵

حُمِلَتْ۔ وہ اٹھائی گئی، حَمْلٌ اور حُمْلٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ ۲۹

حُمِّلْتُمْ۔ تم پر بوجھ رکھا گیا، تم سے بوجھ اٹھوایا گیا، تَحْمِیْلٌ سے۔ ماضی مجہول کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، پ ۱۸

حَمَلْتَہٗ۔ تونے اس پر بوجھ رکھا۔ حَمَلْتَ حَمْلٌ اور حُمْلٌ سے، ماضی کا صیغہ، واحد مذکر حاضر، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب، پ ۳

حَمَلَتْہُ۔ اس نے اس کو اٹھایا، اس کو پیٹ میں رکھا، حَمَلَتْ حَمْلٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۱۶ پ ۲۶

حَمَلْنَا۔ ہم نے بار کرایا، ہم نے سوار کرایا۔ حَمْلٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع متکلم (ملاحظہ ہو اِحْمِلْ) پ ۱۵ پ ۱۶ پ ۲۳

حُمِّلْنَا۔ ہم پر لادا گیا، ہم سے اٹھوایا گیا، تَحْمِیْلٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع متکلم، پ ۱۶

حَمَلْنٰکُمْ۔ ہم نے تم کو چڑھالیا، ہم نے تم کو لاد دیا۔ ہم نے تم کو سوار کر دیا، اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے، پ ۲۵

حَمَلْنٰہُ۔ ہم نے اس کو چڑھالیا، ہم نے اس کو سوار کرلیا، اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے، پ ۲۷

حَمَلْنٰھُمْ۔ ہم نے ان کو چڑھایا، ہم نے ان کو سواری دی، اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے، پ ۱۵

حُمِّلُوْا۔ ان سے اٹھوایا گیا، ان پر لادا گیا، تَحْمِیْلٌ سے، ماضی مجہول کا صیغہ، جمع مذکر غائب، پ ۲۸

حَمْلُہٗ۔ اس کا حمل ہیں رہنا، حَمْلُ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ، پ ۲۶

حَمْلُھَا۔ اس کا حمل، حَمْلَ مضاف، ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ، پ ۱۷

حِمْلُھَا۔ اس کا بوجھ، حِمْلِ مضاف، ھَا ضمیر

واحد مؤنث غائب مضاف الیہ، پ ۲۲/۱۵

حَمَلَهَا. اس کو اٹھالیا، حَمَلَ صیغہ ماضی هَا ضمیر واحد مؤنث غائب، پ ۲۲/۶

حَمْلُهُنَّ. ان (عورتوں) کا حمل، حَمْلَ مضاف، هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مضاف الیہ، پ ۲۸/۱۷

حَمُولَةً. لدنے والے، بوجھ اٹھانے والے حَمْلٌ سے صفتِ مشبہ کا صیغہ، پ ۸/۴

حَمِيدٌ. ستودہ، تعریف کیا ہوا، سراہا ہوا، حَمْدٌ سے بروزن فَعِيلٌ صفتِ مشبہ کا صیغہ بمعنی مفعول یعنی محمود ہے، اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حسنیٰ میں سے ہے کیونکہ وہی حقیقی طور پر مستحق حمد ہے، پ ۳/۵ پ ۱۲/۷ پ ۱۳/۱۲ و ۱۳ پ ۱۴/۱۰ و ۱۵ پ ۲۱/۱۱ و ۱۲ پ ۲۲/۷ و ۱۵ پ ۲۴/۱۹ پ ۲۵/۲ پ ۲۶/۱۹ پ ۲۸/۷ و ۱۵ پ ۳۰/۱۰

حَمِيدًا. پ ۵/۴

حَمِيرُ. گدھے، حِمَارٌ کی جمع ہے۔ پ ۱۴/۷ پ ۲۱/۱۱

حَمِيمٍ. نہایت گرم پانی، گہرا دوست، اصل میں حَمِيمٌ سخت گرم پانی کو کہتے ہیں اور اسی اعتبار سے اس قریبی دوست کو بھی حمیم کہا جاتا ہے جو اپنے دوست کی حمایت میں گرم ہو جائے، پہلے معنی کے لحاظ سے اس کی جمع حَمَائِمُ ہے اور دوسرے معنی کے لحاظ سے اَحِمَّآءُ ہے، پ ۷/۱۲ پ ۱۱/۹ پ ۱۶/۹ پ ۱۷/۹ پ ۲۳/۶ و ۱۳ پ ۲۴/۷ و ۱۳ و ۱۹ پ ۲۵/۱۹ پ ۲۷/۱۲ و ۱۵ و ۱۶ پ ۲۹/۵ و ۶

حَمِيمًا. پ ۲۶/۲ پ ۲۹/۲ پ ۳۰/۱

حَمِئَةٍ. کیچڑ والا، دلدل والا، حَمَأٌ سے جس کے معنی کیچڑ اور دلدل ہونے کے ہیں صفتِ مشبہ کا صیغہ، پ ۱۶/۱۲

حَمِيَّةَ. کد، ضد، حمیت، قوتِ غضبیہ، جب جوش میں آئے اور بڑھ جائے تو حمیت کہلاتی ہے۔ پ ۲۶/۱۱

فصل النون

حَنَاجِرَ. حلق، گلے، نرخرے، حَنْجَرَةٌ کی جمع، پ ۲۱/۱۸ پ ۲۴/۷

حَنَانًا. رحمت، شفقت، مہربانی، وہ رقتِ قلب جس میں شفقت موجود ہو، حَنَّ يَحِنُّ کا مصدر ہے، پ ۱۶/۴

حِنْثِ. گناہ، قسم توڑنا، اَحْنَاثٌ جمع، پ ۲۷/۱۸

حُنَفَآءَ. حنیفی، اللہ کی طرف ہونے والے، حَنِيفٌ کی جمع، پ ۱۷/۱۱ پ ۳۰/۲۳

حَنِيذٍ. بریاں، تلا ہوا، بھونا ہوا، حَنَذٌ سے

جس کے معنی تلنے اور بھوننے کے ہیں بروزن فَعِیْلٌ بمعنی مفعول صفتِ مشبہ کا صیغہ، پ۱۲

حَنِیْفًا ایک طرف ہونے والا، حَنَفٌ سے جس کے معنی گمراہی سے استقامت کی طرف مائل ہونے کے ہیں، بروزن فَعِیْلٌ صفتِ مشبہ کا صیغہ، جو کوئی ایک راہ حق پکڑے اور سب باطل راہیں چھوڑے "حنیف" کہلاتا ہے، شاہ ولی اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔

"حنیف آں رامی گفتند کہ استقبال کعبہ کند و حج گزارد و ختنہ نماید و از جنابت غسل کند حاصل آنکہ نام کسے بود کہ بشریعت ابراہیمی متدین باشد"[1]

پ۱ پ۳ پ۴ پ۵ پ۸ پ۱۱ پ۱۳ پ۱۴ پ۱۷ پ۲۱

حُنَیْنٍ، حنین، طائف کے قریب ذوالمجاز کے پہلو میں ایک وادی کا نام ہے جو مکہ معظمہ سے بجانب عرفات کچھ اوپر دس میل ہے، حنین بن قانیہ بن مہلائیل کے نام پر موسوم ہے، شوال ۸ھ میں یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبیلہ بنو ہوازن سے مشہور جنگ ہوئی تھی، جو غزوہ حنین اور غزوہ ہوازن کے نام سے مشہور ہے، پ۱۰

فصل الواو

حَوَارِیُّوْنَ۔ حواری، حَوَارِیٌّ کی جمع، بحالت رفع، حواری حَوَرٌ سے مشتق ہے جس کے معنی خالص سپیدی کے ہیں، یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اصحاب کا خطاب ہے، صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ چونکہ ان کے کپڑے سپید تھے اس واسطے وہ "حواری" کہلائے[2] ابن ابی حاتم نے ضحاک سے روایت کی ہے کہ حواری نبطی زبان میں دھوبی کو کہتے ہیں، مگر وہ بجائے حا کے ہا بولتے ہیں، اور قتادہ سے روایت کی ہے کہ حواری اس کو کہتے ہیں جس میں خلافت اور حکومت کی صلاحیت ہو، نیز اُن سے وزیر کے معنی بھی مروی ہیں، ترمذی وغیرہ نے ابن عیینہ سے ناصر و مددگار کے معنے نقل کئے ہیں، ان اخیر کے تین معانی کا مفہوم قریب قریب ہے: یونس بن حبیب نے

---

[1] فتح الرحمٰن سورۂ آلِ عمران آیت مَا كَانَ اِبْرَاهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا

[2] صحیح بخاری باب مناقب الزبیر بن عوام۔

خالص کے معنی بتائے ہیں اور ابن الکلبی نے خلیل یعنی دلی دوست کہا ہے۔[۱] شاہ عبدالقادر صاحب موضح القرآن میں لکھتے ہیں۔ "حضرت عیسیٰ کے بارہ یار کا خطاب تھا حواری، حواری اصل میں کہتے ہیں دھوبی کو، ان میں پہلے جو دو شخص ان کے تابع ہوئے دھوبی تھے حضرت عیسیٰ نے ان کو کہا کہ کپڑے کیا دھوتے ہو، میں تم کو دل دھونے سکھادوں وہ ان کے ساتھ ہوئے اس طرح سب کو یہ خطاب ٹھہر گیا۔"

حَوَارِيِّيْنَ۔ حواری، حَوَارِیٌّ کی جمع بحالتِ نصب وجر۔

حَوَايَا۔ انتڑیاں، آنتیں، حَوِيَّةٌ کی جمع، جس کے معنی آنت کے ہیں۔

حُوْبًا۔ گناہ، وبال، اسم ہے۔

حُوْتٌ۔ مچھلی، حِيْتَانٌ جمع۔

حُوْتَهُمَا۔ ان دونوں کی مچھلی، حوت مضاف هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب مضاف الیہ۔

حُوْرٌ۔ حوریں، حَوْرَاءُ کی جمع، حوراء نہایت گوری عورت کو کہتے ہیں، امام بغوی لکھتے ہیں "مستورہ عورتیں ہیں جن کی سفیدی گہری ہو، مجاہد کا بیان ہے کہ ان کے گورے پن اور رنگ کی صفائی کے سبب ان پر نگاہ کام نہ کرسکے، ابوعبیدہ کہتے ہیں حوریں وہ ہیں، جن کی آنکھ کی سفیدی نہایت سفید اور سیاہی نہایت گہری ہو۔"[۲]

حَوْلَ۔ گرد، حوالی، مصدر ہے، اصل میں حول کے معنی کسی چیز کے متغیر ہونے اور دوسرے سے جدا ہونے کے ہیں، اور اسی اعتبار سے کسی چیز کی اس جانب کو جس کی طرف اس کا پلٹنا اور منتقل کرنا ممکن ہو حول کہتے ہیں۔

حَوْلٌ۔ برس، سال، چونکہ سال پلٹتا رہتا ہے اس لئے حول کہلاتا ہے۔

حِوَلًا۔ جگہ بدلنی، تبدیلی، پلٹنا، مصدر ہے۔

حَوْلَكَ۔ تیرے حوالی، تیرے گرد، حَوْلَ مضاف كَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ۔

حَوْلَكُمْ۔ تمہارے گرد، تمہارے آس پاس، حَوْلَ مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔

---

[۱] فتح الباری ج ۷، ص ۶۲ طبع امیریہ [۲] معالم التنزیل ج ۷، ص ۱۶۵ طبع مصر۔

حَوْلَهٗ۔ اس کے گرد اس کے آس پاس، حَوْلَ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ

پ۲/۲ پ۶/۱ پ۷/۶، ۷، ۱۰ پ۲۳/۹

حَوْلَهَا۔ اس کے آس پاس، اس کے اردگرد، حَوْلَ مضاف هَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ، پ۶/۱۷ پ۹/۱۹ پ۲۵/۳

حَوْلَهُمْ۔ ان کے اردگرد، ان کے آس پاس حَوْلَ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ، پ۱۱/۳ پ۲۱/۳

حَوْلَيْنِ۔ دو برس، دو سال حَوْلٌ کا تثنیہ پ۲/۱۴

فصل الیاء المثناة

حَیَّ وہ زندہ رہا، وہ جیا، (سَمِعَ) حَیَاةٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، حَیَّ اصل میں حَیِیَ تھا یاء کا یاء میں ادغام ہوگیا۔ (ملاحظہ ہو حَیٰوة) پ۱۰

حَیٌّ۔ زندہ، حَیَاةٌ سے صفتِ مشبہ کا صیغہ، (ملاحظہ ہو اَحْیٰی) پ۲/۳، ۹، ۱۱ پ۸/۱۸ پ۱۱/۱۲ پ۱۳/۱۶ پ۱۳/۲ پ۱۷/۳ پ۲۱/۲۱ پ۲۲/۲۲ حَیًّا پ۱۶/۲، ۵، ۸ پ۲۴/۱۳

حِیْتَانُهُمْ۔ ان کی مچھلیاں، حِیْتَانٌ حُوْتٌ کی جمع مضاف، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب، مضاف الیہ، پ۹/۱۱

حَیْثُ۔ جہاں، جس جگہ، ظرف مکان ہے، مبنی بر ضمہ ہے، مکان مبہم کے لئے آتا ہے جس کی جملہ مابعد سے تشریح ہوتی ہے، اور جب مَا اس کے بعد آتا ہے تو مجازات یعنی شرط و جزاء کے معنی ہوتے ہیں، پ۱/۴، ۵، ۶ پ۲/۲، ۸، ۹، ۱۲ پ۵/۹ پ۸/۲، ۹، ۱۰ پ۹/۱۰، ۱۲ پ۱۰/۷ پ۱۳/۱، ۱۲ پ۱۴/۵، ۱۰، ۱۲ پ۱۶/۱۲ پ۲۳/۱۲، ۱۷ پ۲۴/۵ پ۲۸/۴، ۱۷ پ۲۹/۴

حَیْرَانَ۔ حیران، سراسیمہ، بہکا ہوا، متردد، حَیْرَةٌ سے، جس کے معنی بہکنے اور متردد ہونے کے ہیں صفت مشبہ کا صیغہ، پ۷/۱۵

حِیْلَ، حائل کردیا گیا، جدائی ڈال دی گئی (نَصَرَ) حَوْلٌ سے بمعنی جدائی ڈالنے کے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب، پ۲۲/۱۲

حِیْلَةً۔ بہانہ، چارہ، کسی حالت کو خفیہ طور پر جس ذریعہ سے پہنچا جائے اس کا نام "حیلہ" ہے، اس کا استعمال زیادہ تر برائی کے حاصل کرنے میں ہوتا ہے، اور کبھی کبھی جس چیز میں حکمت ہو اس کے لئے بھی بولا جاتا ہے، یہ حَوْلٌ سے مشتق ہے، لیکن ماقبل کو کسرہ ہونے کے سبب واؤ کو یاء سے بدل

یا گیا۔ حِیَلٌ جمع ہے، پ۱۵ ۱۱

حِیْنٌ، وقت، زمانہ، مدت، اَحْیَانٌ جمع،
• حین، کسی شئے کے بلوغ اور حصول کے وقت کا نام ہے، اس کے معنی میں جو ابہام ہے مضاف الیہ سے اس کی تخصیص ہوجاتی ہے جیسے وَّلَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ (اور وقت نہ رہا تھا خلاصی کا) کہ حین یعنی وقت کے معنی میں جو ابہام تھا اس کی مضاف الیہ یعنی مناص (خلاصی) سے تخصیص ہوگئی، اس کا استعمال متعدد معانی کے لئے ہوتا ہے (۱) مدت کے لئے جیسے وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰی حِیْنٍ (اور ہم نے ان کا ایک مدت تک کام چلایا) (۲) برس اور سال کے لئے جیسے تُؤْتِیْٓ اُکُلَهَا کُلَّ حِیْنٍ (ہر سال اپنا پھل لاتا ہے۔ (۳) گھڑی جیسے فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ۔ (سو پاک اللہ کی یاد ہے جس گھڑی کہ تم شام کرو اور جس گھڑی کہ تم صبح کرو) (۴) زمان مطلق یعنی کوئی وقت جیسے هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ (کبھی ہوا ہے انسان پر ایک وقت زمانہ میں) پ۱ ۴، پ۲ ۴، پ۶ ۴، پ۹ ۹، پ۱۱ ۱۵و۱۶، پ۱۲ ۱۴، پ۱۳ ۱۹، پ۱۴ ۶و۱۶، پ۱۷ ۳و۴، پ۱۸ ۲و۴و۱۴، پ۱۹ ۲و۱۵، پ۲۰ ۵، پ۲۱ ۵، پ۲۳ ۲و۹و۱۰و۱۲، پ۲۳ ۲و۴، پ۲۴ ۱و۴، پ۲۹ ۱۹

حِیْنَئِذٍ اس وقت، حِیْنَ مضاف اِذْ مضاف الیہ، پ۲۷ ۱۹

حَیُّوْا۔ تم دعا دو، تم سلام کرو، تَحِیَّةٌ سے جس کے معنی سلام کرنے اور زندگی کی دعا دینے کے ہیں، امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر، (ملاحظہ ہو تَحِیَّةٌ) پ۵ ۸

حَیَوَانُ۔ زندگی، جینا، حَیِیَ یَحْیٰی کا مصدر ہے، اصل میں حَیَیَانٌ تھا، یا ثانیہ واو سے بدل دی گئی، یہ حَیَاةٌ سے زیادہ بلیغ ہے کیونکہ فَعَلَانٌ کے وزن میں حرکت واضطراب جو لازمۂ حیات ہے موجود ہے، اور یہی وجہ ہے کہ اس مقام پر لفظ حیات کی بجائے حَیَوَانُ کا استعمال کیا گیا ہے، پ۲۱ ۲

حَیٰوة۔ زندگی، جینا، حَیِیَ یَحْیٰی کا مصدر ہے (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو اَحْیَا)۔ پ۱ ۱۰و۱۱، پ۲ ۹و۱۰، پ۳ ۱۰، پ۴ ۳و۱۰، پ۵ ۷و۱۰و۱۳، پ۷ ۱۰و۱۴، پ۸ ۳و۱۱و۱۳، پ۹ ۹، پ۱۱ ۱۲و۱۳، پ ۹و۸و۱۲و۱۴و۱۵، پ۱۲ ۲، پ۱۳ ۹و۱۱و۱۴، پ۱۴ ۱۲، پ۱۴ ۱۹و۲۰، پ۱۵ ۸و۱۲و۱۸، پ۱۷ ۳و۱۲و۱۳و۱۶، پ۱۸ ۳و۱۰و۱۲، پ۲۰ ۹و۱۰و۱۱و۱۵، پ۲۱ ۳و۴و۱۳و۲۰، پ۲۲ ۱۳، پ۲۳ ۱۴، پ۲۴ ۱۰و۱۱و۱۷

پ ۲۴ ۱۶ و ۱۸ پ ۲۵ ۵ و ۹ و ۲۰ پ ۲۶ ۸ پ ۲۷ ۶ و ۱۹ پ ۲۹ ۱ پ ۳۰ ۴ و ۱۲

حَيَاتِكُمْ. تمہاری زندگی، حَيَاةِ مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ، پ ۲۶ ۲

حَيَاتُنَا. ہماری زندگی، ہمارا جینا، حَيَاةُ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ، پ ۹ پ ۸ ۲

حَيَاتِيْ. میری زندگی، میرا جینا، حَيَاةِ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ، پ ۳۰ ۱۲

حَيَّوْكَ. انھوں نے تجھ کو دعا دی، انھوں نے تجھے سلام کیا، حَيَّوْا تَحِيَّةٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب، كَ ضمیر واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو تَحِيَّةٌ) پ ۲۸ ۲

حَيَّةٌ. سانپ، مذکر اور مؤنث دونوں کے لئے یکساں استعمال ہوتا ہے، حَيَّاتٌ جمع، پ ۱۶ ۱۰

حُيِّيْتُمْ. تمہیں دعا دی جائے، تمہیں سلام کیا جائے تَحِيَّةٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو تَحِيَّةٌ) پ ۵ ۸

بَابُ الخَاءِ المُعجَمَة

فصل الالف

خَابَ۔ وہ نامراد ہوا، وہ خراب ہوا، اس کا مطلب فوت ہوا، (ضَرَبَ) خَیْبَۃٌ سے جس کے معنی نامراد ہونے اور مطلب فوت ہونے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۲۰/۱۳، ۱۶/۱۱، ۱۲/۱۵، ۱۶/۳۰

خَاتَمَ۔ مہر، ختم کرنے والا، خَوَاتِمُ اور خُتُمٌ جمع، چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی تھے کہ آپ پر نبوت ختم ہوگئی اور آپ کے بعد کوئی اور نبی نہیں آنے والا، اس لئے قرآن مجید نے آپ کو خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ (مہر سب نبیوں کی) فرمایا ہے۔ یعنی تمام نبیوں کا ختم کرنے والا، کیونکہ سب کے مہر اخیر میں لگائی جاتی ہے ۲۲/۴۰

خَادِعُهُمْ۔ ان کو دغا دینے والا، ان کو فریب دینے والا، خَادِعٌ خِدَاعٌ سے۔ جس کے معنی فریب دینے اور دغا دینے کے ہیں، اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر مضاف ہے، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ (منافق جو ہیں دغابازی کرتے ہیں اللہ سے اور وہ ان کو دغابازی کی سزا دے گا) میں خَادِعُ کے معنی دغا کی سزا دینے والے کے ہیں، خدع (یعنی دغا کی سزا) کو خدع سے تعبیر کرنا مقابلۃً اور مجازاً عرب کا عام محاورہ ہے (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو یُخٰدِعُوْنَ) ۵/۱۸

خَارِجٍ۔ نکلنے والا، خُرُوْجٌ سے، اسم فاعل کا صیغہ، واحد مذکر (ملاحظہ ہو اُخْرُجْ) ۴/۲

خَارِجِیْنَ۔ نکلنے والے۔ خُرُوْجٌ سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر، ۴/۶ ۶/۲

خَازِنِیْنَ۔ جمع کرنے والے، ذخیرہ کرنے والے، خزانہ کرنے والے، خَزْنٌ سے، جس کے معنی خزانہ میں جمع کرنے کے ہیں۔

اسمِ فاعل کا صیغہ جمع مذکر، ۲۴/۲

خَاسِرُوْنَ۔ ٹوٹا پانے والے، نقصان اٹھانے والے، زیان کار، خُسْرٌ اور خُسْرَانٌ سے اسمِ فاعل کا صیغہ جمع مذکر بحالت رفع، (ملاحظہ ہو خُسْر اور خُسْرَانٌ) ۱۳/۳، ۱۵/۲، ۱ و ۹/۱۲ ۱۴/۳، ۸/۱۵، ۱۲/۱۳، ۲۴/۱۷، ۱۳/۲، ۱۲/۲، ۱۲/۲، ۲۶/۳، ۲۸/۱۵ ۱۴/۳

خَاسِرَةٌ۔ ٹوٹے والی، زیان دہندہ، خُسْرٌ اور خُسْرَانٌ سے، اسمِ فاعل کا صیغہ واحد مؤنث، ۳۰/۳

خٰسِرِیْنَ۔ ٹوٹا پانے والے، نقصان اٹھانے والے، خراب ہونے والے، زیان کار، خُسْرٌ اور خُسْرَانٌ سے، اسمِ فاعل کا صیغہ جمع مذکر بحالتِ نصب وجر، ۶/۵ و ۸ و ۹ و ۱۲ ۳/۷، ۳/۱۳، ۱/۱۷ ۱۴/۱، ۱۲/۱، ۱۸/۱ و ۸، ۹ ۲۶/۶، ۲۵/۹، ۲۳/۳ و ۱۷، ۱۳/۱۹، ۱۱/۱۳، ۸/۱۱

خَاسِئًا۔ ذلیل، خوار، درماندہ، خَسَأٌ سے جس کے معنی دھتکار پڑنے درماندہ ہونے اور تھک کر رہ جانے کے ہیں، اسمِ فاعل کا صیغہ واحد مذکر، ۲۹/۱

خَاسِئِیْنَ۔ ذلیل، خوار، خَسَأٌ سے، اسمِ فاعل کا صیغہ، جمع مذکر، ۱/۸، ۹/۱۱

خَاشِعًا۔ دب جانے والا، عاجزی کرنیوالا، خُشُوْعٌ سے، اسمِ فاعل کا صیغہ واحد مذکر (ملاحظہ ہو تَخَشُّع) ۲۸/۹

خٰشِعٰتِ۔ فروتنی کرنے والی عورتیں، عاجزی کرنے والی عورتیں، دبی رہنے والی عورتیں خُشُوْعٌ سے، اسمِ فاعل کا صیغہ جمع مؤنث ۲۲/۲

خَاشِعُوْنَ۔ زاری کرنے والے، عاجزی کرنے والے، خُشُوْعٌ سے اسمِ فاعل کا صیغہ جمع مذکر بحالتِ رفع، ۱۸/۱

خَاشِعَةٌ ذلیل ہونے والی، خوار، دبی جلنے والی، خُشُوْعٌ سے اسمِ فاعل کا صیغہ، واحد مؤنث، ۲۴/۱۹، ۲۹/۴ و ۹، ۳۰/۳ و ۱۴

خَاشِعِیْنَ، فروتنی کرنے والے، عاجزی کرنے والے، ڈرنے والے، خُشُوْعٌ سے اسمِ فاعل کا صیغہ جمع مذکر بحالت نصب وجر ۱/۵، ۴/۱۲، ۱۷/۹، ۲۲/۲، ۲۵/۹

خَاصَّةً۔ خاص کر، چن کر، خَصٌّ سے جس کے معنی مخصوص کرنے کے ہیں، اسمِ فاعل کا صیغہ واحد مؤنث، ۹/۱۷

خٰضِعِیْنَ۔ عاجزی کرنے والے، جھکنے والے، خضوعٌ سے، جس کے معنی عاجزی کرنے جھکنے اور تواضع کرنے کے ہیں، اسمِ فاعل کا

صیغہ، جمع مذکر بحالتِ نصب وجر، ۵/۹۵

خَاضُوا۔ انھوں نے قدم ڈالے، انھوں نے بحث کی، (نَصَرَ) خَوضٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب (ملاحظہ ہو خَوض) ۹/۶۹

خَاطَبَهُمُ۔ ان سے خطاب کیا، ان سے بات چیت کی، خَاطَبَ مُخَاطَبَۃٌ سے جس کے معنی بات چیت کرنے کے ہیں، ماضی کا صیغہ، واحد مذکر غائب، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۲۵/۶۳

خَاطِئُونَ۔ گنہگار، خَطَأٌ سے، جس کے معنی گناہ کرنے کے ہیں اسمِ فاعل کا صیغہ جمع مذکر بحالتِ رفع، خَاطِئٌ کی جمع جس کے معنی گناہ کا قصد کرنے والے کے ہیں (ملاحظہ ہو أَخْطَأْتُمْ اور خَطَأً) ۶۹/۳۷

خَاطِئَةٍ۔ گناہ، گناہگار، خَطِئَ يَخْطَأُ کا مصدر بھی ہے اور اسمِ فاعل کا صیغہ، واحد مؤنث بھی، ۶۹/۹، ۹۶/۱۶

خٰطِئِينَ۔ گناہ گار، خطا کرنے والے، چوکنے والے، خَطَأٌ سے، اسمِ فاعل کا صیغہ جمع مذکر بحالتِ نصب وجر، ۱۲/۲۹، ۱۲/۹۱، ۲۸/۸، ۱۲/۹۷

خَافَ۔ وہ ڈرا، اس نے خوف کیا۔ خَوفٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو أَخَافُ) ۲/۱۸۲، ۴/۹، ۱۳/۱۴، ۱۴/۱۴، ۵۵/۴۶، ۷۹/۴۰

خَافَتْ۔ وہ ڈری، اس نے خوف کیا، خَوفٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ۴/۱۲۸

خَافِضَةٌ۔ پست کردینے والی، نیچا کردینے والی، خَفضٌ سے، جس کے معنی پست ہونے پست کرنے اور جھکا دینے کے ہیں۔ اسمِ فاعل کا صیغہ واحد مؤنث ۵۶/۳

خَافُوا۔ وہ ڈرے، انھوں نے خوف کیا، خَوفٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب، ۴/۹

خَافُونِ۔ مجھ سے ڈرو۔ خَافُوا خَوفٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ن وقایہ، ی ضمیر واحد متکلم، ۳/۱۷۵

خَافِيَةٌ۔ چھپنے والی، پوشیدہ ہونے والی، بھید، خَفَاءٌ سے۔ اسمِ فاعل کا صیغہ واحد مؤنث ۶۹/۱۸

خٰلٰتِكَ۔ تیری خالائیں، خَالَاتٌ خَالَةٌ کی جمع، جس کے معنی خالہ کے ہیں مضاف ہے، كَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ ۳۳/۵۰

خٰلٰتِكُمْ۔ تمہاری خالائیں، خَالَاتٌ مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ ۴/۲۳، ۲۴/۶۱

خَالِدٌ ۔ ہمیشہ رہنے والا، سدا رہنے والا خُلُوْدٌ سے، اسمِ فاعل کا صیغہ واحد مذکر (ملاحظہ ہو خُلُوْدٌ) [illegible] ۔ خَالِدًا [illegible]

خٰلِدُوْنَ ۔ ہمیشہ رہنے والے، سدا رہنے والے، خُلُوْدٌ سے۔ اسمِ فاعل کا صیغہ جمع مذکر، بحالتِ رفع، [illegible]

خٰلِدِیْنَ ۔ ہمیشہ رہنے والے، سدا رہنے والے، خُلُوْدٌ سے اسمِ فاعل کا صیغہ، جمع مذکر بحالتِ نصب وجر، [illegible]

خٰلِدَیْنِ ۔ (دونوں) ہمیشہ رہنے والے، سدا رہنے والے، خُلُوْدٌ سے، اسمِ فاعل کا صیغہ تثنیہ مذکر، [illegible]

خَالِصٌ ۔ خالص، نرا، صاف خُلُوْصٌ سے جس کے معنی خالص اور صاف ہونے کے ہیں اسمِ فاعل کا صیغہ واحد مذکر، خالص اور صافی دونوں ہم معنی ہیں فرق اتنا ہے کہ خالص ملاوٹ کے بعد ہوتا ہے اور صافی کا استعمال اس کے لئے بھی ہوتا ہے، جس میں سرے سے ملاوٹ نہ ہو، [illegible] ۔ خَالِصًا [illegible]

خَالِصَةٌ ۔ خالص، نری، خُلُوْصٌ سے اسمِ فاعل کا صیغہ واحد مؤنث غائب : [illegible]

خَالِفِیْنَ ۔ پیچھے رہنے والے خَلْفٌ سے جس کے معنی پیچھے رہنے اور پیچھے آنے کے ہیں اسمِ فاعل کا صیغہ جمع مذکر، [illegible]

خَالِقٌ ۔ پیدا کرنے والا، بنانے والا۔ خَلْقٌ سے اسمِ فاعل کا صیغہ واحد مذکر (ملاحظہ ہو خَلْقٌ) [illegible]

خَالِقُوْنَ ۔ پیدا کرنے والے، بنانے والے خَلْقٌ سے، اسمِ فاعل کا صیغہ۔ جمع مذکر بحالتِ رفع، [illegible]

خَالِقِیْنَ ۔ پیدا کرنے والے، بنانے والے، خَلْقٌ سے۔ اسمِ فاعل کا صیغہ، جمع مذکر بحالتِ نصب وجر، [illegible]

خَالِكَ تیرا ماموں، خَالِ معنی ماموں، اَلْخَوَالُ جمع مضاف ہے، کَ ضمیر واحد مذکر حاضر

مضاف الیہ، ۳/۳

خَالِیَۃٌ۔ گذشتہ، گذرنے والی، خُلُوٌّ سے، جس کے معنی گزرنے کے ہیں، اسمِ فاعل کا صیغہ واحد مؤنث، ۲۴/۵

خَامِدُوْنَ۔ بجھنے والے، خُمُوْدٌ سے، جس کے معنی بجھنے کے ہیں، اسمِ فاعل کا صیغہ، جمع مذکر بحالتِ رفع، ۳۶/۲۹

خَامِدِیْنَ۔ بجھنے والے، خُمُوْدٌ سے اسمِ فاعل کا صیغہ، جمع مذکر، بحالتِ نصب و جر۔ ۱۵/۲۱

خَامِسَۃَ۔ پانچویں، اسمِ عدد ہے، ۲۴/۹

خَانَتٰہُمَا۔ ان دونوں عورتوں نے ان دونوں کی خیانت کی، انھوں نے ان سے دغا کی، خَانَتَا، خِیَانَۃٌ سے، ماضی کا صیغہ، تثنیہ مؤنث غائب ھُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب۔ (ملاحظہ ہو تَخُوْنُوْا) ۶۶/۱۰

خَانُوْا۔ انھوں نے خیانت کی، انھوں نے دغا کی، خِیَانَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب، ۸/۷۱

خَاوِیَۃٌ۔ افتادہ، گری ہوئی، کھوکھلی، خَوَاءٌ سے، جس کے معنی گھر کے خالی ہونے، گر پڑنے لونڈ مچانے، نیز اندر سے کھوکھلے ہو جانے کے ہیں، اسمِ فاعل کا صیغہ واحد مؤنث، ۲/۲۵۹ ۱۸/۴۲ ۲۲/۴۵ ۲۷/۵۲ ۶۹/۷

خَاسِئِیْنَ۔ نامراد، خَیْبَۃٌ سے، اسمِ فاعل کا صیغہ جمع مذکر، (ملاحظہ ہو خَابَ) ۳/۱۲۷

خَائِضِیْنَ۔ بحث کرنے والے، گھسنے والے خَوْضٌ سے، اسمِ فاعل کا صیغہ، جمع مذکر (ملاحظہ ہو خَوْض) ۷۴/۴۵

خَائِفًا۔ ترساں، ڈرنے والا، خَوْفٌ سے اسمِ فاعل کا صیغہ، واحد مذکر (ملاحظہ ہو خَوْف) ۲۸/۱۸

خَائِفِیْنَ۔ ترساں، ڈرنے والے خَوْفٌ سے اسمِ فاعل کا صیغہ جمع مذکر، خَائِفٌ کی جمع، ۲/۱۱۴

خَائِنَۃٍ۔ خیانت، دغا، خِیَانَۃٌ سے۔ اسمِ فاعل کا صیغہ، واحد مؤنث، یہاں اس کا استعمال مصدر کے معنی میں بھی ہو سکتا ہے، یعنی خیانت کرنے اور دغا دینے میں جیسے کہ قُمْ قِیَامًا ہے، اور اسمِ فاعل کے معنی میں تو ظاہری ہے ۵/۱۳

خَائِنِيْنَ۔ خیانت کرنے والے، دغاباز خِيَانَةٌ سے، اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر، پ ۵ ۱۲ پ ۱۳

فصل الباء الموحدة

خَبْءَ۔ پوشیدہ، چھپی چیز، جو چیز پوشیدہ طور پر جمع کی گئی ہو خَبْءٌ کہلاتی ہے، مصدر بہ معنی اسم مفعول، مَخْبُوْءٌ (چھپا ہوا) ہے، پ ۱۹

خَبَالًا۔ تباہ کرنا، خرابی مچانا، فساد، تباہی، خَبَلَ يَخْبُلُ کا مصدر ہے، وہ خرابی یا فساد کہ جس کے لاحق ہونے سے کسی جاندار میں اضطراب اور بے چینی پیدا ہو جائے۔ مثلاً جنون یا ایسا مرض کہ جو عقل اور فکر پر اثر انداز ہو اُسے "خبال" کہتے ہیں، پ ۴ پ ۱۰

خَبَائِثَ۔ گندے کام، ناپاک چیزیں خَبِيْثَةٌ کی جمع، پ ۹ پ ۱۷

خَبَتْ۔ وہ بجھی، (نَصَرَ) خَبْوٌ اور خُبُوٌّ سے، بمعنی بجھنے کے، ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب، پ ۱۵

خَبُثَ۔ وہ خبیث ہوا، وہ خراب ہوا، خَبَاثَةٌ اور خُبْثٌ سے بمعنی خبث ہونے، ناپاک ہونے اور خراب ہونے کے، ماضی کا صیغہ، واحد مذکر غائب، پ ۸

خَبَرٌ۔ خبر۔ جو اشیاء کہ بتانے سے معلوم ہوں، ان کے جاننے کا نام "خبر" ہے، اَخْبَارٌ جمع، پ ۱۹ پ ۲۰

خُبْرًا۔ دانش، سمجھ، خبر، خبرداری، خَبَرَ يَخْبُرُ کا مصدر ہے، پ ۱۵ پ ۲۶

خُبْزًا۔ روٹی، نان، اسم ہے، پ ۱۲

خَبِيْثٌ۔ خبیث، گندی چیز، ناپاک، پلید، ہر وہ چیز جو ردی اور خسیس ہونے کے سبب بری معلوم ہو "خبیث" کہلاتی ہے، خواہ وہ شے محسوس ہو یا امر معقول یعنی حواس کے ذریعہ اس کا پتہ چلے یا عقل کے ذریعہ اس کو دریافت کیا جائے، اس اعتبار سے اعتقاد باطل، گفتگوئے دروغ افعالِ قبیحہ سب اس میں داخل ہیں، غرض جس کا باطن خراب ہو، خبیث ہے، خُبْثٌ اور خَبَاثَةٌ سے بروزن فَعِيْلٌ صفت مشبہ کا صیغہ ہے، خُبُثٌ خُبَثَاءُ، اَخْبَاثٌ اور خَبَثَةٌ جمع ہے پ ۴ پ ۷ پ ۹ پ ۱۸

خَبِيْثٰتُ۔ زنانِ ناپاک، خبیث عورتیں، گندیاں خَبِيْثَةٌ کی جمع، پ ۱۸

خَبِیْثُوْنَ. خبیث مرد، گندے اشخاص، خَبِیْثٌ کی جمع، بحالتِ رفع، پ ۱۸/۹

خَبِیْثَةٍ. ناپاک، گندی، خَبِیْثٌ کا مؤنث پ ۱۳/۱۶

خَبِیْثِیْنَ. گندے مرد، خبیث لوگ، خَبِیْثٌ کی جمع، بحالت نصب وجر، پ ۱۸/۹

خَبِیْرٌ، خبردار، دانا، خُبْرٌ سے بروزن فَعِیْلٌ صفتِ مشبہ کا صیغہ، اسماءِ حسنیٰ میں سے ہے اور قرآن مجید میں یہ ذاتِ باری ہی کے لئے استعمال ہوا ہے، امام حلیمی نے اس کے معنی لکھے ہیں المتحقق لما یعلم[1] (اپنے علم پر متیقن)۔

پ ۲/۱۴، پ ۳/۵، پ ۴/۷و۹، پ ۶/۶، پ ۷/۸و۱۵و۱۹، پ ۱۰/۸، پ ۱۱/۱۴، پ ۱۳/۱۰، پ ۱۴، پ ۱۸/۱۰و۱۳، پ ۲۰/۳، پ ۲۱/۱۱و۱۲و۱۳، پ ۲۲/۸و۱۳و۱۹، پ ۲۵/۳، پ ۲۶/۱۴، پ ۲۷/۱۴، پ ۲۸/۱و۲و۴و۱۳و۱۵و۱۹، پ ۲۹/۱، پ ۳۰/۲۵- **خَبِیْرًا** پ ۵/۳و۱۰و۱۹و۲۰، پ ۱۵/۲و۳و۱۱، پ ۱۹/۳، پ ۲۱/۱۴، پ ۲۲/۱، پ ۲۶/۱۰،

فصل التاء المثناة

خَتَّارٍ. عہد شکن، عہد کا توڑنے والا، قول کا جھوٹا، خَتْرٌ سے، جس کے معنی بری طرح عہد شکنی کرنے کے ہیں کہ جس سے انسان ضعیف اور ڈھیلا ہو جائے، بروزن فَعَّالٌ مبالغہ کا صیغہ، پ ۲۱/۱۳

خِتٰمُهٗ. اس کی مُہر کرنے کی چیز، اس کا خاتمہ، خِتَامٌ کے دو معنی آتے ہیں۔ ایک مہر کرنے کی چیز یعنی وہ مسالہ جس سے مہر کی جائے، دوسرے ہر شے کا آخر اور خاتمہ خِتَامُ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ، آیت شریف خِتٰمُهٗ مِسْكٌ میں مفسرین نے دونوں معنی مراد لئے ہیں۔ یعنی اس کے مہر کرنے کی چیز مشک ہے، یہ ترجمہ اول معنی کے اعتبار سے ہے یعنی جس چیز کی اس پر مہر کی ہے وہ مشک ہے تاکہ اس کی خوشبو شیشہ لیتے ہی دماغ میں بس جائے، اور دوسرے معنی کے اعتبار سے اس کا ترجمہ ہوگا "اس کا خاتمہ مشک ہے" یعنی اس کا آخری مزہ مشک ہے، چنانچہ قتادہ کا بیان ہے کہ کافور کی آمیزش ہوگی اور اخیر مزہ مشک کا ہوگا[2]۔ پ ۳۰/۸

خَتَمَ. اس نے مُہر لگائی (ضَرَب) خَتْمٌ سے جس کے معنی مہر کرنے اور ختم کرنے کے ہیں - ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، امام راغب لکھتے ہیں۔

---

[1] الاسماء والصفات امام بیہقی ص ۳۳۔ [2] معالم التنزیل ج ۷ ص ۱۸۵۔

• ارشاد باری خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ (اللہ نے ان کے دلوں پر مہر کردی اور فرمانِ الٰہی قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ (تو کہہ دیکھو تو اگر چھین لے اللہ تمہارے کان اور آنکھیں اور مہر کردے تمہارے دلوں پر) میں اللہ تعالیٰ کی اس عادتِ جاریہ کی طرف اشارہ ہے کہ انسان جب اعتقادِ باطل اور ارتکابِ حرام میں حد کو پہنچ جاتا ہے اور کسی طرح اس کو حق کی طرف التفات نہیں ہوتا تو اس سے اس کی ہیئت کچھ ایسی ہو جاتی ہے کہ گناہوں کو اچھا سمجھنا اس کی خو بن جاتی ہے اور گویا اس طرح اس کے دل پر مہر لگ جاتی ہے۔

اور یہی مطلب ہے اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ (یہ لوگ وہ ہیں کہ مہر کردی اللہ نے ان کے دل اور کانوں پر اور آنکھوں پر) اور اسی طرح ارشادِ باری وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا (اور نہ کہا مان اس شخص کا کہ جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کردیا ہے) میں اغفال کا استعارہ اور فرمانِ الٰہی اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ (ہم نے رکھی ہے ان کے دلوں پر اوٹ کہ اس کو نہ سمجھیں) میں کِنٌّ (پردہ، اوٹ) کا استعارہ اور آیتِ شریفہ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً، (اور ہم نے ان کے دلوں کو سخت کردیا) میں قساوت (دلوں کی سختی) کا استعارہ ہے"۔

پ ۲۵ / ۱۱ پ ۱۹

فصل الدال المهملة

خَدَّكَ - تیرا رخسارہ، تیرا گال، خَدٌّ بمعنی رخسارہ خُدُوْدٌ جمع مضاف ہے، كَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ، پ ۲۱ / ۱۱

فصل الذال المعجمة

خُذْ تو پکڑ، تو لے، اَخْذٌ سے، امر کا صیغہ، واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَخَذَ) پ ۲ پ ۹ / ۱۱ پ ۱۲ پ ۱۳ پ ۱۳ پ ۱۴ / ۱۲ ۳ ۱۲

خُذُوْا - تم پکڑو، تم لو، اَخْذٌ سے، امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ ۸ / ۱۰ پ ۵ / ۱۲ پ ۲ پ ۹ / ۱۱

خَذُوْلًا مصیبت میں تنہا چھوڑ دینے والا، خَذْلَانٌ سے جس کے معنی ہیں وقتِ مدد

ایسے شخص کی مدد چھوڑ کر علیحدہ ہو جانا کہ جس سے مدد کی امید ہو، بروزن فَعُوْلٌ مبالغہ کا صیغہ ہے، ۱۹

خُذُوْهُ۔ اس کو پکڑو، اس کو لو، اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے، ۲۹

خُذْهَا۔ اس کو پکڑ، اس کو لے، اس میں ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے، ۱۶

خُذُوْهُمْ۔ ان کو پکڑو، اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے، ۵

فصل الراء المهملة

خَرَّ۔ وہ گر پڑا، خَرٌّ سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، (ملاحظہ ہو تَخِرُّ) ۲۳

خَرَابِهَا۔ اس کا اجاڑنا، اس کا ویران کرنا خَرَاب، خَرِبَ یَخْرَبُ کا مصدر ہے مضاف ہے، ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ، ۱

خَرَاجُ۔ حاصل، مال، مزدوری، خراج، اَخْرَاجٌ اور اَخْرِجَةٌ جمع، اصل میں خراج محصول اور مالگزاری کو کہتے ہیں، یہاں اجر و ثواب اور

اللہ کا دیا ہوا رزق مراد ہے، ۱۸

خَرّٰصُوْنَ۔ اٹکل دوڑانے والے، جھوٹ بکنے والے، خَرَّاصٌ کی جمع، خَرَّاصٌ خَرْصٌ سے مبالغہ کا صیغہ ہے (ملاحظہ ہو تَخْرُصُوْنَ) ۲۶

خَرَجَ۔ وہ نکلا خُرُوْجٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو خُرُوْجٌ) ۲۰

خَرْجًا۔ محصول، باج، مال، اَخْرَاجٌ جمع، ۱۶

خَرَجْتَ۔ تو نکلا، خُرُوْجٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر، ۲

خَرَجْتُمْ۔ تم نکلے، خُرُوْجٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ۲۸

خَرَجْنَ۔ وہ (عورتیں) نکلیں، خُرُوْجٌ سے ماضی کا صیغہ، جمع مؤنث غائب، ۲

خَرَجْنَا۔ ہم نکلے، خُرُوْجٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع متکلم، ۱

خَرَجُوْا۔ وہ نکلے، خُرُوْجٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب، ۲۶

خَرْدَلٍ۔ رائی، خَرْدَلَةٌ واحد، ۱۷

خُرْطُوْمِ۔ سونڈ، خَرَاطِيْمُ جمع، آیت کریمہ سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ (اب داغ دیں گے

ہم اس کی سونڈ پر) یہ اس کے رسوا کرنے کا کنایہ ہے۔ پ۲۹/۴

خَرَقْتَهَا۔ تو نے اس کو پھاڑ ڈالا، تو نے اس کو قطع کر دیا، (ضَرَبَ) خَرَقْتَ خَرْقٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر، هَا ضمیر واحد مؤنث غائب، (ملاحظہ ہو تَخَرَّقُ) ۱۵/۲۲

خَرَقُوا۔ انہوں نے تراشا، خَرْقٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب، پ۷/۱۸

خَرَقَهَا۔ اس کو پھاڑ ڈالا، اس کو قطع کر دیا، خَرْقٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب هَا ضمیر واحد مؤنث غائب، پ۷/۱۸

خَرُّوا۔ وہ گر پڑے، خَرٌّ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب (ملاحظہ ہو تَخِرُّ) پ۱۳/۵، پ۱۹/۷، پ۲۱/۱۵

خُرُوج۔ نکلنا، خَرَجَ یَخْرُجُ کا مصدر ہے، خروج کے معنی نکلنے کے ہیں، خواہ اپنی قرارگاہ سے نکلے یا اپنی حالت سے اور قرارگاہ خواہ گھر ہو یا شہر یا خیمہ اور حالت خواہ اندرون میں ہو یا اسباب خارجی میں سب کے لئے خروج کا استعمال ہوتا ہے، پ۱/۱۲و۱۷، پ۲۳/۷، پ۲۶/۱۵و۱۶

فصل الزاء المعجمة

خَزَآئِنُ۔ خزانے، خِزَانَةٌ اور خَزِینَةٌ کی جمع، پ۷/۶، پ۱۴/۳، پ۱۳/۲، پ۱۵/۱۱، پ۲۳/۱۰، پ۲۷/۴، پ۲۸/۱۱

خَزَآئِنُهٗ۔ اس کے خزانے، خَزَآئِنُ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ، پ۱۴/۲

خَزَنَة۔ خزانچی، نگہبان، چوکیدار، داروغہ خَازِنٌ کی جمع، پ۲۴/۱۰

خَزَنَتُهَا۔ اس کے داروغہ، اس کے چوکیدار، اس کے نگہبان، خَزَنَةٌ مضاف هَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ، پ۲۴/۵، پ۲۹/۱

خِزْیٌ۔ ذلت، خواری، رسوائی، خَزِیَ یَخْزٰی کا مصدر ہے، پ۱/۱۰، پ۶/۱۰و۹، پ۱۱/۱۱، پ۱۱/۱۵، پ۱۴/۶، پ۱۷/۸، پ۲۳/۱۲، پ۲۴/۱۶

فصل السین المہملة

خَسَارًا۔ زیان۔ نقصان، ٹوٹا، خَسِرَ یَخْسَرُ کا مصدر ہے، پ۱۵/۹، پ۲۲/۱۰، پ۲۹/۱۰

خُسْرٌ۔ زیان، نقصان، ٹوٹا، خَسِرَ یَخْسَرُ کا مصدر ہے خُسْرٌ خَسَارٌ خُسْرَانٌ تینوں مصدر ہیں اور تینوں کے معنی خسارہ کے ہیں یعنی پونجی گھٹ جانا اور سرمایہ میں گھاٹا اور ٹوٹا پڑ جانا، یہ بھی واضح رہے کہ کبھی تو خسارہ

کی نسبت انسان کی طرف کی جاتی ہے چنانچہ کہتے ہیں فلانے کو گھاٹا ہوگیا ہے اور کبھی فعل کی طرف چنانچہ بولتے ہیں اس کی تجارت گھٹ گئی اور کبھی خارجی چیزوں کی طرف جیسے مال وجاہِ دنیوی وغیرہ میں اور خسارہ کا استعمال بیشتر ان ہی خارجی اشیاء کے متعلق ہوتا ہے اور کبھی نفیس اور گرانقدر نعمتوں کی طرف جیسے صحت اور تندرستی، عقل و ہوش، ایمان و ثواب وغیرہ میں۔ اللہ تعالیٰ نے "خُسْرَانٌ مُّبِیْنٌ" ان ہی گراں قدر نعمتوں کے خسارے کو فرمایا ہے پ۱۸/۱۳۰ خُسْرًا پ۱۸/۲۸

خَسِرَ۔ اس نے ٹوٹا پایا، وہ گھاٹے میں رہا، اس نے گنوایا، خُسْرٌ خَسَارٌ اور خُسْرَانٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، پ۱۵/۵ پ۱۰/۶ پ۳/۸ پ۹/۱۷ پ۱۳و۱۴/۲۴

خُسْرَانُ۔ گھاٹا، ٹوٹا، زیان، نقصان خَسِرَ یَخْسَرُ کا مصدر ہے، پ۹/۱۷ پ۱۶/۳۳

خَسِرُوْا۔ انھوں نے ٹوٹا پایا، انھوں نے نقصان اٹھایا، خُسْرٌ خَسَارٌ اور خُسْرَانٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۸/۸ پ۱۳و۱۸/۹ پ۲/۱۲ پ۹/۱۸ پ۱۹/۲۳ پ۲/۲۵ خُسْرَانًا پ۱۸/۵

خَسَفَ۔ وہ گہن میں آیا، (ضَرَبَ) خُسُوْفٌ سے جس کے معنی چاند کے گہن میں آنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، پ۲۹/۱۷

خَسَفَ۔ اس نے دھنسایا، (ضَرَبَ) خَسْفٌ سے، جس کے معنی زمین میں دھنسانے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، پ۲۰/۱۱

خَسَفْنَا۔ ہم نے دھنسایا، خَسْفٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع متکلم، پ۲۰/۱۱و۱۶

فصل الشین المعجمة

خُشُبٌ۔ لکڑیاں، خَشَبٌ کی جمع، پ۲۸/۱۴

خُشَّعًا عاجزی کرنے والے، خشوع کرنے والے خَاشِعٌ کی جمع جو خُشُوْعٌ سے، اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے (ملاحظہ ہو تَخَشَّعَ) پ۲۷/۸

خَشَعَتْ۔ دب گئی، نیچی ہوگئی، پست ہوگئی عاجز ہوگئی، خُشُوْعٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب، پ۱۶/۱۵

خُشُوْعًا۔ عاجزی، فروتنی، خَشَعَ یَخْشَعُ کا مصدر ہے، پ۱۵/۱۲

خَشِيَ۔ وہ ڈرا، اس نے خوف کھایا (سَمِعَ) خَشْيَةٌ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب

پ ۳۰ پ ۱۸ ۲۲ پ ۳۰

خَشِیْتُ. میں ڈرا۔ خَشْیَۃٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم، پ ۱۶

خَشْیَۃِ. خوف، ڈر، ہیبت، خشیت، اس خوف کو کہتے ہیں جس میں تعظیم شامل ہو، یہ بات اکثر حالات میں جس کا ڈر ہو، اس کے علم سے ہوتی ہے، اسی بنا پر آیہ شریفہ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا (اللہ سے ڈرتے وہی ہیں اس کے بندوں میں جو عالم ہیں) میں علماء کو خشیت سے مخصوص کیا گیا ہے۔ پ ۱ پ ۵ پ ۱۵ پ ۲۵

خَشْیَتِہٖ. اس کی ہیبت، اس کا خوف، اس کا ڈر، خَشْیَۃ مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ، پ ۲۷

خَشِیْنَآ. ہم ڈرے، خَشْیَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم، پ ۱۶

فصل الصاد المهملة

خَصَاصَۃٌ. احتیاج، بھوک، تنگی، فاقہ، خَصَّ یَخَصُّ کا مصدر ہے، پ ۲۸

خِصَامِ. جھگڑا کرنا جھگڑا کرنے والے اول معنی کے اعتبار سے باب مُفَاعَلَۃٌ کا مصدر ہے اور دوسرے معنی کے لحاظ سے خَصْمٌ کی جمع ہے، پ ۲ پ ۲۵

خَصْمِ. خصومت کرنے والا، جھگڑنے والا، واحد تثنیہ، جمع اور مؤنث سب کے لئے استعمال ہوتا ہے، خُصُوْمٌ خِصَامٌ اور اَخْصَامٌ جمع، پ ۲۳

خَصْمٰنِ. دو جھگڑنے والے، خَصْمٌ کا تثنیہ پ ۱۷ پ ۲۳

خَصِمُوْنَ. جھگڑالو، خصومت کرنے والے خَصِمٌ کی جمع، جو خَصْمٌ سے جس کے معنی جھگڑنے کے ہیں صفت مشبہ کا صیغہ ہے پ ۲۵

خَصِیْمٌ. سخت جھگڑنے والا، خَصْمٌ سے بروزن فَعِیْلٌ مبالغہ کا صیغہ ہے۔ بمعنی کثیر المخاصمت اَخْصَامٌ خُصَمَآءُ اور خُصْمَانٌ جمع، پ ۱۴ پ ۲۳۔ خَصِیْمًا، پ ۵

فصل الضاد المعجمة

خُضْتُمْ. تم نے بحث کی، تم نے قدم ڈالے خَوْضٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو خَوْض) پ ۱۰

خُضْرٌ سبز، ہرے، اَخْضَرُ اور خَضْرَاءُ کی جمع
پ ۱۵/۱۹، پ ۲۷/۱۴ خُضْرٌ، پ ۲۹/۱۹

خَضِرًا۔ سبزہ، سبز، سبزی، خَضَرٌ سے، جس کے معنی سبز اور ہرے ہونے کے ہیں، صفتِ مشبہ کا صیغہ، پ ۶/۱۸، پ ۱۵/۱۹

فصل الطاء المهملة

خَطَأً۔ چوک، چوک جانا، گناہ کرنا، خَطِئَ يَخْطَأُ کا مصدر ہے، امام راغب نے خطا کے معنی لکھے ہیں العدول عن الجهة یعنی اصلی رخ سے ہٹ جانا، اس کی مختلف صورتیں ہیں (۱) ایسی چیز کا ارادہ کرے جس کا کرنا اچھا نہیں اور پھر اس کو کر ڈالے، یہ خطا مکمل خطا ہے کہ جس پر انسان سے بازپرس ہوگی، اس کے لئے خَطِئَ يَخْطَأُ خِطْأً اور خِطْأَةً بولا جاتا ہے۔ ارشاد ہے۔ اِنَّ فِرْعَوْنَ وَ هَامَانَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِئِيْنَ (بیشک فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر خطا کار تھے) یہاں خطا سے یہی خطا مراد ہے جو سراسر قابلِ مذمت ہے (۲) ارادہ تو اچھے کام کا کیا لیکن چوک جانے سے بلا ارادہ اس کے خلاف ہوگیا، اس کے لئے اَخْطَأَ اِخْطَاءً فهو مُخْطِئٌ آتا ہے اور کبھی خَطِئَ يَخْطَأُ کا استعمال بھی اسی معنی میں ہوتا ہے یہاں خَطَأً سے یہی مراد ہے، اس شخص سے فعل میں خطا ہوگئی لیکن ارادہ نیک ہی تھا اس لئے شرعاً اس خطا پر بازپرس نہیں ارشاد ہے لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (اور گناہ نہیں تم پر جس چیز میں چوک جاؤ، لیکن گناہ وہ ہے جس پر دل سے ارادہ کیا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے) (۳) ارادہ برے فعل کا کیا لیکن اتفاق سے اس کے خلاف سرزد ہوگیا، اس کا فعل گو درست ہے لیکن ارادہ میں خطا رہی ہے اس لئے یہ شخص قابلِ مذمت ہے اس کا قصد بھی مذموم ہے اور فعل بھی قابلِ ستائش نہیں کیونکہ نادانستہ طور پر سرزد ہوا ہے۔

بہرحال جس شخص نے کسی چیز کا ارادہ کیا اور اتفاق سے اس کے خلاف واقع ہوگیا تو "خطا" ہے اور جو اس کے ارادہ کے مطابق ہو تو صواب ہے اور کبھی خطا کا استعمال اس کیلئے

بھی ہوتا ہے جس نے کسی برے فعل کا ارتکاب کیا، یا برے ارادہ کا قصد کیا، غرض یہ لفظ مشترک ہے اور متعدد معانی میں مستعمل ہے اس لئے جولئے حقیقت کو اس کے معنی میں تامل کرنا ضروری ہے (ملاحظہ ہو اَخْطَأْتُمْ) ۵/۳۳

خِطْأً گناہ، چوک، خطا، خَطِئَ یَخْطَأُ کا مصدر ہے، بمعنی گناہ کرنے کے آتا ہے، ۱۵/۳۱

خِطَابِ۔ کلام، سخن، بات، گفتگو، باب مُفَاعَلَۃٌ کا مصدر ہے، ۲۳/۳۸ خِطَابًا ۳۷/۲۵

خَطٰيٰكُمْ۔ تمہارے گناہ، تمہاری خطائیں تمہاری تقصیریں، خَطَايَا خَطِيئَۃٌ کی جمع مضاف ہے، کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر، مضاف الیہ (ملاحظہ ہو خَطِيئَۃٌ) ۷/۱

خَطٰيٰنَا۔ ہمارے گناہ، ہماری خطائیں، ہماری تقصیریں، خَطَايَا مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ، ۵۱/۲۶ ۲۰/۷۳

خَطٰيٰهُمْ۔ ان کے گناہ، ان کی خطائیں ان کی تقصیریں، خَطَايَا مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ، ۲۵/۷۱

خَطْبُكَ۔ تیرا حال، تیری حقیقت، تیرا معاملہ وہ اہم معاملہ جس کے متعلق لوگوں میں کثرت سے بات چیت ہو خَطْبٌ کہلاتا ہے خَطْبُ مضاف کَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ، ۲۰/۹۵

خَطْبُكُمْ۔ تمہاری مہم، تمہارا معاملہ، تمہاری خبر، خَطْبُ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ، ۱۵/۵۷ ۵۱/۳۱

خَطْبُكُمَا۔ تم دونوں (عورتوں) کا حال، تمہارا کام، خَطْبُ مضاف کُمَا ضمیر تثنیہ مذکر حاضر، مضاف الیہ ۲۸/۲۳

خَطْبُكُنَّ۔ تمہارا حال، تمہاری حقیقت خَطْبُ مضاف، کُنَّ ضمیر جمع مونث حاضر مضاف الیہ ۱۲/۵۱

خِطْبَۃِ۔ پیغام نکاح، منگنی، نکاح کی بات چیت کو خطبہ کہتے ہیں، خَطَبَ يَخْطُبُ کا مصدر ہے، ۲/۲۳۵

خَطِفَ، اس نے اچک لیا، یہ اگرچہ ضَرَبَ اور سَمِعَ دونوں سے مستعمل ہے اور دونوں بابوں سے اس کی قرأت ہوتی ہے لیکن سَمِعَ سے زیادہ فصیح ہے خَطْفَۃٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، ۳۷/۱۰

خَطْفَۃَ۔ جھپٹ سے اچک لینا، خَطِفَ

یَخْطَفُ کا مصدر ہے ۲۳

خُطُوٰتِ۔ قدم، خُطْوَۃٌ کی جمع ہے

خَطِیْئٰتِکُمْ۔ تمہارے گناہ، تمہاری خطائیں، تمہاری تقصیریں، خَطِیْئٰاتُ خَطِیْئَۃٌ کی جمع مضاف ہے، کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ، پ

خَطِیْئٰتِہِمْ۔ ان کی خطائیں، ان کی تقصیریں، ان کے گناہ، خَطِیْئٰاتِ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ، پ

خَطِیْئَۃً۔ خطا، تقصیر، "خطیئہ" اور "سیئہ" دونوں کے معنی قریب قریب ہیں، لیکن "خطیئہ" کا استعمال بیشتر اس فعل کے متعلق ہوتا ہے جو خود بذاتہ مقصود نہیں ہوتا، بلکہ قصداً اس فعل کے وقوع کا سبب ہوتا ہے جیسے شکار کو نشانہ بنایا گولی خطا کر کے انسان کو جا لگی، یا کسی نشیلی چیز کا استعمال کیا اور نشہ کی حالت میں کوئی قصور کر بیٹھا، غرض سبب کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ جس کا انجام دینا ممنوع ہے جیسے نشہ کرنا، اس صورت میں جو خطا ہو قابل گرفت ہے۔ دوسرا وہ جو منع نہیں، جیسے شکار کرنا، آیت شریفہ وَمَنْ یَّکْسِبْ خَطِیْئَۃً اَوْ اِثْمًا (اور جو کوئی کمائے تقصیر یا گناہ) میں "خطیئہ" سے وہ فعل مراد جو بلا قصد سرزد ہوا ہے، پ

خَطِیْئَتُہٗ۔ اس کا گناہ، اس کی خطا، خَطِیْئَۃُ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ، پ

خَطِیْئَتِیْ۔ میری خطا، میرا گناہ، میری تقصیر، خَطِیْئَۃِ مضاف، ی ضمیر واحد متکلم، مضاف الیہ، پ

فصل الفاء

خِفَافًا۔ سبکبار، ہلکے، خَفِیْفٌ کی جمع، (ملاحظہ ہو خَفِیْفًا) پ

خَفَّتْ۔ وہ ہلکی ہوئی، (ضَرَبَ) خِفَّۃٌ سے جس کے معنی ہلکا اور سبک ہونے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب، پ

خِفْتُ۔ میں ڈرا، مجھے خوف ہے، خَوْفٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد متکلم، (ملاحظہ ہو آخَافُ) پ

خِفْتِ۔ تو ڈری، خَوْفٌ سے، ماضی کا صیغہ

واحد مونث حاضر، ۲۶

خِفۡتُکُمۡ، میں تم سے ڈرا، اس میں کُمۡ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے، ۱۹

خِفۡتُمۡ۔ تم ڈرے، تم کو ڈر ہوا، خوف سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے ۱۴، ۱۵، ۱۲، ۱۳، ۲۴، ۳۵

خَفَّفَ اس نے تخفیف کی۔ اس نے ہلکا کر دیا تَخۡفِیۡفٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو تَخۡفِیۡفٌ) ۱۰

خَفِیٌّ پوشیدہ، چھپی ہوئی، خَفَآءٌ سے جس کے معنی پوشیدہ ہونے اور چھپنے کے ہیں۔ صفت مشبہ کا صیغہ ۲۵ خَفِیًّا ۱۶

خُفۡیَۃً پوشیدہ، چھپی ہوئی، خَفِیَ۔ یَخۡفٰی کا مصدر ہے۔ ۸، ۱۴

خَفِیۡفًا۔ ہلکا، سبک، خِفَّۃٌ سے جس کے معنی ہلکا اور سبک ہونے کے ہیں، بروزن فَعِیۡلٌ صفت مشبہ کا صیغہ ہے، خَفِیۡفٌ، ثَقِیۡلٌ کے مقابلہ میں بولا جاتا ہے، ان دونوں کا استعمال حسب ذیل معانی میں ہوتا ہے (۱)، وزن کے اعتبار سے ایک کو "خفیف" اور دوسرے کو "ثقیل" کہا جاتا ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں یہ ہلکا ہے، وہ بھاری ہے (۲) زمانہ کی مناسبت کے اعتبار سے چنانچہ ایک مقررہ وقت میں جب ایک گھوڑا دوسرے سے زیادہ دوڑے تو کہتے ہیں فرس خفیف اور فرس ثقیل۔ (۳) جو لوگوں کو بھلا معلوم ہو اس کو خفیف (آسان) اور جو برا معلوم ہو اس کو ثقیل (گراں) بولتے ہیں، اس صورت میں خفیف مدح اور ثقیل ذم ہے اَلۡئٰنَ خَفَّفَ اللّٰہُ (اب تخفیف کی اللہ نے تم سے) اور حَمَلَتۡ حَمۡلًا خَفِیۡفًا (حمل رہا ہلکا سا حمل) اسی کی مثالیں ہیں (۴) جو طیش میں آجائے اسے خفیف اور جس میں وقار ہو اسے ثقیل کہتے ہیں، اس معنی میں خَفِیۡفٌ مذمت ہے اور ثَقِیۡلٌ مدح ہے (۵) جن اجسام کا رُخ اوپر کی جانب ہو جیسے آگ وغیرہ خفیف ہیں اور جن کا رخ نیچے کی جانب رہے جیسے پانی وغیرہ ثقیل ہیں (ملاحظہ ہو اِثَّاقَلۡتُمۡ اور ثِقَالًا) ۲۶

فصل اللام

خَلَا۔ وہ تنہا ہوا، وہ اکیلا ہوا، وہ خلوت میں ہوا، (نَصَرَ) خَلَآءٌ سے، جس کے معنی خلوت میں ہونے اور اکیلے ہونے کے ہیں، ماضی کا صیغہ

واحد مذکر غائب، پ۹

خَلَا۔ وہ گزرا، وہ ہوچکا، (نَصَرَ) خُلُوٌّ سے جس کے معنی گزرنے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، پ۲۲/۱۵

خِلَافٍ۔ خلاف، الٹا، مخالفت، پیچھا باب مُفَاعَلَۃٌ کا مصدر ہے، آیۂ کریمہ اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ (یا کاٹے جائیں ان کے ہاتھ اور پاؤں اُلٹی طرف سے) میں دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں مراد ہیں، پ۶ پ۸ پ۹/۱۶ پ۱۶ پ۱۹

خِلَافَكَ۔ تیرے خلاف، تیرے پیچھے خِلَافِ مضاف كَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ پ۱۵/۸

خَلَاقَ۔ حصہ، اپنی خلق اور عادت سے جو فضیلت انسان حاصل کرے اس کا نام خلاقٌ ہے، پ۲ پ۱۰/۱۲ پ۹ پ۲۶/۲۳

خَلَّاقُ۔ پیدا کرنے والا، اصل بنانے والا، خَلْقٌ سے، مبالغہ کا صیغہ، امام حلیمی نے اس کے معنی لکھے ہیں الخالق خلقا بعد خلق[1] ۔ (ایک مخلوق کے بعد دوسری کو پیدا کرنے والا) اسماء حسنی الٰہیہ میں سے ہے (ملاحظہ ہو خَلْقٌ) پ۱۴/۱۲ پ۲۳/۲

خَلَاقِكُمْ۔ تمہارا حصہ، خَلَاقِ مضاف، كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ، پ۱۰/۱۵

خَلَاقِهِمْ۔ ان کا حصہ، خَلَاقِ مضاف هِمْ ضمیر جمع مذکر غائب، پ۱۰/۱۵

خِلَالٌ۔ دوستی، باب مُخَالَّۃٌ کا مصدر ہے نیز خُلَّۃٌ کی جمع بھی ہوسکتی ہے۔ جس کے معنی دوستی کے ہیں اور خَلِیْلٌ کے بھی جس کے معنی گہرے دوست کے ہیں، پ۱۳/۱۷

خِلَالَ۔ درمیان، بیچ، وسط، خَلَلٌ کی جمع ہے جس کے معنی دو چیزوں کی درمیانی کشادگی کے ہیں، پ۱۵

خِلٰلَكُمْ۔ تمہارے درمیان۔ خِلَالِ مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر، مضاف الیہ، پ۱۲/۱۰

خِلٰلَهٗ۔ اس کے درمیان، خِلَالِ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ۱۲/۱۸ پ۱۸/۲۱

خِلٰلَهَا۔ اس کے درمیان، خِلَالِ مضاف هَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ پ۱۵ پ۲۰

[1] کتاب الاسماء والصفات امام بیہقی ص ۱۸ طبع انوار احمدی الٰہ آباد

خِلٰلَهُمَا۔ ان دونوں کے درمیان خِلَالَ مضاف هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب مضاف الیہ، پ ۱۵/۱۷

خَلَآئِفَ۔ جانشین، نائب، قائم مقام، خَلِيْفَةٌ کی جمع، پ ۸ پ ۱۱/۱۴ پ ۲۲/۱۷

خَلَتْ۔ وہ گزر گئی، خُلُوٌّ سے ماضی کا صیغہ، واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو خَلَا) پ ۱/۱۶ پ ۴/۱۲ پ ۳/۱۰ پ ۸ پ ۱۳/۱۰ پ ۱۴/۱ پ ۲۳/۱۶و۱۷ پ ۲۶/۱و۲و۳و۱۱

خُلْدِ۔ ہمیشہ رہنا۔ دوام، بقا، (ملاحظہ ہو خُلُوْد) پ ۱۱/۱۰ پ ۱۶/۱۶ پ ۱۷/۳ پ ۱۸/۱۷ پ ۲۱/۱۵ پ ۳۳/۱۸

خَلَصُوْا۔ وہ اکیلے بیٹھے (نَصَرَ) خُلُوْصٌ سے، جس کے معنی خالص ہونے کے ہیں، ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب یہاں خالص ہونے سے مراد تنہا بیٹھنا اور اکیلے میں ہونا ہے، پ ۱۳/۲

خُلَطَآءِ۔ شرکا، شرکت والے، خَلِيْطٌ کی جمع، جس کے معنی شریک کے ہیں، پ ۲۳/۱۱

خَلَطُوْا، انھوں نے ملایا، (ضَرَبَ) خَلْطٌ سے، جس کے معنی ملانے اور آمیزش کرنے کے ہیں، ماضی کا صیغہ، جمع مذکر غائب، پ ۱۱/۱

خَلَفَ۔ وہ جانشین ہوا، وہ پیچھے آیا، (نَصَرَ) اول معنی کے اعتبار سے خِلَافَةٌ سے، جس کے معنی جانشین ہونے کے ہیں۔ اور دوسرے معنی کے اعتبار سے خَلْفٌ سے جس کے معنی کسی کے پیچھے آنے کے ہیں، ماضی کا صیغہ، واحد مذکر غائب، پ ۹ پ ۱۶/۷

خَلْفٌ، ناخلف، برے جانشین، امام بغوی لکھتے ہیں۔

"خلف اس قرن (نسل) کو کہتے ہیں جو دوسرے قرن کے بعد آتا ہے، ابوحاتم کا بیان ہے کہ خَلْفٌ لام کے سکون سے بمعنی اولاد ہے، واحد اور جمع دونوں کے لئے یکساں مستعمل ہے، اور خَلَفٌ لام کے زبر سے بمعنی بدل، خواہ اولاد ہو یا کوئی اجنبی ہو، ابن الاعرابی کا قول ہے کہ خَلَف زبر کے ساتھ نیک کے لئے آتا ہے اور جزم کے ساتھ بد کے لئے، نضر بن شمیل کہتے ہیں کہ خَلَف لام کی حرکت اور سکون کے ساتھ تو بری نسل کے لئے استعمال ہوتا ہے، لیکن اچھی نسل کے لئے بغیر لام کی حرکت کے نہیں آتا، محمد بن جریر نے تصریح کی ہے کہ اکثر مدح میں تو لام کا زبر مستعمل ہے اور ذم میں اس کا سکون اور کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ مذمت میں متحرک ہوتا ہے اور مدح میں ساکن[1]" پ ۹ پ ۱۶/۷

---

[1] معالم التنزیل ج ۲ ص ۲۵۰۔ طبع مصر۔

خُلَفَآءَ۔ جانشین، خَلِیْفَۃٌ کی جمع پ ۸ ۱۲، ۱۹، ۱۵ پ ۲۰ ۱

خِلْفَةً۔ آگے پیچھے آنے والے، اصل میں مصدر ہے، ہیئتِ فعل کو بتاتا ہے، خَلْفٌ کے معنی ہیں کسی کے پیچھے آنے کے۔ اور خِلْفَۃٌ کے معنی ہیں لگاتار ایک دوسرے کے پیچھے آنا، پ ۱۹ ۲

خَلَفْتُمُوْنِیْ۔ تم نے میری جانشینی کی، تم نے میری نیابت کی، خَلَفْتُمْ خِلَافَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر، واو اشباع کا ہے، ن وقایہ، ی ضمیر واحد متکلم، پ ۹ ۸

خَلْفَكَ۔ تیرے پیچھے، خَلْفَ بمعنی پیچھے، قُدَّامُ کی ضد ہے، ظروفِ غایات میں سے ہے۔ مضاف ہے لَکَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ، پ ۱۱ ۱۲

خَلْفَكُمْ۔ تمہارے پیچھے، خَلْفَ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ، پ ۴ ۲۳

خَلْفَنَا۔ ہمارے پیچھے، خَلْفَ، مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ، پ ۱۲ ۲

خُلِّفُوْا۔ وہ پیچھے چھوڑے گئے، تَخْلِیْفٌ سے جس کے معنی پیچھے چھوڑنے کے ہیں، ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب، پ ۱۱ ۳

خَلْفِهٖ۔ اس کے پیچھے، خَلْفَ ظرف مضاف ہے ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ، پ ۴ ۸ پ ۱۲ ۹ پ ۲ ۳ پ ۲۰ ۹

خَلْفَهَا۔ اس کے پیچھے، خَلْفَ مضاف هَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ، پ ۱ ۸

خَلْفَهُمْ۔ ان کے پیچھے، خَلْفَ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۳ ۲ پ ۴ ۸، ۱۲ پ ۹ ۸ پ ۱۰ ۳ پ ۱۶ ۱۵ پ ۱۷ ۲، ۱۴ پ ۲۴ ۸، ۱۸ پ ۲۲ ۱۶، ۱۷

خَلْقٌ۔ آفرینش، پیدائش، بنانا، پیدا کرنا، خَلَقَ، یَخْلُقُ کا مصدر ہے، اصل میں تو "خلق" کے معنی تقدیرِ مستقیم یعنی صحیح انداز ٹھہرانے کے ہیں اور اس کا استعمال کسی چیز کے بغیر نمونہ اور پیروی کے ایجاد کرنے کے لئے بھی ہوتا ہے، چنانچہ ارشاد ہے خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ (اس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو) کہ یہاں خلق کا استعمال ابداع یعنی بے مثال اور بے نمونہ سابق بنانے کے لئے ہوا ہے، چنانچہ آیت بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (بنا نکالنے والا آسمانوں اور زمین کا) اس بات پر دلالت کر رہی ہے، نیز ایک شے کے دوسری شے سے بنانے اور

ایجاد کرنے کے لئے بھی مستعمل ہے جیسے خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ (اس نے تم کو پیدا کیا ایک جان سے) اور خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ (بنایا آدمی کو ایک بوند سے)۔

«خلق» بمعنی ابداع ذاتِ باری کی مخصوص صفت ہے، آیت شریفہ اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ (بھلا جو پیدا کرے برابر ہے اس کے جو پیدا نہ کرے کیا تم سوچتے نہیں) میں اسی فرق کو واضح کیا گیا ہے، البتہ دوسرے معنی کہ جس میں ابداع نہیں بلکہ استحالہ ہوتا ہے بعض اوقات اللہ تعالیٰ نے اس سے غیر کو بھی موصوف فرمایا ہے جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہ ان کے معجزہ کے متعلق ارشاد ہے وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ (اور جب تو بناتا تھا مٹی سے جانور کی صورت میرے حکم سے) اور عام لوگوں کے لئے جو «خلق» کا استعمال ہوتا ہے تو صرف دو معنی کے لئے ہوتا ہے، ایک تو اندازہ کرنے کے لئے اور دوسرے جھوٹ گھڑنے کے لئے ارشاد ہے وَتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا (اور تم جھوٹی باتیں گھڑتے ہو) چنانچہ کلام کی صفت میں جہاں بھی خلق کا لفظ آئیگا اس سے جھوٹ ہی مراد ہوگا امام راغب لکھتے ہیں

ومن هذا الوجه	اسی بنا پر بہت لوگ
امتنع كثير من	قرآن کے متعلق خلق
الناس من اطلاق	کا لفظ استعمال
لفظ الخلق على	کرنے سے رک گئے
القرآن۔	

آیتِ کریمہ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ (سو بڑی برکت اللہ کی جو سب سے بہتر بنانے والا ہے) میں خلق کا استعمال اندازہ کرنے اور صورت گری کے معنی میں ہوا ہے ابداع و ایجاد کے معنی میں نہیں، اور آیت کریمہ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ (اور میں ان کو حکم دونگا کہ وہ اللہ کی خلق کو بدلیں) میں حضرت عبداللہ بن عباس رض حسن بصری، مجاہد، قتادہ، سعید بن المسیب اور ضحاک نے «خلق اللہ» کی تفسیر «دین اللہ» سے کی ہے، یعنی دین کی وضع جو اللہ نے رکھی ہے اسے بدل کر حرام کو حلال اور حلال کو

حرام قرار دیا جائے اور عکرمہ اور مفسرین کی دوسری جماعت کا قول ہے کہ خلق اللہ کی تبدیلی سے صورت بدلنا مراد ہے مثلاً خصی ہونا بدن گو دوانا کان چیرنا وغیرہ[1] اسی طرح لا تبدیل لخلق اللہ (بدلنا نہیں اللہ کے بنائے کو) میں بعض نے "خلق اللہ" سے قضا و قدر الٰہی مراد لیا ہے اور بعض نے احکامِ ملت، اور بعض نے تبدیلِ خلقت۔

خلق کا استعمال بمعنی مخلوق بھی ہوتا ہے اور خَلْقٌ اور خُلُقٌ اصل میں دونوں ایک ہی ہیں جیسے شُرْبٌ اور شُرُبٌ اور صَرْمٌ اور صُرُمٌ مگر اتنا فرق ہے کہ خلق کا استعمال خلقت کے لئے مخصوص ہے اور خُلُقٌ کا عادت و خصلت کے لئے، پ۲ پ۳ پ۵ پ۸ پ۱۱ پ۱۳ پ۱۵ پ۱۷ پ۱۸ پ۲۰ پ۲۱ پ۲۲ پ۲۳ پ۲۴ پ۲۵ پ۲۶ پ۲۹ خلقا پ۱۵ پ۱۸ پ۲۳ پ۳۰

خَلَقَ۔ اس نے بنایا، اس نے پیدا کیا، خَلْقٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، پ۱ پ۲ پ۳ پ۴ پ۵ پ۶ پ۷ پ۸ پ۹ پ۱۰ پ۱۱ پ۱۲ پ۱۳ پ۱۴ پ۱۵ پ۱۶ پ۱۷ پ۱۸ پ۱۹ پ۲۰ پ۲۱ پ۲۲ پ۲۳ پ۲۴ پ۲۵ پ۲۶ پ۲۷ پ۲۸ پ۲۹ پ۳۰ ۲۸ و ۲۱ و ۱۷

خُلِقَ۔ وہ بنایا گیا، وہ پیدا کیا گیا، خَلْقٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب، پ۵ پ۱۷ پ۲۹ پ۳۰

خُلُقٌ۔ عادت، خصلت، خو، خلق اَخْلَاقٌ جمع، پ۱۹ پ۲۹

خَلَقْتَ۔ تو نے بنایا، تو نے پیدا کیا خَلْقٌ کی ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر، پ۴ پ۱۵

خَلَقْتُ۔ میں نے بنایا، میں نے پیدا کیا خَلْقٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد متکلم، پ۱۴ پ۲۳ پ۲۷

خُلِقَتْ۔ وہ پیدا کی گئی، وہ بنائی گئی، خَلْقٌ سے، ماضی مجہول کا صیغہ، واحد مؤنث غائب پ۳۰

خَلَقْتُكَ۔ میں نے تجھ کو بنایا، میں نے تجھ کو پیدا کیا، اس میں کَ ضمیر واحد مذکر حاضر ہے، پ۱۶۔

خَلَقْتَنِي۔ تو نے مجھے پیدا کیا، تو نے مجھے

---

[1] معالم التنزیل ج ا ص ۲۹۹ طبع مصر

بنایا، اس میں نون وقایہ، ی ضمیر واحد متکلم ہے،

[illegible]

خَلَقْتَهٗ۔ تونے اس کو پیدا کیا، تونے اس کو بنایا، اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے،

[illegible]

خَلَقَكَ۔ اس نے تجھ کو بنایا، اس نے تجھے پیدا کیا، اس میں كَ ضمیر واحد مذکر حاضر ہے (ملاحظہ ہو خَلَقَ) [illegible]

خَلَقَكُمْ۔ اس نے تم کو بنایا۔ اس نے تم کو پیدا کیا، اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے، [illegible]

خَلْقِكُمْ تمہیں بنانا، تم کو پیدا کرنا، خَلْقٌ مصدر مضاف ہے اور کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ، [illegible]

خَلَقْنَا۔ ہم نے بنایا، ہم نے پیدا کیا، خَلْقٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع متکلم، [illegible]

خَلَقْنٰكُمْ۔ ہم نے تم کو بنایا، ہم نے تم کو پیدا کیا، اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے، [illegible]

[illegible]

خَلَقْنٰهُ۔ ہم نے اس کو بنایا، ہم نے اس کو پیدا کیا، اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے، [illegible]

خَلَقْنٰهُمْ۔ ہم نے ان کو بنایا، ہم نے ان کو پیدا کیا، اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے

[illegible]

خَلَقْنٰهُمَا۔ ہم نے ان دونوں کو بنایا، ہم نے ان دونوں کو پیدا کیا، اس میں هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب ہے۔

خَلَقَنِیْ۔ اس نے مجھے بنایا، اس نے مجھے پیدا کیا، خَلَقَ صیغہ ماضی ن وقایہ، ی ضمیر واحد متکلم ہے، [illegible]

خَلَقُوْا۔ انھوں نے بنایا، انھوں نے پیدا کیا، خَلْقٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب

[illegible]

خُلِقُوْا۔ وہ بنائے گئے، وہ پیدا کئے گئے خَلْقٌ سے، ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب [illegible]

خَلَقَهٗ۔ اس کو بنایا، اس کو پیدا کیا، اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے (ملاحظہ ہو خَلَقَ) [illegible]

خَلْقَهٗ۔ اس کا بنانا، اس کا پیدا کرنا خَلْقَ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ۱۳، پ۱۶، پ۲۳

خَلَقَهَا۔ اس کو بنایا، اس کو پیدا کیا، اس میں هَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے، پ۱۳

خَلَقَهُمْ۔ ان کو بنایا، ان کو پیدا کیا، اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے، پ۲۲، پ۱۳، پ۲۴، پ۲۵

خَلْقَهُمْ۔ ان کا بنانا، ان کا پیدا کرنا، خَلْقَ مضاف، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب، مضاف الیہ، پ۲۵

خَلَقَهُنَّ۔ اس نے ان کو بنایا، اس نے ان کو پیدا کیا، اس میں هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب ہے، پ۲۴، پ۲۵

خَلْقِهِنَّ۔ ان کا بنانا، ان کا پیدا کرنا، خَلْقِ مضاف، هِنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مضاف الیہ، پ۲۶

خَلَوْا۔ وہ تنہا ہوئے، وہ اکیلے ہوئے، خَلَاءٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب (ملاحظہ ہو خَلَا)، پ۱، پ۴

خَلَوْا۔ وہ گزرے، وہ پہلے ہو چکے، خُلُوٌّ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب (ملاحظہ ہو خَلَا) پ۲، پ۱۱، پ۱۹، پ۲۲

خَلُّوْا۔ تم چھوڑ دو، تَخْلِيَةٌ سے، جس کے معنی اصل میں تو کسی خالی مکان میں چھوڑنے کے ہیں مگر پھر ہر طرح پر چھوڑنے کو تَخْلِيَةٌ کہا جانے لگا، امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۱۰

خُلُوْدٌ۔ ہمیشہ رہنا، خَلَدَ يَخْلُدُ کا مصدر ہے کسی شے کے بربادی سے بچنے اور اپنی اصلی حالت پر باقی رہنے کا نام خلود ہے، اسی بنا پر اہلِ عرب عام طور پر خلود کا استعمال اس چیز کے لئے کرتے ہیں کہ جو دیرپا ہو، اور اس میں تغیر و فساد مدت کے بعد پیدا ہو، چنانچہ چولہے کے ان تین پتھروں کو جن پر دیگ چڑھائی جاتی ہے اسی لئے خَوَالِدُ کہتے ہیں کہ وہ دیر تک قائم رہتے ہیں، عالمِ آخرت کے لئے جہاں خُلُوْدٌ کا استعمال ہوتا ہے، وہاں اس کے اصلی معنی یعنی تمام اشیاء کا اپنی اپنی حالت پر برقرار رہنا مراد ہیں، پ۲۶

خُلَّةٌ۔ دوستی، آشنائی۔ قاضی بیضاوی لکھتے ہیں خُلَّةٌ خِلَالٌ سے مشتق ہے (جس کا استعمال اندرون اور درمیان کے لئے ہوتا ہے) کیونکہ وہ

اس محبت کا نام ہے جو نفس کے اندر پیوست ہو کر مل گئی ہو اور بعض کا قول ہے کہ خَلَلٌ سے ماخوذ ہے کیونکہ جب دو شخص دوست ہوئے تو ہر ایک دوسرے کے خلل کو رد کرتا ہے یا خَلٌّ سے لیا گیا ہے جس کے معنی ریگستانی راستہ کے ہیں، کیونکہ یہ دو دوست راہ کے رفیق ہوتے ہیں، یا خَلَّةٌ سے جس کے معنی خصلت کے ہیں کیونکہ دو دوستوں کی خصلتیں ملتی جلتی ہوتی ہیں۔[1] پ

خَلِيْفَةٌ جانشین، قائم مقام، نائب، تا اس میں مبالغہ کے لئے ہے۔ خُلَفَآءُ اور خَلَائِفُ جمع، پ۱ پ۲۲

خَلِيْلًا وہ دوست جس کی محبت دل کی گہرائیوں میں جاگزیں ہو، خِلَالٌ اور مُخَالَّۃٌ سے جس کے معنی کسی سے دوستی کرنے کے ہیں، صفتِ مشبہ کا صیغہ، حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔

"خَلِيْلٌ بروزن فَعِيْلٌ بمعنی فاعل ہے، خُلَّۃٌ بالضم سے ماخوذ ہے جس کے معنی اس دوستی اور محبت کے ہیں کہ جو دل کے اندر گھس کر اس کے وسط میں جلوہ گر ہو، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا جو اثر تھا اس کے اعتبار سے یہ بالکل صحیح ہے، اور اللہ تعالیٰ کے لئے جو اس کا استعمال کیا گیا ہے تو بطور مقابلہ ہے اور بعض کا قول ہے کہ "خلت" کے معنی اصل میں استصفا یعنی برگزیدگی کے ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل کے لقب سے اس لئے ملقب ہوئے کہ آپ کی دوستی اور دشمنی اللہ کے لئے تھی، اور ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی خلت کا مطلب ان کی مدد کرنا اور ان کو پیشوا بنانا تھا اور بعض کا قول ہے کہ وہ خَلَّۃٌ بفتح خا سے مشتق ہے جس کے معنی حاجت کے ہیں اور ان کا نام خلیل اس لئے ہوا کہ وہ اپنے رب کے ہی ہوئے تھے اور ساری حاجتیں اسی کے سپرد کر دی تھیں[2] خازن بغدادی لکھتے ہیں۔

وخلۃ اللہ للعبد تمکینہ من طاعتہ وعصمتہ وتوفیقہ وستر خللہ ونصرہ والثناء علیہ[3] — اللہ کا بندہ کو خلیل بنانے کا مطلب اس کو اپنی طاعت پر قابو عطا فرمانا عصمت سے سرفراز فرمانا توفیق عنایت کرنا، اس کے خلل کو چھپانا، اس کی مدد کرنا اور اس پر ثنا کرنا ہے، پ۵ پ۱۵ پ۱۹

[1] تفسیر انوار التنزیل ج ۱ ص ۱۷۳، طبع میمنیہ مصر۔ [2] فتح الباری ج ۲ ص ۵، طبع امیریہ مصر، [3] لباب التاویل ج ۱ ص ۵۰۲ طبع مصر ۱۳۳۱ھ

فصل المیم

خَمْرٌ۔ شراب انگوری، اصل میں تو انگور کے
کچے پانی کا نام جبکہ وہ نشہ آور ہو، خمر ہے لیکن
مجازاً ہر نشیلی شراب کو خمر کہدیتے ہیں، علامہ
لغوی سید محمد مرتضیٰ زبیدی صاحب تاج العروس
شرح قاموس میں رقمطراز ہیں۔

واعلم ان کون	اور یہ جان لینا چاہیے کہ
الخمر اسما للنیٔ من	باتفاق ائمہ لغت انگور کے کچے
ماء العنب اذا صار	پانی کا جب کہ وہ نشہ آور ہو
مسکرا حقیقۃ	خمر نام ہونا حقیقت ہے
بالاتفاق من ائمۃ	حتی کہ خمر کا استعمال اس میں
اللغۃ حتی اشتھر	مشہور ہے۔ دوسری
استعمالہ فیہ وفی	شرابوں میں کہ جو مختلف
غیرہ سمی باسامی	ناموں سے موسوم ہیں اس کا
مختلفۃ مجازاً[1]	استعمال مجازاً ہے۔

خمر یا تو اِخْتِمَارٌ سے ماخوذ ہے
جس کے معنی خمیر اٹھنے کے ہیں، چونکہ اس
میں بھی خمیر اٹھ کر جوش پیدا ہوتا اور جھاگ
آنے لگتے ہیں اس لئے اس کا نام خمر ہوا
یا مُخَامَرَۃٌ سے مشتق ہے جس کے معنی چھپا لینے
کے ہیں۔ چونکہ یہ وسواس کو گم کر دیتی اور عقل و
ہوش کو چھپا دیتی ہے اس لئے خمر سے موسوم
ہوئی، ابو عبیدہ نے ضحاک تابعی سے اَعْصِرُ
خَمْرًا کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ خمر
اہل عمان کی زبان میں انگور کو کہتے ہیں،[2]
اس اعتبار سے شرابِ انگوری کو خمر کہنے
کی مناسبت ظاہر ہے، خمر کا استعمال عربی
میں مؤنث ہو کر شائع ذائع ہے اور گو اس کی
تذکیر کو بعض ائمہ لغت نے جائز رکھا ہے لیکن
لغتِ فصیح تانیث ہی ہے پ۲ پ۷ پ۱۲

خَمْرًا پ۱۲

خُمُرِهِنَّ، ان کی اوڑھنیاں، خُمُرٌ خِمَارٌ
کی جمع، مضاف ہے هُنَّ ضمیر جمع مؤنث
غائب مضاف الیہ، اصل میں خَمْرٌ کے معنی
ہیں کسی شے کے پوشیدہ ہونے کے اور جس
چیز کے ذریعہ پوشیدہ ہوا جائے وہ "خمار" ہے
لیکن عرف میں خمار اس چیز کا نام ہے
جس کے ذریعہ عورت اپنے سر کو چھپاتی ہے
یعنی اوڑھنی اور دوپٹہ، پ۱۸

[1] عقود الجواہر المنیفہ ج ۲ ص ۱۰۸ طبع مصر۔ [2] الاتقان فی علوم القرآن ج ۱ ص ۱۳۵ طبع میمنیہ مصر۔

خَمْسَةٌ۔ پانچ، اسم عدد ہے، مذکر کے لئے استعمال ہوتا ہے، ۔

خُمُسَہٗ۔ اس کا پانچواں حصہ، خُمُس اسم مضاف ہے ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ، ۔

خَمْسِیْنَ۔ پچاس، اسم عدد ہے، مذکر اور مؤنث دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے ۔

خَمْطٍ۔ کسیلا، بدمزہ، امام بغوی لکھتے ہیں۔

"خمط پیلو اور اس کا پھل ہے اس کو بریر بولتے ہیں، یہی اکثر مفسرین کا قول ہے، مبرد اور زجاج کا بیان ہے کہ ہر وہ سبزی جس کے مزہ میں اتنی تلخی پیدا ہو جائے کہ اس کو کھایا نہ جاسکے، وہ خمط ہے، ابن الاعرابی کہتے ہیں کہ خمط ایک درخت کا پھل ہے جس کو فسوۃ الضبع کہا جاتا ہے، خشخاش کی طرح ہوتا ہے اور جھڑ جاتا ہے، اس سے کوئی نفع اندوز نہیں ہوتا۔" لہ ۔

فصل النون المعجمة

خَنَازِیْرَ۔ سور، خِنْزِیْرٌ کی جمع، راغب اصفہانی لکھتے ہیں۔

"ارشادِ خداوندی وَجَعَلَ مِنْھُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِیْرَ (اور کئے ان میں سے بندر اور سور) کے متعلق کہا گیا ہے کہ اس سے مخصوص جانور کو مراد لیا ہے، اور یہ بھی قول ہے کہ اس سے وہ شخص مراد ہے کہ جس کے اخلاق اور افعال اس جانور کے مشابہ ہوں نہ یہ کہ جس کی خلقت اس طرح کی ہو، اور آیت میں دونوں باتیں مراد ہیں، کیونکہ مروی ہے کہ ایک قوم کی خلقت مسخ ہو گئی تھی، اسی طرح انسانوں میں ایسی جماعت موجود ہے کہ جب ان کے اخلاق کو جانچا جائے تو وہ بندروں اور سوروں کی طرح نکلیں گے اگرچہ ان کی صورتیں انسانوں کی سی صورتیں ہیں۔"

خَنَّاسِ۔ پیچھے ہٹ جانے والا، چھپ جانے والا، خَنْسٌ سے، جس کے معنی چھپنے اور پیچھے ہٹنے اور رک جانے کے ہیں، مبالغہ کا صیغہ، یہ شیطان کا لقب ہے، کیونکہ جب اللہ کا ذکر ہو تو وہ رک جاتا ہے، نیز وسوسہ

لہ معالم التنزیل ج ۵ ص ۲۳۶۔ طبع مصر ۱۳۳۲ء

ڈال کر غائب ہو جاتا ہے، پ ۳۰/۳۹

خِنْزِیْر۔ سور ۲ ۶ ۵ ۸ ۱۱/۱۴

خُنَّسِ۔ پیچھے ہٹ جانے والے، پھر جانے والے، رک جانے والے، چھپ جانیوالے خَانِسٌ کی جمع، جو خَنَسٌ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر ہے، بعض مفسرین کے نزدیک اس سے سارے مراد ہیں کیونکہ وہ دن میں چھپ جاتے ہیں اور بعض کے نزدیک چاند اور سورج کے علاوہ پانچوں سیارے کہ جن کو "خمسہ متحیرہ" کہتے ہیں، یعنی مریخ، زحل، عطارد، زہرہ اور مشتری کیونکہ ان کی چال کچھ اس ڈھب سے ہے کہ کبھی یہ مشرق سے مغرب کو چلتے ہیں اور کبھی ٹھٹک کر اُلٹے پھرتے ہیں اور کبھی سورج کے پاس آکر غائب رہتے ہیں، اور بعض کے نزدیک نیل گائے کیونکہ اس میں بھی پیچھے ہٹنے، پھر جانے رُکنے اور چھپنے کی صفت موجود ہے، یہ تینوں تفسیریں سلفِ صحابہ اور تابعین سے مروی ہیں۔ لہ پ ۳۰

فصل الواو

خُوَارٌ۔ گائے کی آواز، اصل میں تو یہ لفظ گائے کی آواز کے لئے مخصوص ہے مگر کبھی کبھی بطور استعارہ اونٹ یا بکری یا ہرن یا تیروں کی آواز کے لئے بھی استعمال ہو جاتا ہے پ ۹ / ۱۶

خَوَالِفَ، پیچھے رہنے والیاں، خَالِفَۃٌ کی جمع ہے، خَالِفَۃٌ اصل میں خیمہ کے پچھلے ستون کو کہتے ہیں اور عورت سے بھی کنایہ ہے۔ کیونکہ وہ کوچ کرنے والوں سے پیچھے رہتی ہے، پ ۱۰/۱۸

خَوَّانٍ۔ خیانت کرنے والا، دغاباز، خِیَانَۃٌ سے مبالغہ کا صیغہ (ملاحظہ ہو تَخُوْنُوْا) پ ۵/۱۲ خَوَّانًا۔ پ ۵

خَوْضٍ۔ بیہودہ گوئی، باتیں بنانا، گھسنا، خَاضَ یَخُوْضُ کا مصدر ہے، اصل میں خَوْضٌ کے معنی پانی میں گھسنے کے ہیں اور بطور استعارہ سب کاموں میں گھسنے کے لئے اس کا استعمال ہوتا ہے (ملاحظہ ہو خُضْتُمْ) پ ۷/۱۳

لہ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو فتح الباری ج ۸ ص ۵۳۳ طبع میریہ بولاق مصر۔

خَوْضِهِمْ۔ ان کی بحث، ان کی بک بک، خَوْضِ مضاف، هِمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ، پ۷

خَوْف۔ ڈر، خوف، خَافَ یَخَافُ کا مصدر ہے (ملاحظہ ہو اَخَافُ) پ۱ پ۲ پ۳ پ۴ پ۵ پ۶ پ۸ پ۹ پ۱۱ پ۱۲ پ۱۳ پ۱۴ پ۱۸ پ۱۹ پ۲۰ پ۲۱ خَوْفًا پ۲۶ پ۲۷ پ۲۸

خَوْفِهِمْ۔ ان کا ڈر، ان کا خوف، خَوْفِ مضاف، هِمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۱۵

خَوَّلْنٰکُمْ۔ ہم نے تم کو عطا کیا، ہم نے تم کو دیا خَوَّلْنَا تَخْوِیْلٌ سے، جس کے معنی کسی چیز کا مالک بنانے کے ہیں، ماضی کا صیغہ جمع متکلم کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر، پ۷

خَوَّلْنٰهُ۔ ہم نے اس کو بخشا، ہم نے اس کو عطا کیا، اس میں ہُ ضمیر واحد مذکر غائب ہے پ۲۴

خَوَّلَهٗ۔ اس کو عطا کیا، اس کو دیا۔ خَوَّلَ تَخْوِیْلٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب، پ۲۳

فصل الیاء المثناۃ

خِیَاطِ۔ سوزن، سوئی، اسم ہے، پ۸

خِیَامِ۔ ڈیرے، خیمے، خَیْمَۃٌ کی جمع، پ۲۷

خِیَانَۃً۔ خیانت، دغا، خَانَ یَخُوْنُ کا مصدر ہے (ملاحظہ ہو تَخُوْنُوْا) پ۱۰

خِیَانَتَکَ۔ تجھ سے دغا کرنی، خِیَانَۃَ مضاف کَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ

خَیْرٌ۔ بہتر، بھلا، نیکی، بھلائی، نیک کام، جو چیز سب کو پسند ہو، وہ خیر ہے عقل، عدل، فضل اور اشیا نافعہ، شر اس کی ضد ہے، خیر کی دو قسمیں ہیں، ایک "خیر مطلق" کہ جو ہر حال میں اور ہر ایک کے نزدیک پسندیدہ ہو جیسے کہ جنت ہے، دوسرے "خیر مقید" جو ایک کے لئے خیر ہو اور دوسرے کے لئے شر ہو جیسے دولت کہ زید کے حق میں خیر ہوتی ہے اور عمرو کے حق میں شر، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مال کے متعلق دونوں وصف بیان کئے ہیں، چنانچہ ایک جگہ تو ارشاد ہے اِنْ تَرَکَ خَیْرًا (اگر کچھ خیر یعنی مال چھوڑے) اور دوسرے مقام پر فرمایا ہے اَیَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِیْنَ، نُسَارِعُ لَهُمْ فِی الْخَیْرٰتِ، بَلْ لَّا یَشْعُرُوْنَ۔ (کیا خیال

رکھتے ہیں کہ یہ جو ہم ان کو دیئے جاتے ہیں
مال اور اولاد، تو شتابی کرتے ہیں، ان کی
بھلائیوں میں بلکہ یہ لوگ سمجھتے نہیں) قرآن مجید
میں جہاں مال کے لئے خیر کا لفظ استعمال
ہوا ہے، اس کے متعلق بعض علماء نے تصریح
کی ہے کہ اس سے مراد وہ مال ہے جو کثیر ہو اور
بوجہ حلال جمع کیا گیا ہو۔

الفاظ خیر و شر کا دو طرح پر استعمال
ہوتا ہے، ایک اسم ہو کر جیسے وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ
أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ (اور تم میں ایک
جماعت ہونی چاہئے کہ جو نیک کام کی طرف
بلائے) دوسرے وصف ہو کر اس صورت میں
افعل التفضیل کے معنی ہوتے ہیں جیسے فَإِنَّ
خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى (پس بلاشبہ بہترین زادراہ
تقویٰ ہے) کہ یہاں خیر افضل کے معنی
میں آیا ہے، آیت شریفہ نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا
(ہم لاتے ہیں اس سے بہتر) اور اَنْ تَصُوْمُوْا
خَيْرٌ لَّكُمْ (روزہ رکھو تو تمہارا بھلا ہے) میں
خَیْرٌ اسم بھی ہو سکتا ہے اور بمعنی افعل
بھی۔ یہ واضح رہے کہ خیر کا استعمال کبھی
شر کے مقابلہ میں ہوتا ہے اور کبھی ضر یعنی
تکلیف اور سختی کے مقابل میں جیسے وَإِنْ
يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗ إِلَّا
هُوَ وَإِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيْرٌ (اور اللہ اگر تجھ کو کچھ سختی پہنچائے
تو کوئی اس کا دور کرنے والا نہیں اور اگر تجھے
کچھ بھلائی پہنچائے تو وہ ہر چیز پر قادر ہے)

پ ۱: ۶و۷و۱۲و۱۳ — پ ۲: ۷و۹و۱۰و۱۱ — پ ۳: ۴و۵و۹و۱۰و۱۱و۱۳
پ ۴: ۲و۳و۷و۸و۹و۱۱ — پ ۵: ۵و۸و۹و۱۳و۱۶ — پ ۶: ۵و۸و۹و۱۰و۱۳
پ ۸: ۹و۱۰و۱۸ — پ ۹: ۱و۹و۱۱و۱۳و۱۶و۱۸ — پ ۱۰: ۷و۱۲و۱۴
پ ۱۱: ۲و۷و۱۱و۱۶ — پ ۱۲: ۸و۱۵ — پ ۱۳: ۱و۲و۳و۹ — پ ۱۴: ۱۰و۱۶و۱۹و۲۲
پ ۱۵: ۲و۳و۱۷و۱۸ — پ ۱۶: ۲و۸و۱۳و۱۷ — پ ۱۷: ۳و۹و۹و۱۱و۱۲و۱۵
پ ۱۷: ۱۷ — پ ۱۸: ۲و۳و۶و۹و۱۰و۱۳و۱۷ — پ ۱۹: ۱و۱۸و۲۰
پ ۲۰: ۳و۹و۱۱و۱۳و۱۴ — پ ۲۱: ۷و۱۸ — پ ۲۲: ۱۱ — پ ۲۳: ۶و۱۲و۱۴ — پ ۲۴: ۱۹
پ ۲۵: ۱و۵و۹و۱۱و۱۲و۱۵ — پ ۲۶: ۱۹ — پ ۲۷: ۱۰ — پ ۲۸: ۲و۱۰و۱۲
پ ۲۹: ۳و۷و۱۴ — پ ۳۰: ۱۲و۱۸و۲۲و۲۳و۲۵

خَیْرًا

پ ۲: ۳و۹و۷ — پ ۳: ۵ — پ ۴: ۳و۹و۱۴ — پ ۵: ۳و۹ — پ ۶: ۱و۳ — پ ۸: ۷ — پ ۹: ۱۴
پ ۱۰: ۹و۱۶ — پ ۱۲: ۳ — پ ۱۴: ۱۰ — پ ۱۵: ۱۴ — پ ۱۶: ۱ — پ ۱۸: ۸و۱۰و۱۷ — پ ۲۱: ۱۹
پ ۲۶: ۲و۷و۱۳و۱۸ — پ ۲۸: ۱۶و۱۹ — پ ۲۹: ۳و۸و۱۴ — پ ۳۰: ۲۳

خَیْرَاتٌ ۔ نیکیاں، بھلائیاں، خوبیاں،
نیک عورتیں، اچھی عورتیں۔ خَیْرَةٌ کی جمع
ہے، آیہ شریفہ فِيْهِنَّ خَيْرَاتٌ حِسَانٌ

(اُن میں نیک عورتیں ہیں خوبصورت) میں بعض علماء کا قول ہے کہ خَیْرَاتٌ اصل میں خَیِّرَاتٌ ہے جس کی تخفیف کرلی گئی ہے کیونکہ خیر کا استعمال جب افعل التفضیل کے معنی میں ہو تو اس کی جمع نہیں آتی، خَیْرَاتٌ خَیْرَۃٌ کی جمع ہے جس کے معنی اس عورت کے ہیں جو خیر کے ساتھ مخصوص ہو،

خِیَرَۃٌ۔ اختیار، خَارَ یَخِیْرُ کا مصدر ہے،

خَیْطٌ۔ رشتہ، تاگا، دھاری، قرآن مجید میں "خیط ابیض" سے سپیدۂ صبح اور "خیط اسود" سے ظلمتِ شب مراد ہے،

خِیْفَۃً۔ خوف، ڈر، خَافَ یَخَافُ کا مصدر ہے راغب لکھتے ہیں، خِیْفَۃٌ اس حالت کا نام ہے جو انسان کو خوف کی حالت میں ہوتی ہے آیہ شریفہ وَیُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِہٖ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ مِنْ خِیْفَتِہٖ (اور پڑھتی ہے گرج اس کی خوبیاں اور سب فرشتے اس کے ڈر سے) میں خیفہ کا استعمال بجائے خوف کے ہوا ہے جو اس امر پر تنبیہ ہے کہ خوف ہر وقت ان کے شامل حال ہے، ایک آن اُن سے جدا نہیں ہوتا۔

خِیْفَتِکُمْ۔ تمہارا ڈرنا، خِیْفَۃٌ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ یہاں بھی خِیْفَۃٌ کا استعمال خوف کے لئے ہوا ہے،

خِیْفَتِہٖ۔ اس کا ڈر، اس کا خوف خِیْفَۃٌ مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ،

خَیْلٌ۔ گھوڑے، سوار، اصل میں خَیْل گھوڑوں کا نام ہے۔ مجازاً سواروں کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے، خُیُوْلٌ اور اَخْیَالٌ جمع،

خَیْلِکَ۔ تیرے سوار، تیرے گھوڑے خَیْلِ مضاف کَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ۔ یہاں خیل سے سوار مراد ہیں۔

کتب قصص و اسلامی حکایات وغیرہ

قصص القرآن	کامل چار جلد مولانا حفظ الرحمٰن	قرآنی قصص اور انبیاء علیہم السلام کی سوانح حیات اوران کی دعوت حق کی مستند تاریخ و تفسیر پر محققانہ کتاب چار حصے مجلد اعلیٰ	
قصص الانبیاءؑ	حضرت آدمؑ سے لے کر آنحضرتؐ وخلفائے راشدین و ائمہ اربعہ کے حالات		
قصص الانبیاءؑ	(انگریزی) مندرجہ بالا کتاب کا انگریزی ترجمہ		
حیاۃ الصحابہؓ	صحابہؓ کے حالات میں تبلیغی جماعت کی مشہور کتاب		
حضرت تھانوی کے پسندیدہ واقعات	حضرت تھانوی کے واقعات وحکایات سے جمع کردہ مولانا محمود ابوالحسن علی		
لطائف علمیہ ترجمہ کتاب الاذکیا	ذہانت عقل ودانائی اور حاضر جوابی وغیرہ کی دلچسپ کتاب امام ابن جوزیؒ		
ارواح ثلاثہ جدید	شاہ ولی اللہ کے خاندان اور علمائے دیوبند کی دلچسپ حکایات۔	مولانا اشرف علیؒ	
حکایات صحابہؓ	صحابہؓ کی سچی اور مستند دلچسپ حکایات۔	مولانا محمد زکریاؒ	
علمی کشکول	علمی اخلاقی تاریخی دلچسپ مضامین مجلد	مفتی محمد شفیعؒ	
فسانۂ آدمؑ	حضرت آدم وحوا علیہ السلام کا سچا دلچسپ قرآنی قصہ	حافظ محمد اسحاق دہلویؒ	
جلوہ طور	حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سچا قرآنی دلچسپ قصہ	〃 〃 〃	
داستان یوسفؑ	حضرت یوسفؑ اور زلیخا کا سچا قرآنی دلچسپ قصہ	〃 〃 〃	
تاج سلیمانیؑ	مشہور پیغمبر حضرت سلیمانؑ وملکہ بلقیس کا سچا قصہ	〃 〃 〃	
ملت ابراہیمؑ	مشہور پیغمبر حضرت ابراہیمؑ وحضرت اسماعیل کا سچا قصہ	〃 〃 〃	
معجزات مسیحؑ	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سچا قصہ اور معجزات	〃 〃 〃	
معراج رسولؐ	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کا قصہ	〃 〃 〃	
صبر ایوبؑ	حضرت ایوب علیہ السلام کے صبر کا دلچسپ سچا قصہ	〃 〃 〃	
طوفان نوحؑ	مشہور پیغمبر حضرت نوح علیہ السلام کا دلچسپ سچا قصہ	〃 〃 〃	
قصہ یونسؑ	مشہور پیغمبر حضرت یونس علیہ السلام کا دلچسپ سچا قصہ	〃 〃 〃	
قصہ جرجیسؑ	حضرت جرجیس پیغمبر کا دلچسپ سچا قصہ	〃 〃 〃	
قصہ اصحاب کہف	ان دینداروں کا قصہ جو کئی سو سال تک غار میں سوتے رہے	〃 〃 〃	
موت کا منظر	شداد اور اس کی جنت اور عبرتناک انجام	〃 〃 〃	
بستان اولیاء کامل	اولیاء اللہ اور مقبول بندوں کے دلچسپ حالات	〃 〃 〃	
روز محشر	میدان حشر جنت دوزخ حساب کتاب کا قصہ	〃 〃 〃	
شہادت حسنینؓ	حضرت حسین وحسن رضی اللہ عنہم کے حالات	〃 〃 〃	
عشق الٰہی	اللہ تعالیٰ سے عشق کے اولیاء اللہ کے حالات	〃 〃 〃	
نیکی بدی	نیکی و بدی کے متعلق دلچسپ کتاب	〃 〃 〃	
آنحضرتؐ کے تین سو معجزات	آنحضرتؐ کے تین سو معجزات قرآن وحدیث سے۔ مولانا محمد سعید		
مسلمان فاتحین	تاریخ اسلام کے مشہور واقعات	احمد مصطفیٰ صدیقی راہی	

فہرست کتب مفت طلب کرنے پر بھیج دی جائے گی (طلب فرمائیں)

دارالاشاعت اردو بازار کراچی ۱ فون ۲۱۳۶۸

دار الاشاعت
اردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ ○ کراچی پاکستان فون: 32631861

مولانا محمد عبدالرشید نعمانی

ان فی ذلک لآیات لقوم یتفکرون

مع فہرست الفاظ

جلد دوم ـ ب تا خ

تالیف

مولانا محمد عبدالرشید نعمانی

دار الاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت : اپریل ۲۰۰۷ء علمی گرافکس

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

ملنے کے پتے

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت القلم مقابل اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی
بیت الکتب بالمقابل اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد
مکتبۃ المعارف محلہ جنگی۔ پشاور

ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
بیت العلوم 20 نابھہ روڈ لاہور
مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

انگلینڈ میں ملنے کے پتے

AZHAR ACADEMY LTD.
54-68 LITTLE ILFORD LANE
MANOR PARK, LONDON E12 5QA

ISLAMIC BOOKS CENTRE
119-121, HALLIWELL ROAD
BOLTON BL 3NE, U.K.

امریکہ میں ملنے کے پتے

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET
BUFFALO, NY 14212, U.S.A.

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ الْبَاءِ الْمُوَحَّدَة

فصل الالف

ب: میں، سے، پر، ساتھ، بسبب، کو، ابو البقاء، کفوی کلیات میں لکھتے ہیں:۔

"با، ہی وہ حرف ہے جو سب سے پہلے نطقِ انسانی میں آیا اور انسان کی زبان کھلنے کی ابتداء اسی سے ہوئی، اس کے معنی ہیں وصل و الصاق (ملانا) داخل ہے اللہ تعالیٰ نے اس سے اپنی کتاب کا آغاز اور اپنے کلام و خطاب کی ابتداء فرما کر اس کے مرتبہ کو بلند، اس کی شان کو اعلیٰ اور اس کی برہان کو ظاہر کر دیا۔ یہ حروف جارہ میں سے ہے جن کی وضع اس لئے عمل میں آئی ہے کہ افعال کے معانی کو اسماء تک پہنچا دیا جائے۔" [1]

علامہ سیوطی، اتقان فی علوم القرآن میں فرماتے ہیں:

"با مفرد حرف جر ہے، اس کے متعدد معانی آتے ہیں۔ "الصاق" کے معنی ان سب میں زیادہ مشہور ہیں چنانچہ سیبویہ نے اس کے علاوہ اور کوئی معنی ذکر نہیں کئے، کہا جاتا ہے کہ یہ معنی اس سے جدا نہیں ہوتے، شرح لب میں بیان کیا ہے کہ دو معنوں میں باہم ایک دوسرے سے تعلق کا نام الصاق ہے، الصاق کبھی باعتبار حقیقت ہوتا ہے جیسے وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ (اور اپنے سروں پر مسح کرو) کہ یہاں حقیقتاً مسح کا الصاق "ملانا" سر سے مراد ہے۔ اسی طرح فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُم مِّنْهُ میں، اور کبھی باعتبار مجاز ہوتا ہے جیسے وَإِذَا

[1] کلیات ابو البقاء ص ۹۳ طبع مصر ۱۲۸۶ھ

مَرُّوْا بِهِمْ (اور جب ان کے پاس سے نکلتے) یعنی اس جگہ سے قریب ہوتے ہیں (کہ یہاں در حقیقت الصاق کا تعلق تو اس مکان اور جگہ سے ہے مگر باعتبار مجاز ان سے ہی کر دیا گیا)۔

(۳) جس طرح "ہمزہ" فعل کو متعدی کرنے کے لئے آتا ہے اسی طرح یہ بھی آتی ہے جیسے ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ (اللہ نے ان کی روشنی کھودی) اور وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ (اور اگر اللہ چاہے تو ان کی قوتِ سماعت کو کھودے) کہ یہاں ذھب بمعنی اذھب ہے جس طرح لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ (تاکہ اللہ تمہاری گندگی دور کر دے) میں، مبرد اور سہیلی کا خیال ہے کہ ہمزہ کے اور با کے تعدیہ میں فرق ہے (ان کے خیال میں بائے تعدیہ کی صورت میں "مصاحبت" کے معنی ملحوظ ہوتے ہیں اور ہمزہ میں نہیں) چنانچہ جب ذھبت بزید (تو زید کو لیکر گیا) کہو گے تو مخاطب زید کے ساتھ جانے میں شریک ہوگا۔ مگر ان کا یہ خیال مذکورہ آیات کی بنا پر مردود ہے۔ (کیونکہ اللہ تعالیٰ عدم نور، یا عدم سماعت میں کیونکر شریک کہا جا سکتا ہے۔ تعالی اللہ عن ذلك علوا كبيرا)

(۳) استعانت یعنی کسی چیز سے مدد چاہنا جب با اس معنی میں آتی ہے تو آلۂ فعل پر داخل ہوتی ہے جیسے بِسْمِ اللّٰهِ (ساتھ نام اللہ کے) کی با ہے کہ معنی یہ ہیں "میں اللہ کے نام سے مدد لیتا ہوں"

(۴) سببیت یعنی فعل کا سبب بتلانے کے لئے یہ سببِ فعل پر داخل ہوتی ہے جیسے فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ (پس ہم نے ہر ایک کو اس کے گناہ کے سبب پکڑا) اور ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ (تم نے اس بچھڑے کے بنا لینے کے سبب اپنے آپ پر ظلم کیا) اس بار کو "بائے تعلیل" بھی کہتے ہیں۔

(۵) مصاحبت جس طرح کہ "مع" کے معنی آتے ہیں جیسے اِهْبِطْ بِسَلٰمٍ (سلامتی کے ساتھ اتر) جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ (تمہارے پاس حق کے ساتھ رسول آیا) فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ (اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ پاکی بیان کر)۔

(۶) بائے ظرفیہ جس طرح کہ فِیْ اس معنی میں آتا ہے خواہ ظرفِ زمان ہو یا مکان، جیسے نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ (ہم نے ان کو صبح کے وقت نجات دی) اور نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ (اللہ نے تمہاری بدر میں مدد کی) (کہ آیت اولیٰ میں با ظرفِ زمان کے لئے ہے اور آیتِ ثانیہ میں ظرفِ مکان کے لئے)۔

(۷) علیٰ (پر، اوپر) کی طرح استعلاء کے معنی میں

جیسے مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ (وہ شخص کہ تو اس کو مال کے ڈھیر پر امین بنائے) کہ یہاں باء بمعنی عَلٰی ہے چنانچہ اِلَّا كَمَا اَمِنْتُكُمْ عَلٰى اَخِيْهِ (مگر جیسا کہ میں نے تم کو اس کے بھائی پر امین کیا تھا) اس کی دلیل ہے۔

(۸) مجاورت جیسے کہ عَنْ (سے) کے معنی ہیں مثلاً فَسْئَلْ بِهٖ خَبِيْرًا (پوچھ لے اس کے متعلق کسی باخبر سے) کہ یہاں با بمعنی عَنْ کے ہے چنانچہ يَسْئَلُوْنَ عَنْ اَنْبَآئِكُمْ (وہ پوچھتے پھرتے ہیں تمہاری خبریں) اس کی دلیل ہے پھر بعض کا خیال ہے کہ عن کے معنی میں آنا صرف سوال کے ساتھ ہی مخصوص ہے اور بعض کے خیال میں یہ خصوصیت نہیں، جیسے يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ بِاَيْمَانِهِمْ (ان کا نور ان کے آگے اور ان کے داہنے دوڑتا ہوگا) اور وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ (اور جس دن کہ آسمان بدلی سے پھٹ جائے گا) کہ بِاَيْمَانِهِمْ اور بِالْغَمَامِ دونوں میں با بمعنی عن ہے۔

(۹) تبعیض کے معنی میں جس طرح مِنْ (سے) آتا ہے جیسے عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ (چشمہ ہے کہ جس سے اللہ کے بندے پئیں گے) کہ یہاں سامنے چشمہ کا پی جانا مراد نہیں بلکہ اس میں سے پانی پینا مراد ہے۔

(۱۰) اِلٰی (تک) کی طرح بیان غایت وانتہا کے لئے جیسے وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْ (اور بلاشبہ اس نے میرے ساتھ احسان کیا) یعنی اس کا احسان مجھ تک پہنچا۔

(۱۱) مقابلہ کے لئے جو کسی چیز کے عوض اور بدلہ پر داخل ہو جیسے اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (جاؤ بہشت میں بدلہ اس کا جو تم کرتے تھے) واضح رہے کہ اس با کو باء مقابلہ مانا گیا باء سببیت نہیں جیسا کہ معتزلہ کا خیال ہے کیونکہ بدلہ اور عوض میں دینے والا کبھی مفت بھی دیدیتا ہے لیکن مسبب کا وجود بغیر سبب کے نہیں ہوتا۔

(۱۲) تاکید کے لئے اور یہ باء زائدہ ہوتی ہے، چنانچہ فاعل میں زیادہ کی جاتی ہے جیسے اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ (کیا خوب سنتے ہوں گے اور کیا خوب دیکھتے ہوں گے) میں کہ یہاں یعنی افعال تعجب میں بار کا لانا واجب ہے اور دیگر مقامات میں فاعل پر بار کا لانا اکثر جائز ہے جیسے وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا (اور اللہ کافی ہے گواہ) کہ اللہ فاعل، شَهِيْدًا بر بنائے حال یا تمیز منصوب اور بار زائدہ ہے جو تاکید اتصال کے لئے آئی ہے کیونکہ كَفٰى بِاللّٰهِ میں

اسم فعل سے اسی طرح متصل ہے جس طرح فاعل
ہوتا ہے۔ ابن الشجری نے کہا ہے کہ ایسا اس لئے
کیا گیا کہ یہ بتا دیا جائے کہ اللہ کی کفایت عظمت
مرتبہ میں اوروں کی کفایت کی طرح نہیں ہے
اسی لئے معنی کی زیادتی کے لئے لفظ میں بھی زیادتی
کی گئی۔ اور زجاج کا بیان ہے کہ با اس لئے داخل
ہوئی ہے کہ کفیٰ یہاں اِکْتَفِ کے معنیٰ میں ہے لیکن
ابنِ ہشام نے تصریح کی ہے کہ یہ توجیہ خوبی سے
دور ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہاں فاعل مستتر ہے
اصل میں یوں تھا کَفیٰ الْاِکْتِفَاءُ بِاللّٰہِ اکتفاء
جو مصدر تھا وہ تو حذف ہو گیا اور اس کا معمول
دلالت کے لئے باقی رہ گیا۔ یاد رہے کہ جب کفیٰ
بمعنی وَفیٰ ہو تو اس صورت میں فاعل میں باء
زائدہ نہیں کی جائیگی جیسے فَسَیَکْفِیْکَھُمُ اللّٰہُ
(سو اب اللہ تیری طرف سے ان کو کافی ہے) اور
کَفَی اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ الْقِتَالَ (اور آپ صلی
اللہ نے مسلمانوں کی لڑائی) اور مفعول میں بھی باء
زائدہ کی جاتی ہے جیسے وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ
اِلَی التَّھْلُکَۃِ (اور اپنے ہاتھوں کو ہلاکت میں
نہ ڈالو) اور وَھُزِّیْ اِلَیْکِ بِجِذْعِ النَّخْلَۃِ
(اور اپنی طرف کھجور کے تنے کو ہلا) اور فَلْیَمْدُدْ
بِسَبَبٍ اِلَی السَّمَآءِ (تو تانے ایک رسی آسمان
تک) اور وَمَنْ یُّرِدْ فِیْہِ بِاِلْحَادٍ (اور جو
اس میں بے دینی کا ارادہ کرے) نیز مبتدا میں بھی باء لائی
جاتی ہے جیسے بِاَیِّکُمُ الْمَفْتُوْنُ (کون تم میں
سے فتنہ ہے) کہ یہاں بِاَیِّکُمْ اَیُّکُمْ کے حکم میں
ہے اور بعض اس با کو ظرفیہ بتاتے ہیں ان کے
خیال میں با بمعنی فی ہے گویا عبارت کا مطلب
یہ ہوگا کہ فِیْ اَیِّ طَآئِفَۃٍ مِّنْکُمْ (تمہاری کس
جماعت میں) بعض قاریوں نے جو لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ
تُوَلُّوْا میں الْبِرَّ پر زبر پڑھا ہے ان کی قراءت پر
لیس کے اسم پر بھی باء آتی ہے۔ نیز خبر منفی میں بھی باء
زائد کی جاتی ہے جیسے وَمَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ (اللہ
غافل نہیں ہے)، نیز موجب میں بھی چنانچہ جَزَآءُ
سَیِّئَۃٍ بِمِثْلِھَا (برائی کا بدلہ برائی کے موافق ہے)
میں باء اسی قاعدہ پر ہے اور تاکید میں بھی باء آتی ہے
چنانچہ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِھِنَّ (وہ روکے رکھیں
اپنے آپ کو) کو اسی کی مثال قرار دیا گیا ہے۔

آیتِ شریفہ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِکُمْ (اور
اپنے سروں کا مسح کرو) میں جو با ہے اس کے متعلق
علماء میں باہم اختلاف ہے بعض کہتے ہیں الصاق
کے لئے ہے بعض کہتے ہیں تبعیض کے لئے بعض زائدہ

کہتے ہیں اور بعض استعانت کے لئے بتلاتے ہیں اصل بات یہ ہے کہ اس کلام میں حذف اور قلب دونوں ہیں کیونکہ مَسَح کا تعدیہ مزال عنہ کی طرف تو راست ہوتا ہے اور مزیل کی طرف باء کے ذریعہ سے پس اصل میں یوں ہے امسحوا رؤسکم بالماء کہ رؤس تو مزال عنہ ہے اور ماء مزیل جو عبارت میں محذوف ہے۔[1]

بَآءَ۔ اس نے کمایا۔ وہ پھرا۔ وہ لوٹا (نَصَرَ) تبوّء سے جس کے اصل معنی ٹھکانہ درست کرنے اور جگہ ہموار کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ مجازاً اس کے معنی کمانے لوٹنے اور اقرار کرنے کے بھی آتے ہیں ب ۸ ب ۱۶

بَاب۔ دروازہ۔ داخل ہونے کی جگہ۔ ب ۲ ب ۸ ب ۹ ب ۱۲ ب ۱۳ ب ۱۴ ب ۱۸ بَابًا ب ۱ ب ۲

بَابِلَ۔ یہ ایک عظیم الشان شہر کا نام ہے جو قدیم زمانے میں دریا فرات کے دونوں جانب واقع تھا اور فرات اس کے بیچ میں سے ہو کر گزرتا تھا۔ اور آج بھی فرات کے دونوں طرف اس کے کھنڈرات موجود ہیں۔ اس کا عرض البلد شمالی ۳۲ درجہ ۳۰ دقیقہ ۱۲ ثانیہ اور طول البلد شرقی ۴۴ درجہ ۲۳ دقیقہ ۳۰ ثانیہ ہے یہ مدت تک سلطنت عراق کا پایہ تخت رہا ہے اور بخت نصر کے زمانہ تک بڑی شان و شوکت کا شہر تھا ۵۳۹ء قبل مسیح کے بعد سے اس پر ایسی تباہی آئی کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس کا خاتمہ ہو گیا۔ بابل کی سحر و ساحری اور یہاں کی میخواری مشہور عام ہے۔ مشہور نحوی اخفش کا بیان ہے کہ بابل مؤنث نام ہونے کے باعث غیر منصرف ہے کیونکہ عربی میں ہر مؤنث شے کا نام جبکہ وہ علم ہو اور تین حرف سے زائد ہو غیر منصرف ہوتا ہے۔[2] سنن ابی داؤد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقبرہ میں نماز ادا کرنے سے منع فرمایا نیز اس سے بھی کہ میں سرزمین بابل میں نماز پڑھوں کیونکہ وہ ملعون جگہ ہے۔ خطابی لکھتے ہیں کہ اس حدیث کی سند میں گفتگو ہے میرے علم میں کسی عالم نے سرزمین بابل میں نماز ادا کرنے کو حرام نہیں کہا۔ علاوہ ازیں جعلت لی الارض مسجدا و طہورا (میرے لئے ساری زمین سجدہ کے قابل اور پاک کر دی گئی ہے) جو اس سے زیادہ صحیح ہے اس کے معارض ہے اگر یہ حدیث

[1] ملاحظہ ہو اتقان ج ۱ ص ۱۵۹ و ۱۶۰ طبع مصر [2] معجم البلدان ج ۲ ص ۱۸ طبع مصر ۱۳۲۳ء

ثبوت کو پہنچ جائے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارض بابل کو وطن بنانے اور وہاں اقامت گزیں ہونے کو منع فرما دیا کیونکہ جب وہاں اقامت اختیار کی جائیگی تو نماز بھی پڑھنی پڑے گی۔ پھر اس بارے میں جو نہی وارد ہے وہ بھی مخصوص ہے۔ نہانی کے لفظ پر غور فرمائیے (جس کے معنی ہیں مجھے منع فرمایا) غالباً اس محنت و مشقت سے ڈرانا مقصود تھا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کوفہ میں اٹھانی پڑی، کوفہ کا شمار بابل ہی کی سرزمین میں ہے حضرت علیؓ سے پہلے خلفاء راشدین میں سے کوئی بھی مدینہ سے منتقل نہیں ہوا۔[۱] ب ۱/۱۲

بَاخِعٌ۔ غم میں گھونٹ ڈالنے والا۔ بَخْعٌ سے جس کے معنی غم میں اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالنے کے ہیں اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر۔ ۱۵/۱۳ ۱۹/۵

بَادٍ۔ بادیہ نشین۔ باہر سے آنے والا۔ بَدَاوَةٌ سے جس کے معنی صحرا میں اقامت اختیار کرنے کے ہیں۔ اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر۔ ۱۷/۴

بَادُوْنَ۔ باہر رہنے والے۔ صحرا نشین۔ بَادٍ کی جمع۔ اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر۔ ۲۱/۱۸

بَادِیَ ظاہر ظہور، کھلم کھلا، بُدُوٌّ سے جس کے معنی ظاہر ہونے کے ہیں۔ اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر۔ ۱۲

بَارِدٌ۔ ٹھنڈا۔ بَرْدٌ سے جس کے معنی ٹھنڈا ہونے کے ہیں اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر۔ ۲۳/۱۲ ۲۴/۱۵

بَارِزُوْنَ۔ نکل کھڑے ہونے والے۔ بُرُوْزٌ سے جس کے معنی کھلی جگہ میں نکلنے اور ظاہر ہونے کے ہیں۔ اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر۔ ۱۳

بَارِزَةٌ۔ کھلی ہوئی۔ بُرُوْزٌ سے۔ اسم فاعل کا صیغہ واحد مؤنث۔ ۱۵/۱۸

بَارَكَ۔ اس نے برکت دی۔ مُبَارَكَةٌ سے جس کے معنی برکت دینے کے آتے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ ۲۴/۱۶

بَارَكْنَا۔ ہم نے برکت دی۔ مُبَارَكَةٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم۔ ۹/۶ ۱۵/۱ ۱۷/۵ ۸ ۲۳ ۲۲

بَارِئٌ۔ نکال کھڑا کرنے والا، پیدا کرنے والا۔ بَرْءٌ سے جس کے معنی بنانے کے ہیں اسم فاعل کا صیغہ۔ واحد مذکر۔ باری اللہ تعالیٰ کی مخصوص صفت ہے بَرَأَ یَبْرَأُ کا استعمال پیدا کرنے کے معنی میں ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے باری خالق کے

لہ۔ معالم السنن شرح ابی داؤد للخطابی ج ۱ ص ۱۴۸ طبع حلب ۱۳۵۱ھ

ہم معنی ہوگا۔ مگر آیتِ شریفہ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ (وہی اللہ ہے بنانے والا، نکال کھڑا کرنے والا، صورت کھینچنے والا) سے پتہ چلتا ہے کہ خالق اور باری دو علیحدہ علیحدہ صفتیں ہیں اور ان دونوں میں باہم فرق ہے البتہ ہم معنی ماننے کی صورت میں باری کو خالق کی تاکید سمجھا جاسکتا ہے۔ علامہ محمود آلوسی لکھتے ہیں کہ باری وہ ہے جس نے مخلوق کو تفاوت اور اجزاء و اعضاء کے عدم تناسب سے بری پیدا کیا یعنی یہ نہیں ہوا کہ ایک ہاتھ تو بہت چھوٹا اور پتلا ہو اور دوسرا بہت بڑا اور موٹا۔ اسی طرح خاصیتوں اور شکلوں نیز خوبی اور برائی میں ایک دوسرے سے ممتاز فرمایا پس اس اعتبار سے باری خاص ہے اور خالق عام[1]۔ یعنی خالق کے معنی ہیں صرف پیدا کرنے والا اور باری کے معنی ہیں مخصوص صفت پر پیدا کرنے والا۔

امام بیہقی 'کتاب الاسماء والصفات' میں فرماتے ہیں وحلیمی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ باری کے دو معنی ہوسکتے ہیں ایک تو اپنے علم کے مطابق طرح طرح کی مخلوقات کا ایجاد کرنے والا۔ آیت کریمہ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا (کوئی مصیبت نہیں پڑتی زمین میں نہ خود تمہاری جانوں میں مگر وہ اس سے پہلے کہ ہم اسے پیدا کریں کتاب میں موجود ہے) میں اسی معنی کی طرف اشارہ ہے اور اس میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں کہ جنابِ باری عزاسمہ کے متعلق جو "ابداع" کا اثبات و اعتراف کیا جاتا ہے تو وہ اس اعتبار سے نہیں کیا جاتا کہ اس نے ایک دم بغیر علم سابق جس چیز کا ابداع فرمانا چاہا ظاہر کر دیا بلکہ یہی مطلب ہے کہ جس چیز کا ابداع فرمایا وہ ابداع سے پہلے اس کے علم میں موجود تھی پس جس طرح کسی شئے کی ابداع و ایجاد کی بنا پر "بدیع" کا اسم اللہ تعالیٰ کے لئے ضروری ہے اسی طرح اسم "باری" بھی ضروری ہے۔

دوسرے یہ کہ "باری" سے قلبِ حقیقت اور تبدیلِ ماہیت کرنے والا مراد ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے پانی، مٹی، آگ اور ہوا کو تو اپنی صفتِ ابداع سے بغیر کسی چیز کے پیدا کیا اور پھر ان چاروں سے اجسامِ مختلفہ کو بنایا چنانچہ ارشاد ہے وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ (اور ہم نے ہر جاندار چیز کو پانی سے پیدا کیا) اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ

[1] روح المعانی ج ۱ ص ۲۲۷ طبع مصر

(میں بنانے والا ہوں انسان کو مٹی سے) وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ (اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ تم کو مٹی سے پیدا کیا) خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ (اس نے پیدا کیا انسان کو نطفہ سے، پس یکایک وہ کھلم کھلا جھگڑنے لگا) خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ (انسان کو ٹھیکر کی طرح بجتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا اور جنوں کو آگ کے شعلے سے بنایا) وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ (اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصے سے پیدا کیا پھر اس کو نطفہ بنا کر محفوظ جگہ میں رکھا پھر نطفہ کو لوتھڑا بنایا پھر لوتھڑے کی بوٹی بنائی پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائیں پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا اور اس کو ایک دوسری مخلوق بنا دیا پس بڑا بابرکت ہے اللہ سب سے بہتر بنانے والا)۔

اس صورت میں لفظ "باری" برأ القواس القوس (کمان گر نے کمان بنائی) سے ماخوذ ہوگا۔ یعنی جس چیز سے کمان بنتی ہے اس سے کمان بنائی اور وہ چیز ہیئت بدل کر دوسری چیز بن گئی۔ غرض اللہ تعالیٰ کے متعلق صفتِ ابداع کا اعتراف کرنا صفتِ "برء" کے اعتراف کا متقضی ہے کیونکہ معترف خوب جانتا ہے کہ وہ خود ایک حال سے دوسرے حال میں برابر بدلتا رہا ہے یہاں تک کہ وہ اس قابل ہوا کہ اعتقاد و اعتراف کرنے لگے۔[1] پ۱۸/۶

بَارِئِكُمْ۔ تمہارا پیدا کرنے والا۔ بَارِئٌ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ پ۱/۶

بَازِغًا۔ درخشاں، روشن، بُزُوْغٌ سے جس کے معنی طلوع ہونے اور چمکنے کے ہیں۔ اسم فاعل کا واحد مذکر۔ پ۷/۱۵

بَازِغَةً۔ درخشاں، روشن، بُزُوْغٌ سے۔ اسم فاعل کا صیغہ۔ واحد مؤنث۔ پ۷/۱۵

بَأْسٌ۔ لڑائی، دبدبہ، سختی، آفت، جنگ کی شدت اصل میں تو اس کے معنی سختی اور آفت کے ہیں مگر لڑائی اور غلبہ کے معنی میں اس کا استعمال بکثرت ہوتا ہے۔ پ۲/۶ پ۵/۸ پ۸/۸ پ۱۴/۱۲ پ۱۵/۱ پ۱۸/۱۹ پ۱۸/۲۱ پ۲۴/۹

[1] کتاب الاسماء والصفات ص ۱۷ مطبع انوار احمدی الہ آباد۔

پ۲ ع۱۴ بَأْسَآ پ۵ پ۱۵ ع۱۴

بَأْسَآءِ ۔ سختی، فقر، اسم مؤنث ہے بُؤْسٌ سے مشتق ہے صفت نہیں ہے اور بعض کے خیال میں صفت ہے جو موصوف کے قائم مقام ہے

پ۲۹ ع۱۱ پ

بَاسِرَةٌ ۔ اداس، بے رونق، پریشان، بَسْرٌ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مؤنث اصل میں بَسْرٌ کے معنی وقت سے پہلے کسی چیز کے متعلق جلدی کرنے کے ہیں یہاں وقت سے پہلے اداس ہونا اور تیور بگڑ جانا مراد ہیں۔ مجازاً اس کے معنی ترشرو ہونے اور منہ بگاڑنے کے بھی آتے ہیں۔ پ۱۳ ع۹

بَاسِطٌ ۔ دراز کرنے والا، کھولنے والا، پھیلانے والا بَسْطٌ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر۔ اصل میں تو بسط کے معنی کھلنے کھولنے اور پھیلنے پھیلانے کے ہیں مگر جب ہاتھوں کے ساتھ اس کا استعمال ہوتا ہے تو اس صورت میں اس کے مختلف مفہوم ہوتے ہیں چنانچہ کبھی تو کسی چیز کی طرف ہاتھ پھیلانا یعنی مانگنا اور طلب کرنا مراد ہوتا ہے جیسے كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ (اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلانے والا تاکہ پانی اس کے منہ میں پہنچ جائے) اور کبھی کسی چیز پر ہاتھ ڈالنے یعنی پکڑنے اور گرفت کرنے کے لئے آتا ہے جیسے، وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُوا أَيْدِيهِمْ (اور کبھی تو دیکھے جس وقت ظالم موت کی بیہوشی میں ہوں اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہوں) اور کبھی دست درازی یعنی مارنے اور حملہ کرنے کے معنی ہوتے ہیں جیسے لَئِن بَسَطتَ إِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِي مَا أَنَا بِبَاسِطٍ يَدِيَ إِلَيْكَ لِأَقْتُلَكَ (تو اگر مارنے کے لئے مجھ پر ہاتھ چلائیگا تو میں تجھ پر مارنے کو ہاتھ نہیں چلاؤں گا) اور کبھی ہاتھوں کے کھلنے سے مراد عطا اور بخشش ہوتی ہے جیسے (بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ (بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کشادہ ہیں) پ۶ ع۱۳ پ۷ ع۱۱

بَاسِطُوا ۔ کھولنے والے، بڑھانے والے۔ بَاسِطٌ کی جمع۔ اصل میں بَاسِطُونَ تھا أَيْدِيهِمْ کی طرف مضاف ہونے کے باعث ن ساقط ہو گیا ہے

بَاسِقَاتٍ ۔ بلند، لمبی لمبی۔ بَاسِقَةٌ کی جمع بُسُوقٌ سے جس کے معنی بلند اور لمبا ہونے کے ہیں۔ اسم فاعل کا صیغہ جمع مؤنث غائب۔ پ۲۶ ع۱۵

بَأْسَكُمْ ۔ تمہاری لڑائی، بَأْس مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ پ۱۷ ع۶

بَأْسَنَا ۔ ہمارا عذاب، بَأْس مضاف نا ضمیر

جمع متکلم مضاف الیہ جب بأس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو عذابِ الٰہی کے معنی ہوں گے۔

۴/۱۱ ، ۸/۵و۸ ، ۹/۲ ، ۱۳/۹ ، ۱۶/۲ ، ۲۳/۱۲

بَأْسُهٗ۔ اس کا عذاب، بأس مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ۔ ۵/۸

بَأْسُهُمْ۔ ان کی لڑائی، بأس مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۲۵/۵

بَاشِرُوْهُنَّ۔ ان (عورتوں) سے ملا کرو، ان سے ملو، بَاشِرُوا مُبَاشَرَةٌ سے جس کے معنی دو بشروں کے آپس میں ملنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر، بشرہ جلد کے ظاہری حصہ کو کہتے ہیں، یہاں مباشرت سے جماع کا کنایہ مراد ہے، ھُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب۔ ۲/۷

بَاطِلٌ۔ غلط، ناحق، جھوٹ، حق کی نقیض اور ضد ہے، جستجو کرنے سے جس چیز کے متعلق پتہ چلے کہ وہ بے ثبات ہے اسی کو باطل کہتے ہیں ارشاد ہے ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ (یہ بسبب اس کے ہے کہ اللہ ہی ہے حق ثابت اور اس کے سوائے جس کو پکارتے ہیں ناپید ہو جانے والا ہے) اور اسی اعتبار سے ہر قول یا فعل جو بے ثبات ہو باطل کہلاتا ہے قول کی مثال لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ (کیوں ملاتے ہو صحیح میں غلط) اور فعل کی مثال وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (اور ضائع ہو گیا جو کیا تھا اس جگہ اور مٹ گیا جو کچھ کہ عمل کرتے تھے)۔ ۱/۵ ، ۳/۲ ، ۳/۵و۳ ، ۵/۲

۲/۲ ، ۵/۱۵و۹ ، ۱۰/۱ ، ۱۲/۲ ، ۱۳/۸ ، ۱۳/۱۹ ، ۱۵/۹و۲۰ ، ۱۶/۲و۱۵

۲۰/۱۲و۲۴ ، ۲۲/۱۲ ، ۲۲/۱۶و۱ ، ۲۵/۴ ، ۲۶/۵

بَاطِلًا۔ ۴/۳ ، ۲۳/۱۲

بَاطِنٌ۔ سب سے چھپا ہوا، اندر، بُطُوْنٌ اور بَطْنٌ سے جس کے معنی پوشیدہ اور مخفی ہونے کے ہیں۔ اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر۔ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ہے۔ علامہ حلیمی کہتے ہیں باطن وہ ہے جو غیر محسوس ہو اور آثار و افعال کے ذریعہ اس کا ادراک کیا جائے۔ امام خطابی کا بیان ہے کہ بطون کے معنی کبھی تو دیکھنے والوں کی نگاہوں سے اوجھل ہونے کے آتے ہیں اور کبھی غیب کی پوشیدہ باتیں جاننے کے۔ [۱]

دوسرے معنے کے اعتبار سے ہی عرب والے بولتے ہیں فلان یبطن امر فلان یعنی فلاں

[۱] کتاب الاسماء والصفات امام بیہقی ص ۲۵ طبع انوار احمدی الہ آباد ۱۳۱۳ھ

فلاں کے باطنی حال سے آگاہ ہے، امام بخاریؒ نے بھی یحییٰ بن زیاد الفرا کی کتاب معانی القرآن سے یہی معنی نقل کئے ہیں۔ فرا، مذکور لغت ونحو کے مشہور امام ہیں۔ علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں۔

"الظاہر اور الباطن صفاتِ الٰہی میں الاول اور الآخر کی طرح ایک ساتھ بولے جاتے ہیں پس الظاہر کے متعلق تو کہا جاتا ہے کہ یہ ہماری بدیہی معرفت کی طرف اشارہ ہے کیونکہ انسان جس چیز کی طرف بھی نظر اٹھا کر دیکھے اس کی فطرت کا یہی فیصلہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَٰهٌ وَفِي الْأَرْضِ إِلَٰهٌ (اور وہی ہے کہ آسمان میں بھی قابلِ عبادت ہے اور زمین میں بھی قابلِ عبادت ہے) میں اسی حقیقت کا بیان ہے۔ اسی لئے کسی حکیم کا قول ہے کہ معرفتِ الٰہی کے طالب کی مثال اس شخص کی ہے جو آفاق میں ایسی چیز کے تلاش میں گشت لگائے جو خود اس کے پاس موجود ہو اور الباطن سے اشارہ اس کی حقیقی معرفت کی طرف ہے جس کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان لفظوں میں بتایا ہے یا من غایۃ معرفتہ القصور عن معرفتہ (اے وہ ذات کہ جس کی معرفت کی انتہا اس کی معرفت سے درماندگی ہے) کسی نے کہا باعتبار اپنی نشانیوں کے ظاہر ہے اور باعتبار اپنی ذات کے باطن ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ ظاہر سے مراد یہ ہے کہ وہ تمام اشیاء پر محیط ہے اور اس کو سب کا ادراک حاصل ہے اور باطن اس حیثیت سے ہے کہ اس کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ خود اللہ عزوجل کا فرمان ہے لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ (نگاہیں اس کو نہیں پا سکتیں اور وہ نگاہوں کو پا لیتا ہے) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک مقولہ روایت ہے جو دونوں لفظوں کی تفسیر کو بتلاتا ہے فرماتے ہیں۔ تجلی لعبادہ من غیر ان راٰوہ واراھم نفسہ من غیر ان تجلی لھم (اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر تجلی فرمائی بغیر اس کے کہ بندے اس کو دیکھیں اور اپنی ذات کو دکھلایا بغیر اس کے کہ ان پر تجلی ہو) مگر مقولہ کو سمجھنے کے لئے فہم ثابت اور عقلِ وافر کی ضرورت ہے"۔

مفسرین اور ارباب لغت کے اس آیت کی تفسیر میں دس سے زیادہ اقوال مذکور ہیں حالانکہ خود حضور سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاروں اسماءِ الٰہی الاول والآخر والظاہر والباطن کی ایسی

---

[1] ملاحظہ ہو صحیح البخاری مع فتح الباری ج ۱۳ ص ۲۰۷ طبع میریہ مصر ۱۳۰۱ھ۔

تفسیر فرمائی ہے کہ اس کے بعد کسی تشریح کی ضرورت باقی نہیں رہتی فرماتے ہیں انت الاول فلیس قبلک شیٔ وانت الاخر فلیس بعدک شیٔ وانت الظاہر فلیس فوقک شیٔ وانت الباطن فلیس دونک شیٔ (تو ہی اول ہے تجھ سے پہلے کوئی شے نہیں اور تو ہی آخر ہے تیرے بعد کوئی شے نہیں اور تو ہی ظاہر ہے تیرے اوپر کوئی شے نہیں اور تو ہی باطن ہے تیرے ورے کوئی شے نہیں۔ یہ حدیث ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور صحیح مسلم میں بھی الفاظ کے معمولی سے تغیر کے ساتھ موجود ہے"۔ [1]

واضح رہے کہ شیعہ اور معتزلہ نے جو رویتِ باری کے منکر ہیں اپنے غلط عقیدہ کے اثبات میں یہ استدلال پیش کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت میں الباطن فرمایا ہے جو اس امر کی دلیل ہے کہ ان ظاہری آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار نہیں ہو سکتا مگر یہ استدلال کسی طرح صحیح نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی کنہ ذات کے اعتبار سے باطن اور مخفی ہے کہ اس کی ذات کا کوئی ادراک نہیں کر سکتا اور اس اعتبار سے باطن ہونا آخرت میں رویتِ الٰہی کے منافی نہیں ہو سکتا کیونکہ ان ظاہری آنکھوں سے دیدارِ الٰہی کا حاصل ہونا کنہ ذاتِ الٰہی کی معرفت کا مقتضی نہیں ہے۔ ورنہ اس طرح اگر الباطن عدم رویت کی دلیل بن سکتا ہے تو الظاہر رویت باری کی دلیل کیوں نہیں ہو سکتا۔ ۲۷ / ۱۷

بَاطِنَةً۔ چھپی ہوئی پوشیدہ، بَطْنٌ اور بُطُوْنٌ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مؤنث۔ آیت کریمہ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً (اور پوری کر دیں تم پر اپنی نعمتیں ظاہری اور باطنی) ہیں ظاہرہ کو نبوت اور باطنہ کو عقل بتایا گیا ہے اور کوئی ظاہرہ سے محسوسات اور باطنہ سے معقولات مراد لیتا ہے اور کسی نے انسانوں کے ذریعہ دشمنوں پر فتحمندی حاصل کرنے کو ظاہری نعمت اور فرشتوں کے ذریعہ مدد پہنچنے کو باطنی نعمت کہا ہے۔ علامہ ماوردی نے اس سلسلہ میں نو اقوال ذکر کئے ہیں مگر وہ سب عموم آیت کے تحت میں داخل ہیں یہاں صرف اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ ظاہری نعمتوں سے وہ تمام نعمتیں مراد ہیں جو عقل یا حس سے معلوم کی جا سکیں اور جو کوئی ان کی معرفت

[1] مشکوٰۃ المصابیح فصل ثانی باب مایقول عند الصباح والمساء والمنام۔

حاصل کرنا چاہے وہ انھیں معلوم کر سکے اور باطنی نعمتوں سے وہ نعمتیں مراد ہیں جو لوگوں کو معلوم نہ ہو سکیں اور ان سے مخفی رہیں۔ لہٰذا آیت کے عموم میں تمام ظاہری اور باطنی نعمتیں شامل ہیں اور مفسرین کے اس سلسلہ میں جو اقوال مذکور ہیں وہ ان نعمتوں کی ایک خاص صنف کا تعین کر رہے ہیں اور جس کے نزدیک جو نعمت زیادہ اہم تھی اس نے اسی نعمت کو بیان کر دیا۔ اس تعین سے کسی کا مقصود انحصار نہیں ہے اور بھلا انحصار ہو بھی کس طرح سکتا ہے وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ (اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو پورے طور پر گن بھی نہیں سکتے بیشک آدمی بڑا ناانصاف اور ناشکر گزار ہے) پ ۱۳

بَاطِنُهٗ۔ اس کا باطن، اس کے اندر، بَاطِنٌ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ جو چیز حواس سے مخفی ہو وہ باطن کہلاتی ہے ث پ ۲۷/۱۸

بٰعِدْ۔ تو دوری کر دے، بعد پیدا کر دے۔ مُبَاعَدَةٌ سے جس کے معنی دور ہونے اور دور کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ ۲۲

بَاغٍ۔ حد سے نکل جانے والا، عدول حکمی کرنے والا بَغْیٌ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر، غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ میں مجاہد نے باغی عادی نہ ہونے کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ رہزن نہ ہو امام سے جدا نہ ہو معصیت خدا میں گھر سے باہر نہ نکلا ہو تو ایسے شخص کو مردار خون اور سور کا گوشت کھانا جائز ہے ورنہ گو مضطر ہو اس کو رخصت نہیں ہے امام شافعیؒ بھی اسی کے قائل ہیں لیکن امام ابوحنیفہؒ اور سلف کی بڑی جماعت اس طرف گئی ہے کہ بغاوت اور عدوان کا تعلق کھانے سے ہے۔ باغی کا یہ مطلب ہے کہ بے حکمی نہ کرے یعنی نوبت اضطرار کی نہ پہنچے اور کھانے لگے اور عادی کے یہ معنی ہیں کہ زیادتی نہ کرے یعنی بقدر ضرورت کھائے (ملاحظہ ہو بَغْیٌ) پ ۲ ث ۵ پ ۱۴/۲۱

بَاقٍ۔ باقی رہنے والا۔ بَقَاءٌ سے جس کے معنی کسی شے کے اپنی پہلی حالت پر برقرار رہنے کے ہیں۔ اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر۔ بقا فنا کی ضد ہے باقی کی دو قسمیں ہیں ایک باقی بنفسہٖ جس پر کبھی فنا طاری نہ ہو یہ ذات حق جل جلالہٗ کی صفت ہے دوسرے باقی بغیرہٖ اس میں سب ماسوی اللہ داخل ہیں جس کو فنا لازمی ہے۔ پھر باقی باللہ کی بھی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو شخصہ جب تک

اللہ جل ہے باقی رہے جیسے اجرامِ فلکیہ دوسرے وہ کہ جن کی نوع اور جنس تو باقی رہے مگر وہ خود فنا ہو جائے جیسے انسان اور حیوان۔ اسی طرح آخرت میں بھی بعض چیزیں خود باقی رہیں گی جیسے اہل جنت کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ باقی رہیں گے اور بعض چیزیں ایسی ہیں جو خود تو فنا ہو جائیں گی مگر ان کی نوع اور جنس باقی رہے گی جیسے اثمار جنت ہیں۔ [۱]

اَلْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ ۔ باقی رہنے والی نیکیاں، بَاقِيَاتٌ بَاقِيَةٌ کی جمع بَقَاءٌ سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مؤنث اَلْبَاقِيَاتُ موصوف الصّٰلِحٰتُ صفت۔ امام احمد بن حنبل نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر، تہلیل، تسبیح، حمد اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ کو باقیات صالحات فرمایا ہے نیز امام احمد نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ اور طبرانی نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور ابن جریر نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر یہ باقیات صالحات ہیں۔ [۱]

حضرت شاہ عبد القادر صاحبؒ موضح القرآن میں فرماتے ہیں۔

"رہنے والی نیکیاں یہ کہ علم سکھا جاوے جو جاری رہے یا نیک رسم چلا جاوے، یا مسجد، کنواں، سرائے، باغ، کھیت وقف کر جاوے یا اولاد کو تربیت کر کر صالح چھوڑ جاوے۔" [۲]

حضرت شاہ صاحبؒ نے باقیات صالحات کی جو تفسیر بیان کی ہے صحیح حدیثوں سے ماخوذ ہے علامہ سیوطی نے شرح الصدور فی احوال الموتیٰ والقبور کے "باب ما ینفع المیت فی قبرہ" میں وہ تمام روایتیں یکجا جمع کر دی ہیں جن میں ان اعمال کا ذکر ہے جن کا نفع مرنے کے بعد انسان کو پہنچتا رہتا ہے۔ شاہ صاحبؒ نے اس ذرا سی عبارت میں ان تمام روایتوں کا خلاصہ جمع کر دیا ہے۔ مگر واضح رہے کہ باقیات صالحات میں وہ تمام اذکار و اعمالِ صالحہ داخل ہیں جن کا ثواب انسان کے لئے باقی رہے۔ راغب اصفہانی لکھتے ہیں۔ و الصحیح انھا کل عبادۃ یقصد بھا وجہ اللہ (یعنی صحیح یہ ہے کہ اس میں ہر وہ عبادت داخل ہے جو اللہ کے لئے کی جائے) کیونکہ اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے اور ظاہر یہی ہے کہ باقیات صالحات

[۱] الاتقان ج ۲ ص ۱۶۸ طبع مصر ۱۳۱۷ھ [۲] موضح القرآن ص ۳۰۱ طبع مطبع مصطفائی ۱۲۶۸ھ۔

میں ہر امرِ خیر داخل ہے اور احادیث میں جو باقیات
صالحات کی تفسیر مروی ہے وہ اس کے اطلاق
وعموم کے منافی نہیں ہے کہ سوائے اعمال مذکورہ
کے اور کوئی عمل صالح اس میں داخل نہ ہو سکے۔
پ۱۵ ع۱۸ ع۱۶

بَاقِیَۃٌ۔ باقی رہنے والی۔ بَقَاءٌ سے اسم فاعل کا
صیغہ، واحد مؤنث۔ آیتِ کریمہ فَھَلْ تَرٰی لَھُمْ
مِّنْ بَاقِیَۃٍ (پھر کیا دیکھتا ہے تو ان میں کوئی باقی)
میں بعض نے باقیہ کو اسم فاعل کے معنی میں لیا ہے
اور اس کا موصوف جماعت یا فِعْلَۃٌ کو محذوف
قرار دیا ہے یعنی باقی رہنے والی جماعت، یا ان
کا کوئی فعل جو باقی رہا ہو اور بعض نے اسم فاعل
کو بمعنی مصدر یعنی بقا کے لیا ہے۔ یہ لوگ کہتے
ہیں کہ مصادر فاعل کے وزن پر بھی آتے ہیں،
اور مفعول کے وزن پر بھی لیکن پہلا خیال زیادہ
صحیح معلوم ہوتا ہے۔ پ۲۹ ع۵

بَاقِیْنَ۔ بچے ہوئے، باقی رہنے والے بَاقٍ کی
جمع بحالت نصب وجر (ملاحظہ ہو بَاقٍ) پ۱۴ ع۲۳

بَالٌ۔ حال۔ خبر، جس حال کی پرواہ کی جائے وہ بال
کہلاتا ہے اور کبھی جس حالت پر دل جمنے لگے اس کو
بھی بال کہتے ہیں اور اسی اعتبار سے مجازاً اس کے
معنی دل اور جی کے آتے ہیں۔ پ۲۶ ع۱۶

بَالِغٌ۔ پہنچنے والا۔ بُلُوْغٌ سے جس کے معنی پہنچنے کے
ہیں اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر پ۷ ع۱۶

بَالِغَۃٌ۔ پہنچی ہوئی پہنچنے والی۔ بُلُوْغٌ سے۔ اسم
فاعل کا صیغہ واحد مؤنث۔ اَیْمَانٌ بَالِغَۃٌ سے
تاکید میں انتہا کو پہنچی ہوئی قسمیں مراد ہیں پ۷
پ۲۹ ع۲

بَالِغُوْہُ۔ اس تک پہنچنے والے۔ بَالِغُوْا مضاف
ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ، بَالِغُوْا
اصل میں بَالِغُوْنَ تھا۔ بُلُوْغٌ سے اسم فاعل کا صیغہ
بحالت رفع اضافت کے سبب نون جمع حذف
ہوگیا پ۹

بَالِغِہٖ۔ اس تک پہنچنے والا بَالِغِ مضاف ہٖ
ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ۔ پ۱۳

بَالِغِیْہِ اس تک پہنچنے والے بَالِغِیْ مضاف
ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ بَالِغِیْ اصل
میں بَالِغِیْنَ تھا بُلُوْغٌ سے۔ اسم فاعل کا صیغہ
بحالت نصب وجر، نون جمع بسبب اضافت
حذف ہوگیا۔ پ۲۴ ع۲۳

بَالُھُمْ ان کا حال۔ بَالَ مضاف ھُمْ ضمیر
جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۲۶ ع۵۔

بَآءُوْ۔ انہوں نے کمایا، وہ پھر آئے، وہ لوٹے، بَوْءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب (ملاحظہ ہو بَآءَ) ب وا ا ۱ [illegible]

بَآئِسَ۔ بھوکا، برے حال والا، مصیبت زدہ بُؤْسٌ سے جس کے معنی سخت فقیری اور بدحالی کے ہیں اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر [illegible]

بَايَعْتُمْ۔ تم نے سوداگری کی۔ تم نے تجارت کی مُبَايَعَةٌ سے جس کے معنی باہم خرید فروخت کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر آیت کریمہ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِىْ بَايَعْتُمْ بِهٖ (تو خوشیاں مناؤ اس بیع پر جس کا معاملہ تم نے اللہ سے کیا ہے) میں جس معاملہ کی طرف اشارہ ہے اس کی تفصیل ماقبل کی آیت میں مذکور ہے [illegible]

بَايِعْهُنَّ۔ تو ان عورتوں سے بیعت قبول کر بَايِعْ مُبَايَعَةٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب۔ یہاں مبایعت کا معنی بیعت قبول کرنے اور عہد لینے کے معاہدہ کے معنی میں استعمال بطور مجاز ہے۔ علامہ ابن الجوزی نے تصریح کی ہے کہ ان بیعت

(۲۵۷) کرنے والی صحابیات کا شمار کیا گیا تو جملہ چار سو ستاون عورتیں ہوئیں بیعت میں آپ نے کسی عورت سے مصافحہ نہیں کیا بلکہ محض زبانی بیعت لی۔ صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آیت عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا الخ پر بذریعہ قول بیعت لیتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک نے کسی ایسی عورت کے ہاتھ کو نہیں چھوا جس کے آپ مالک نہیں ہوئے۔ [1] یہ بیعت فتح مکہ میں واقع ہوئی اور سنت سے یہی بیعت ثابت ہے [illegible]

فصل الثاء المثلثة

بَثَّ۔ اس نے بکھیرا۔ اس نے پھیلایا (نَصَرَ ضَرَبَ) بَثٌّ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، اصل میں بَثٌّ کے معنی کسی چیز کے پراگندہ کرنے اور ابھارنے کے ہیں اور اسی لئے ہوا سے خاک اڑنے، غم سے بیقرار ہو جانے اور راز کے افشا کرنے کے لئے بث کا استعمال ہوتا ہے وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ (اور بکھیرے اس میں سب طرح کے جانور) میں

[1] تفسیر خازن بغدادی ج ۷ ص ۶۸ طبع مصر ۱۳۳۲ھ

بث سے مراد اللہ تعالیٰ کا ان جانوروں کو پیدا کرنا ہے جو پہلے موجود نہ تھے

بَثِّیْ۔ میری بیقراری، میری پراگندگی، بَثّ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ۔

فصل الحاء المهملة

بِحَارُ۔ دریا، سمندر، اَبْحُرٌ کی طرح یہ بھی بَحْرٌ کی جمع ہے۔

بَحْرٌ۔ دریا، سمندر۔ بحر اصل میں اس وسیع مقام کا نام ہے جہاں بہت کثرت سے پانی ہو اور اسی اعتبار سے سمندر کو بحر کہتے ہیں۔ سمندر میں دو چیزیں ہوتی ہیں ایک پانی کی کثرت اور وسعت اور دوسرے نمکینی اور کھاراپن۔ ان ہی دونوں مفہوموں کے لحاظ سے کبھی بحر کا استعمال کسی چیز کی زیادتی اور وسعت کے متعلق ہوتا ہے اور کبھی ملاحت اور نمکینی کے سلسلہ میں، حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے بنی اسرائیل کو لیکر جس سمندر کو پار کیا تھا وہ بحر احمر (قلزم) تھا۔

بَحْرَانِ۔ دو دریا۔ دو سمندر۔ بَحْرٌ کا تثنیہ بحالت رفع۔

بَحْرَیْنِ۔ دو سمندر، دو دریا۔ بَحْرٌ کا تثنیہ بحالتِ نصب و جر۔

بَحِیْرَۃٍ۔ بحیرہ، کان پھٹا۔ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب فرماتے ہیں: "یہ کفر کی رسمیں تھیں کہ مواشی میں کوئی بچہ نیاز رکھتے بت کی، تو اس کا کان پھاڑ دیتے نشان کو، اور اس کو بحیرہ کہتے۔[1]

چونکہ بحر کے مادہ میں وسعت اور کثرت کے معنی ملحوظ ہیں اس لئے اونٹ کے اچھی طرح کان پھاڑنے کے لئے عرب والے بولتے تھے بَحَرْتُ الْبَعِیْرَ (میں نے اونٹ کے کان اچھی طرح پھاڑ ڈالے) اس اعتبار سے یہاں فعیلۃ بمعنی مفعولۃ کے ہے

صحیح بخاری میں سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ بحیرہ کا دودھ بتوں کے نام پر محفوظ کر دیا جاتا تھا۔ اس لئے کوئی شخص اس کے تھن نہیں دوہ سکتا تھا۔[2]

مصنف عبدالرزاق میں قتادہ سے روایت ہے کہ بحیرہ اونٹنی ہوتی تھی، جب ناقہ پانچویں مرتبہ بچہ دیتی اگر بچہ نر ہوتا تو صرف مرد ہی کھاتے عورتیں نہ کھاتیں

[1] موضح القرآن سورہ مائدہ۔ [2] صحیح بخاری کتاب التفسیر باب ما جعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ

اور اگر مادہ ہوتا تو اس کے کان پھاڑ کر چھوڑ دیتے پھر نہ اس کی اون کاٹتے نہ دودھ پیتے نہ اس پر سوار ہوتے اور جو بچہ مردہ پیدا ہوتا تو پھر مرد اور عورتیں سب مل کر کھاتے۔ بحیرہ کی تعیین میں اہل لغت کے دس سے زیادہ اقوال مذکور ہیں[۱] مگر شاہ صاحبؒ نے جتنا ذکر فرمایا ہے وہ تمام اقوال کی جان ہے۔ پ۷

فصل الخاء المعجمة

بَخْسٍ۔ ناقص، ظلم سے کسی شے کے گھٹا دینے اور کم کرنے کا نام بخس ہے۔ بعض نے یہاں مصدر بمعنی اسم فاعل باخس کے لیا اور بعض نے بمعنی اسم مفعول یعنی مبخوس کے پہلی صورت میں ناقص کے معنی ہوں گے اور دوسری صورت میں منقوص کے یعنی جس کو قصداً گھٹا دیا جائے۔ پ۱۲ بَخْسًا کم کردینا، گھٹا دینا۔ پ۲۹

بُخْلٌ۔ بخل کرنا، کنجوسی کرنا، مال و متاع کو اس جگہ خرچ کرنے سے روک رکھنا جہاں خرچ کرنا چاہئے اس کا نام بخل ہے۔ جود کی صفت اسی بخل کے مقابل ہے۔ بخل کی دو قسمیں ہیں ایک خود مناسب جگہ خرچ نہ کرنا دوسرے غیر کو بھی خرچ کرنے سے روک دینا۔ یہ اور بھی زیادہ قابل مذمت ہے آیت شریفہ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ (جو لوگ کہ خود بخل کرتے ہیں اور دوسروں کو بخل کا حکم دیتے ہیں) میں دونوں طرح کا بخل مذکور ہے پ۵ پ۲۶

بَخِلَ۔ اس نے بخل کیا۔ اس نے کنجوسی کی (سَمِعَ) بُخْلٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ۲۶

بَخِلُوْا۔ انھوں نے کنجوسی کی۔ انھوں نے بخیلی کی۔ بُخْلٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۴ پ۱۰

فصل الدال المهملة

بَدَا۔ ظاہر ہو گیا۔ (نَصَرَ) بَدْوٌ اور بَدَاءٌ سے جس کے معنی کھلم کھلا ظاہر ہو جانے کے ہیں ماضی کا صیغہ، واحد مذکر غائب پ۷ پ۱۲ پ۲۴ پ۲۵ پ۲۸

بَدَأَ۔ اس نے شروع کیا، اس نے ابتدا کی (فَتَحَ) بَدْءٌ سے جس کے معنی کسی چیز کے شروع کرنے اور اس کی ابتدا کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۱۳ پ۲۰ پ۲۱

بِدَارًا۔ جلدی کر کے، بروزن فِعَالٌ مصدر ہے کہ تم کھا لو اسراف اور بدارا دونوں حال واقع ہیں یعنی سرفین و مبادرین

---

[۱] فتح الباری ج ۸ ص ۲۱۳ طبع میری مصر

یعنی تنہائی اور سرعت سے کام لیکر ۳۳
بَدَاَكُمْ۔ اس نے تم کو پہلے بنایا، تم کو شروع میں
پیدا کیا۔ بَدَا اَبدُ ءٌ سے صیغہ ماضی کُمْ ضمیر جمع
مذکر حاضر۔ ۱۹
بَدَأْنَا۔ ہم نے پہلے شروع کیا ہم نے ابتدا میں بنایا
بَدْءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ۲۱
بَدَءُوْكُمْ۔ انھوں نے پہلے تم سے شروع کیا۔
بَدَءُوا ابَدْءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب
كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر۔ ۱۰
بَدَتْ۔ ظاہر ہوئی۔ بَدْوٌ اور بَدَاءٌ سے، ماضی
کا صیغہ واحد مؤنث غائب ۲۰ ۷ ۱۳
بَدْرٌ۔ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مشہور مقام ہے
جو بدر بن مخلد بن نضر بن کنانہ کی طرف منسوب ہے
چونکہ یہ وہاں فروکش ہوا تھا اس لئے اسی کے نام
پر اس قریہ کا نام بدر قرار پایا۔ بعض بدر بن مخلد کی
بجائے بدر بن الحارث کا نام لیتے ہیں اور بعض
کا خیال ہے کہ بدر اصل میں اس کنوئیں کا نام ہے
جو وہاں پر واقع ہے چونکہ کنواں بالکل مستدیر تھا
اور اس کا پانی نہایت صاف شفاف اس لئے
تعمیر کی خوبی اور پانی کی صفائی کی بنا پر اسے
بدر کہا گیا کہ اندر جھانک کر دیکھو تو بدر کامل جھلکتا
نظر آئے گا۔ لیکن واقدی نے بہت سے شیوخ
بنی غفار سے نقل کیا ہے کہ وہ مذکورہ بالا تمام بیانات
کے سرے سے منکر تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ بدر ہمارا
وطن ہے وہاں ہمارے مکانات موجود ہیں۔ بدر
نام کا کوئی شخص بھی کبھی اس بستی کا مالک نہیں ہوا
کہ جس کے نام پر وہ منسوب ہو سکے۔ جس طرح اور
شہروں کے نام مقرر ہیں اسی طرح اس مقام کا
نام بھی ہے۔[1] غزوہ بدر کبریٰ کا مشہور واقعہ، ا رمضان
روز جمعہ ۲ھ کو واقع ہوا۔ ۴
بِدْعًا۔ نیا۔ صفت مشبہ ہے، اسم فاعل اور اسم مفعول
دونوں کے معنی میں آتا ہے چنانچہ بعض نے اول
معنی میں یعنی مُبْدِعٌ لیا ہے یعنی نئی باتیں کہنے والا
اور بعض نے دوسرے معنی میں یعنی مُبْدَعٌ یعنی نیا
بھیجا ہوا کہ جس سے پہلے کوئی پیغمبر نہ آیا ہو۔ ۲۶
بَدَّلَ۔ بدل ڈالا۔ بدل دیا، تبدیل کر دیا۔ تَبْدِيْلٌ
سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو تَبَدَّلَ)
۲ ۹ ۱۹
بَدَلًا۔ بدلہ۔ ۱۵
بَدَّلْنَا۔ ہم نے بدل ڈالا۔ تَبْدِيْلٌ سے ماضی کا صیغہ

[1] فتح الباری ج ۷، ص ۲۲۲ طبع میریہ مصر

جمع متکلم (ملاحظہ ہو تَبْدِیْلٌ) پ۲ پ۱۳ پ۲۹

بَدَّلْنٰھُمْ - ہم نے ان کو بدل دیا۔ اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ۵ پ۲۲

بَدَّلُوْا - انھوں نے بدل دیا، تَبْدِیْلٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب (ملاحظہ ہو تَبْدِیْلٌ) پ۱۳ پ۲۱

بَدَّلَہٗ - اس کو بدل دیا۔ بَدَّلَ صیغہ ماضی۔ ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ پ۲

بَدِّلْہُ - اس کو بدل ڈال۔ بَدِّلْ تَبْدِیْلٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔ پ۱۱

بُدْنَ - قربانی کے اونٹ گائے جو خانہ کعبہ کی طرف لیجائے جائیں، بَدَنَۃٌ کی جمع ہے موٹاپے اور بدن کے بھاری ہونے کی وجہ سے اس کو بدنہ کہتے ہیں، عطا اور سدی نے تصریح کی ہے کہ بُدْن میں اونٹ گائے ہی داخل ہیں۔ بکری کو بدنہ نہیں کہتے ہیں۔ [1] پ۱۷

بَدَنِكَ - تیرا بدن۔ بَدَنِ مضاف کَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ، بدن اور جسد میں فرق یہ ہے کہ بدن تو باعتبار جثہ کے بولا جاتا ہے اور جسد باعتبار رنگ کے اسی لئے ثوب مجسّدٌ کے معنی رنگین کپڑے کے آتے ہیں اور اِمْرَاَۃٌ بَدِیْنٌ کے معنی موٹی عورت کے ہوتے ہیں پ۱۱

بَدْوِ - جنگل۔ بَدْوٌ کے معنی اصل میں ظاہر ہونے کے ہیں اس لئے ہر وہ مقام جہاں کی سب چیزیں ظاہر ہوں بدو کہلاتا ہے۔ جنگل میں بھی سب چیزیں کھلی اور ظاہر ہوتی ہیں اس لئے اس کا نام بَدْوٌ ہو گیا۔ پ۱۳

بَدِیْعُ - موجد، نیا نکالنے والا، نئی طرح بنانے والا پیدا کرنے والا۔ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے بَدِیْعٌ بروزن فَعِیْلٌ بمعنی مُبْدِعٌ ہے یعنی اس چیز کا پیدا کرنے والا جس کی سابق میں مثال نہ ہو، بغیر کسی کی اقتدا اور پیروی کے کسی صنعت کے نکالنے کا نام ابداع ہے۔ ابداع کا استعمال جب اللہ عزوجل کے متعلق ہوگا تو بغیر کسی آلہ مادہ، زمانہ اور مکان کے کسی شئے کے ایجاد کرنے کے معنی ہوں گے۔ پ۱ پ۷

فصل الراء المهملة

بَرِّ - جنگل - زمین، خشکی، بَحْرٌ کی ضد ہے پ۳ پ۴ پ۵ پ۷ پ۱۱ پ۱۵ پ۱۸ پ۲۰ پ۲۱

[1] معالم التنزیل ج ۵ ص ۱۵۔ طبع مصر

بَرٌّ۔ احسان کرنے والا، نیک سلوک کرنے والا۔ بِرٌّ سے صفتِ مشبہ کا صیغہ بَرٌّ (بمعنی جنگل اور زمین) کے معنی میں چونکہ وسعت کا تصور موجود ہے اس لئے اس سے بِرٌّ کا اشتقاق ہوا جس کے معنی خوب نیکی کرنے کے ہیں چنانچہ بِرٌّ کی نسبت کبھی تو اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے جیسے اِنَّہٗ ھُوَ الْبَرُّ الرَّحِیْمُ (بیشک وہی ہے احسان کرنے والا مہربان) اور کبھی بندہ کی طرف جیسے وَبَرًّا بِوَالِدَیْہِ (اور اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا) چنانچہ جب اللہ تعالیٰ کے لئے اس لفظ کا استعمال ہوگا تو اس کے معنی ثواب عطا کرنے کے ہوں گے اور جب بندہ کے لئے آئے گا تو اطاعت کرنے کے معنی ہوں گے، بِرِّ والدین سے مراد ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا ہے۔ عقوق اسی کی ضد ہے۔

پ ۲۷/۳ بَرًّا پ ۱۶/۴، ۵

بِرٌّ۔ نیکی کرنا، بھلائی کرنا، نیکوکاری، مصدر ہے۔ اعتقادی اور عملی دونوں قسم کی نیکیاں بر میں داخل ہیں چنانچہ آیت شریفہ لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ میں اس کی تفصیل پورے طور پر موجود ہے۔

پ ۱/۵ پ ۲/۶، ۹ پ ۴/۱ پ ۶/۵ پ ۲۸/۴

بَرَآءٌ۔ بیزار، بیزار ہونا۔ اصل میں اس کے معنی ہر اس چیز سے جس کا پاس رہنا برا لگتا ہو، چھٹکارا ڈھونڈھنے کے ہیں۔ مصدر ہے جو صفت کے طور پر استعمال کیا گیا ہے اور جب صفت واقع ہو تو واحد جمع تثنیہ مذکر مؤنث سب کے لئے برابر استعمال ہوتا ہے پ ۲۵/۹

بُرَءٰٓؤُا۔ بیزار، بَرِیْءٌ کی جمع ہے جیسے ظَرِیْفٌ کی جمع ظُرَفَآءُ پ ۲۸/۷

بَرَآءَۃٌ۔ بیزاری۔ بیزار ہونا۔ خلاصی، چھٹکارا پانا۔ مصدر ہے پ ۱۰/۷ پ ۲۷/۱۰

بَرَّاَہٗ۔ اس کو بری کردیا۔ بَرَّاَ تَبْرِیَۃٌ سے جس کے معنی بری کرنے اور تہمت سے پاک کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔ پ ۲۲/۶

بَرَدٍ۔ اولے، پ ۱۸/۱۲

بَرْدًا۔ ٹھنڈک، ٹھنڈا ہونا مصدر ہے پ ۱۷/۵ پ ۳۰/۱

بَرَرَۃٍ۔ نیکوکار، بَرٌّ کی جمع ہے بَرَرَۃٌ اَبْرَارٌ کی بہ نسبت زیادہ بلیغ ہے کیونکہ ابرار بَآرٌّ کی جمع ہے اور بَرَرَۃٌ بَرٌّ کی اور جس طرح عَدْلٌ (یعنی سرتاپا انصاف) عَادِلٌ سے زیادہ بلیغ ہے اسی طرح بَرٌّ بَآرٌّ سے زیادہ بلیغ ہے۔ قرآن مجید میں یہ فرشتوں کی صفت میں استعمال ہوا ہے۔ پ ۳۰/۵

بَرَزَ۔ وہ نکلا۔ (نَصَرَ) بُرُوزٌ سے جس کے معنی کھلم کھلا ظاہر ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ بروز کی کئی شکلیں ہیں ایک تو بذاتہ کسی چیز کا خود ظاہر ہونا جیسے وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً (اور تم دیکھو کہ زمین کھل گئی) کہ یہاں پر خود زمین کا صاف طور پر کھل جانا مراد ہے کیونکہ اس روز مکانات اور ان کے بسنے والے سب مٹ جائیں گے اور بعد میں حشر شروع ہوگا۔ اور اسی لئے میدانِ جنگ میں صف سے نکلنے کو "مبارزت" کہتے ہیں چنانچہ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ (جن لوگوں کا قتل لکھ دیا گیا ہے وہ تو اپنے اپنے مقتلوں کی طرف نکل کر ہی رہیں گے) میں بروز کا یہی مطلب ہے اور کبھی بروز کا استعمال چھپی ہوئی چیز کے کھل جانے کے متعلق ہوتا ہے جیسے وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِلْغٰوِيْنَ (اور دوزخ ظاہر کر دی جائیگی گمراہوں کے لئے) ۔

بُرِّزَتْ۔ وہ ظاہر کر دی گئی۔ تَبْرِيْزٌ سے جس کے معنی ظاہر کرنے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب ۹۱ ۲۶

بَرْزَخٌ۔ دو چیزوں کے درمیان کی حد، روک، حائل، عالمِ برزخ موت سے حشر تک کے عالم کا نام ہے۔ مولانا محمد سورتی مرحوم رسالہ عالمِ برزخ میں رقمطراز ہیں۔

"مولوی اسلم صاحب لکھتے ہیں

برزخ غالباً فارسی لفظ پردہ سے معرب کیا گیا ہے جس کے معنی آڑ کے ہیں۔

برزخ کے متعلق در حقیقت یہ تمام بحث نرالی ہے اسی لئے اسے فارسی سے معرب بنایا گیا۔ عام ؟ کے مطابق اگر پردہ کی تعریب کی جائے تو "فردج" یا "فرزخ" ہونی چاہئے مگر یہاں ہر ایک بات بے قاعدہ ہے اس لئے پردہ سے برزخ بن گیا ہو تو کیا تعجب ہے؟ یہ طے شدہ امر ہے کہ جس زبان میں کسی معنی کے لئے لفظ نہ ہو تو وہ دوسری زبان سے لانے کی فکر کرے گی عربی میں آڑ اور پردہ کے لئے حجاب اور ستر وغیرہ الفاظ موجود ہیں۔ لہٰذا اسے کیا ضرورت ہوئی کہ "پردہ" کی تعریب کرے! قرآن نے برزخ کو دو چیزوں میں فصل، حد فاصل اور موت و حشر کے درمیان جو مدت ہے اس کے واسطے مستعمل کیا ہے کسی طرح سے یہ لفظ فارسی الاصل نہیں، ممکن ہے عبری ہو یا سریانی ہو، مگر بلا کسی حجت کے اسے پردہ سے معرب بتا دینا عجیب اجتہاد ہے۔ ہمیں معربات کی کتابوں میں اس کا پتہ نہیں لگا۔ نہ اس سے قبل کسی نے اسے فارسی لفظ سے معرب بتایا ہے۔ گو ممکن ہے

آج کل کے مستشرقین کی یہی تحقیق ہوئی[۱] ب ۱۸/۹ ب ۳۰/۴

بَرْزَخًا۔ ب ۱۹/۲

بَرَزُوْا۔ وہ سب نکلے، بُرُوْزٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ب ۱۳/۱۴ ب ۵/۸ ب ۳/۱۹،۱۵

بَرْقٌ۔ بجلی۔ بجلی کی چمک۔ اسم ہے ب ۱/۲ ب ۱۳/۸ ب ۲۱/۶

بَرِقَ۔ خیرہ ہوگئی۔ ماند پڑگئی، پتھرا گئی، چندھیا گئی (بَصَر) بَرْقٌ سے جس کے معنی نظر کے متحیر اور خیرہ ہوجانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب اصل میں تو بَرْقٌ کے معنی بجلی کے ہیں اور اسی اعتبار سے اس کے معنی چمکنے کے آنے لگے لیکن جب آنکھ کے ساتھ اس کا استعمال ہو تو اس کے معنی خوف سے پتلیوں کے پھرنے اور نظر کے خیرہ ہوجانے کے آتے ہیں فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ میں یہی مراد ہیں ب ۲۹/۱۷۔

بَرْقِهٖ اس کی بجلی، بَرْقِ مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ۔ ب ۱۸/۱۲

بَرَكٰتٍ۔ برکتیں، بَرَكَةٌ کی جمع جس کے معنی کسی شے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوبی اور بھلائی کے ثابت ہونے کے ہیں اور چونکہ خدا کی طرف کی خیر و خوبی غیر محسوس طریقہ پر صادر ہوتی ہے اور بے حد اور بے شمار طریقوں پر پائی جاتی ہے اسی لئے ہر چیز کو جس میں غیر محسوس طور پر زیادتی مشاہدہ میں آئے مبارک اور بابرکت کہتے ہیں اصل میں بَرْكٌ اونٹ کے سینہ کو کہتے ہیں، اونٹ چونکہ سینہ ٹیک کر بیٹھتا ہے اسی لئے اس کے معنی عزوم یعنی ٹیکنے ٹھیرنے ثابت رہنے اور ایک جگہ جمے رہنے کے متعلق اس کا استعمال ہونے لگا چنانچہ حوض وغیرہ کو جہاں پانی رک جائے اور جمع ہوجائے عربی میں بِرْكَةٌ کہتے ہیں اور جس طرح حوض میں پانی جمع رہتا ہے اسی طرح کسی چیز میں خیر و خوبی کے اکٹھا اور جمع ہوجانے کا نام برکت ہوا ب ۹/۲ ب ۱۲/۴

بَرَكٰتُهٗ۔ اس کی برکتیں، بَرَكٰتُ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ ب ۱۲/۷

بُرُوْجٌ برجیں، بُرْجٌ کی جمع جس کے معنی بلند عمارت اور محل کے ہیں۔ آسمان کی برجوں سے کیا مراد ہے اس کے متعلق شاہ عبدالقادر صاحب موضح القرآن میں سورہ فرقان کے فوائد میں فرماتے ہیں "آسمان کے بارہ حصے ان کا نام برج ہر ایک پر ستاروں کا پتہ، یہ حدیں رکھی ہیں حساب کو۔ اور سورۂ حجر کے فوائد میں ذرا تفصیل سے روشنی ڈالتے ہیں

[۱] عالمِ برزخ بطبوعہ معارف اعظم گڑھ ص ۹۸، ۱۳۵۴ء

حق تعالیٰ بندوں سے وہ خطاب کرتاہے جو سمجھیں ان کے عرف میں آسمانِ مشرق سے مغرب تک اور مغرب سے مشرق، بارہ پھانک ہیں جیسے خربوزہ، وہی بارہ برج ہیں اور سورج برس دن میں سب طے کرتاہے، موسم گرمی اور سردی اس سے بدلتاہے اور گرمی سے مینہ آتاہے اور مینہ سے دنیا بستی ہے اور رونق آسمان کی ستارے ہیں۔

کسی شاعر نے ان بارہ برجوں کے ناموں کو ترتیب وار ایک قطعہ میں جمع کردیاہے

برجہا دیدم کہ از مشرق برآوردند سر
جملہ در تسبیح و در تہلیل حی لایموت
چوں حمل چوں ثور وچوں جوزا و سرطان و اسد
سنبلہ میزان و عقرب قوس وجدی دلو حوت

آیت شریفہ وَلَوْ كُنْتُمْ فِي بُرُوجٍ مُشَيَّدَةٍ (اگرچہ تم مضبوط برجوں میں ہو) میں ستاروں کی برجیں بھی مراد لی جاسکتی ہیں اس صورت میں لفظ مشیدہ کا استعمال برجوں کے لئے بطور استعارہ ہوگا اور زمین کی برجیں بھی یعنی مضبوط قلعہ اور مستحکم محلات ۔

بُرُوجًا ۔

بُرْهَانٌ ۔ دلیل، بیان حجت ۔ بروزن فُعْلَانٌ جیسے رُجْحَانٌ اور نُقْصَانٌ وغیرہ ہیں بعض کے خیال میں بَرَهَ يَبْرَهُ کا مصدر ہے جس کے معنی سفید اور درخشاں ہونے کے ہیں، برہان اس دلیل کو کہتے ہیں جو تمام دلائل میں زوردار ہو اور ہمیشہ اور ہر حال میں صدق کی مقتضی ہو۔ واضح رہے کہ دلیل کی پانچ قسمیں ہیں (۱) وہ جو ہمیشہ صدق کی مقتضی ہو (۲) وہ جو ہمیشہ کذب کی مقتضی ہو (۳) وہ جو صدق سے زیادہ قریب ہو (۴) وہ جو کذب سے زیادہ قریب ہو (۵) وہ جس کا اقتضا صدق وکذب دونوں کے لئے برابر ہو۔

بُرْهَانَانِ ۔ دو دلیلیں۔ بُرْهَانٌ کا تثنیہ۔

بُرْهَانَكُمْ ۔ تمہاری دلیل ۔ بُرْهَانَ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔

بَرِيٌّ ۔ بیزار، بے تعلق، بے گناہ۔ بروزن فَعِيلٌ بَرَاءَةٌ سے بمعنی اسم فاعل ہے۔

بَرِيئًا ۔

بَرِيئُونَ ۔ بیزار، بے تعلق ۔ بَرِيٌّ کی جمع

بَرِيَّةِ ۔ مخلوق، خلق، بَرْءٌ سے جس کے معنی عدم سے وجود میں لانے کے ہیں بروزن فَعِيلَةٌ بمعنی مفعول ہے۔

فصل السین المهملة

بَسًّا - خلط ملط کرنا۔ اجزا کا باہم دگر ملا دینا۔ ریزہ ریزہ کرنا۔ مصدر ہے اور بعض نے اس کے معنی آہستہ آہستہ ہانکنے اور چلانے کے لئے ہیں۔ عرب کی عادت ہے کہ جب اونٹ بکری کا ریوڑ ہانکتے ہیں تو ہانکتے وقت بِسْ بِسْ یا بُسْ بُسْ زبان سے کہتے جاتے ہیں۔ چنانچہ اس طرح پر آہستہ آہستہ ہانکنے کا نام بَسٌّ ہے۔ پہلے معنی کے اعتبار سے بولتے ہیں بَسَسْتُ السَّوِیْقَ بِالْمَاءِ (میں نے ستو کو پانی میں گھول دیا) یعنی ستو اور پانی دونوں کے اجزا ملکر باہم دگر خلط ملط ہوگئے اس معنی کی تفسیر آیت شریفہ وَتَکُوْنُ الْجِبَالُ کَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ (اور پہاڑ دھنی ہوئی اون کے مانند ہو جائیں گے) کر رہی ہے یعنی ریزہ ریزہ ہو کر اڑنے لگیں گے اور دوسرے معنی کی تفسیر وَیَوْمَ نُسَیِّرُ الْجِبَالَ (اور جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے) کر رہی ہے۔ پ ۲۷/۱۴

بِسَاطًا - بچھونا۔ فرش، اسم ہے۔ ہر پھیلی ہوئی چیز کو بساط کہتے ہیں چنانچہ وسیع زمین کا نام بھی بساط ہے۔ پ ۲۹/۹

بُسَّتِ - ریزہ ریزہ کردی گئی، آہستہ آہستہ چلائی گئی بَسٌّ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب عربی کا قاعدہ ہے کہ جب فاعل اسم ظاہر ہوتا ہے تو فعل کو واحد لاتے ہیں اور جمع مکسر کا حکم یعنی جس میں واحد کا وزن سلامت نہ رہے مؤنث غیر حقیقی کا حکم ہے کہ اس کے لئے مذکر کا صیغہ بھی لایا جا سکتا ہے اور مؤنث کا بھی چنانچہ بُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا میں چونکہ جبال جمع مکسر ہے اس لئے اس کے لئے واحد مؤنث کا صیغہ لایا گیا۔ لہٰذا یہاں پر بُسَّت کے ترجمہ میں صیغہ جمع کے معنی لینا چاہئے یعنی آہستہ آہستہ چلائے گئے ریزہ ریزہ کر دیئے گئے۔ پ ۲۷/۱۴

بَسَرَ - منہ بنایا۔ (نَصَرَ) بُسُوْرٌ سے جس کے معنی ترش رو ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ ۲۹/۱۵

بَسْطِ - کھول دینا، کشادہ کرنا۔ پھیلانا۔ مصدر ہے بسط کے معنی میں پھیلانا اور کشادگی دونوں داخل ہیں چنانچہ کہیں تو دونوں چیزیں مقصود ہوتی ہیں اور کہیں صرف ایک ہی مفہوم مراد ہوتا ہے یہاں سخاوت اور بخشش میں وسعت کے معنی مقصود ہیں (ملاحظہ ہو بَاسِطُ) پ ۱۵/۳

بَسَطَ - اس نے کشادہ کیا۔ (نَصَرَ) بَسْطٌ سے

ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ یہاں رزق میں وسعت دینے کے معنی مراد ہیں۔ ۲۵

بَسَطْتَ۔ تونے دراز کیا، تونے اٹھایا۔ بَسْطٌ کا ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ یہاں ہاتھ اٹھانے سے مراد مارنا اور حملہ کرنا ہے (ملاحظہ ہو بَسط) ۲

بَسْطَةً۔ کشادگی، کشائش، وسعت، مصدر ہے (ملاحظہ ہو بَسْطٌ) ۲ بَصْطَةً ۲

فصل الشین المعجمة

بَشَر۔ آدمی، انسان، اصل میں بَشَرَةٌ کھال کی ظاہری سطح کو کہتے ہیں اور اَدَمَةٌ باطنی سطح کو۔ تمام ادبا کا یہی قول ہے مگر ابو زید نے اس کے برعکس کہا ہے چنانچہ ابوالعباس وغیرہ نے اس کی تردید کی ہے بَشَرَةٌ کی جمع بَشَرٌ اور اَبْشَارٌ آتی ہے، انسان کو بھی بشر اسی لئے کہتے ہیں کہ اور حیوانوں میں تو کسی کی کھال اُون سے ڈھکی ہوئی ہوتی ہے اور کسی کی بالوں سے مگر انسان کی کھال سب حیوانات کے برخلاف کھلی ہوئی ہے۔ لفظ بشر کا استعمال واحد اور جمع دونوں کے لئے یکساں طور پر ہوتا ہے ہاں تثنیہ میں بشرین آیا ہے۔ قرآن مجید میں انسان کے ظاہری جسم اور جثہ کو لبشر کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ کفار نے جب انبیا پر زبانِ طعن درازکی تو اسی وصف بشریت کو نشانہ بنایا۔ قرآن مجید نے جواب میں اس حقیقت کو قائم رکھا کہ بلاشبہ بشریت میں سب برابر ہیں مگر اللہ تعالیٰ جس کو چاہے معارف جلیلہ اور اعمال جمیلہ کے ذریعہ امتیاز اختصاص فرما کر سرفراز فرمائے چنانچہ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ (ان کے رسولوں نے ان سے کہا کہ بیشک ہم تمہاری طرح آدمی ہی ہیں مگر اللہ اپنے بندوں میں جس پر چاہے احسان فرمائے) اور قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ (کہدیجئے میں تم جیسا ہی آدمی ہوں میری طرف وحی آتی ہے) میں اسی حقیقت کو قائم رکھ کر اس فرق و امتیاز کو واضح کیا ہے۔ سورہ مریم میں جو فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا (وہ پورا آدمی بن کر ان کے سامنے ظاہر ہوا) وارد ہے اس میں فرشتہ کا خوبصورت انسان کی شکل میں آنے کا بیان ہے اور سورہ یوسف میں جو وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ (عورتیں کہنے لگیں حاشاللہ یہ بشر نہیں ہے ہونہ ہو یہ تو کوئی بزرگ فرشتہ ہے) ہے یہاں حضرت یوسف

علیہ السلام کے متعلق انسانیت کی نفی مقصود نہیں بلکہ عورتوں کے اظہار تعجب وحیرت کا بیان ہے

پ۳/۱۳و۱۶ پ۷/۷ پ۷/۱۶ پ۱۳/۱۳ پ۱۴/۳و۲۰ پ۱۶/۳و۵ پ۱۴/۱و۳
پ۱۸/۲و۳ پ۱۹/۱۲و۱۳ پ۲۱/۶ پ۲۲/۹ پ۲۴/۱۵ پ۲۵/۶ پ۲۸/۱۵
پ۲۹/۱۵و۱۶ بَشَرًا پ۱۲/۳و۱۲ پ۱۴/۳ پ۱۵/۱۰و۱۱ پ۱۶/۵
پ۱۸/۲ پ۱۹/۲ پ۲۳/۱۲ پ۲۶/۹

بُشِّرَ اس کو خبر دی گئی، اس کو بشارت دی گئی تَبْشِیْرٌ سے جس کے معنی خوش خبری سنانے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب نفسِ انسانی کا خاصہ ہے کہ جب اس کو کوئی خوش کن خبر پہنچتی ہے تو وہ فورِ مسرت سے اس کے جسم میں خون دوڑ کرنے لگتا ہے۔ اسی لئے ایسی خبر کے سنانے کو جس کو سن کر انسان کے چہرہ پر فرحت وانبساط کے آثار ظاہر ہونے لگیں تبشیر کہتے ہیں یہ بھی واضح رہے کہ تبشیر کے لفظ میں کثرت سے بشارت دینے کے معنی ملحوظ ہیں۔ کبھی کبھی غصہ کے اظہار کے لئے بطور تہکم اس کا استعمال افسوسناک، اندوہگیں اور بری خبر سنانے کے لئے بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ یہاں یہی معنیٰ مراد ہیں۔ اس معنی میں اس کا استعمال بطور استعارہ ہے، جس طرح کسی شاعر نے کہا ہے ؏

تحیۃ بینہم ضرب وجیع

(ان کا آپس کا سلام دردانگیز ضرب ہے) مطلب یہ ہے کہ کارزار کی گرماگرمی سے ان کے سلام کی ابتدا ہوتی ہے۔ پ۱۴/۱۲ پ۲۵/۸

بَشِّرْ۔ تو خوش خبری دے، تو خبر دے، تَبْشِیْرٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۱/۳ پ۲/۳و۱۲ پ۵/۱۴ پ۱۰/۷
پ۱۱/۳و۶و۱۲ پ۱۴/۱۲ پ۲۲/۳ پ۲۳/۱۶ پ۳۰/۱۰

بُشُرًا۔ خوش خبری دینے والی، بروزن فُعُلٌ بَشِیْرَۃٌ کی جمع ہے جس کے معنی خوش خبری دینے والی کے ہیں۔ پ۸/۱۴ پ۱۹/۳ پ۲۱/۱

بَشَّرْتُمُوْنِیْ۔ تم نے مجھے بشارت دی بَشَّرْتُمْ تَبْشِیْرٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر واو اشباع کا ہے۔ ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ہے۔ پ۱۴/۴

بَشَّرْنٰکَ ہم نے تجھے بشارت دی بَشَّرْنَا تَبْشِیْرٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم کَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ۱۴/۴

بَشَّرْنٰهُ۔ ہم نے اس کو بشارت دی، اس میں هٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے پ۲۳/۷

بَشَّرْنٰهَا۔ ہم نے اس (عورت) کو بشارت دی اس میں هَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے پ۱۲/۷

بَشَّرُوْهُ۔ انھوں نے اس کو خوش خبری دی بَشَّرُوْا تَبْشِیْرٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب هٗ ضمیر

واحد مذکر غائب۔ پ۲۶/۱۹

بَشِّرْهُ۔ اس کو خبر دے، اس کو بشارت دے۔ اس کو خوش خبری دے۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔

پ۲۱/۱۰ پ۲۲/۱۸ پ۲۵/۱۷

بَشِّرْهُمْ۔ ان کو خبر دے۔ ان کو خوش خبری دے اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ۳/۱۱ پ۵/۱۱ پ۳۰/۹

بُشْرٰی خوش خبری، ایسی خبر جس کو سن کر بشرہ پر مسرت و خوشی کے آثار نمایاں ہو جائیں پ۱/۱۲ پ۳/۱

پ۹/۱۷ پ۱۱/۱ پ۱۲/۷و۱۲ پ۱۴/۱۸و۱۹ پ۱۹/۱و۱۹ پ۲۰/۱۶ پ۲۳/۱۹ پ۲۶/۲

بُشْرٰیكُمْ۔ تم کو خوش خبری ہو، تمہیں بشارت ہو، بُشْرٰی مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۲۷/۱۸

بَشَرَیْنِ دو آدمی، بَشَرٌ کا تثنیہ بحالت نصب و جر۔ پ۱۸/۳

بَشِیْرٌ۔ خوش خبری دینے والا، بشارت سنانے والا بِشْرٌ سے جس کے معنی بشارت دینے کے ہیں۔ بروزن فَعِیْلٌ بمعنی فاعل ہے پ۶/۱۳ پ۹/۱۳ پ۱۱/۱۷

پ۱۲ بَشِیْرًا پ۱/۱۴ پ۱۲/۹و۱۵ پ۲۲/۱۵

فصل الصاد المهملة

بَصَائِرُ۔ کھلی دلیلیں، ظاہر نصیحتیں، بَصِیْرَةٌ کی جمع (ملاحظہ ہو بَصِیْرَةٌ) پ۷/۱۹ پ۹/۱۴ پ۱۵/۱۲ پ۲۰/۸ پ۲۵/۱۸

بَصَرًا۔ آنکھ، بینائی خواہ آنکھ کی ہو یا دل کی (ملاحظہ ہو اَبْصَار) پ۱۴/۱۲ پ۱۵/۴ پ۲۷/۵و۱۰ پ۲۹/۱و۱۷

بَصُرْتُ۔ میں نے دیکھا، مجھے نظر آیا (كَرُمَ) بَصَرٌ سے جس کے معنے دیکھنے اور معلوم کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد متکلم۔ پ۱۶/۱۲

بَصُرَتْ۔ اس (عورت) نے دیکھا، بَصَرٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۲۰/۲

بَصَرُكَ۔ تیری نظر، تیری آنکھ، بَصَرٌ مضاف كَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ پ۲۶/۱۶

بَصَرِهٖ۔ اس کی آنکھ، اس کی بینائی، بَصَرٌ مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ۲۵/۱۸

بَصَلِهَا۔ اس (زمین) کی پیاز، بَصَل پیاز کو کہتے ہیں مضاف ہے، هَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ پ۱/۷

بَصِیْرٌ۔ دیکھنے والا، جاننے والا۔ بروزن فَعِیْلٌ بمعنی فاعل ہے پ۱/۱۱و۱۳ پ۲/۱۳و۱۵ پ۳/۴و۱۰ پ۴/۸

پ۶/۱۳ پ۷/۱۱ پ۹/۱۹ پ۱۰/۶ پ۱۲/۳و۱۰ پ۱۳/۸ پ۱۵/۱ پ۱۴/۱۵و۱۶

پ۲۱/۱۲ پ۲۲/۸و۱۵و۱۶ پ۲۳/۷و۱۰و۱۱و۱۹ پ۲۵/۳و۴ پ۲۶/۱۳ پ۲۷/۱۶

پ۲۸/۱و۷و۱۵ پ۲۹/۲ بَصِیْرًا پ۵/۵و۱۶ پ۱۳/۴و۵ پ۱۵/۲و۳و۱۷

پ۱۶/۱۱و۱۶ پ۱۸/۷ پ۲۱/۱۸ پ۲۲/۱۶ پ۲۶/۱۱ پ۲۹/۱۹ پ۳۰/۹

بَصِیْرَةٌ۔ بینائی، سمجھ، دلیل، واضح رہے کہ بصیرت کا استعمال صرف دل کی بینائی کے متعلق ہوتا ہے

آنکھ سے دیکھنے اور نظر کرنے کے لئے نہیں ہوتا۔ بصیرت کے مختلف معانی آتے ہیں، عقل، سمجھ، عبرت، دلیل اور حجت پ ۱۳ ع ۶ پ ۲۹ ع ۱۷

فصل الضاد المعجمة

بِضَاعَةٌ ۔ پونجی، سامان تجارت، بَضْعٌ سے ماخوذ ہے، گوشت کے بڑے بڑے ٹکڑے جو کاٹ کر علیحدہ کئے جائیں انھیں "بضع" کہتے ہیں اور اسی اعتبار سے مال کی اس وافر مقدار کو جو تجارت کے لئے رکھی جائے بضاعت کہا جاتا ہے پ ۱۳ پ ۱۳

بِضَاعَتُنَا ہماری پونجی، بِضَاعَةٌ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ۔ پ ۱۳

بِضَاعَتَهُمْ ان کی پونجی۔ بِضَاعَةٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔ پ ۱۳

بِضْعَ ۔ چند، کئی، دس سے جو کم کردیا جائے "بضع" کہلاتا ہے۔ بعض کے نزدیک تین سے لیکر نو تک اور بعض کے خیال میں پانچ سے نو تک کے عدد بضع میں داخل ہیں۔ یوسف علیہ السلام کے ذکر میں جو بِضْعَ سِنِيْنَ آیا ہے اس کے متعلق اکثر مفسرین سات برس کی مدت بتاتے ہیں اور سورہ روم میں دس سال سے کم کی مدت مراد ہے پ ۱۲ ع ۱۵ پ ۲۱ ع ۴

فصل الطاء المهملة

بِطَانَةً ۔ دلی دوست، رازدار، بھیدی، استر، کپڑے کا باطنی حصہ جو جسم سے ملا ہے۔ بَطْنٌ سے مشتق ہے۔ "بطن" کا استعمال ہر شے میں "ظہر" کے خلاف ہوتا ہے۔ اوپر کی جانب کو "ظہر" اور اندر کی جانب کو "بطن" بولتے ہیں اور کپڑے کے اوپر کے حصہ کو ظِهَارَة اور اندرونی اور نیچے کے حصے کو جو جسم سے ملا ہے جیسے استر وغیرہ بِطَانَةٌ کہتے ہیں جس طرح ہم اپنی زبان میں بولتے ہیں کہ وہ تو اس کا اوڑھنا بچھونا ہے یعنی وہ اس کو نہایت ہی مرغوب و محبوب ہے، اسی طرح "بطانۃ الثوب" سے بطور استعارہ دلی دوست کے متعلق جو باطنی امور کا رازدار ہو "بطانۃ" کا لفظ استعمال ہوتا ہے پ ۴

بَطَائِنُهَا اس کے استر، بَطَائِنُ بِطَانَةٌ کی جمع مضاف ہے هَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ۔ پ ۲۷ ع ۱۳

بَطَرًا ۔ اترانا۔ مصدر ہے ۔ پ ۱۰

بَطِرَتْ ۔ اترائی۔ اکڑنے لگی (بستی) بَطَرٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ ۲۰

بَطْشَ ۔ پکڑ، گرفت، پکڑنا، سختی اور قوت کے ساتھ